الا ان اولیاء اللہ لا خوف علیہم ولا ہم یحزنون

بفضل تو فی ذی الجلال والاکرام اعانت سرکار عالی نظام خلد اللہ ملکہ کی تاریخ لاجواب المسمی

محبوب ذی المنن تذکرہ اولیاء دکن

حصہ اول

جلد سوم از

محبوب التواریخ

مؤلفہ فاضل ادیب عالم اریب مورخ محقق مولوی ابوتراب محمد عبد الجبار خانصاحب
صوفی ملکاپوری برادری حیدرآبادی صدر مدرس عربی و فارسی مدرسہ اعزہ

در مطبع حسینی واقع حیدرآباد دکن طبع

تعداد جلد ایکہزار — قیمت حصہ اول صہ حصہ دوم صہ — جملہ عہ روپیہ سکہ عثمانیہ

فہرست کتب مطبوعہ و غیر مطبوعہ مؤلفہ محمد عبد الجبار خان صاحب

کتب مطبوعہ

(۱)	محبوب الوطن تذکرہ سلاطین دکن حصہ اول دربیان سلاطین بہمنیہ	عہ حالی
(۲)	محبوب الزمن تذکرہ شعرائے دکن حصہ اول (۶۲) صفحہ	صہ حالی
(۳)	محبوب الزمن تذکرہ شعرائے دکن حصہ دوم (۶۳۶) صفحہ	صہ حالی
(۴)	محبوب ذی المنن تذکرہ اولیائے دکن حصہ اول (۶۳۶) صفحہ	صہ حالی
(۵)	محبوب ذی المنن تذکرہ اولیائے دکن حصہ دوم	صہ حالی

کتب زیر طبع

(۶) محبوب الوطن تذکرہ سلاطین دکن حصہ دوم دربیان طوائف و ملوک دکن

(۷) محبوب الوطن تذکرہ سلاطین دکن حصہ سوم دربیان سرکار عالی نظام خلد اللہ ملکہ

(۸) محبوب الخمن تذکرہ امرا و وزرائے دکن۔

(۹) محبوب نو دہن تذکرہ آثار دکن۔

المشتہر صدر الاسلام خان ولد مؤلف مدظلہ

فہرست مضامین حصہ اول محبوب فی ذی المنن تذکرہ اولیائے دکن

دکن زندہ کردم باین آرزو — کہ نامم بماند درین چارسو

ابو تراب محمد عبدالجبّار خان صوفی ملکاپوری براری
حیدرآبادی صدر مدرس عربی و فارسی مدرسہ
اعزہ مؤلف تاریخ دکن

الا ان اولیاء اللہ لا خوف علیہم ولا ہم یحزنون

بفضل خالق ذی الجلال والاکرام و اعانت سرکار عالی نظام خلد اللہ ملکہ تاریخ کتاب لاجواب المسمیٰ

محبوب ذی المنن تذکرہ اولیائے دکن

جلد سوم از

محبوب التواریخ

مولفہ فاضل ادیب عالم لبیب مورخ محقق مولوی ابوتراب محمد عبدالجبار خان صاحب

صوفی ملکاپوری براری حیدرآبادی صدر مدرس عربی و فارسی مدرسہ اعزہ

مطبع رحمانی واقع حیدرآباد دکن طبع شد

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ نَوَّرَ قُلُوْبَ الْعُرَفَاءِ بِمَعَارِفِہٖ وَشَرَحَ صُدُوْرَ الْاَوْلِیَاءِ بِحَقَائِقِہٖ۔ جَلَّ شَانُہٗ الْکِبْرِیَاءِ وَالصَّلٰوۃُ عَلٰی رَسُوْلِہٖ مُحَمَّدٍ خَاتَمِ الْمُرْسَلِیْنَ وَالْاَنْبِیَاءِ وَعَلٰی اٰلِہٖ الطَّاہِرِیْنَ الْاَتْقِیَاءِ وَعَلٰی اَصْحَابِہٖ الصَّالِحِیْنَ السُّعَدَاءِ اَجْمَعِیْنَ۔ حمد و صلوٰۃ کے بعد احقر العباد ابو تراب **محمد عبد الجبار خان صوفی** ملکاپوری براری حیدر آبادی بزرگانِ وطن و مشائخ دکن کی خدمت مین گزارش کرتا ہے کہ میری مولفہ محبوب التواریخ متعدد مجلدات پر شامل ہے۔ اور اسکی ہر ایک جلد بذاتہ مستقل ایک ایک تاریخ ہے اور ہر ایک کے مضامین جداگانہ ہین۔ بناءً علیہ مین نے ہر ایک جلد کو علٰحدہ علٰحدہ نام سے مسمیٰ کیا۔ چنانچہ یہ تذکرہ حضرات اولیائے دکن قدس سرہم کے بیان مین ہے اس کا نام **محبوب ذی المنن تذکرہ اولیائے دکن** رکھا۔ اس تذکرہ مین اُن بزرگان و مشائخ کا ذکر ہے جو دکنی المولد والمنشا والمدفن ہین یا غیر ممالک و بلاد سے یہان آئے۔ اور اہل دکن کو ہدایت و ارشاد سے

سرفراز فرمائے۔ اُنکا مدفن خواہ ملک دکن ہو یا دیگر مقام دکن۔ اور مجھے بزرگان دین
واہل یقین کے حالات جسقدر تواریخ وکتب سے معلوم ہوئے یا بزرگان سلف کے
باقیات الصالحات سے ہمدست ہوئے بہ ترتیب حروف تہجی لکھا تاکہ ناظرین و شائقین کو
مطالعہ کے وقت آسانی ہو جائے۔ اور جن بزرگون کے حالات صحیح صحیح معلوم نہین ہوئے
یا بعض بزرگون کے جانشینون نے حالات کے عطا کرنے مین اغماض کیا۔ اُن بزرگون
کے حالات سے میرا یہہ تذکرہ محروم رہا۔ دکن مین بیشمار اولیا و مشایخ گذرے ہین
ہر ایک بلدہ و قصبہ و موضع مین اُن کے مزارات و مقابر ہین۔ اسما و اعلام سے
مشہور ہین۔ اور اہل دکن کے معتقد علیہ ہین۔ معتقدین سالانہ عرس عظمت و شان
سے کرتے ہین منتین و مرادین حضرات کی ارواح مقدسات سے چاہتے ہین
مقاصد و مرادات مین کامیاب ہوتے ہین۔ بزرگان مرحوم کے کرشمے و کرامات سے
فیض پاتے ہین۔ واقع مین بزرگان دین و اولیائے عارفین کی کرامت ثابت
و محقق ہے۔ مجھے اس تذکرہ نویسی کے بدولت اکثر بزرگون سے اعانت و امداد
ہوئی ہے۔ مین اس مقام مین اعانت و امداد کی تشریح سے سکوت کرتا ہون کہ
حاسدین و منکرین مجکو تیر ملامت کا نشانہ بنائین گے۔ اور کہین گے کہ نمائش
کرتا ہے اگر کوئی منکرین سے میرے پاس آئے اور مین اُس کے سامنے ایک آدھ
اعانت و تائید کی حکایت مطابق واقع مدلل طور سے عرض کرون تو سنتے ہی منکر کو
بجز سلمنا و صدقنا کے گزیر نہوگا۔ مجھے سخت افسوس ہے کہ اکثر بزرگون کے حوال
گوشہ گمنامی مین رہ گئے اب بہی جستجو مین ہون اگر کامیابی ہوگی تو بشرط زندگی
اس تذکرہ کا ضمیمہ لکھون گا۔ انشاء اللہ تعالی ہو المستعان و علیہ التکلان۔

اور مجھے اسبات کا زیادہ افسوس ہے کہ میرے پاس ایک کتاب نادر الوجود مسمیٰ حجۃ الذاکرین مولفہ سید حسین السمرقندی البخاری خلیفہ حضرت عزیزان عالم شیخ قدس سرہ کی تھی مولف مذکور نے یہہ کتاب خاص میر شہاب الدین المخاطب غازی الدین خان فیروز جنگ بہادر اول والد غفران مآب میر قمر الدین نظام الملک فتح جنگ آصفجاہ بہادر اول کے لئے تصنیف کر کے سمرقند سے ہند مین بہیجی تہی۔ کتاب مذکور دو جلدون پر شامل ہے ایک جلد ذکر بالجہر و مسائل تصوف مین ہے اور دوسری جلد مین مولف نے آپکے خاندان کے بزرگان سلف کے حالات و ملفوظات مفصل لکہے۔ وہ کتاب موسی ندی کی طغیانی مین میرے کتبخانہ نادر الوجود کے ساتہہ نذر سیلاب و غرق آب ہوگئی۔ میرا ارادہ تہا کہ اس تذکرہ مین ایک مقدمہ غفران مآب اعلیحضرت کے بزرگان سلف کے حالات مین لکہہ کے شامل کرون۔ لیکن میری وہ آرزو جی کی جی ہی مین رہگئی۔ صرف دو چار بزرگون کے حالات مختصر کتاب مذکور سے نوٹ کر لئے تہے وہ تاریخ کے مسودات مین دستیاب ہوئے ہین تبرکاً و تیمناً مقدمہ مین گزارش کرتا ہون۔

ہندوستان کی تواریخ مین آپکے بزرگان سلف کے حالات کسی نے نہین لکہے نہ کسیکو ہمدست ہوئے یہہ میری ہی کتاب کی خوش نصیبی ہے کہ آصفیہ خاندان کے بزرگون کے حالات سے مزین ہوی۔ ذلک فضل اللہ یوتیہ من یشاء

مقدمہ

دربیان بزرگان سلف حضرت غفران مآب میر قمر الدین خان فتح جنگ نظام الملک آصفجاہ بہادر اول بانی ریاست دکن طاب ثراہ

منجملہ بزرگان سلف

حضرت عزیزان درویش شیخ قدس سرہ	جد چہارم	حضرت غفران مآب آصفجاہ اول طاب ثراہ	
حضرت عزیزان مومن شیخ قدس سرہ	جد سوم	ایضاً	ایضاً
حضرت عزیزان عالم شیخ قدس سرہ	جد دوم	ایضاً	ایضاً
حضرت شیخ الاسلام خواجہ عابد المخاطب بہ قلیچ خان بہادر	جد اول	ایضاً	ایضاً

ذکر حضرت عزیزان درویش قدس سرہ

آپ عزیزان فتح شیخ کے فرزند دلبند ہین آپکی ولادت علی آباد علاقہ سمرقند مین سنہ ۹۰۸ ہجری مین واقع ہوی. نشو و نما بھی وہان کی آب و ہوا مین ہوا. سن تمیز و شعور مین آپنے والد ماجد سے قرآن مجید ختم کرکے مختصرات رسائل دینیات و نحو و صرف وغیرہا سے فراغت حاصل کی. اور کتب درسیہ معقول و منقول سمرقند کے متعدد علما سے ختم کین. اور فضیلت کی سند پائی. پہر آپکے دل مین تصوف و تعرف کا شوق پیدا ہوا بزرگان سلف و مشائخ خلف سے تصوف و تعرف کی کتابین بہی پڑہین ریاضت و عبادت مین مشغول ہوئے. بزرگان سلف کے قدم بقدم چلنے لگے. والد ماجد و کاشغری علما سے خلافت و اجازت پائی. خلافت کی مسند پر جانشین ہوکے طالبین و شائقین کے درس و تدریس مین مصروف ہوئے. مدت العمر اسی ہدایت و ارشاد کے شغل مین رہے. آپ متوکل قانع تہے. تمام شاہان ازابکہ و خوانین بخارا و سمرقند آپکے معتقد و مرید تہے. آپکے حلقہ درس و ذکر بالجہر مین کبہی کبہی شریک ہوتے تہے. نہایت حسن ارادت و نیک عقیدت سے نذر و نیاز ہزارہا دراہم و دنانیر بہیجتے تہے. آپ جو کچہہ نذر و تحائف آتے تہے مریدین و خانقاہ کے طالبین کو دیتے تہے ذخیرہ نہین فرماتے تہے. حجۃ الذاکرین کے مولف نے لکہا کہ آپکی خانقاہ انبیا

وخانقاہ اولیا مین دوہزار سے زائد طلبہ و مرید تھے۔ انمین اکثر تہجد گزار و شب بیدار تھے۔ ذکر و شغل مین رات کا اکثر حصہ گزارتے تھے۔ اور تاشکند و یارقند و بخارا و سمرقند وغیرہ بلاد و امصار سے طلبہ آپ کی خدمت مین آکے علم و فضل سے مستفید ہوتے تھے۔ آپکے مکانات و خوانق سے شاہانہ شان نظر آتی تھی و اسباب و کتبخانہ و توشہ خانہ وغیرہ کارخانے تھے۔ ہر ایک خانقاہ مین لنگر خانہ تھا۔ روزانہ ہر ایک خانقاہ مین دو ہزار افراد سے زائد طعام کہاتے تھے۔ شاہان زمانہ بیشمار مال و زر بھیجتے تھے۔ اور جاگیر التمغا بھی تھی۔ علی آباد آپکے بزرگان سلف کو شاہان پیشین سے جاگیر التمغا ملی تھی۔ تمام آپکے بنی اعمام اُسی موضع مین سکونت پذیر تھے۔ آپ سال دو سال کے بعد بلخ و بخارا و تاشقند وغیرہ بلاد مین بغرض ہدایت و ارشاد خلائق تشریف فرما ہوتے تھے۔ آپکے ہمراہ مریدین طالبین کا مجمع دو تین سو سے زیادہ رہتا تھا۔ جہان پہنچتے تھے وہان کے حکام و غیر حکام نہایت خوشی و عظمت کے ساتھہ استقبال کرتے تھے۔ آپ کو عزت و عظمت کے ساتھہ معزز مقامات مین اُتارتے تھے۔ شہر کے تمام امرا و فقرا مرد و زن جوق جوق آتے تھے اور قدم بوس ہوتے تھے۔ توران کے سلاطین ازابکہ کے طرف سے علما و مشائخ کو عزیزان کا خطاب ملتا تھا۔ آپ کو بھی عزیزان خطاب ملا تھا آپ کے خوارق و کرشمات مشہور ہین۔ آپکے عادات سے تھا کہ سالانہ ایک روز خوان یغما فرماتے تھے۔

خوان یغما کی تحقیق

کتب لغات سے معلوم ہوا کہ خوان یغما وہ ہے کہ ترکستان بخارا بلخ و سمرقند

وغیرہ مین رواج تہا کہ امرا و بزرگان سلف اور اُن کی جانشینان خلف اقسام
اقسام کے کہانے اور طرح طرح کے لوزیات و حلوات تیار کرکے مکان کشادہ
و وسیع فرش سے آراستہ کرکے اُسپر دسترخوان بچہاکے اقسام اقسام کے کہانے
چُن دیتے تہے اور ترکان و ترکمان کو بذریعۂ منادی بلاتے تہے کہ آؤ خوان یغما ہے
ببرید و بخورید۔ ندا کے سنتے ہی غربائے ترک و فقرائے ترکمان شہر کے اطراف و اکناف
سے جوق جوق یغمائی آتے اور کہانے مع طبق اُٹہاکے لیجاتے کوئی مزاحم
و مانع نہین ہوتا تہا۔ مہمانخانہ مین دسترخوان پر ایک چیز بہی نہین چہوڑتے تہے
بلکہ فرش بہی لیجاتے تہے۔ صاحب خانہ ترکمان یغمائی کو دیکہتے تہے اور اُچہلنے کودنے
اور اُچکنے کی کیفیت دیکہہ کے محظوظ ہوتے تہے۔ تحفۃ الذاکرین کی تحریر سے معلوم
ہوتا ہے کہ خوان یغما باعتبار طعام و دیگر اشیا دو قسم ہوتا تہا۔ ایک خوان
یغمائے عام دوسرا خوان یغمائے خاص۔ خوان یغمائے عام وہ ہے جو اہل لغات
نے لکہا۔ اور خوان یغمائے خاص وہ ہے کہ علاوہ طعام اثاث البیت تمام خوان
یغما مین شریک کرتے تہے۔ مگر کتب کو مستثنیٰ کرلیتے تہے۔ آپ یعنے حضرت
عزیزان درویش شیخ صاحب ترجمہ خوان یغمائے خاص کرتے تہے۔ آپنے
رحلت کے سال مین مُلّا نوروز و مُلّا فیروز مریدان خاص سے فرمایا۔ اے بچگان من
میخواہم کہ امروز خوان یغمائے خاص کنم۔ مریدان عرض کردند ہرچہ ارشاد بالراس والعین
بجا آریم الخ۔ پس آپنے اُسی روز ماحضر طعام و اثاث البیت تمام مکان کے
صحن و دالان مین چنوادیا۔ مریدین سے کہا جاؤ ترکمان یغمائی کو بلاؤ۔ ملا نوروز
و مُلّا فیروز مکان سے نکل آئے اور ترکمان یغمائی کو ندا کی کہ خانقاہ عزیزان سے

ما حضر طعام و اسباب تمام لیجاؤ اس ندا کے سنتے ہی ہر ایک کوچہ و بازار و در و دیوار سے یغمائی جوق جوق آئے اور ما حضر طعام و اسباب تمام لیجانے لگے۔ آپ و مریدین ایک بلند چبوترے پر بیٹھہ کے ملاحظہ کرتے رہے۔ لوٹ مار کی کیفیت دیکھہ کے مسکراتے تہے اور مریدین سے فرماتے تہے۔ بہ بینید چگونہ می برند و می ربایند ترکان قوی البدن تہمتن تن عجیب کیفیت سے لیجاتے تہے۔ دونون کہاندون پر بوجہہ اٹہاتے تہے۔ اور ایک آدھ چیز منہ مین پکڑ کے لیجاتے تہے۔ آپ یہہ عجیب کیفیت دیکھہ کے فرماتے تہے۔ ملا فیروز فلان چقدر می برد و فلان چگونہ می دود۔ اور ہنستے تہے۔ ساعت دو ساعت مین ترکان یغمائی مکان کو صاف و پاک کر دیتے تہے ایک چیز بہی باقی نہین چہوڑتے تہے۔ آپ خوان یغمائی سے فارغ ہو کے خانقاہ مین رونق افزا ہوتے تہے اور طلبہ کے درس و تدریس مین مصروف۔ شاہان و امیران ازابکہ و خوانین بخارا یہہ کیفیت سنکے حضرت کی خدمت مین بیشمار سامان فرش و ظروف و غلہ جات وغیرہا با یحتاج بہیجدیتے تہے۔ آپ تمام غلہ وغیرہ مریدین و متعلقین پر تقسیم کر دیتے تہے۔

توران و ترکستان و بخارا و بلخ و سمرقند وغیرہا کے عام و خاص سلاطین و امرا آپکے کشف و کرامات و خرق عادات کے معتقد و معترف تہے۔ چنانچہ حجۃ الذاکرین کے مولف نے لکہا کہ ایکروز آپکے معتقدین سے دو بزرگ ایک ملا خرم و دیگر ملا خورشاہ آپکے پاس آئے۔ اور باہم دونون نے یہہ خیال کیا کہ حضرت سے ہر ایک دو سو روپئے کی درخواست کرینگے۔ امید ہے کہ حضرت ہم کو عنایت فرمائینگے پس ملا خرم نے اپنے ہمراہی سے کہا اگر حضرت مجہے عطا فرمائینگے تو مین سو روپئے

لڑکی کے عقد میں صرف کرون گا اور پچاس روپئے قرض خواہ کو دون گا۔ اور باقی پچاس روپئے عیال واطفال کے خوراک واشیا میں صرف ہون گے اور ملا خورشاہ نے کہا مین بھی سو روپئے قرض خواہ کو دونگا اور باقی سو روپئے قرض خواہ کو دونگا اور باقی سو روپئے اپنے احتیاج مین خرچ کرونگا۔ غرض دونون بزرگ حضرت کی خدمت مین پہنچے قدم بوس ہوے ابھی درخواست پیش نہین کی تھی کہ حضرت نے ملا نوروز سے فرمایا کہ ملا فلان حجرے کے طاق مین جو تھیلی رکھی ہوی ہے لاؤ۔ ملا حسب الحکم گیا اور تھیلی لائی۔ آپنے دونون ملاؤن کو دیا اور فرمایا ضروریات مذکورہ مین صرف کیجئے دونون بزرگ آپکے قدمون پہ گر پڑے اور قدمبوس ہوے اسیطرح خوانین بلخ سے ایک آپکے کشف وکرامات کی شہرت سنکے مع مصاحبین مقربین آپکی خدمت مین رات کے وقت آیا اور دلمین ارادہ کیا کہ آج کی رات حضرت کے پاس حلوائے لوزینہ کہامین گے دیکہین حضرت اگر واقف مافی الضمیر ہین تو ضرور بدون طلب مجھے عنایت کرینگے واقع مین آپ صاحب ال کامل تھے۔ آپنے خان کے آنے سے قبل ہی مریدون سے ارشاد فرمایا کہ خان بلخ زیارت کے لئے آنیوالا ہے۔ اسکی مہمانی کے لئے ماحضر ولوزینہ تیار کرنا چاہیے۔ تاکہ مہمان عزیز کی مدارات کی جائے۔ حسب الحکم مریدین نے تیار کرلیا وقت مقررہ پر خان بلخ آیا۔ حضرت کی ملازمت و قدمبوسی سے مشرف ہوا۔ آپنے دعاء خیر اور ہدایت وارشاد سے سرفراز فرمایا۔ تہوڑی دیر کے بعد دسترخوان چنا گیا۔ اور نان وقلیہ کے ساتھہ لوزینہ بھی کہا گیا۔ خان لوزینہ کو دیکھہ کے دلمین پشیمان ہوا اور حضرت سے اپنے ارتکاب کی معافی چاہی

حضرت نے فرمایا ایسا خیال نہین کرنا چاہیے۔ حسن ظن رکھنا چاہیے۔ اسیطرح بعض طلبہ آپکے پاس اس غرض سے گئے کہ چند مسائل مشکلہ پیش کرینگے۔ دیکھین آپ کیا جواب دیتے ہین۔ جب طلبہ آپکے پاس آئے۔ آپ اُن کے مافی الضمیر سے واقف ہوگئے۔ اُنہین مسائل کی تشریح فرمانے لگے۔ تمام طلبہ اپنی شوخی و دلیری سے نادم ہوئے قدمون پر گر پڑے اور معافی چاہنے لگے۔

عبداللہ خان ازبک کے والد نے آپ سے پوچھا کہ بلخ و بدخشان پر کامیابی و فیروزی ہوگی یا نہین۔ آپنے فرمایا انشاء اللہ تعالی ہوگی۔ عرض کیا حضرت میری فوج قلیل ہے۔ اور مخالفین کی فوج کثیر ہے۔ فرمایا مضائقہ نہین اللہ جل شانہ فیروزمند کریگا۔ پس ازبک نے حاکم بلخ و بخارا پر حملہ کیا باہم جنگ جدل و قتل کا بازار گرم ہوا تھوڑی دیر کے بعد مخالف کی سپاہ فرار ہوگئی۔ اور ازبک فتحیاب ہوا۔ فتح کے بعد آپکی خدمت مین آیا دراہم و دنانیر نذر گذرانا۔ آپنے نذر کو قبول فرماکے مساکین و فقراے خانقاہ کو تقسیم کردیا گھر مین ایک درہم بھی نہین رکھا۔ مریدین اور آپکے ملازمین آپکی زربخشی سے بہت خوش ہوئے۔

عزیزان عالم شیخ نے (جو آپکے فرزند زادے ہین) اپنی مولفہ روضات الجنات مین لکھا کہ میرے جد بزرگوار عزیزان درویش شیخ قدس سرہ عارف کامل و صاحبدل تھے۔ اکثر اوقات صائم الدہر و قائم اللیل رہتے تھے۔ آپ رات دن کا بڑا حصہ عبادت و ریاضت مین بسر کرتے تھے۔ آپکی مجلس مین قال اللہ و قال الرسول کا تذکرہ رہتا تھا۔ آپکے خلفا و مریدین بھی آپکے قدم بقدم چلتے تھے۔ تمام صاف باطن و صاحبدل ہوتے تھے۔ آپکے خانقاہ مین آخر شب ذکر بالجہر ہوتا تھا۔ حلقۂ ذکر مین

علاوہ خلفا و مریدین برایا و رعایا سے اکثر شائقین عام و خاص شریک ہوتے تھے
تذکرہ کی برکت سے شائقین کے قلوب پر عجیب و غریب اثر ہوتا تھا حالت ذکر میں
تمام رجوع الی اللہ ہوتے تھے۔ اور ماسوی اللہ کی پروا نہیں کرتے تھے۔ آخر شب
سے تا وقت نماز صبح ذکر کا سلسلہ جاری رہتا تھا۔ اذان و تکبیر کے بعد موقوف
ہوتا تھا۔ خانقاہ میں نماز جماعت کے ساتھ ادا فرماتے تھے۔ آپ نماز میں امام
ہوتے تھے۔ نماز سے فارغ ہونے کے بعد تا وقت اشراق ورد و وظائف و تلاوت
قرآن میں مشغول ہوتے تھے۔ وظائف سے فارغ ہو کے کافی و چاہ کا دور چلتا تھا۔
اسی دور کے سلسلہ میں حدیث و تصوف کے درس میں مصروف ہوتے تھے۔ طلبہ
و مریدین آپکی تقریر و تدریس سے مستفید ہوتے تھے۔ حدیث و تصوف کے نکات
غریبہ و اسرار لطیفہ بیان فرماتے تھے سامعین و طالبین کو لطف و مزہ حاصل ہوتا تھا
تا بمرگ آپ اسیطرح اوقات کے پابند رہے۔ انتہیٰ کلامہ۔
آپ حلیم الطبع و سلیم الوضع تھے۔ طلبہ و مریدین سے جب کبھی خطا سرزد ہوتی
تو معاف فرماتے تھے۔ ایکروز خادم کے ہاتھ سے وضو کراتے وقت آفتابہ پانی
سے بھرا ہوا گر پڑا۔ آپکے دست مبارک پر آفتابہ کی ضرب آئی اور پانی مستعمل
و غیر مستعمل آپکے لباس پر پہنچا۔ آپ خاموش ہو گئے۔ خادم پر ذرہ برابر قہر و غضب
نہیں فرمایا۔ بلکہ نرمی و ملاطفت سے فرمایا اے بابا آہستگی سے کام کرنا چاہیے
مضائقہ نہیں۔ خادم بید کی طرح کانپنے لگا۔ آپنے اسکی تسلی فرمائی۔ دیکھو بزرگان سلف
کی کیا شان تھی کہ غصہ و غضب کو موقع نہیں دیتے تھے کہ آپکے پاکیزہ دل پر گذرے
ہم کو بزرگان سلف کی پیروی کرنا چاہیے۔ اُن کے ہمقدم ہونا چاہیے۔ فی زماننا

اگر اسطرح کسی خادم سے مالک کی خدمت مین ایسی خطا سرزد ہو جائے تو سزائے واجب یکر خدمت سے علیحدہ کرے۔ بزرگان سلف کے زمانے اور ہمارے زمانے مین بمصداق ببین تفاوت رہ از کجاست تا بکجا۔

آخر آپنے سنہ ۹۲۰ ہجری مین اس دار فانی سے بملک جاودانی رحلت کی۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ خانقاہ انبیا کے باغ مین جو علی آباد سمرقند مین ہے دفن ہوئے۔ بروز سوم فاتحہ کے بعد بموجب وصیت مرحوم حضرت عزیزان مومن شیخ قدس سرہ بجائے پدر بزرگوار مسند نشین ہوئے بزرگان سلف کی طرح خلائق کی ہدایت وارشاد مین مصروف ہوئے۔ آپکی شان بھی مرحوم سے کم نہ تھی۔ علم وفضل۔ تعرف وتصوف مین والد مرحوم کے ہمقدم تھے

حضرت عزیزان مومن شیخ صدیقی قدس سرہ

حجۃ الذاکرین کے مولفنے لکھا کہ آپ عزیزان درویش شیخ قدس سرہ کے فرزند سعادتمند وخلیفہ ہین۔ آپ کی ولادت علی آباد علاقہ سمرقند مین ہوئی۔ والد ماجد واعزہ واہل بیت آپکی ولادت سے بہت خوش ہوئے والد ماجد آپ کو زنگی اتا عرف مومن اتا جو اُسوقت مشاہیر اولیا سے تھے اُن کے پاس لے گئے۔ اور عرض کیا کہ حضرت اس مولود مسعود کے لئے دعائے خیر فرمائے اور اسکا نام رکہئے۔ آپنے فرمایا۔ این بچہ مست با نام من مسمی کنید آپکے والد ماجد حضرت کے کلام میمنت انجام سے بہت خوش ہوئے۔ اور آپکو باسم مومن مسمی کیا۔ آپ نشو نما کے گہوارہ اور علی آباد وسمرقند کی آب وہوا مین بہت

پاتے رہے۔ نونہال کی طرح بڑہنے لگے۔ آپنے جب ہفت سال عمر کے میدان مین قدم رکہا اُسوقت پڑہنا شروع فرمایا۔ والد کی حسن توجہ سے دو سال کی مدت مین ختم قرآن و مختصرات فقہ و حدیث سے فارغ ہوئے فارغ ہونے کے بعد سمرقند کے مدارس مین شریک ہوئے علما و فضلا کی خدمت مین کتب معقول و منقول تمام کیں تحصیل علم سے فارغ ہو کے تصوف و تعرف کے طرف مائل ہوے۔ تصوف و تعرف مین ایسے غرق ہوے کہ خودی سے بیخود ہو گئے۔ والد ماجد آپکے آثار و اطوار دیکھہ کے فرماتے تہے کہ میرا یہ نور دیدہ ولی کامل ہوگا۔ واقعی آپ ہونہار تہے۔ تہوڑی ہی مدت مین ریاضت شاقہ کی بدولت درجہ ولایت کو پہنچے۔ ولی کامل و عارف واصل ہوئے۔ والد ماجد کے مرید و خلیفہ ہوے ہدایت و ارشاد کے بازار کو گرم کیا۔ آپ بزرگان عصر و معاصرین سے بہ حسن سلوک فرماتے تہے۔ آپکی خوانق مین دس بجے رات تک مریدین کا مجمع ذکر بالجہر مین مشغول رہتا تہا۔ آپکے مریدین ذاکر و شاغل تہے اکثر علم و فضل کے زیور سے آراستہ تہے۔ والد ماجد کی رحلت کے بعد مسند خلافت پر متمکن ہوئے بزرگان سلف کی طرح صفات پسندیدہ مین معروف اور بمصداق الولد سر لابیہ والد ماجد کے قدم بقدم و مکارم اخلاق و محاسن اعمال سے موصوف تہے۔ آپکے اخلاق سے تہا کہ واردین غربا کے ساتہہ حسن سلوک فرماتے تہے خانقاہ انبیا مین اعزاز سے رکہتے تہے۔ اہل محلہ و ہمسایہ کے ساتہہ بہی ہمدردی کرتے تہے۔ دلداری و مدارات مین کوتاہی جائز نہین رکہتے تہے۔ مریدین و ملازمین سے اگر سہوًا خطا واقع ہو جائے تو معاف کرتے تہے۔ قہر و غضب نہین فرماتے تہے۔ جمعہ کی نماز کے بعد بیمارون کی عیادت و یتامی و بیواؤن کی اعانت کرتے تہے آپکی عادت مستمرہ تہی کہ جنازہ کے ساتہہ جانا نماز جنازہ مین شریک ہونا لازم جانتے

تھے - اور حاجتمندون کی حاجت روائی اور فقرا کی دستگیری فرماتے تھے - آپکی مجلس مین قال اللہ وقال الرسول کا تذکرہ ہوتا تھا - کوئی فرد کسیکی غیبت و شکایت نہین کرتا تھا - آپکو جھوٹی باتون اور بیہودہ کلام سے زیادہ نفرت تھی - راستبازی وایفائے وعدہ و امانت داری و بردباری و نرمی گفتار مین مشہور تھے - مدۃ العمر آپکی زبان پاک سے بیہودہ کلام نہین نکلا - آپکا کلام نصائح و پند مین جامع ہوتا تھا آپکی ذات من ینفع الناس کا مصداق تھی - ہرایک امیر و فقیر آپکے چشمۂ فیض سے سیراب ہوتا تھا آپ معتقدین و مریدین کے خیرخواہ تھے - آپکے حلقۂ ارادت مین دو ڈہائی ہزار مرید تھے - اکثر خانقاہ مین سکونت پذیر تھے - اگرچہ آپکو بیعت لینے کی ضرورت نہ تھی - لیکن بمقتضائے حال بیعت لیتے تھے - مریدین بیشمار صبح و شام آپکے آستانۂ مبارک پر صف بصف دست بستہ کھڑے رہتے تھے - بخارا و سمرقند و بلخ و بارقند و غیرہ بلاد و امصار کے خوانین و تراکمہ وازبکہ آپ سے حسن عقیدت رکھتے تھے - اکثر اوقات دور دیار سے قدم بوسی کے لئے آتے تھے - اور آپکے فیضان خدمت سے مشرف ہوتے تھے - آپ فقرا و امرا کے ساتھہ حسن توجہ فرماتے تھے - تمام کو مساوات کے درجہ مین رکھتے تھے - آپکے خانقاہ مین امیر فقیر مین امتیاز نہ تھا - آپکے خوان النعمت پر غنی و فقیر باہم ہم نوالہ و ہم پیالہ ہوتے تھے - آپ ہرایک کے ساتھہ نہایت لطف و مرحمت سے کلام فرماتے تھے - اور بزرگان سلف و خلف کو نیکی و خوبی کے ساتھہ یاد کرتے تھے - آپنے مدۃ العمر کسی پر قہر و غضب نہین فرمایا - نہ کسی کی خطا و تقصیر پر درہم برہم ہوئے - صاحب خطا کو نصیحۃً فرماتے تھے - بابا ایسا نہین کرنا چاہیئے خادمین و مریدین آپکے فرمانے سے آگاہ ہوجاتے تھے اور ندامت و پشیمانی سے

قدمون پر سر رکھدیتے تھے - آیندہ احتیاط کرتے کہ خطا سرزد ہونے پائے ۔

آپ کی خرق عادت و کرامت کا ذکر

ایک وقت خان بخارا نے آپ سے التجا کی کہ فی الحال حاکم سے مقابلہ ہونیوالا ہے۔ امیدوار ہون کہ حضرت میرے لئے دعائے خیر فرمائین تاکہ مخالف پر فیروزی کامیابی حاصل ہوجائے۔ آپنے دعائے خیر کی اور ایک قبضہ شمشیر عطا فرمایا۔ پس مخالف پر حملہ آور ہوا۔ باوجود قلت سپاہ دشمن پر فتحیاب ہوا۔ کامیابی کے بعد آپکی خدمت مین آیا نہایت نیازمندی سے قدمبوس ہوا۔ چند تومان زر نقد نذر کیا - اور دیگر تحائف قسم پوستین وغیرہ کے چند طاقے اہوت و دیگر لباس و قالین پشمین وغیرہ بہیجے۔ آپنے تحائف و نذرانہ قبول فرمایا۔ کل تحائف و نذرانہ اُسیوقت مریدین وملازمین پر تقسیم کردیا - اور بقدر ضرورت متعلقین کو بہی عطا کیا آپکا یہی دستور تہا جو کچہہ تحائف و نذرانے امرا خوانین کے پاس سے آتے تہے خانقاہ کے طلبہ و ملازمین کو تقسیم کردیتے تہے۔ دنیاداروں کی طرح ذخیرہ نہین فرماتے تہے ۔

نقل ہے کہ ایکوقت بخارا وغیرہ بلاد مین موسم بارش مین روزانہ ابر آتا تہا۔ ساتہہ ہی ابر کے ہوا بہی زور شور کے ساتہہ آتی تہی۔ ہوا کے ساتہہ ہی ابر نکلجاتا تہا۔ مینہ نہین برستا تہا۔ انسان و حیوانات پانی کے لئے ترستے تہے۔ تمام آسمان کی طرف دیکہتے تہے۔ پانی کی تمنا مین آنکہون سے آنسوؤن کے سیلاب بہاتے تہے۔ لیکن کچہہ نتیجہ نہین ہوتا تہا۔ آخر تمام مریدین و اہل بلاد نے آپکی خدمت مین عرض کیا کہ حضرت بنی آدم و حیوان لا یعلم تمام ہلاک و تلف ہورہے ہین۔ آپ

دعا کیجئے کہ خدائے تعالی باران رحمت برسائے۔ آپ بروز جمعہ مع جملہ مریدین واہل شہر استسقا کے لئے شہر سے باہر میدان صحرا میں گئے وہان جماعت سے نماز جمعہ ادا کی۔ نماز سے فارغ ہو کے نہایت عاجزی وانکساری سے جناب باری میں التجا کی اور اپنے گناہون کی مغفرت چاہی۔ ارحم الرحم الراحمین۔ آپ امام تھے تمام حاضرین مقتدی۔ آپ ارحم ارحم الراحمین فرماتے تھے اور مقتدین آمین آمین کہتے تھے دیر تک تکرار فرماتے رہے۔ اُسیوقت آسمان پر ابر آیا۔ مینہ برسنا شروع ہوا۔ ایسا برسا کہ تمام شہر و گہر تک پہنچنا مشکل ہوا۔ تمام ملک آپکی دعا کی برکت سے سیراب وشاداب ہوگیا۔ تمام اہل ممالک آپکی کرامت وخرق عادت کے معترف ہوئے

آپ صاحب الکشف تھے۔ حاضرین کے مافی الضمیر سے واقف ہوتے تھے۔ جو کچھہ غیر کے دلمین ہوتا تہا سمجھہ جاتے تھے۔ چند تراکمہ امتحانًا موسم گرما مین گئے اور اپنے دلمین ٹہان لیا کہ آج حضرت سے شہبت برف آلود طلب کرینگے جب آپکے پاس پہنچے آپنے اُسیوقت شربت نیلوفر منگوایا اور زمین کے تہ خانے سے برف منگوا کے شربت مین شامل کیا۔ اور مہمانون کے سامنے رکھدیا۔ مہمانون نے نوش کیا۔ اور حضرت کے قدمون پر گر پڑے۔ آپنے فرمایا۔ اے بچگان من فقرا کی نسبت ایسی گستاخی نہین کرنی چاہئے۔ تمام معافی کے خواہان ہوئے۔

نقل ہے کہ عید الفطر کے روز ایک مرید نے عرض کیا کہ حضرت سمرقند کا بادشاہ شہر کے فلان بزرگ کے پاس زیارت کے لئے آتا ہے۔ مگر آپکے پاس نہین آتا آپنے فرمایا۔ کیا بلاؤن؟ مرید خاموش ہوا۔ آپنے اُسیوقت ایک پرچہ کاغذ پر

دو ایک حرف لکھے اور اُسپر ہاتھہ رکھا۔ یکایک چوبدار و نقیب خانقاہ مین آئے کہ خان حضرت کی قدمبوسی کے لئے آتا ہے۔ تمام مریدین گھبرائے کہ حضرت بے سروسامانی کا وقت ہے۔ بادشاہ کی کچھہ تواضع و مدارات نہوگی پھر آپنے فرمایا کیا آنا موقوف کرون؟ اسیوقت کتبہ کو مٹایا۔ اور ہاتھہ ہٹا لیا۔ ہاتھہ کے ہٹاتے ہی چوبدار آیا اور عرض کیا کہ بادشاہ نے گرمی کی وجہ سے آج کا آنا موقوف فرمایا تمام آپکی کرامت کے قائل ہوئے۔

آپکے تمام بزرگان سلف نقشبندیہ طریقہ کے پیرو تھے۔ آپ بھی اسلاف کے قدم بقدم تھے۔ آپ کو اگرچہ دیگر طریقون مین مرید کرنے کی اجازت تھی۔ لیکن آپ اکثر نقشبندیہ طریق مین مرید کرتے تھے۔ آپ فرماتے تھے کہ بظاہر ہر گلے را رنگ و بوئے دیگر ست لیکن واقع مین تمام کا مرجع وہی ایک نقطہ ہے۔ کسی طریقہ کی اہانت نہین فرماتے تھے ہر طریقہ کے پیرو مرید کی تعریف و تحسین کرتے تھے۔ ماشاء اللہ کیا بزرگان سلف تھے کیا اُن کی شان بعظمت تھی۔ بجز اپنی ذات کے کسیکو برا نہین جانتے تھے۔ خود پسندی و غرور سے مبرا ہوتے تھے۔ حسد و کینہ سے معرا۔ ہم نے زمانہ مشایخ کرام کو بزرگان سلف کے خلاف دیکھتے ہین۔ کہ باہم ایک دوسرے پر لعن طعن کرتا ہے۔ باوجود عجز و حدت الوجود دعویٰ کرتا ہے۔ ہم کو بزرگان سلف کے افعال و اعمال سے عبرۃً سبق لینا چاہئے خداوندا ہم سب کو نیک ہدایت کر۔ اور راہ راست پر لا۔ آمین ثم آمین

آپ بزرگان سلف کی طرح جامع الفضائل والکمالات تھے۔ خوروئی خطاب عزیزان عالم سے مخاطب۔ روزانہ طلبہ کو حدیث و تفسیر و فقہ کی کتب پڑھاتے تھے اور تصوف و تعریف کے رسائل بھی آپکی تدریس مین تھے۔ اس شغل مین مدۃ العمر رہے

ہمیشہ دنیوی مال وحشمت سے متنفر رہتے تھے دنیوی وجاہت کو کبھی وقعت سے نہین دیکھا۔ ملک قناعت مین حکمرانی کرتے تھے۔ موروثی طریقہ پر آپ بزرگان سلف کی طرح سال مین دو مرتبہ خوان یغمائے خاص فرماتے تھے۔ اور خوان یغمائے عام اکثر کرتے تھے۔ قناعت پسند تھے۔ دنیا و مافیہا سے نفرت فرماتے تھے دنیا کی تزک وشان کو لاشے محض جانتے تھے۔ خوانین وزرا کمہ کے خدمات مین نہین جاتے تھے۔ قطب کی طرح خانقاہ ابنیا مین جمے ہوے رہتے تھے۔ خوانین بخارا وسمرقند وغیرہ آپکی خدمت مین بیشمار تحائف ونذرین بھیجتے تھے۔ آپ تحائف ونذرین قبول کرکے مریدین وطلبہ کو تقسیم کردیتے تھے۔ جمع کرکے ذخیرہ نہین رکھتے تھے۔ آپکی خانقاہ مریدین وطالبین سے آباد تھی۔ تمام مریدین رات کے آخر وقت ذکر بالجہر کرتے تھے۔ شہر کے سامعین سننے سے نہایت خوش ہوتے تھے آپ صوم وصلوۃ کے پابند تھے۔ ہمیشہ خانقاہ مین جماعت سے نماز ادا کرتے تھے مدۃ العمر کبھی بدون جماعت نہین پڑہے۔ دارین کے معاملات مین ثابت قدم وراسخ دم تھے۔ اعزہ واقارب کے ساتھہ حسن سلوک رکھتے تھے۔ کبھی اعزہ کو رنجیدہ دل وکشیدہ خاطر نہین فرمایا۔ تمام آپ سے مانوس تھے۔ طلبہ ومریدین کو بھی آپ اعزہ کی طرح سمجھتے تھے۔ غربا پرور وبندہ نواز تھے۔ خانقاہ مین جو مسافر فروکش ہوتے تھے۔ خود اُن کی خدمت کرتے تھے۔ اور اُن کے خوراک وپوشاک کی خبر گیری فرماتے تھے۔ آپ بھی والد ماجد کی طرح سمرقند سے سال دو سال کے بعد برآمد ہوتے تھے۔ بخارا وبلخ وغیرہ ممالک مین دورہ فرماتے تھے۔ جس شہر وقصبہ مین فروکش ہوتے تھے وہان کے باشندے ومعززین مع حکام اعزاز واکرام کے ساتھہ

استقبال کرتے تھے۔ آپکو نہایت تعظیم وتکریم سے معزز مکان مین اتارتے تھے۔ اور آپکی خدمت ومدارات کو باعث حسنات وثواب جانتے تھے۔ آپ معززین وممتاز ارین سے انکساری ومحبت سے ملتے تھے۔ جوق جوق تراکمہ وخوانین آپکے دائرہ بیعت مین شامل ہوتے تھے۔ آپکے معتقدین باوجودیکہ طریقت مین قدم رکھتے تھے لیکن شرع کے احاطہ سے قدم باہر نہین رکھتے تھے۔ صوم وصلوہ کی پابندی لازم سمجھتے تھے۔ آپ مریدین سے فرماتے تھے کہ اطیعوا اللہ واطیعوا الرسول واولی الامر کے مضمون پر ثابت قدم رہنا چاہئے۔ کبھی شریعت کے طریقہ سے تجاوز نہین کرنا چاہئے۔ مریدین آپکے حکم وارشاد کی تعمیل کرتے تھے بلخ وبخارا وسمرقند وغیرہ بلاد مین آپکی شمع ہدایت سے اکثر چراغ روشن ہوئے ہین۔ عجب نہین کہ ابتک علی آباد سمرقند مین آپکی خاندان کے مشیخت کا چراغ روشن ہوگا۔ خانقاہ انبیا و خانقاہ اولیا کے آثار قدیمہ باقی ہون گے۔ مجھے بجز تحجہ الذاکرین کوئی کتاب اس طرف کے بزرگان سلف کی نہین ملی۔ لہذا یقیناً نہین کہہ سکتا کہ ہے یا نہین۔

آخر آپ ۵۸۱ ہجری مین اس دار فانی سے فردوس برین روانہ ہوئے انا للہ وانا الیہ راجعون علی آباد مین خانقاہ انبیا کے مقبرہ مین بزرگان سلف کے قرب مین مدفون ہوئے یزار ویتبرک۔

حضرت عزیزان عالم شیخ صدیقی قدس سرہ

تحجہ الذاکرین کے مولف نے لکھا کہ آپ عزیزان مومن شیخ کے فرزند دلبند ہین۔ آپکا مولد ومنشا علی آباد علاقہ سمرقند ہے۔ آپکی ولادت کے روز عزیزان مومن شیخ نے

ایک مجلس آراستہ کی۔ تمام سمرقند و علی آباد کے علما و فقرائے اہل اللہ مجلس مین شریک ہوئے۔ مولود مسعود کی مبارکباد دیتے تھے۔ اس سرور و خوشی کے جلسہ مین حضرت مومن شیخ نے فرزند سعید کے نام رکھنے کی درخواست کی تمام کی رائے سے عالم شیخ نام رکھا گیا۔ والد ماجد آپکی تربیت و پرورش مین متوجہ ہوئے۔ جب آپ چار سالہ ہوئے اُسوقت تسمیہ خوانی کی رسم ادا ہوئی۔ آپ زمانہ طفلگی ہی سے ہونہار معلوم ہوتے تھے۔ نہایت ذکی و فہیم تھے۔ والد ماجد نے تعلیم شروع کی دوازدہ سالہ عمر تک والد ماجد ہی کی خدمت مین تعلیم پاتے رہے۔ قرآن شریف و مختصرات کتب درسیہ سے فارغ ہوئے خود اپنی تالیف روضات الجنات مین لکھتے ہین کہ مجھے تحصیل علم و تکمیل فنون کا بیحد شوق تھا۔ جب اجازت والد ماجد ولا سمرقند مین آیا اور وہان سکونت اختیار کی علمائے سمرقند سے ایک مدت تک تحصیل مین مصروف رہا۔ پھر سمرقند سے ہرات و کابل مین آیا۔ ملا صادق محشی شرح ملا کی خدمت مین چند مدت رہا۔ پھر چند روز کابل مین بسر کیا۔ طالبانہ زندگی بسر کرتا تھا۔ دنیوی تعلقات سے علیحدہ رہتا تھا اُسوقت کابل مین میرزا کامران حکومت کی مسند پر جلوہ افروز تھے۔ اور تالیف مذکور مین لکھا کہ مین طالب علمی کے عہد مین قانع و صابر تھا دنیا و مافیہا سے تعلق نہین رکھتا تھا ایکروز میرزا نے میرے لئے ایک تھیلی سکہ رائجہ سے بھری ہوئی بھیجی۔ ملازم میرے پاس لایا۔ کہا بھیجے کہ میرزا نے آپکے لئے بھیجا ہے۔ آپ لکھتے ہین کہ مین اُسوقت مطالعہ کتب مین مشغول تھا۔ مین نے اُسکے طرف التفات نہین کی۔ بیتوجہی سے کہا کہ کمرے کے فلان طاق مین رکھدے۔ ملازم نے میرے اشارہ کے موافق طاق مین رکھدیا۔ مین نے کبھی اُس تھیلی کو نہین دیکھا۔ نہ یہ جانا کہ تھیلی مین کیا ہے۔ کسقدر ہے

مدت تک وہین پڑی رہی۔ اتفاقاً میرے پاس ناگہنہ سے ایک افغان محتاج آیا کہا اے شیخ مین محتاج ہون مجھے کچھہ دیجئے۔ اُسوقت مجکو یاد آیا کہ کمرہ کے طاق مین ایک تہیلی میرزا کی بہیجی ہوی رکہی ہوی تہی۔ مین نے افغان سے کہا کہ دیکھو فلان طاق مین ایک تہیلی ہے لیجاؤ۔ افغان گیا۔ اور تہیلی لایا میرے سامنے رکھا۔ مین نے اُس سے کہا لیجاؤ۔ افغان نے تہیلی کہولی اُسمین سو روپیہ اُجہ نکلے۔ اُسوقت مین نے تہیلی دیکھی۔ اور محفوظ رقم کی تعداد معلوم کی۔ افغان نہایت خوش خرم ہوا۔ انتہی کلامہ حجۃ الذاکرین سے معلوم ہوا کہ آپ ہرات کابل سے بغرض تکمیل تحصیل بخارا تشریف فرما ہوئے۔ چند مدت بخارا کے علما کی خدمت مین مستفید ہوکے فاضل کامل ہوئے۔ بادشاہ کے جانب سے عزیزان خطاب ملا۔ پہر آپ علم تصوف تعرف کے طرف متوجہ ہوئے۔ ارباب حقائق و معارف کی خدمت مین فیضیاب ہوئے۔ بزرگان کامل مرشدان واصل کی توجہ سے درجہ کمال کو پہنچے۔ پہر آپ بخارا سے وطن مالوفہ آئے۔ درس و تدریس ہدایت و ارشاد خلائق مین مصروف ہوئے۔ خانقاہ انبیا مین درس فرماتے تہے صبح ورد و ظائف سے فارغ ہوکے اولاً کتب درسیہ طلبہ کو لصف نہار تک پڑہاتے تہے نماز ظہر کے بعد شائقین کو تصوف و تعرف کے مسائل و نکات سکہلاتے تہے فصوص الحکم و فتوحات مکیہ و معارف اعرف المعارف وغیرہ رسائل تصوف آپ کے حلقہ درس مین ہوتی تہین۔ آپ حدت الوجود کے مسائل نہایت فصاحت کے ساتہہ بیان فرماتے تہے۔ شائقین و مریدین سنکے محظوظ ہوتے تہے بعض پر آپکی تقریر کا وہ اثر ہوتا تہا کہ حالت وجد مین مست و بیخود ہوجاتا تہا۔ آپکی مجلس درس نہایت ادب و عظمت کے ساتہہ ہوتی تہی تمام شائقین عالم سکوت مین آپکے طرف متوجہ رہتے تہے۔ ہر ایک کے دلمین

آپکی تقریر کا فوٹو کھینچ جاتا تھا۔ مجلس مین کوئی دنیا و مافیہا کے متعلق ذکر نہین کرتا تھا مجلس کی شان نور علی نور رہتی۔ مجلس کے صدر نشین آپ گویا چودھوین رات کے چاند تھے۔ شائقین آپکے اطراف مین گویا نجوم باہرہ تھے۔

آپ مثنوی شریف کے مطالب بہی شرح و بسط کے ساتھہ بیان فرماتے تھے۔ مثنوی کی ہرایک بیت کو حدیث و تفسیر کے ساتھہ مطابق کرتے تھے۔ افاغنہ و تراکمہ مثنوی درسائل پڑہتے تھے۔ آپ زبان ترکی و فارسی و عربی سے خوب ماہر تھے۔ ہرایک زبان مین ایسا ملکہ رکھتے تھے کہ اہل زبان کی طرح تحریر و تقریر آسانی سے ادا کرسکتے تھے۔

حجۃ الذاکرین کی تحریر سے ثابت ہوتا ہے کہ آپ حدیث مین مشکوۃ شریف کو اکثر مطالعہ مین رکھتے تھے۔ حدیث کے مطالب کو تصوف کے رنگ مین بیان فرماتے تھے۔ اور حدیث کو تصوف کے مضامین سے مطابق کرتے تھے۔ جو مشکوۃ آپکے مطالعہ مین تھی اُسکے حواشی مضامین تصوف سے محشی کئے جاتے تھے۔ تا بہ زندگی اُس کتاب کو تعویذ کی طرح پیش نگاہ رکھتے تھے۔ آپکے مریدین بیشمار تھے۔ تراکمہ و افاغنہ دوازدہ آپ سے حسن عقیدت رکھتے تھے۔ خوانین بخارا و سمرقند وغیر ممالک آپکے معتقد تھے

آپ مکارم خلاق و بردباری طبع و انکسار مزاج سے موصوف تھے۔ امیر و فقیر سے متواضعانہ ملتے تھے۔ آپکے نزدیک امیر و فقیر مساوی الدرجہ تھے۔ کسیکو حقارت سے نہین دیکھتے تھے۔ نہ کسیکو برائی سے یاد کرتے تھے۔ آپ جوانون مین جوان اور بچون مین بچے اور بوڑہون مین بوڑہے تھے۔ ہرایک فریق کے ساتھہ ملائمت و لطف سے رہتے تھے۔ سخاوت و ہمدردی آپکا خمیر تھی۔ جو کچھہ آمدنی ہوتی تھی فقرا و غربا کے حوالے کردیتے تھے۔ خوان نعما کے فریفتہ تھے۔ عمر مین متعدد مراتب

خوان یغما آراستہ کئے - خانقاہ مین لنگر خانہ تہا - روزانہ فقرا و غربا کو طعام تقسیم ہوتا تہا - آپ کی عادات سے تہا فقرا و غربا کی اعانت کرین - جو کچھہ پاس ہوتا تہا دیتے تہے - نہونے کی صورت مین خوانین و ترا کمہ اغنیا سے دلاتے تہے - خوانین آپکی سفارش سے سائل کو محروم نہین کرتے تہے - جب کوئی غریب نو وارد خانقاہ مین بیمار ہوتا تہا آپ ذات سے بیمار کی عیادت و تیمارداری کرتے تہے - ہر چند کہ مریدین آپکو روکتے اور عرض کرتے کہ حضرت ہم خدمت کے لئے موجود مین - آپ فرماتے اے بچگان من - آپ مجکو ثواب جزا سے محروم کرتے مین - آپ ہی کرین مین بہی ہون کتاب روضات الجنات کے مطالعہ سے معلوم ہوا کہ آپ بہی بزرگان سلف کی طرح ہدایت و ارشاد کے لئے ترکستان یعنی بخارا و بلخ وغیرہ بلاد مین دورہ فرماتے تہے - ترکستان کے شہر و دیار کے باشندے جوق جوق آپ کے استقبال کے لئے آتے تہے - اور شرف بیعت سے مشرف ہوتے تہے - آپکے متعدد خلفا تہے منجملہ خلفا سید حسین شریف البخاری السمرقندی خلیفہ تہا - یہہ خلیفہ اکثر آپکی ملازمت مین رہتا تہا - آپ کے فیضان صحبت سے مستفید ہوتا رہا - اسی خلیفہ نے تحفۃ الذاکرین جو دو جلدون پر شامل ہے تالیف کی ہے - ایک جلد مین آپ کے ملفوظات و اشارات و تشریحات نکات لکہے اور دوسری جلد مین آپکے بزرگان سلف کے حالات لکہے - میری اس کتاب کے مقدمہ کا ماخذ یہی کتاب ہے - چنانچہ مین نے دیباچہ مین اسکا ذکر کیا ہے - اور آپکے دونون فرزند خواجہ عابد المخاطب بہ قلیچ خان و خواجہ بہاالدین قاضی سمرقند خلافت و اجازت سے مشرف تہے -

تازہ خبر - فی زماننا نواب عزیز جنگ بہادر شمس العلما کے زبانی معلوم ہوا کہ

وہ نسخہ مشکوۃ شریف جو آپکے ملاحظہ مین رہتا تہا حیدرآباد مین ایک بزرگ کے پاس موجود ہے۔ نہین معلوم نسخہ مذکور سمرقند سے دکن مین کیونکر آیا۔ صاحب نسخہ حضور مین پیش کرنیوالا تہا۔ لیکن وہ بزرگ پیش کرنے سے اول ہی فوت ہو گئے۔ اُن کے وارثین کے پاس موجود ہے۔ آصفیہ کتب خانہ وسرکار عالی خلد اللہ ملکہ کے کتبخانہ مین تبرکاً لیکے رکہنا چاہئے۔ فقیر مولف نے ابہی تک نسخہ معلومہ کو نہین دیکہا نہ اُسکی تحقیق کی کہ واقع مین وہی نسخہ ہے یا غیر دیکہنے پر پورا تصفیہ ہو جائیگا۔ جو کچہہ مین نے سُنا لکہدیا۔

آپکی وفات

آخر آپنے سنہ ۱۰۴۷ ہجری مین اس دارنا پائدار سے فردوس برین رحلت کی انا للہ وانا الیہ راجعون خانقاہ انبیا مین دفن کئے۔ آپکی اولاد صالحات سے دو فرزند ایک دختر تہی۔ خواجہ بہاؤالدین۔ خواجہ عابد المخاطب قلیچ خان بہادر۔ فاطمہ بیگم

شیخ الاسلام خواجہ عابد المخاطب بہ قلیچ خان بہادر الصدیقی

آپ حضرت عزیزان عالم شیخ کے فرزند مین۔ جب آپکی ولادت باسعادت علی آباد علاقہ سمرقند مین واقع ہوئی۔ والد ماجد آپکو بہاؤالدین نقشبند قدس سرہ کے جانشینون مین سے ایک کے پاس لیگئے اور عرض کیا حضرت اس مولود مسعود کے لئے فاتحہ خیر پڑہئے اور نام نیک تجویز کر دیجئے۔ صاحب دل جانشین خواجہ نے دعائے خیر پڑہی۔ فرمایا اس مولود مسعود کا نام خواجہ عابد رکہئے۔ آپکے والد نے حسب الارشاد بزرگ کامل آپکا نام خواجہ عابد رکہا۔ اور فرمایا کہ یہہ لڑکا صاحب علم و کمال و صاحب جاہ و مال ہوگا

والد صاحب دل کے فرمانے سے نہایت ہی محظوظ ہوئے۔ اور نور دیدہ کی تربیت مین مصروف ہوئے۔ تربیت کا زمانہ گذرتے ہی شعور و تمیز کا زمانہ شروع ہوا۔ آپکے والد ماجد نے تعلیم شروع کی۔ آپ نے مین وذی فہم تہے تعلیم مین روز بروز ترقی کرنے لگے۔ عین عالم شباب مین درجۂ کمال کو پہنچے۔

تحفۃ الذاکرین کی تحریر سے ثابت ہوتا ہے کہ آپکی تعلیم کی تکمیل علمائے بخارا سے ہوئی۔ بخارا کے حاکم و بادشاہ وغیرہ نے آپکو شیخ الاسلام کے خطاب سے مخاطب فرمایا۔ اس خاندان مین یہی پہلے بزرگ ہین کہ اس خطاب سے سرفراز ہوے اور اُسی شہر مین صدارت کی خدمت پر مامور کیا۔ زمانہ دراز تک اس خدمت پر مامور رہے۔ چند مدت گذرے بعد بتقریب حج و زیارت عازم حجاز ہوئے۔ اولاً بخارا سے وطن مالوفہ علی آباد علاقہ سمرقند مین آئے۔ چند روز اعزہ و احباب کی ملاقات مین بسر کئے۔ آپکے ہمراہ مریدین و تلامذہ مین ساٹھہ ستر اشخاص تہے۔ آپ ہی تمام کے کفیل تہے۔ زاد و راحلہ مین جو خرچ ہوتا تہا۔ آپ ہی عطا فرماتے تہے۔ جب آپ بخارا مین شیخ الاسلامی کی خدمت پر مامور تہے۔ اُسوقت بخارا و بلخ وغیرہ ممالک پر نذر محمد خان حکمرانی کرتا تہا۔ خان موصوف آپ کی نہایت ہی عزت و توقیر کرتا تہا جب آپ ملاقات کو جاتے تو مسند سے اٹہہ کے آپکا استقبال کرتا تہا۔ اور آپ کو مسند پر اپنے بازو مین بٹہاتا تہا۔ آپکو رخصت کرتے وقت جدائی کا بہت افسوس کرتا تہا۔ بخارا سے چند منازل تک آپ کے ہمراہ علما و طلبہ کا مجمع متابعت مین رہا۔ آپ ہر ایک منزل سے علما و طلبا کو رخصت کئے جاتے تہے۔ صاحبزادہ میر شہاب الدین المخاطب بہ غازی الدین خان بہادر آپکے ہمرکاب تہے۔ اُسوقت صاحبزادے کی عمر تخمیناً بارہ برس کی تہی۔ بخارا و سمرقند کا

دوازدہ سالہ بہ نسبت دیگر ممالک بحیثیت تن و توش رستم دوران و شیر نیستان معلوم ہوتا ہے۔ صاحبزادہ بہی شکل و صورت مین ماہ روشن طاقت و قوت مین تہمتن تھا سبحان قلیخان بن ندر محمد خان صاحبزادہ سے محبت رکہتا تہا۔ نہین چاہتا تہا کہ حضرت کے ہمراہ جائے۔ آپنے فرمایا کہ نور دیدہ کو تا بہ علی آباد ہمراہ لیجاتا ہون۔ چند روز کے بعد مین حج کے لئے جاؤن گا اُسوقت نور دیدہ کو آپکی ملازمت مین بہیجدون گا۔ مشارالیہ آپکے فرمانے سے خوش ہوا۔

پہر آپ ۱۰۶۶ہجری مین علی آباد سے مع رفقا بارادۂ حج و زیارت روانہ ہوئے جب آپ سندھ مین پہنچے اُسوقت سندھ کے واقع نگار نے شاہجہان بادشاہ ہند کے خدمت مین آپکی تشریف آوری کی خبر دی۔ اُسیوقت بادشاہی حکم سندھ کے حکام پر صادر ہوا کہ آپکی مہمانداری و مدارات عمدہ طرح سے کرین۔ اور سندھ سے ہند تک کے حکام منازل پر بہی حکم بہیجا گیا۔ جب آپ تشریف لائین ہر ایک مقام مین آپکی مہمانداری بجالائین جس چیز کی ضرورت ہو اُسکو حاضر کرین۔ شاہجہان آپکے بزرگان سلف و خاص آپکے صفات و کمالات سے واقف تہا۔ اور یہہ بہی جانتا تہا کہ بادشاہون کے منظور نظر ہین۔ اور ظاہری و باطنی کمالات سے موصوف ہین۔ ہمہ تن آپکے ملاقات کا مشتاق تہا۔ ۱۰۶۶ہجری مین بتاریخ   ماہ   مین آگرہ دارالسلطنت مین مع الخیر داخل ہوئے حسب الحکم بادشاہ اعیان دولت و ارکان سلطنت نے اعزاز و اکرام سے آپکا استقبال کیا۔ اور بادشاہی مکان مین اتارے۔ مہمانداری و مدارات کا تمام سامان مہیا کر دئے دوسرے روز آپ دربار مین بادشاہ کی خدمت مین باریاب ہوئے۔ شاہجہان علم دوست و ہنر پرور تہا نہایت ادب و تعظیم کے ساتہہ آپ سے ملا۔ اور آپکو اپنی مسند پر جلوس کی

اجازت دی۔ دیر تک آپ سے سفر کے حالات استفسار کرتا رہا۔ اور بزرگان سلف کا بھی تذکرہ پوچھتا رہا۔ پھر بادشاہ نے آپ کو عطر و پان عطا کر کے چھ ہزار روپیہ مزد قدم و نشست مرحمت کیا۔ آپ بادشاہ کی ملاقات سے بہت ہی محظوظ ہوئے اور قدر دانی و مہمان نوازی و عطیہ سرفرازی کا شکریہ ادا فرمایا۔ اور دعائے خیر سے یاد کیا۔ بادشاہ نے بھی مہمان عزیز کی خیر مقدم میں مرحبا مرحبا کہا۔ آپ دربار سے فرودگاہ پر آئے۔ چند روز مہمان رہے۔ اسی قیام میں متعدد مراتب باریابی سے مشرف ہوئے۔ شاہزادہ عالمگیر بھی آپکی ملاقات سے بہت ہی خوش ہوا۔ اور آپ کے علم و فضل و تقوی و طہارت کو دیکھ کے تمنا کرنے لگا کہ ایسے بزرگ کا تیموریہ سلطنت میں رہنا مناسب ہے۔ ایسا ہی شاہجہان بادشاہ ہند کے دلمیں بھی خیال پیدا ہوا۔ آپ سے درخواست کی کہ حضرت بادشاہ و رعایائے دولت کو اپنے فیض عام سے سرفراز فرمائیں۔ اور ہندکو اپنا قیام گاہ تعین کریں۔ بادشاہ و رعایا آپ کے فیضان صحبت سے مستفید ہونگے۔ آپ نے بادشاہ کی درخواست طوعاً و کرہاً اس شرط پر قبول کی کہ حج و زیارت سے واپس ہوتے وقت ہند میں سکونت اختیار کرونگا۔ اور سمرقند و بخارا سے اپنے عیال و اطفال کو بلاونگا بادشاہ آپ کے فرمانے سے خوش ہوا۔ اور آپکا شکریہ ادا کیا۔ اسیوقت آپکو شاہزادہ عالمگیر کی اتالیقی پر متقرر فرمایا۔ اور آپکو حج و زیارت کے جانے کیلئے اجازت دی اور آپ کے لئے زاد و راحلہ کا پورا بندوبست کردیا۔ اور راستہ کے حکام پر فرامین نافذہ بھیجے کہ جہاں مولانا شیخ الاسلام پہنچیں وہان کے حکام آپکی مہمانداری کا عمدہ انتظام فرمائیں۔ اور سورت کے صوبہ دار کو خاص طور پر ارشاد ہوا کہ مولانا کی مہمانداری کا اہتمام عمدہ طرح سے کر کے آپ کو مع رفقاء وغیرہ جہاز میں سوار کردیجئے۔ پھر آپ سورت روانہ ہوئے

عالمگیر نے آپکو غائبانہ قلیچ خان بہادر خطاب سے سرفراز فرمایا۔ بذریعہ مراسلہ آپ کو اطلاع دیگئی۔ پس آپ سورت سے جہاز پر سوار ہوکے مکہ شریف روانہ ہوئے۔ وہان مع الخیر پہنچ کے حج و زیارت سے مشرف ہوئے۔ اور متبرکات مزارات کی زیارت سے بہی سربلند ہوئے۔ تخمیناً ایک سال کے بعد ہند مین آئے۔ بادشاہ و شاہزادے کی ملازمت سے مشرف ہوئے۔ اولاً شاہزادے کے اتالیقی مین رہے۔ شاہزادہ نے اپنے اختیارات کے زمانہ مین آپکو متعدد خدمات پر یکے بعد دیگرے رکہا۔ جو خدمت آپکے متعلق ہوتی تہی۔ آپ اُس خدمت کو عمدہ طرح سے بجالاتے تہے۔ کبہی صدارت پر کبہی صوبہ داری۔ کبہی سپاہ سالاری وغیرہ پر مامور رہے۔ شاہزادے کی خدمت مین زمانہ شاہزادگی و شاہی مین بیشمار نمایان کام کئے۔ عالمگیر آپ سے نہایت ہی خوش رہا ابتدا سے انتہا تک آپکی تعریف و تحسین کرتا رہا۔ آپ بظاہر امیر تہے۔ لیکن باطن مین فقیر صاحبدل تہے۔ خوش اخلاق و نیک محضر تہے۔ منکسر المزاج و حلیم الطبع تہے۔ بزرگان سلف کے صفات و کمالات سے موصوف تہے۔ غربا پرور۔ و مہمان نواز تہے۔ آپکی وجہ سے سمرقند و بخارا کے اکثر بزرگ زادے و خوانین و تراکمہ ہند مین درجہ امارت کو پہنچے۔ آپکا دولتخانہ عالمگیری عہد مین سمرقندیون و بخاریون کا فرودگاہ تہا۔ آپ مہمانون کی مہمانی مین ایک دقیقہ فروگذاشت نہین فرماتے تہے۔ روزانہ آپکے دسترخوان پر دو ڈہائی سو بزرگ شریک طعام ہوتے تہے۔ کہانے اقسام اقسام کے ہوتے تہے۔ پلاؤ و چلاؤ کی کثرت۔ کباب کوفتہ و شامی کی بہی بہتات ہوتی تہی۔ گویا روزانہ آپ کا دسترخوان خوان یغمائی کا نمونہ تہا۔ فیاض دل و سیر چشم تہے۔ غربا و یتامی و بیوگان و معذورین کے ساتہہ حسن سلوک فرماتے تہے۔ اکثرون کے لئے

ماہانہ وظائف مقرر کردیئے تھے۔ حجاج وزائرین کی بھی مدد کرتے تھے۔ سمرقند و بخارا و بلخ وغیرہ کے علما و حفّاظ کے لئے ہند سے تحائف نفائس بھیجتے تھے۔ اور زر نقد بھی روانہ کرتے تھے۔ فی زماننا ہم حضرت نظام خلد اللہ ملکہ کو جو خواجہ عابد قلیچ خان بہادر مرحوم کے باقیات الصالحات ہیں بمصداق الولد سر لابیہ و بفحوائے کل شیئ یرجع الی اصلہ خواجہ کے قدم بقدم پاتے ہیں وقتاً فوقتاً بزرگان سلف کے جواہر کہلائی دیتے ہیں۔ وہی داد و دہش کے چشمے جاری نظر آتے ہیں۔ بزرگان سلف کی نیک نیت و برکت سے یہہ فیض قیامت تک جاری رہیگا۔ آمین ثم آمین۔

حجۃ الذاکرین کے مولف نے لکہا کہ خواجہ عابد قدس سرہ نے بھی بزرگان سلف کی طرح علی اد سمرقند سے رخصت ہوتے وقت خوان یغمائے خاص کیا تہا۔ تمام مال اثاث البیت یغمائیوں کے نذر کردیا تہا۔ کوئی شئے بجز کتب باقی نہیں چھوڑا تہا۔ سبحان قلیخان حاکم بخارا نے خوان یغما کی خبر سنکے میر شہاب الدین ابن خواجہ عابد کے پاس بیشمار زر نقد بھیجدیا۔ پھر بدستور دولتخانہ آباد و معمور ہو گیا۔ خوانین والا کہ بخارا ہمیشہ آپ کے خاندان کی اعانت کرتے رہے۔ اعانت کو ثواب و باعث فتوحات جانتے تھے واقع مین آصفجاہی خاندان کے بزرگان سلف صاحب کرامت و کرشمہ تھے۔ انکی اعانت یقیناً باعث برکت ہے۔ آپ تا بہ رحلت بادشاہی خدمات پر مامور رہے باوجود ضعیفی خدمات کے انتظام مین بسر کرتے رہے۔ بخارا و سمرقند کی آب و ہوا مین تربیت پائے ہوئے تھے۔ اگرچہ ضعیف تھے لیکن چہرے مہرے سے جوانی کے آثار نمایان تھے گوشت و پوست مین عالم شباب کی قوت و طاقت جولانی کر رہی تہی۔ جس معرکہ مین قدم رکھتے تھے نامی بہادرون سے مقدم ہوتے تھے۔ عالمگیری متعدد فتوحات مین

آپکے اور آپکے صاحبزادے میر شہاب الدین غازی الدین خان فیروز جنگ بہادر کے نام سے مشہور ہوئین عالمگیری امراءمین معزز امیر مانے جاتے تہے۔ فقیر مولف نے آپکا اور آپکے صاحبزادے مذکور کی امارت وسرفرازی خطابات وکار نمایان کے حالات مشرح مع تاریخ وسنہ محبوب الوطن تذکرۂ سلاطین دکن کے تیسرے حصہ مین لکہے ہین۔ یہان اعادہ کی ضرورت نہین۔ اس کتاب مین صرف حالات درویشی وپرہیزگاری گزارش مقصود ہے۔ امارت کے حالات مجملاً بطور گوشوارہ بدون سنہ وتاریخ لکہدئے۔

آپکی وفات

سنہ ۱۰۹۷ہجری مین عالمگیر بادشاہ ہند نے گولکنڈہ حیدرآباد پر حملہ کیا۔ اُسوقت ابوالحسن قطب شاہ عرف تاناشاہ حکمرانی کی مسند پر جلوس فرما تہا۔ تاناشاہ حیدرآباد سے فرار ہوکے گولکنڈہ کے قلعہ مین متمکن ہوگیا۔ عالمگیری فوج نے تعقب کرکے قلعہ کا محاصرہ کیا۔ باہم طرفین سے توپ وتفنگ وآلات جنگ سے آتش باری ہوتی تہی۔ طرفین سے مجروح ومقتول ہوتے تہے۔ مگر شمار مین عالمگیری زیادہ وتاناشاہی کم۔ محاصرہ مین چار ماہ تک رہا۔ کشائش قلعہ نہین ہوتی تہی۔ بادشاہ بذات خود محاصرہ مین شریک تہا اسی محاصرہ مین عالیجناب غفران ماب خواجہ عابد قلیچ خان مع فرزند غازی الدین خان فیروز جنگ بہادر شریک تہے۔ پدر وپسر جنگ مین ہمہ تن مصروف تہے۔ کامیابی وکشائش کی تدبیرین سوچتے تہے۔ کوشش وجان کاہی وعرقریزی مین ایک منٹ کے لئے غافل نہین ہوتے تہے۔ آخرانی معرکہ مین آپکا بازو مبارک گولہ کی ضرب سے مجروح ہوگیا۔ ضرب شدید آئی تہی۔ آپ زخمی ہونیکی حالت مین سواری سے پیادہ نہین ہوئے

حسب الحکم عالمگیری خیمہ مین تشریف لائے۔ جراحین چابکدست بلائے گئے۔ بادشاہ نے عیادت و مزاج پرسی کے لئے اسد خان وزیر و دیگر امرا کو بھیجا۔ جسوقت وزیر و امرا پہنچے اُسوقت جراح زخم کو ٹانکے لگا رہا تھا۔ اور آپ اطمینان سے کافی پی رہے تھے امرا و وزیر بھی کافی کے دور مین شریک ہوئے۔ آپ پیالی پیتے جاتے تھے اور فرماتے تھے کہ این جراح نہایت چابکدست و ہوشیار است چنان زخم رامی دوزد کہ رنج معلوم نمی شود تمام حاضرین آپکے استقلال و ثابت قدمی کو دیکھہ کے حیران ہوتے تھے۔ زخم شدید تھا درست نہوا۔ آخر تیسرے دن بتاریخ ۲۴ ماہ ربیع الثانی ۱۰۹۸ھ ہجری مین اس دار فانی سے بعالم جاودانی رحلت فرما ہوئے۔ بادشاہ کو آپکی رحلت سے بہت ہی صدمہ ہوا۔ غازی الدینخان فیروز جنگ بہادر کو تسلی و دلاسا دیا۔ اور ماتم پرسی کی خلعت بھی مرحمت کی۔ گولکنڈہ کے میدان مین مدفون ہوئے۔ مزار و تبرک فی زماننا وہ مقام آصف نگر کے نام سے مشہور ہے۔ ہذہ ماخوذہ من تاریخ فتحیہ و خافیخانی وغیرہا۔ ان کنت شائقاً فارجع الیہا۔

آپکی اولاد

میر شہاب الدین[۱] المخاطب بہ غازی الدین خان فیروز جنگ بہادر۔ نواب حامد خان[۲] معزالدولہ۔ نواب محامد خان[۳]۔ نواب مجاہد خان[۴]۔ نواب عبدالرحیم خان نصیر جنگ بہادر حجۃ الذاکرین کی تحریر سے معلوم ہوا کہ عبدالرشید نام کے اور ایک فرزند تھے۔ وہ ہند مین نہین آئے۔ بمسند خلافت بر والد ماجد کی جگہ جلوس فرما تھے۔ بزرگان سلف کی طرح ہدایت و ارشاد خلائق مین مصروف رہتے تھے۔ خانقاہ انبیا و علی آباد التمغا پر قابض و متصرف تھے معلوم نہین فی زماننا وہان خاندان کے باقیات الصالحات

قائم ہین یا نہین - امید ہے کہ ضرور یادگار رہون گے - واللہ اعلم بالصواب -

حضرت خواجہ بہاء الدین برادر حقیقی خواجہ عابد

آپ حضرت عزیزان عالم شیخ قدس سرہ کے فرزند بزرگ ہین - اور خواجہ عابد المخاطب بہ قلیچ خان کے برادر حقیقی - آپ کی ولادت علی آباد علاقہ سمرقند مین ہوئی - والد ماجد آپ کو زنگی اتا نامی بزرگ کی خدمت مین جو خواجگان قدس سرہم کے خلفا سے تھے لیگئے - اور عرض کیا کہ اس مولود مسعود کا نام تجویز کر دیجئے - حضرت نے دعائے خیر کر کے فرمایا کہ اس نونہال سعادت مند کا نام خواجہ بہاء الدین رکھیے - انشاء اللہ تعالے اس نام کی برکت سے سعید و رشید ہوگا - عزیزان عالم بزرگ کے فرمانے سے بہت خوش ہوے شبانہ روز فرزند کی تربیت مین مصروف ہوئے - جب صاحب ترجمہ نے سال پنجم مین قدم رکہا - اُسوقت آپکی تعلیم شروع کی - آپ ہونہار و ہوشیار تھے - ہفت سالہ عمر مین قرآن شریف و مختصرات کتب مسائل صوم و صلوۃ سے فارغ ہوئے - دس سالہ عمر مین عربی کی تعلیم شروع کی - بست سالہ عمر مین فارغ التحصیل ہوئے - پھر والد ماجد و مشائخ سمرقند سے تصوف کی کتابین پڑہنے لگے - اور ریاضت مین مشغول ہوئے - تعرف و تصوف مین ماہر کامل - اور والد ماجد کے مرید و خلیفہ ہوئے - آپکے بزرگان سلف نقشبندیہ طریقہ کے پیرو تھے - آپ بہی اُسی طریقہ پر قائم ہوئے - علوم ظاہری و باطنی کے منازل طے کرنے کے بعد متاہل ہوئے - بزرگان سلف کے ہمدم و ہمقدم تھے - جو کچھہ معاش و زمین انعام خوانین واز بکہ بخارا و سمرقند سے مقرر تھے - اسی مین زندگی بسر کرتے تھے - خانقاہ اولیا مین درس و تدریس فرماتے تھے - اور خوانین کے طرف سے سمرقند کی خدمت قضا پر

مقرر تھے۔ زمانہ دراز تک خدمت پر مامور رہے۔ انوشہ خان والی اورگنج آپ سے حسن عقیدت رکھتا تھا۔ کبھی کبھی آپکی زیارت کے لئے آتا تہا۔ اتفاقاً خانموصوف اپنے والد عبدالعزیز خان حاکم بخارا سے مخالفت کرنے لگا۔ حاسدین نے حاکم بخارا کے دلنشین کیا۔ کہ مخالفت کا باعث خواجہ بہاءالدین ہے۔ خواجہ صاحب ترجمہ اسی تہمت مین قتل کئے گئے۔ آپکے صاحبزادے محمد امین باپ کے قتل کے بعد وطن سے برخاستہ خاطر ہوکے ہند مین سنہ ۳۱ جلوس عالمگیری مین دکن آئے۔ بادشاہ کی ملازمت سے مشرف ہوے۔ دوہزاری منصب خطاب خانی سے سربلند۔ غازی الدین خان فیروز جنگ کی رفاقت مین مقرر ہوئے۔ تیموریہ سلاطین کے اہل مناصب کے زمرہ مین شریک کئے گئے۔

سنہ ۴۲ جلوس عالمگیری مین قاضی عبداللہ صدر مرحوم کی جگہہ پر صدر کل ہوئے۔ بادشاہ نے آپکو زمرد کی تین انگشتریان عطا کین۔ سنہ ۴۸ جلوس مین منصب سہ ہزاری دوپانصدی ہزار و دو صد سوار سے سرفراز۔ سنہ ۴۹ جلوس مین آپنے واکنکھیڑہ مین نمایان کام کئے۔ اصل و اضافہ منصب چار ہزار ہزار و دو صد سوار سے سربلند۔ سنہ ۵۱ جلوس مین مخالفین کی تنبیہ سے فارغ ہو کے حضور مین آئے۔ سہ صد سوار و چین بہادر خطاب سے سرفراز ہوئے۔ سلطان کامبخش کی ہمراہی مین متعین ہوئے۔ خلد مکان کے فوت ہوتے ہی بدون اطلاع اعظم شاہ کے پاس آئے۔ آخر شاہزادے کی صحبت سے جدائی اختیار کر کے اورنگ آباد آئے۔ خلد منزل کی ملازمت مین شریک ہوئے۔ جب بادشاہ نے دکن سے ہند کی طرف مراجعت کی اُسوقت آپکو مراد آباد کی فوجداری پر مقرر فرمایا۔ اسیطرح درجہ بدرجہ ترقی کرتے گئے۔ فرخ سیر کے عہد مین سادات بارہہ کے توسل سے منصب ششش ہزار و خطاب اعتماد الدولہ نصرت جنگ سے سرفراز ہوئے۔ اور بخشی گری دوم پر مامور۔

سال پنجم جلوس فرخ سیر مین صوبہ مالوہ کے بندوبست کے لئے روانہ ہوئے۔ اسی اثنا مین امیرالامرا حسین علیخان نے دکن سے مراجعت کے وقت آپکو پیام لطف آمیز و رعب افزا بھیجا۔ آپ بدون حکم سرکار دارالخلافہ روانہ ہوئے۔ بناءً معتوب ہوکے خدمت و منصب سے معزول۔ جب سادات بارہہ نے فرخ سیر کو قید کیا۔ اُسوقت آپ مع جمعیت سادات کے پاس آ ئے۔ منصب قدیم و خدمت بخشی گری دوم پر مقرر ہوئے۔ پھر آپکے اور حسین علیخان کے درمیان مخالفت پیدا ہوئی۔ حسین علیخان کے قتل تک مخالفت کا بازار گرم رہا۔ قتل کے بعد آپکو ہشت ہزاری ہشت ہزار سوار دو اسپہ و سہ اسپہ و ایک کرور پچاس لاکہہ دام منصب بانعام ملا۔ درجۂ وزارت کو پہنچے۔ اور وزیرالممالک خطاب پایا۔ چار مہینہ کے بعد ۱۱۳۲ہجری مین فوت ہوئے۔

آ میر دلیر و کریم النفس تہے۔ مغلون کے ساتہہ بہت رعایت کرتے تہے۔ ملازمین کے ساتہہ حسن سلوک فرماتے تہے۔

آپکے فرزند میر قمرالدین خان اعتمادالدولہ فرخ سیر کے عہد مین احدیون کے بخشی تہے۔ سال اول جلوس محمد شاہی مین آپنے غیرت خان بارہہ ہمشیرہ زادہ امیرالامرا کے حملہ کو نہایت بہادری و دلیری سے درہم برہم کردیا۔ اسی بہادری کے صلہ مین ششہزاری و ششش ہزار سوار و خدمت بخشی گری دوم بجائے پدر مرحوم و داروغگی غسلخانہ بہی احدیون کی بخشی گری کا ضمیمہ ہوئی۔ اور والد کے فوت ہونے کے بعد اضافہ منصب و خطاب اعتمادالدولہ سے سرفراز ہوئے۔ اگرچہ نظام الملک آصفجاہ دکن سے وزارت کیلئے بلائے گئے۔ آتے ہی وزارت کی خلعت سے مشرف ہوئے۔ لیکن چند ہی روز کے بعد حضور سے برخاستہ دل ہوکے دکن چلے آئے۔ آصف جاہ کی مراجعت کے بعد

۱۱۳۷ہجری مین آپکے نام پر وزارت قرار پائی - مدت تک عیش و سرور مین بسر کرتے رہے ۱۱۴۷ہجری مین باتفاق خاندوران بالاجی راو مرہٹہ کی تنبیہ کے لئے روانہ ہوئے چند معرکون کے بعد باہم صلح ہوگئی - پھر دوسرے مرتبہ علی محمد خان روہیلہ کی تنبیہ کے لئے بادشاہ کے ہمراہ شاہجہان آباد سے برآمد ہوئے - پھر تیسرے مرتبہ احمد شاہ کے ہمراہ درانی کے مقابلہ کے لئے سرہند گئے - عین مقابلہ کے دن ضرب گولۂ توپ سے فوت ہوئے - یہہ واقعہ ۱۱۶۱ہجری مین واقع ہوا - انا للہ وانا الیہ راجعون

حسن اتفاق سے تھا کہ خواجہ عابد کے پوتے میر قمرالدین فتح جنگ نظام الملک آصفجاہ اول محمد شاہ بادشاہ ہند کے وزیر ہوئے - اسیطرح خواجہ بہاءالدین کے بھی پوتے میر قمرالدین خان اعتمادالدولہ اعتمادالملک بادشاہ موصوف کے وزیر ہوئے - علی ہذا القیاس محمد امین خان چین بہادر اعتمادالدولہ بن خواجہ بہاءالدین - اور میر شہاب الدین المخاطب بہ غازی الدین خان فیروز جنگ بن خواجہ عابد قلیچ خان بہادر درجۂ امارت و وزارت کو پہنچے -

مقدمہ مذکور تمام ہوا - اب فقیر مولف حسب قرارداد اس تذکرہ کو بترتیب حروف تہجی شروع کرتا ہے - ھو ھذا

حرف الالف

شیخ ابوجیو تمیمی برہانپوری

شیخ ابوجیو - نام عارفی تخلص - آپ شیخ خضر بن شیخ بہاءالدین تمیمی کے صاحبزادے ہین - آپ کے والد ماجد میران محمد شاہ فاروقی کلان کے زمانہ مین احمدآباد گجرات سے

برہانپور مین آئے۔ اور قلعہ اسیر مین سکونت پذیر ہوئے۔ آپکا تولد سنہ ۹۲۸ نوسواٹھائیس ہجری مین قلعہ مذکور مین ہوا۔ اور نشو و نما بہی وہان کی آب و ہوا مین ہوا۔ نشو و نما کے بعد آپنے گیارہ برس کی عمر مین قرآن شریف حفظ کیا۔ حافظ ہوئے۔ قرآن شریف عربی لہجہ مین خوش الحانی سے پڑہتے تہے۔ سامعین محظوظ ہوتے تہے۔ بلکہ سامعین پر وجد کی حالت طاری ہوتی تہی سترہ برس کی عمر مین علوم متعارفہ و فنون متداولہ سے فارغ التحصیل ہوے اور اٹھارہ برس کی عمر مین بموجب حدیث نبوی نکاح کیا۔ بیس برس کی عمر مین آپکو ایک دختر نیک اختر پیدا ہوی۔ ابتک آپکے روضہ کی تولیت اُسی دختر کی اولاد مین جاری ہے۔ اُسی زمانہ مین یعنے سنہ ۹۴۸ نوسو اڑتالیس ہجری مین شیخ فضل اللہ بن شیخ محمد صدر جونپوری بارادہ حرمین شریفین قلعہ اسیر مین آئے اور جامع مسجد مین فروکش ہوئے۔ شیخ نعمت اللہ بن شیخ محمد اسحٰق نبیرہ شاہ نعمان اسیری نے شیخ فضل اللہ کی دعوت کی۔ مجلس دعوت مین علما و فضلا و مشائخ کا مجمع تہا۔ کہانے کے بعد مجلس مین باہم علما و مشائخ مین حقائق و معارف کا مذاکرہ ہوتا رہا اہل مجلس علما کی تقریر سے محظوظ ہو رہے تہے کہ شیخ فضل اللہ نے حقائق اور معارف کے مسائل و دقائق و نکات ایسی خوبی سے بیان کئے کہ تمام علما و مشائخ عالم وجد مین حق حق کہنے لگے۔ تقریر ختم ہونے کے بعد مجلس برخاست ہوی۔ رخصت کے وقت شیخ نعمت اللہ نے باواز بلند فرمایا۔ اے حاضرین حضرات حسن اتفاق ہے کہ شیخ بے نظیر درویش روشن ضمیر کا گذر اس مقام مین ہوا ہے اگر کوئی بزرگ مریدی کا ارادہ رکہتا ہو تو شیخ سے بیعت کرے۔ اور دولت ابدی و نعمت سرمدی پائے۔ آپ یعنے صاحب ترجمہ مجلس مین شریک تہے

اور آپکو مدت سے مرشد کی تلاش تھی۔ اُسی وقت شیخ کی خدمت مین بعیت کی درخواست کی شیخ نے دیکھا کہ آپکے چہرہ سے بزرگی و سعادت کے آثار نمایان ہین نہایت خوشی سے آپکو مریدون کے سلسلہ مین شریک کیا۔ اذکار و اشغال سے ممتاز فرمایا۔ اور دوسرے دن وہان سے روانہ ہوئے۔ شیخ ابو جیو صاحب ترجمہ چند روز کے بعد حضرت شاہ جلال نبیرہ شاہ نعمان مرحوم کی خدمت مین حاضر ہوئے عبادت و ریاضت مین مشغول ہوئے۔ دن کو قرار تھا نہ رات کو آرام تھا۔ قائم اللیل رہتے تھے۔ اور ہمیشہ نفس کشی فرماتے تھے اکثر اوقات حالت جذب مین صحرا و جنگل مین چلے جاتے تھے۔ ہر وقت تجرید کے خواہان رہتے تھے۔ چاہتے تھے کہ دنیوی تعلق دل سے دور ہو جائے۔ اور مقصود اصلی حاصل ہو جائے بعض وقات شدت فراق مین ابیات ذیل پڑھتے تھے۔

بیا ساقیا جام پر کن زمے	کہ گویم ترا حال کسریٰ و کے
مغنی چہ باشد کہ لطفی کنی	زمے آتشے در دلم افگنی
برون آر از فکر خود یکدمم	بہم بر زنی خانمان غمم

نقل ہے کہ ایکروز آپ اور چند مشائخ خانقاہ مین مجتمع تھے اور حضرت شاہ جلال آیۂ کریمہ نحن اقرب الیہ من حبل الورید۔ واللہ معکم وکنتم لا تبصرون کی تفسیر نہایت خوبی کے ساتھہ بیان فرما رہے تھے۔ کہ حاضرین کے دلون پر رقت و فرحت ہو رہی تھی اور ہر ایک کے دل پر جلال کبریائی کی روشنی پڑ رہی تھی کہ آپ کے دل پر حضرت شیخ کی تقریر موثر ہوئی آپ اُسوقت ہمہ تن فنا فی اللہ کی حالت مین بیخود و بیہوش ہوئے۔ اور دنیوی تعلقات سے منقطع تائب و تارک ہو کے گوشہ نشینی اختیار کی اور عبادت آلہی مین مشغول ہوئے ؎

دنیا مثال بحر عمیق ست پر نہنگ | آسودہ عارفان کہ گرفتند ساحلے
دنیا پلیست رہگذر دار آخرت | اہل تمیز خانہ نہ بستند بر پلے

آپ اُس گوشہ تنہائی مین ڈہائی سال تک رہے گوشہ سے باہر قدم نہین رکہا ہان حاجت ضرورت کے لئے برآمد ہوتے تھے اور لذائذ دنیوی سے نفس امارہ کو دور رکہا۔ کبھی نفس کی خواہش کیطرف خواہش نہین کی۔ صائم الدہر وقائم اللیل رہتے تھے۔ صرف ایک خرما و پانی کی پیالی سے افطار فرماتے تھے۔ یہی ایک غذا تھی۔ جب حجرہ سے برآمد ہوئے۔ استخوان و پوست باقی تہا جسم مین خون نہین دکھلائی دیتا تہا۔ آپ حجرہ سے برآمد ہوکے اسیر کی پہاڑیون کے درون مین عزلت نشین ہوئے۔ اور درختون کے پتے غذا کرتے تھے چند مدت کی ریاضت کے بعد آپکا دل نور آلہی سے روشن ہوا۔ اور ماسوی اللہ کا مضمون دل سے دور ہوا ؎

تعلق حجاب است و بے حاصلی | چو پیوندہا بگسلی واصلی

مشہور ہے کہ آپ نو برس تک شاہ جلال قدس سرہ کی خدمت مین ریاضات شاقہ و مجاہدات شدیدہ کرتے رہے۔ پہر دنیا و مافیہا کے طرف رغبت نہین کی۔ اور حالت جذب مین ابیات ذیل موزون کین ؎

در خلوت دل ہیچ بجز یار نگنجد | اندر حرم وصل تو اغیار نگنجد
دل نیز نگنجد کہ چو دلدار در آید | بل عشق بجائیست کہ دلدار نگنجد
سر باز چو منصور بہ بزم تو انا الحق | آنکس کہ شود بیخبر از دار نگنجد
در راہ خرابات چو خواہی کہ درآئی | سرمست بنہ پائے کہ ہشیار نگنجد
چون عارفی از جامۂ سالوس برون آ | در کوے بتان جبہ و دستار نگنجد

جب تک آپ کے مرشد شاہ جلال قدس سرہ زندہ رہے۔ آپ خدمتگاری پیر پرستی مین کمربستہ و حاضر رہے مرشد کی رحلت کے بعد حرمین شریفین کا سفر کیا۔ اولاً برہان پور سے احمد آباد گجرات گئے۔ حضرت شیخ فضل اللہ مرشد سابق سے ملے مدت تک خدمت مین رہے۔ خانقاہ کی جاروب کشی فرماتے تھے اور پیر پرستی کے شرائط ادا کرتے تھے۔ شیخ آپ کے حال پر نہایت توجہ و التفات کرتے تھے شبانہ روز حقائق معرفت و دقائق حقیقت دل نشین گوش گزار فرماتے تھے۔ اور بارہا ابوجیو کو اپنے پیر شیخ صفی کے لقب سے ملقب کرتے تھے کہ یہہ ہمارا شیخ صفی ہے۔ پھر شیخ نے آپ کو خلافت کا خرقہ و اجازت کا فرمان دیکے حرمین کو روانہ کیا۔ آپ احمد آباد سے مع چند رفقا مکہ مین پہنچے حج و زیارت سے فارغ ہوکے شیخ علی متقی کی جو ہنوری کے حلقہ تعلیم و تلقین مین داخل ہوے۔ چند مدت تک انکی خدمت مین رہے۔ شیخ اور آپ کے درمیان بحکم الحب للہ اخلاص و اتحاد کامل ہوا۔ شیخ نے آپکو خلافت کی نعمت مرحمت کی۔ آپ شیخ سے رخصت لیکر مدینہ منورہ آئے۔ اور حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت سے مشرف ہوئے۔ اور روضہ منورہ کے دیدار فائض الانوار سے تازہ دل و روشن ضمیر ہوئے اور مدینہ منورہ سے بلدہ برہان پور مین مراجعت کی چندروز مخدوم شیخ فرید بن عالم لنگی کی خدمت مین یارانہ رہے۔ جب شیخ نے آپ سے اخلاص و اتحاد مشاہدہ کیا دوستانہ خلافت کی نعمت عطا کی۔ اکثر اوقات آپ زبان مبارک سے فرماتے تھے کہ مجھکو چار بزرگون سے خلافت و نعمت ملی۔ اول شیخ فضل اللہ بن شیخ محمد صدر سے۔ دوم حضرت شاہ جلال قادری سے۔ سوم مولانا

شیخ علی متقی تکی ہے۔ چہارم شیخ فرید لنگی ہے۔ اول کے دو بزرگون سے بطریق پیر پرستی اور آخر کے دونون بزرگون سے بطور عزیزی و دوستی۔ آپ نے ابتدا مین تبدیل اخلاق و نفس کشی کے لئے ریاضات شاقہ و مجاہدات شدیدہ اختیار کئے اور شیوخ کے ارشاد کے موافق تعمیل کرتے رہے۔ ریاضات کی برکت سے آپ کا جسم مبارک ہم شکل روح ہو گیا تہا۔ اور قلب آئینہ خلائق کو اندہیری رات مین آپکا مبارک چہرہ دیکہکر حیرت ہوتی تہی۔ گویا آپکا چہرہ بدر منیر نظر آتا تہا۔

نقل ہے کہ آپکی خانقاہ مین ایک حاجی جہان دیدہ و عمر رسیدہ وارد ہوا۔ چندروز خدمت مین رہا دیکہا کہ آپ ہمیشہ صائم الدہر و قائم اللیل رہتے ہین۔ آپ سے صوم کی فضیلت دریافت کی آپنے فرمایا کہ صوم مین چار چیزین حاصل ہوتی ہین صوم مین اصل خاموشی۔ اور خاموشی فکر کا مادہ ہے۔ اور فکر معرفت کا جز اعظم ہے اور معرفت ایک ایسا جوہر ہے کہ اُس سے اشیا کی حقیقت معلوم ہوتی ہے۔ جب سالک اصلی حقیقت سے واقف ہوتا ہے تب اوسپر کشف ہوتا ہے کشف ایک نور ہے ریاضت و شفقت کے بعد دل مین پیدا ہوتا ہے اوس سے عالم علوی و سفلی کی حقیقت منکشف ہوتی ہے جیسا کہ امام غزالی رح نے احیاء العلوم مین لکہا ہے العلم علم مکاشفہ الخ حاجی آپکی تقریر سنکے وجد کرنے لگا اور حضرت کے قدمون پر گر پڑا

نقل ہے کہ ایکروز آپکے مرید شاہ محمد نے آپکی دعوت کی۔ شاہ محمد برہانپور مین رہتا تہا۔ اور آپ آسیر مین آپنے مرید کی خوشی کے لئے دعوت قبول کی اور تکلیف گوارا فرمائی اُس کے مکان پر تشریف لائے۔ اُس کے تمام عیال و اطفال حضرت کے مرید تہے۔ زنانہ مین آپ سے پردہ نہین تہا۔ مرید آپکی تشریف آوری سے بہت خوش ہوا

حضرت کو تعظیم و توقیر سے مکان میں تخت پر بٹھایا اور زن و فرزند کو آپکی خدمت میں چھوڑکے آپ ضیافت کا سامان فراہم کرنے کے لئے بازار گیا۔ اسی اثنا میں بھائی اسکا یعنی شیخ معروف بھائی کے ملنے کے لئے آیا۔ دروازہ کے روشندان سے دیکھا کہ ایک بیگانہ شخص تخت پر بیٹھا ہے۔ اور بھائی کی بیوی اسکی خدمت میں دست بستہ کھڑی ہے۔ حمیت و غیرت سے غضبناک ہوا۔ تلوار برہنہ ہاتھہ میں لیکے شیخ کے سر پر آیا۔ چاہا کہ قتل کرے۔ یکایک اسپر شیخ کی نظر پڑی ہیبت و رعب سے کانپنے لگا۔ اور تلوار ہاتھہ سے گری۔ وہاں سے فرار ہوکے گھر کے گوشہ میں بیخود و بیہوش پڑا رہا۔ جب ہوش میں آیا عزیزوں نے اس سے کہا۔ آپنے یہہ کیا حرکت ناشایستہ کی۔ اس نے بیان کیا کہ میں بیگانہ شخص بھائی کے گھر میں دیکھہ کے کمال غیرت سے ہاتھہ میں برہنہ تلوار لیکے آیا کہ بیگانہ شخص کو قتل کروں جب روبرو ہوا مجھکو تخت پر ایک شیر نظر آیا۔ اور اس نے مجھپر حملہ کیا۔ میں اسکی دہشت سے بیحس و حرکت ہوا۔ دو تین گھنٹے یہی حالت رہی پھر میں حضرت کی توجہ سے ہوش میں آیا۔

نقل ہے کہ آپنے شیخ مبارک مرید صادق سے تجدید وضو کے لئے پانی منگوایا شیخ ایک کنوئیں پر گیا۔ وہاں معمار کھڑے تھے۔ آپسے کہا کہ اس کنوئیکا پانی نہایت ہی تلخ ہے۔ صرف عمارت میں استعمال کیا جاتا ہے۔ پس شیخ دوسرے کنوے پر گیا وہاں سے لایا مگر کنوے کی دوری کے وجہ سے پانی لانے میں تاخیر ہوئی تھی آپنے تاخیر کا سبب پوچھا شیخ نے بیان کیا۔ آپ اُسوقت کھارے کنوے پر آئے۔ اور شیرین پانی منگوا کے دو تین گھونٹ نوش کئے۔ اور باقی کنوے میں ڈالدیا۔ اُسیوقت کنواں شیرین ہوگیا۔ اہل محلہ بہت خوش ہوے۔ اور حضرت کا شکریہ ادا کرنے لگے

اور آپکی کرامت کے قائل ہوئے۔ آپ صاحب شریعت و حقیقت جامع کرامت و ولایت تھے۔ آپ کے خوارق عادات بے شمار ہیں۔ ممکن نہیں کہ ہم اس کتاب میں لکھیں آخر آپنے ساٹھہ برس کی عمر میں تئیسویں تاریخ ماہ محرم ۹۹۲ھ نوسو بیانوے ہجری میں رحلت کی۔ برہانپور میں مدفون ہوئے۔ بزار و تبرک بہ۔

شاہ ابوالحسن فخر آبادی

آپ حضرت مخدوم بندہ نواز گیسو دراز کی اولاد میں ہیں۔ جامع کمالات و فضائل تھے۔ مشائخ کرام کے طریقہ پر ثابت قدم و راسخ دم تھے۔ خلایق کو ہدایت و ارشاد سے سرفراز فرماتے تھے۔ بیجاپور میں آپکے کمالات و خرق عادات کی بڑی شہرت تھی ابراہیم عادلشاہ اور اُس کا فرزند محمد عادل شاہ آپکی تعظیم و توقیر کرتے تھے۔ آپ کمال عظمت و وقار سے زندگی بسر کرتے تھے۔ مُخیّر و سخی تھے۔ فقرا و غربا کو بہت دیتے تھے۔ اور دلاتے تھے۔ آپنے زہرہ پور میں ایک موضع آباد کرکے اُسکا نام فخر آباد رکھا تھا اور اُس میں متوطن تھے۔ اسی وجہ سے فخر آبادی مشہور ہوے۔ آخر آپنے ۱۵ جمادی الثانی ۱۰۱۰ھ ایکہزار دس ہجری میں رحلت کی۔ فخر آباد میں مدفون ہوے۔

شیخ ابراہیم سنگانی بیجاپوری

آپ شیخ ابراہیم نام ہے۔ بستان الاولیا کے مولف نے لکھا کہ سنگانی منسوب بہ سنگان جسکا معرب سنجان۔ یعنی آپ سنجانی المولد و المنشا تھے۔ وطن مالوفہ سے ہند میں وارد ہوے پھر ہند سے دکن میں آئے دولت آباد میں سکونت اختیار کی انتہی کلامہ۔

شیخ عین الدین گنج العلوم بیجاپوری نے کتاب اطوار الابرار مین آپکو ادہم ثانی لکھا اور بیان کیا کہ آپ اوائل مین دنیوی شغل مین مشغول تھے۔ یکایک دل مین محبت الٰہی کا شوق پیدا ہوا علائق دنیوی کو ترک کیا۔ ہند سے شہر دولت آباد مین سید علاء الدین خواند میر حسینی جیپوری کی خدمت مین جو اکابر اولیا سے تھے۔ پہنچے۔ صوری و معنوی استفادہ سے مستفید ہوئے۔ اور شیخ شمس الدین دامغانی اور شیخ عین الدین بیجاپوری اور شیخ منہاج الدین تمیمی الانصاری سے بھی استفادہ کیا۔ انتہی کلامہ۔ آپ ریاضت و عبادت کے بعد درجہ کمال کو پہنچے۔ صاحب کرامت و خرق عادت تھے۔ آپ دولت آباد مین چند مدت تک رہے بعد ازان ۷۵۰ھ سات سو پچاس ہجری مین دولت آباد سے بیجاپور آئے تین برس تک بیجاپور مین سکونت پذیر رہے۔ خلائق کو ہدایت و ارشاد سے سرفراز فرماتے تھے۔ آخر ۱۴ تاریخ ماہ محرم ۷۵۳ھ سات سو ترپن ہجری مین عالم بقا کو روانہ ہوئے۔ بیرون شہر پناہ بہمنی دروازے کے جانب مدفون ہوئے۔ آپکے دو صاحبزادے۔ شیخ سعید و شیخ صدر الدین جو صلحا و مشائخ سے تھے والد کے بعد فوت ہوئے۔ اور والد ماجد کے قریب مین مدفون ہین۔

روضۃ الاولیائے بیجاپور کے مولف نے لکھا کہ دو سال کے بعد علی عادل شاہ کے زمانہ مین کسی نامید امیر نے جو آپکے روضہ کے پاس رہتا تھا حضرت کا تابوت بیجاپور سے منتقل کر کے موضع لکھمیشر مین دفن کر دیا۔ اب آپکی زیارت گاہ موضع مذکور مین واقع ہے۔ بزار و تبرک بہ۔

حضرت ابوالبرکات سید شاہ حافظ حسینی بیجاپوری

روضۂ اولیائے بیجاپور کے مولف نے لکھا کہ آپ سید اشرف سمنانی کے برادر زادے ہین

بیجاپور دکن مین ایسے زمانہ مین تشریف لائے کہ اسلام غربت کی حالت مین تہا۔
ہر طرف ہنود کا تسلط۔ آپکے ہمراہ چند فقرا تہے۔ ہنود آپکی ایذا رسانی کی فکر کرتے
تہے مگر عنایت الہی آپکے شامل حال تہی۔ کچہہ نہین کر سکتے تہے۔ صحرا مین فروکش
تہے۔ زمین کا فرش آسمان کا سقف تہا۔ ایکروز شدت سے بارش ہوئی۔ آپکے
فرودگاہ کے اطراف ایک دائرہ نما خط کہینچ دیا۔ دائرہ کے اطراف مین مینہہ برستا تہا
اور دائرہ محفوظ تہا۔ سب فقرا آرام سے رہے۔ کسیکو تکلیف نہین ہوئی۔ ہنود آپکی
یہہ کرامت دیکہہ کے معتقد ہوئے۔ حسن ارادت سے آپکو شہر مین جگہ دی۔ آپنے
سکونت اختیار کی۔ اور ہدایت و دعوت اسلام کا چراغ روشن کیا۔ اکثر گمراہون نے
آپکے ہاتہہ پر بیعت و توبہ کی۔ اور ہنود بہی اسلام قبول کرنے لگے۔ آپکے فیضان
نعمت سے اکثر اہل اسلام و اہل اصنام راہ راست پر آئے۔ جب آپ قریب المرگ
ہوئے اُسوقت اپنے لخت جگر شاہ حمزہ حسینی کو وصیت کی کہ جب میری روح
قالب عنصری سے پرواز کرے تجہیز و تکفین کرکے ادائی نماز مین تاخیر کرنا۔ فلان جہاڑی
کے طرف دیکہتے رہنا۔ ایک بزرگ نقاب پوش بر آمد ہون گے وہ میری نماز جنازہ
ادا کرین گے۔ رحلت کے بعد شاہ حمزہ نے حسب وصیت عمل کیا حضرت کا تابوت
مقام نشان دادہ مین رکہا۔ بزرگ نقاب پوش کا انتظار کر رہے تہے کہ یکایک اُسی ہیئت
مذکورہ کے ساتہہ ایک بزرگ نمود ہوئے۔ اور نماز ادا کی۔ نماز کے بعد جہاڑی کیطرف
متوجہ ہوئے۔ شاہ حمزہ اس راز مخفی سے متعجب ہوئے۔ اور حضرت کے طرف دوڑے
اور نقاب دور کرنیکا اصرار کیا۔ بامر لاچاری بزرگ نے چہرہ سے نقاب اُٹہایا۔
شاہ صاحب نے دیکہا کہ بجنسہ والد ماجد کے ہمشکل ہین۔ بمصداق۔ این سر

غریب اولیا دانند۔ خاموش ہوئے۔ بزرگ جہاڑی مین چلے گئے۔ شاہ حمزہ نے حضرت کو دفن کیا۔ یہہ واقعہ ۱۳ ماہ صفر تخمیناً ۸۲۵ھ آٹھ سو پچیس ہجری مین ہوا مزار متبرک ہے۔

حضرت ابوالفضل سید حمزہ شاہ حسینی

آپ حضرت شاہ حافظ حسینی کے صاحبزادے ہین۔ آپ بیجاپور کے مشائخ کرام سے تھے۔ والد ماجد کے مرید و خلیفہ ہوئے۔ اور علوم ظاہری و باطنی مین فاضل کامل در عارف واصل تھے۔ صاحب ولایت و کرامت تھے۔ ہمیشہ خلائق کی رہنمائی مین مصروف رہتے تھے۔ شریعت کے پابند نماز پنجگانہ جماعت سے ادا کرتے تھے۔ تہجد گذار تھے ذکر و شغل سے آپکا کوئی وقت خالی نہین رہتا تہا۔ حلیم الطبع و خلق مجسم تھے۔ مریدین و طالبین کے ساتھہ حسن سلوک فرماتے تھے۔ آپکی عادت تھی کہ ہمیشہ جمعہ کی نماز کے بعد بیمارون کی عیادت و بزرگون کی زیارت فرماتے تھے۔ حق گو تھے کسیکی رعایت نہین فرماتے تھے۔ اکثر مریدین مین جب نزاع واقع ہوتی تھی۔ تب آپکے فرمانے سے باہم صلح ہو جاتی تھی۔ آپکے فرمانے سے مدعی مدعی علیہ کی مجال نہین تھی کہ انکار کرین آپکی ذات صلح کل تھی۔ خلائق مین آپکی توجہ سے باہم اتفاق تہا آخر آپنے نوین تاریخ ماہ شعبان ۸۵۰ھ ہجری مین رحلت کی والد ماجد کے قریب مدفون ہوے مرقد پرانوار دروازہ آثار شریف کے متصل شاہ پیٹہ بیجاپور مین واقع ہے۔ مرقد پر ایک قبہ خورد بنایا گیا ہے۔ فی الحال آپکی اولاد مین حیدرآباد ورائچور مین اکثر بزرگ صحیح النسب موجود ہین۔ مگر پراگندہ حال و پریشان مین۔ مزار و متبرک ہے۔

شاہ اصغر حسینی

شاہ اصغر حسینی نام۔ آپکے نسب کا سلسلہ پانچ واسطہ سے شاہ سفیر اللہ نبیرہ حضرت مخدوم سید محمد الحسینی گیسو دراز سے منتہی ہوتا ہے۔ آپ مجمع کمالات صوری و معنوی تھے۔ خلافت و اجازت آپکو اجداد کرام سے حاصل ہوئی تھی۔ ہمیشہ ہدایت و ارشاد کی مجلس کو گرم رکھتے تھے۔ اکثر طلّاب و مریدین استفادہ کرتے تھے۔ پسندیدہ صفات و برگزیدہ اخلاق تھے۔ ابراہیم عادل شاہ کے زمانہ مین گلبرگہ سے بیجاپور مین آئے۔ بادشاہ نے اعزاز و اکرام کیا۔ سکونت پذیر ہوئے۔ شہر کے مشائخ و فقراو امرا آپکی عزت و آبرو کرتے تھے۔ درویشانہ مزاج تھا۔ سیدھی سادھی وضع رکھتے تھے متوکل علی اللہ تھے۔ بادشاہ نے یومیہ مقرر کر دیا تھا۔ آخر آپنے ۷ ذیحجہ ۱۰۱۹ ہجری مین اس دار فانی سے دار البقا کو رحلت کی۔ اندرون شہر پناہ مکہ دروازہ کے متصل مدفون ہوئے فی الحال آپکے مرقد کے احاطہ مین سرکاری کچہری ہے۔ زیارت و تبرک بر

سید شاہ ابو محمد حسین قادری قدس سرہ

آپکا اصلی نام نور الدین صادق اللہ ہے۔ شاہ ابو محمد حسین عرف ہے۔ آپ سید عزیز الدین اسد اللہ کے صاحبزادے ہین۔ سادات صحیح النسب سے ہین علوم ظاہری و باطنی والد ماجد سے کسب کئے۔ اور والد ماجد کے مرید و خلیفہ ہوئے۔ بندر سرمز مین بلد تک تعلیم و تلقین کرتے رہے۔ اور سرمز سے دکن مین آئے۔ موضع تھری ضلع احمد نگر مین سکونت پذیر ہوئے۔ اور موضع مذکور مین مسجد و خانقاہ تعمیر کرائی۔ ہمیشہ درس و تدریس مین مشغول رہتے تھے۔ آپکی خانقاہ دار العلوم تھی۔ خانقاہ مین طلبہ کا مجمع ہوتا تھا

آپ طلبہ کی بڑی خاطر و مدارات فرماتے تھے۔ سلاطین و حکام کو آپ سے حسن اعتقاد تھا۔ آپ اکثر غربا کی سفارش حکام سے کرتے تھے۔ غربا و فقرا آپ کے ذریعہ سے کامیاب ہوتے تھے۔ آخر آپ کی وفات ۱۳ جمادی الاول ۸۹۲ھ ہجری مین واقع ہوی۔ قصبۂ تھری ضلع احمد نگر مین مدفون ہوئے۔ مزار و تبرک بہ۔

شیخ ابو الفتح علائی کالپوی

آپ جامع علوم صوری معنوی تھے۔ حضرت مخدوم سید محمد الحسینی گیسو دراز کے مرید و خلیفہ تھے۔ صاحب کشف و کرشمہ و خرق عادت و مکاشفہ تھے۔ حسب ارشاد مخدوم حرمین شریفین کا سفر کیا۔ حرمین مین پہنچ کے زیارت و حج سے مشرف ہوئے۔ وہان دو سال تک رہے۔ مشائخ کرام و شرفائے عظام سے فیض باطنی پایا۔ پھر حرمین سے مراجعت کی اور شہر کالپی مین سکونت پذیر ہوئے۔ خلائق کو ہدایت و تلقین سے ممتاز کرتے رہے۔ صاحب التصنیف و تالیف تھے۔ آپکی تالیف سے کتاب مشارق ہدہ کا تکملہ مشہور و متداول ہے۔ نیک محضر و پسندیدہ سیر تھے۔ مسافرین و اردین کی مہمانداری کرتے تھے۔ وقت رخصت اعانت بھی فرماتے تھے۔ آخر آپنے ۸۶۲ھ آٹھہ سو باسٹھہ ہجری مین رحلت کی کالپی مین مدفون ہوئے۔ مزار تبرک بہ۔

سید اعز الدین حسینی قدس سرہ

آپ سید حسام الدین تیغ برہنہ کے صاحبزادے ہین۔ آپنے علوم صوری معنوی کو والد ماجد کی خدمت مین حاصل کیا۔ اور والد کے مرید و خلیفہ ہوئے۔ عارف کامل تھے

خلایق کو ہدایت و تلقین سے مشرف فرماتے تھے۔ اکثر طالبین آپ کے فیض سے فائز المرام ہوئے ہیں۔ آپ کے معتقدین بے شمار تھے۔ اکثر باکمال و صاحب دل تھے۔ مشائخ و علما آپ کی بزرگی و شیخت کو مانتے تھے۔ متوکل علی اللہ و قانع تھے کسی سے سائل نہیں ہوتے تھے۔ حلیم الطبع و سلیم المزاج تھے۔ فقرا و غربا کے ساتھ حسن سلوک فرماتے تھے۔ مہمان نواز تھے۔ آپکی خانقاہ میں بس بیس مسافر سکونت پذیر رہتے تھے۔ آپ ذات سے مسافروں کے اکل شرب کا انتظام کرتے تھے۔ بزرگان مسافر بجان پرورند کے مصداق تھے۔ آخر آپ دوسری شعبان ۹۹ ہجری میں دار فانی سے بہشت برین روانہ ہوئے۔ والد ماجد کے قریب گلبرگہ میں مدفون ہوئے۔ زیارت متبرک ہے

سید ابو بکر

آپ سادات صحیح النسب سے تھے۔ حضرت خواجہ شمس الدین کے مرید و خلیفہ۔ صاحب فضائل و کمالات و خوارق عادات تھے۔ ہمیشہ خلائق کی ہدایت و تعلیم میں مصروف رہتے تھے اور دین اسلام کی اشاعت میں کوشش بلیغ کرتے تھے۔ دکن کے قصبات و دیہات میں توحید کے مسائل بیان فرماتے تھے۔ اور بت پرستوں کو اسلام کی دعوت دیتے تھے۔ اور انکی نہایت تالیف قلوب کرتے تھے۔ حسن اخلاق و محبت سے توحید کے مسائل سمجھاتے تھے۔ ہنود اخلاق محبت کی وجہ سے دائرہ اسلام میں داخل ہوتے تھے۔ پس دکن میں آپ کی کوشش سے ہزارہا ہنود مسلمان ہوئے۔ آپکی وفات بتاریخ ماہ رجب ۹۷۹ھ نوسو اُناسی ہجری میں واقع ہوی۔ موضع ارک علاقہ مرتضیٰ آباد مرچ میں مدفون ہوئے۔ زیارت متبرک ہے۔

شاہ ابو الحسن قادری

روضۃ الاولیا کے مولف نے لکہا کہ آپ کے نسب کا سلسلہ حضرت محبوب سبحانی قدس سرہ سے پہنچتا ہے۔ آپ کے اجداد کرام کا مولد و متوطن بیدر تہا۔ اور آپ بہی بیدری المولد تہے۔ ابراہیم عادل شاہ جگت گرو کے زمانہ مین آپ بیدر سے بیجاپور رونق افزا ہوئے صاحب فضائل و کمالات و جامع صفات حمیدہ تہے۔ حقائق و معارف سے واقف و دقائق و اسرار کے عارف تہے۔ طالبین و مریدین کی ہدایت مین مصروف ہوئے۔ اکثر طلبہ آپ کے فیضان نعمت سے فائز المرام ہوئے۔ شہر کے علما و فضلا و مشائخ کرام آپکی تعظیم و تکریم کرتے تہے۔ اور بادشاہ بہی اعزاز و احترام کرتا تہا۔ بادشاہ نے آپکے لیے وظیفہ معقول مقرر کر دیا تہا۔ آپ دلجمعی سے ذکر و شغل مین مشغول رہتے تہے۔ روضۃ الاولیا بیجاپور کے مولف نے آپکی ولایت و قوت کرامت کی ایک نقل لکہی ہے۔ ہم ناظرین کے لئے۔ اس مقام مین۔ اُس کا خلاصہ ترجمہ کرتے ہین۔ وھوھذا

مشہور ہے کہ دکن مین ایک شخص مسمی شیخ اسرفیل بہادری و دلاوری مین بے نظیر تہا قوت و زور آوری مین مشہور۔ بیجاپور مین آیا اور ابراہیم عادل شاہ کی خدمت مین ملازم ہوا۔ بادشاہ نے اُسکو بلحاظ قوت و زور آوری عہدہ جلیلہ پر مامور کیا۔ اور اپنے خاص چیلون مین شریک فرمایا۔ اور بادشاہ نے اُسکو دربار مین بیٹہنے کی اجازت دی اہل دربار رشک و حسد کرنے لگے۔ اور اُس کے زوال کی فکر مین پڑے۔ اور عرض کیا کہ اسرفیل اپنی قوت و زور آوری پر نازان ہے۔ اور شیخی مارتا ہے۔ دربار مین اُسکا امتحان کرنا چاہئے۔ چونکہ بادشاہ کو اُس سے محبت تہی۔ نہین چاہتا تہا کہ اُسکو حضور سے دور کرے۔ مگر حساد ہمیشہ قابو جو رہتے تہے۔ آخر الامر سب نے ایکروز

ملیح اتفاق کرکے بادشاہ کو اسبات پر آمادہ و مستعد کیا کہ آج بادشاہ محل کے صحن پر فضا مین جلوس کرے اور فیلخانہ کے داروغہ کو اشارہ کرے کہ ایک مست ہاتی بادشاہ پر چھوڑے اُسوقت اسرافیل کی بہادری شجاعت کا امتحان فرمائین اور دیکہین کہ بادشاہ کو ہاتی سے مقابلہ کر کے کسطرح بچاتا ہے۔ پس بادشاہ نے داروغہ کو حکم دیا داروغہ نے تعمیل کی۔ حاضرین مجلس ہاتی کے آتے ہی دربار سے متفرق ہوگئے مگر اسرافیل وکیل بدستور دست بستہ دلجمعی سے بیٹہا رہا۔ اور کچہہ حرکت و جنبش نہین کی۔ اور ذرا بہی خوف نہین کیا۔ فیلبان نے ہاتی کو اسرافیل کے قریب پہنچایا۔ اور چلّایا کہ مست ہاتی آیا میرے قابو سے باہر ہے اسرافیل نے بہی صور پہونکا۔ یعنے زور سے چلّایا اور ہاتی کے طرف آیا۔ ہاتی نے اسرافیل کے بغل مین ہاتہہ ڈالا۔ چاہا کہ اُٹہاکے دور پہینکے۔ اسرافیل نے ہاتی کی سونڈ کو اسطرح دبوچا کہ ہاتی عاجز ہوکے زمین پر گرا۔ ہرچند کہ فیلبان کہتا تہا اسرافیل یہہ ہاتی خاص بادشاہی سواری کا ہے رحم کر۔ اسرافیل نے فیل کا کام تمام کیا۔ اسقدر ہاتی کو زد و کوب کی کہ ہاتی ہلاک ہوا۔ پہر اسرافیل کو معلوم ہوا کہ بادشاہ نے یہ امر امتحاناً کیا تہا۔ دربار سے برخواست کر کے گہر گیا۔ خانہ نشین ہوا ہرچند کہ بادشاہ نے بلایا و دلجوئی کی۔ مگر وہ راضی نہین ہوا۔ اور ارادہ کیا کہ کسی درویش کامل کے مرید ہونا چاہیئے اور درویش بہی ایسا ہو کہ ہم سے قوت مین زیادہ ہو۔ ایسے درویش کے بابت اپنے ایک دوست سے مشورہ کیا۔ دوست نے کہا کہ آپ ہر جمعہ کو جامع مسجد کے دروازہ مین جایا کرو اور ہر ایک نمازی سے خروج کے وقت مصافحہ کرتے رہو۔ شاید کوئی بزرگ توی و کامل ملجائیگا۔ اگر پہلے جمعہ مین نہ ملے تو دوسرے تیسرے جمعہ مین ملجائے گا۔

یتہہ ہر جمعہ کو جاتا تہا۔ اور ہر ایک نمازی سے دست بوس ہوتا تہا۔ تیسرے جمعہ مین حضرت شاہ ابوالحسن قادری سے ملا۔ اور حضرت سے مصافحہ کیا۔ خوب زور کیا۔ حضرت کے ہاتہہ پر کچہہ اثر نہوا۔ آپنے اسرافیل کے دونو ہاتہہ زور سے ایسے دبوچے کہ اسرافیل بےتاب ہوکر زمین پر گرا اور بیہوش ہوا۔ جب ہوش مین آیا۔ حضرت کے ہمراہ گیا۔ اور مرید ہوا۔ ریاضت و مجاہدہ کے بعد کامل ہوا۔ حضرت کے روضہ مین مدفون ہے۔ آخر آپنے ۱۴ ربیع الثانی ۱۰۴۵ھ ایکہزار پینتالیس ہجری مین رحلت کی۔ بیرون نورس دروازہ کے قریب مدفون ہین۔ آپکے مرقد پر معتقدین نے چوکہنڈی سایہ دار بنا کی زیارت و تبرک ہے۔ آپکی اولاد مین پانچ صاحبزادے تہے۔

سید عبدالقادر۔ و سید نعمت اللہ۔ سید بدرالدین۔ سید ابوالقاسم۔ سید محمد میران سید بدرالدین طالب علمی کے لئے دہلی گئے وہان فوت ہوئے۔ باقی بیجاپور مین فوت ہوئے۔ آپکے بڑے فرزند ۲۱ ذیقعدہ ۱۰۶۸ھ ایکہزار اڑسٹہہ ہجری مین فوت ہوے شاہ ابوالحسن ثانی بن سید عبدالقادر سکندر عادل شاہ کے زمانہ مین تہے۔ خازن سلاسل قادریہ ابوالحسن ثانی کی تالیف سے ہے۔ اور ابوالحسن کی رحلت ۱۱۳۲ھ ہجری مین واقع ہوئی۔ مرقد موضع کنکال مین واقع ہے۔

شاہ انجن اولیا

شاہ انجن اولیا نام ہے۔ فقیر مولف کے نزدیک اصل مین آپکے نام کا املا انجاً انجی الاولیا بدون تنوین تہا۔ عوام کی کثرت استعمال سے انجن اولیا ہوگیا۔ اور عوام نے لاعلمی کی وجہ سے نون تنوین کو املا مین لکہدیا انجاً سے انجن ہوگیا۔ آپ مشایخ چشتیہ سے تہے

درویش متوکل، صوفی کامل، متقی و مرتاض تھے۔ دھولیہ خاندیس مین ایک املی کے درخت کے سایہ مین متمکن تھے۔ زمین فرش اور آسمان سقف تھا۔ رات دن عبادت وریاضت مین مشغول رہتے تھے۔ اہل شہر آپ کی کرامت سے واقف نہین تھے۔ ہان اسقدر جانتے تھے۔ کہ ایک درویش ہے۔ واقع مین آپ صاحب خوارق تھے۔ اور آپ بہی خلایق سے پوشیدہ رہنا پسند کرتے تھے۔ ایسی وضع و شکل مین تھے کہ کوئی آپ کی ولایت کا اقرار نہین کرتا تھا۔

آخر ایکروز چالیس فقرا آپکے نشست گاہ مین مسافرانہ فروکش ہوئے۔ آپنے سب کی مہمانی کی۔ اور سب کو اپنے پاس بلائے۔ سب آپکی خدمت مین آئے۔ اور منتظر بیٹھے کہ حضرت کہانا کہلائین۔ سب حیران تھے کہ حضرت کے پاس کہانے کی قسم سے کوئی چیز نہین ہے نہ کہانیکا سامان ہے۔ پس آپ درخت کے شگاف مین ہاتھہ ڈالتے تھے اور تازہ تازہ گرم گرم کہانا نکال کے دیتے جاتے تھے۔ تمام فقرا آپ کی کرامت کے معترف ہوئے اور آپ سے بیعت کی۔ پھر شہر مین آپکی کرامت کی شہرت ہوئی۔ اُس روز سے اکثر اہل شہر کیا ہندو کیا مسلمان آپکو گہیرے رہتے تھے۔ اور آپ سے حصول مقاصد کی درخواستین کرتے تھے۔ آپکی توجہ سے کامیاب ہوتے تھے۔

آخر آپنے تقریباً ۹۵۵ھ نوسو پچپن ہجری مین رحلت کی۔ جہان متمکن تھے وہین املی کے درخت کے نیچے ندی کے کنارے مدفون ہوئے۔ وہ املی کا درخت جو آپکے زمانہ مین تھا جس کے شگاف مین سے آپنے طعام نکالا تہا معدوم و ساقط ہو گیا اب آپکی مرقد کے گرد مین جو درخت ہے بعد مین جما۔ عجب نہین کہ اُس درخت کے تخم سے ہو۔ تواریخ اولیا کے مولف نے لکھا کہ وہی درخت ہے۔ وہ درخت

تبگاف دار تہا ۔ شاید ہو ۔ والعلم عند اللہ ۔

مولانا شیخ احمد

آپ مولانا نعمت اللہ بن شیخ نصیر الدین کے صاحبزادے ہین ۔ عالم متبحر و فاضل جلیل القدر تہے ۔ معقول و منقول مین بے مثل ۔ فروع و اصول مین بے بدل ۔ قادر شاہ والی مالوہ کے عہد مین مخاطب بشیخ الاسلام تہے ۔ حقایق و معارف مین یگانہ ۔ ولایت و کرامت مین مشہور زمانہ تہے ۔ اکثر علمائے معاصرین کو جب مسائل مشکلہ در پیش ہوتے تہے تب آپکی خدمت مین حاضر ہوکے اُسکو سمجہتے تہے ۔ آخر آپنے سنہ ۹۲۰ نوسو بیس ہجری مین رحلت کی ۔ اُجین مین مدفون ہوئے مزار متبرک ہے ۔

شیخ ابراہیم کلہوار سندہی

آپ سندہی الوطن تہے ۔ عالم فاضل عارف کامل تہے ۔ اسرار حقائق کے کاشف و رموز معارف کے واقف تہے ۔ صاحب کرامت و خارق عادت تہے ۔ شاہ منصور مجذوب برہانپوری کے معاصر تہے ۔ وطن مالوفہ سے برہانپور مین آئے ۔ اور سکونت اختیار کی ۔ خلائق کے لئے ہدایت و ارشاد کا دروازہ کشادہ کیا اور درس تدریس مین مشغول تہے ۔ آپ کی مجلس مین اطیعوا اللہ و اطیعوا الرسول کا مذاکرہ رہتا تہا ۔ آپکے طالبین و مریدین صوم و صلوٰۃ کے پابند ہوتے تہے ۔ اور آپ بے نمازی کو مرید نہین فرماتے تہے ۔ اگر کرتے تو اُس سے نماز کا معاہدہ لیتے تہے ۔ کوئی مرید آپکی مرضی کے خلاف نہین کرتا تہا ۔ مریدین فنا فی الشیخ ہوتے تہے ۔ جو کچہ آپکو آمدنی ہوتی تہی وہ سب فقرا کو تقسیم کر دیتے تہے ۔ اور ذخیرہ نہین فرماتے ۔

نقل ہے۔ کہ ایکروز ایک مرید مفلس نے افلاس وتنگدستی کی شکایت کی اور کہا کہ زمانۂ سابق مین مشائخ کرام اس رتبہ کے ہوتے تھے کہ پتھر کو خالص سونا بنادیتے تھے۔ آپ اُس کے کلام سے مسکرائے اور ایک پتھر کے طرف نظر کی وہ پتھر سونے کے طرح ہونے لگا۔ آپنے فرمایا اے پتھر مین تجھہ سے متقاضی نہین ہون کہ سونا بنجا بلکہ مین نے تیرے طرف تمسخراً دیکھا۔ پھر پتھر اپنی اصلی حالت پر ہوگیا۔ آپکی کرامت وخوارق عادات کی وجہ سے اکثر ہنود اسلام کے دائرے مین آئے۔ اور ایمان سے مشرف ہوئے۔ آخر آپنے پچیانوے برس کی عمر مین سنہ ۹۵۰ نوسے پچاس ہجری مین رحلت کی۔ برہانپور مین مدفون ہوئے۔ یزارو ویتبرک بہ

شاہ انوراسد بن سید عبد الفتاح قادری

مشکوۃ النبوۃ کے مولف نے لکہا کہ آپ جامع فضائل ومظہر فواضل تھے۔ عالم بےمثل وفاضل بےبدل۔ والد ماجد کے خلیفہ ومرید تھے۔ انوار الاخیار آپکی تالیف سے ہے کتاب مذکور اولیاء کا تذکرہ ہے۔ فقرا کا تبصرہ ہے۔ صاحب کشف وکرامات تھے سنہ وفات معلوم نہین ہوا۔ مگر تقریباً سنہ ۱۲۱۲ بارہ سو بارہ ہجری مین فوت ہوئے آپکے بڑے بہائی مسمی سید محمد بہی جامع علوم نقلی وعقلی تھے۔ علی الخصوص علم تصوف مین وحید زمانہ وعلامۂ یگانہ تھے۔ مثنوی وفصوص الحکم کو خوب پڑہاتے تھے۔ اور مضامین تصوف کو نہایت بسط وشرح کے ساتہہ بیان فرماتے تھے۔ آپ سنہ ۱۲۴۰ بارہ سو چالیس ہجری مین فوت ہوئے۔ دونون بہائی محلہ چوڑی بازار واقع حیدرآباد دکن مین والد کے قبر کے متصل مدفون ہوئے یزارو ویتبرک بہ۔

سید احمد بخاری مرتضی آبادی

آپکا نام سید احمد بخاری الاصل والمنشا ہین۔ آپکی نسب کا سلسلہ سید جلال الدین حسین بخاری سے پہنچتا ہے۔ مجمع الانساب کے مولف نے نسب کا شجرہ اسطرح لکہا ہے۔
سید احمد بخاری بن سید جلال الدین مخدوم الاسلام بن ناصر الدین محمود بن سید جلال الدین حسین بخاری الخ۔ آپ سنانی و اصفہانی المولد ہین۔ آپ کی والدہ بنت سید یحیی نجفی موضع سنان ضلع اصفہان مین تہین۔ آپکے والد ماجد و عم بزرگوار بیوی صاحبہ کی وجہ سے موضع مذکور مین سکونت پذیر تہے۔ آپکی ولادت موضع مذکور مین واقع ہوی۔ ولادت سے سات مہینے کے بعد آپکے والد مع زوجہ و فرزند بخارا مین گئے آپکا نشو و نما بخارا کی آب و ہوا مین ہوا۔ جب آپ کی عمر پانچ سال کی ہوی۔ اسوقت والد ماجد نے آپکو سید عبداللہ سلمی کے مدرسہ مین داخل کیا۔ آپنے آٹھوین سال قرآن شریف ختم کیا۔ آپ قرآن شریف خوش الحانی سے تلاوت فرماتے تہے سامعین کو لطف آتا تہا۔ اور آپنے بخارا کے علما و فضلا کی خدمت مین علوم و فنون کی تحصیل شروع کی عالم شباب مین فارغ التحصیل ہوئے۔ علامۂ عصر و فہامۂ دہر ہوے علوم ظاہری کے بعد آپ کو کمالات معنوی کے تحصیل کا شوق ہوا۔ انہین ایام مین سید کمال الدین قادری بغدادی بخارا سے بغداد روانہ ہوئے۔ آپ اُن کے ہمرکاب ہوئے۔ جناب قادری کے ہمراہ بغداد مین پہنچے اور دو برس تک ریاضت و مجاہدہ کرتے رہے حضرت قادری کی توجہ و عنایت سے درجہ کمال کو پہنچے۔ حضرت قادری نے خلافت کا خرقہ اور چند طرق قادریہ و سہروردیہ و چشتیہ و رفاعیہ و عیدروسیہ وغیرہ کی اجازت عطا کی۔ آپ طرق مذکورہ مین طالبین کو مرید فرماتے تہے پہر آپ بغداد سے اپنے مولد موضع سنان علاقہ اصفہان مین آئے اور عم بزرگوار

سید عبد الحی البخاری کی لڑکی ام زینب سے نکاح کیا۔ اور وہان پانچ برس تک سکونت پذیر رہے۔ اور دو مرتبہ حرمین شریفین گئے۔ حج و زیارت سے مشرف ہوئے۔ اور مکہ سے حج کے بعد روم گئے۔ دار السلطنت اسطنبول مین چند مدت رہے بادشاہ روم سلطان سلیم خان عثمانی سے ملے۔ بادشاہ نے آپکا اعزاز و اکرام کیا پھر وہان سے مع چالیس فقار صاحب کمال بندر سورت مین رونق افزا ہوئے ڈیڑہ برس تک سورت مین بسر کئے۔ خلائق کو ہدایت و ارشاد فرماتے رہے۔ وہان عبد الغنی تاجر کی مسجد مین ایک مجذوب قادری النسب سے ملاقات کی۔ اور مجذوب نے آپ سے فرمایا کہ کل تنہا تشریف لائے۔ آپ دوسرے دن تنہا پہنچے۔ مجذوب نے آپکو اسرار توحید سے واقف کیا۔ اور فرمایا کہ جب آپ شیخ سراج الدین جنیدی سے ملین تو یہہ وظیفہ اُن کو دینا۔ چند روز کے بعد آپنے دکن کا ارادہ کیا۔ اور یہ مجذوب نے رخصت کے وقت ایک مصلیٰ بھی شیخ جنیدی کے لئے بھیجا۔ آپ سورت سے دکن مین آئے۔ اور موضع کونجی ضلع بیجاپور مین شیخ جنیدی کی خدمت مین حاضر ہوئے۔ اور ملازمت حاصل کی شیخ نے آپکو تعظیم و توقیر سے مہمان کیا۔ آپنے مجذوب کی امانت شیخ کے تفویض کی۔ اور شیخ سے استفادہ کیا اور جنیدیہ طریقہ کی خلافت و اجازت حاصل کی۔ شیخ نے آپکو ایک جبہ و دستار و تسبیح و سجادہ عنایت کیا۔ اور قطب الاقطاب خطاب دیکر کنواڑ روانہ فرمایا۔ آپ موضع کنواڑ مین سکونت پذیر ہوئے۔ بعد ازان شیخ جنیدی نے علاء الدین حسن گنگو سے موضع کنواڑ آپکے لئے جاگیر مدد معاش مقرر کرکے اُسکی سند آپکے پاس بھیجی۔ آپ متوکل علی اللہ تھے۔ ہمیشہ قانع و راضی برضا رہتے تھے۔ آپنے جاگیر قبول نہین کی

او موضع مذکور سے اٹھہ کے مرچ مین رونق افزا ہوئے۔ اور وہان سکونت اختیار کی ہدایت وارشاد فرماتے رہے۔ فیروز شاہ بہمنی نے آپکے لئے چودہ گانون جاگیر التمغا نسلاً بعد نسل مقرر کیا تہا۔ آپنے قبول نہین فرمایا۔ آپکی عمر سو برس سے زیادہ تہی آخر آپنے پانچوین تاریخ ربیع الثانی ۸۲۰ھ آٹہہ سو بیس ہجری بہشت برین کو رحلت کی۔ مرچ مین مدفون ہوئے۔ بزار و تبرک بہ۔ آپکا سالانہ عرس ہوتا ہے بعد مین سلاطین اسلام نے عود و گل کے لئے کچہہ معاش مقرر کردی تہی۔ شاید اب بہی جاری ہو۔

شاہ احمد میران جی

آپکا اصلی وطن گجرات ہے۔ آپ گجرات سے بیجاپور مین آئے۔ حضرت شاہ کی خدمت مین پہنچے۔ بیعت و اجازت سے مشرف ہوئے۔ طریقہ شطاریہ کے پیر تہے روز و شب اذکار و اشغال مین مصروف رہتے تہے۔ کوئی وقت معبود حقیقی کے مشاہدہ سے خالی نہین ہوتا تہا ہمیشہ عالم حضوری مین مستغرق رہتے تہے۔ متوکل علی اللہ و تارک الدنیا و ما فیہا تہے۔ آپکی مزاج مین استغنا کمال تہا۔ اہل دنیا سے بہت کم ملتے تہے۔ روضۂ اولیا کے مولف نے لکہا کہ جب عالمگیر بادشاہ بیجاپور مین آیا۔ آپکی بزرگی و درویشی کی تعریف سنکے آپکے سکونت گاہ مین جو ابراہیم علیہ الرحمۃ کے مقبرہ مین تہے۔ ملازمت کے ارادہ سے آیا ایک خادم حضرت کی خدمت مین اطلاع کے لئے بہیجا۔ آپ اسوقت وظائف مین مشغول تہے۔ اور آپکی عادت تہی کہ ذکر و شغل مین کسی کیطرف متوجہ نہین ہوتے تہے۔ خادم نے مراجعت کی اور بادشاہ کی خدمت مین عرض کیا کہ شاہ صاحب وظیفہ مین مشغول مین اور اسوقت

کسی سے تکلم نہین کرتے ہین اور نہ کسی سے ملتے ہین۔ بادشاہ نے فرمایا یہہ درویش مغتنمات سے ہے۔ ایسے درویش نادر الوجود ہین۔ محروم الوصال مراجعت کی انتہی کلامہ آخر آپنے ۱۱۲۲ھ گیارہ سو بائیس ہجری مین رحلت کی ابراہیم عادل شاہ کے مقبرہ مین مسجد کے عقب مین مدفون ہوئے۔ قبر ایک چبوترہ پر واقع ہے۔ بیرار و بیر کت یہ شیخ محمد اکمل اولیا آپکے مرید و خلیفہ تہے۔ علم دعوت مین کامل تہے۔ آپکے قریب مدفون ہین۔

حضرت ابو بکر بالفقیہ قدس سرہ

ابو بکر نام۔ بالفقیہ جدی لقب ہے۔ آپ حضرموت سے مع چند مریدین بیجاپور مین آئے۔ اسوقت سلطان محمد عادل شاہ تخت نشین تہا۔ آپ عالم فاضل و عارف کامل تہے۔ عابد و زاہد تہے۔ ہمیشہ ریاضت و عبادت مین مشغول رہتے تہے۔ شہر کے مشائخ و امرا آپکی ذات بابرکات کو مغتنمات سے جانتے تہے عبد المحمد خان وزیر آپسے حسن عقیدت رکہتا تہا۔ آپکی خانقاہ محلہ دریبہ مین آثار مبارک کے متصل واقع تہی۔ آپکی خانقاہ کے اطراف مین اکثر اہل امامیہ رہتے تہے۔ اور آپسے مخالفت کرتے تہے۔ مگر آپ حسن اخلاق سے نہین گذرتے تہے۔ مقابلہ و مقاتلہ سے دور رہتے تہے۔ ہر ایک کے ساتہہ صلح کل کا طریقہ جاری فرماتے تہے۔ امامیہ و سنت جماعت سے اتفاق رکہتے تہے۔ مخالفت وہی لوگ کرتے تہے۔ جو تعصب مذہب کے دلدل مین ڈوبے ہوئے تہے۔ آخر آپنے ۲۲ تاریخ شعبان علی عادل شاہ کے زمانہ مین رحلت کی خانقاہ کے صحن مین مدفون ہوئے۔ آپکے صاحبزادے سید عبد الرحمن بالفقیہ تہے والد کے بعد

فوت ہوئے۔ والد کے قریب مدفون ہوئے۔ یزار و یتبرک بہ

سید احمد نظیر قدس سرہٗ

آپکا اصلی وطن حضرموت ہے۔ آپ سادات صحیح النسب سے ہین۔ سلطان محمد عادلشاہ کے زمانہ مین وطن مالوفہ سے بیجاپور دکن مین آئے۔ آپ کمالات انسانیہ و فضایل روحانیہ سے موصوف تہے۔ علوم و فنون مین جامع تہے۔ اور آپنے ممالک عرب و عجم مین سیر و سیاحت کی تہی بلاد و امصار کے مشائخ و شیوخ کی صحبت سے فیضیاب ہوئے تہے۔ آپ شاہ ہاشم علوی کے معاصر ہین۔ دونون مین باہم محبت و اتحاد کا رابطہ تہا۔ بادشاہ و وزیر آپکی نسبت حسن ظن رکہتے تہے۔ امرا و فقرا مرید ہوئے تہے آپکی رحلت کی تاریخ و سنہ معلوم نہین ہوا۔ تقریباً ۱۰۸۰ہجری مین زندہ تہے۔ آپکی قبر بیرون شہر پناہ ساڑوار دروازہ مین ہے یزار و یتبرک بہ۔

شیخ ابو تراب مدرس قدس سرہ

آپ شیخ ابو المعالی بن مولانا علیم اللہ محدث کے فرزند دلبند ہین۔ آپکا مولد و منشا بیجاپور ہے۔ آپنے سن شعور کے بعد استاد العلما قاضی سید علی مدرس کی خدمت مین کتب درسیہ پڑہنا شروع کین۔ عالم شباب مین فارغ التحصیل ہوئے۔ علوم معقول و منقول مین بحر مواج تہے۔ آپکو علما سراج العلما کہتے تہے جامع فضائل و کمالات تہے۔ درس تدریس مین مشغول ہوئے۔ تمام دن اسی شغل مین بسر کرتے تہے۔ طلوع آفتاب سے عصر تک درس فرماتے تہے۔ ہر ایک شاگرد کو ایک ساعت تک سمجہاتے تہے۔ ہر وقت سامنے گہڑی رکہی ہوی رہتی تہی۔ چونکہ آپ جامع العلوم تہے۔ آپکا شاگرد ہر ایک علم و فن مین ممتاز ہوتا تہا۔

ہندوکن مین آپکی تدریس کی شہرت تہی۔ دور دور سے طلبہ آتے تہے اور مستفید ہوتے تہے۔ آپکے تلامذہ مشاہیر علما سے تہے۔ ملا نظام عالمگیری آپکا شاگرد تہا۔ یہہ وہ ملا نظام ہے جو فتاوی عالمگیری کے تالیف کا مہتمم و صدر تہا۔ عالمگیر آپکے فضائل ملا کی زبانی سنکے ملاقات کا مشتاق تہا۔ جب بیجاپور مین آیا اُسوقت آپکا انتقال ہوگیا تہا۔ آپکی قبر پر زیارت کے لئے آیا۔ اور فاتحہ خیر پڑہی آپکو عادل شاہی سلطنت سے وظیفہ اور مدد معاش مین جاگیر تہی۔ اور مدرسی کی خدمت پر مامور تہے۔ معزز و مکرم تہے۔

آخر آپنے بیسوین تاریخ ماہ صفر ۱۰۹۶ھ ایکہزار و چہیاسی ہجری مین رحلت کی جد امجد شیخ علیم اللہ محدث کی قبر کے متصل مدفون ہوئے۔ یزار و یتبرک بہ۔

قاضی ابراہیم زبیری

آپکا اصلی وطن گجرات ہے آپ تحصیل علوم کے بعد وطن سے برہانپور خاندیس گئے۔ اور وہان شیخ جان اللہ ملقب عطار اللہ کے سہروردیہ طریقہ مین مرید و خلیفہ ہوئے۔ پہر برہان پور سے شہر بیجاپور مین آئے۔ یہان خدمت قضا پر مامور ہوئے عدالت و دیانت مین بے نظیر تہے۔ تحقیق و تنقیح کے بعد احکام شرعی جاری فرماتے تہے نہایت محتاط۔ کسی کی دعوت و مدارات مین شریک نہین ہوتے تہے۔ نہ کسی کا تحفہ و تورہ لیتے تہے۔ اور اکل و شرب مین بڑی احتیاط فرماتے تہے۔ طعام مشکوک کو مثل حرام تصور کرتے تہے۔ کہانیکا اہتمام خاص آپکی زوجہ محترمہ کرتی تہین۔ اور خود آپ پکاتی تہین۔

نقل ہے کہ ایک بوڑہیا آپکے محلہ مین مستغیث ہوئی۔ مدت تک اُس کے مقدمہ کی

تحقیقات ہوتی رہی۔ وہ ہمیشہ کچہری مین آمد و رفت کرتی تہی۔ ایکروز کچہری مین مستغیثین کا مجمع تہا۔ بوڑہیا بہی آئی۔ کثرت کو دیکہکر قاضی صاحب کے محل مین گئی۔ دیکہا کہ قاضی صاحب کی بیوی صاحبہ ساگ کو درست کر رہی ہین۔ یہ بیرزن بہی ساگ درست کرنے مین شریک ہوئی۔ اور بیوی صاحبہ سے تکلم کرتی تہی۔ اور کہا کہ جب قاضی صاحب اندر تشریف لائین تب آپ اُنسے میرے مقدمہ کی بابت کہنا۔ بعد ازان قاضی صاحب کچہری سے برخاست کرکے محل مین آئے اور دسترخوان چنا گیا۔ آپنے کہانا شروع کیا۔ پہلے ہی لقمہ مین فرمایا کہ آج کہانے مین شبہ معلوم ہوتا ہے۔ معاذ اللہ کسی قسم کی بداحتیاطی نہین ہوی۔ آپنے فرمایا ضرور طعام شبہ سے خالی نہین ہے۔ آخر بیوی صاحبہ نے تامل و فکر کے بعد کہا کہ ایک بوڑہیا مستغیثہ آئی تہی اور ساگ درست کرنے مین شریک ہوی تہی۔ آپنے فرمایا یہی وجہ ہے۔ غضب ہے کہ مین قضا کے کام پر مامور ہون۔ اور مجہکو مسلمانون کے مقدمات کا فیصلہ کرنا واجب ہے۔ اور یہہ مستغیثہ بہی مسلمہ ہے۔ اُسکا مقدمہ بہی بدون نفع فیصلہ کرنا چاہیے۔ وہ آپکے ساتہہ ساگ درست کرنے مین شریک ہوئی۔ ہمکو اُس سے نفع حاصل ہوا۔ یہ واقع مین رشوت ہے۔ قیامت مین مین قاضی رشوتی کے لقب سے پکارا جاؤنگا۔ اُسی روز خدمت قضا سے مستعفی ہوئے۔ اور گوشہ نشینی اختیار کی۔ عبادت و ریاضت مین مشغول رہتے تہے۔ آخر آپنے بارہ تاریخ ماہ رجب ۱۰۹۴ھ ایکہزار چورانوے ہجری مین رحلت کی۔ رنگین مسجد کے متصل شرقی جانب مین ایک ٹیلہ پر مدفون ہوئے یزار و تبرک بہ۔

شیخ احمد معروف بمخدوم بزرگ جنیدی

شیخ احمد نام۔ شیخ الاسلام خطاب۔ مخدوم بزرگ عرف ہے۔ آپ کی نسب کا
سلسلہ حضرت خواجہ جنید بغدادی سے پہنچتا ہے۔ آپ شیخ سراج الدین جنیدی
کے بنی اعمام سے تھے۔ اور شیخ عین الدین گنج العلوم جنیدی بیجاپوری کے
معاصر تھے۔ آپ موضع کرنجگی علاقہ بیجاپور مین سکونت پذیر تھے۔ آپ دکن کے
اولیاے متقدمین سے تھے۔ صاحب کشف وکرامت و عالم صوری و معنوی
تھے۔ خلایق کو درس و تدریس سے سرفراز و تعلیم و تلقین سے ممتاز فرماتے تھے
اکثر مشرکین نے آپ کی خدمت مین بت پرستی سے توبہ کی اور اسلام قبول کیا
سلاطین بہمنیہ آپکا اعزاز و احترام کرتے تھے۔ آپ معزز و مکرم تھے۔
آخر آپنے بائیسوین تاریخ ربیع الاول ۸۳۳ھ آٹھہ سو تینتیس ہجری مین رحلت کی
موضع کرنجگی مذکور مین دفن ہوے۔ مزار پرانوار پر سلاطین بہمنیہ نے عالیشان
گنبد بنا گیا۔ ابتک موجود ہے اور گنبد کے متولی و سجادہ آپ کی اولاد سے تھے
ابتک آپ ہی کے اولاد مین سجادگی کا سلسلہ جاری ہے۔ یزارو یتبرک بہ۔

شیخ احمد چشتی

شیخ احمد نام۔ آپ شیخ شمس الدین کے صاحبزادے ہین۔ نسب کا سلسلہ
حضرت شیخ فرید الدین گنج شکر سے پہنچتا ہے۔ آپکا مولد و منشا قلعہ مانڈو ملک
مالوہ ہے۔ آپ جامع فضائل و کمالات انسانی۔ و حاوی فضائل و کرامات
روحانی تھے۔ درویش کامل و مرشد واصل تھے۔ ہمیشہ اذکار و اشغال مین مشغول
و ہدایت و تلقین مین مصروف رہتے تھے۔ معرفت آلہی مین مستغرق دنیا و مافیہا سے

متفرق مجسم اخلاق و سراپا اشفاق تھے۔ دل مین محبت الٰہی کا جوش و دماغ مین عشق نامتناہی کا خروش تھا۔ دین و اسلام کی اشاعت و دینداروں اہل اسلام کی مساعدت آپکا کام تھا۔ ملک مالوہ آپکے فیضان نعمت سے سیراب و آباد تھا۔ محنت و زور بازو سے روزی پیدا کرکے کہاتے اور کہلاتے تھے۔ متوکل علی اللہ تھے۔ مریدون و غیر مریدون سے نذر و تحائف نہین لیتے تھے۔ ہدایت و تلقین و تعلیم و تربیت خالصاً لوجہ اللہ فرماتے تھے۔ مدت تک مانڈو مین رہے۔ میران مبارک خان فاروقی کے زمانہ مین مانڈو سے برہان پور مین آئے بادشاہ نے آپکی تعظیم و توقیر کی۔ اور وظیفہ و جاگیر مدد معاش مقرر کی۔ آپنے قبول نہین کیا اس لئے کہ آپ کی عادت تھی کہ کسب حلال پیدا کرکے صرف کرین بناءً علیہ آپ سپاہانہ وردی و لباس زیب بدن کرکے سپاہ کے زمرہ مین ملازم ہوئے۔ ہرچند کہ مریدین و بادشاہ مانع ہوئے۔ آپنے کسی کی نہین سنی مدۃ العمر اسی پیشہ مین بسر کئے۔ نوکری کے کام سے فارغ ہوکے ہدایت کرتے تھے۔ غربا و فقرا کو ہر مہینہ مین نصف تنخواہ تقسیم کردیتے تھے۔ اور نصف مین اپنی زندگی بسر کرتے تھے۔ جوانمرد تھے۔ کسیکے احسان کا بار نہین اٹھاتے تھے۔

برہانپور مین تشریف لانیکی وجہ

نقل ہے کہ شہر مانڈو مین ایک بزرگ کا عرس تھا۔ اُس مین مجلس سماع منعقد تھی۔ آپ بھی مجلس مین شریک تھے۔ آپ پر حالت وجد جاری ہوئی۔ آپ حالت وجد مین مجلس مین رقص و طواف کر رہے تھے۔ اسی حالت مین کسی بے ادبنے آپ کی حالت پر قہقہہ مارا۔ و تمسخر کیا۔ آپ کی نظر اُس پر پڑی۔ آپنے حالت وجد مین

اُس کے منھہ پر ایک طمانچہ مارا۔ طمانچہ لگتے ہی آپ کے دست مبارک سے آگ
بر آمد ہوئی اور اُسکی داڑھی جل کے خاک سیاہ ہوئی۔ وہ سیاہ رو نہایت نادم
ہوا۔ اور اہل مجلس مین آپکی ہیبت واقع ہوئی۔ آپ وہان سے نکل کر والدنا جد
کے روضہ مین آئے اور چراغ دان کو سرنگون کیا اور برہانپور روانہ ہوئے
چراغ کی سرنگونی سے یہہ اشارہ تہا کہ اس ملک سے ہدایت کا چراغ گل ہوا۔

نقل ہے۔ ایک وقت میران مبارک خان نے گجرات پر فوج کشی کی۔ آپ بہی
لشکر مین تہے۔ جب فوج گجرات کے اطراف مین پہنچی۔ آپنے افسران فوج سے
کہا۔ اگر آج شام تک غنیم کی فوج سے مقابلہ کرین تو ہم کامیاب ہونگے۔ فوج کے
افسرون نے آپکے فرمانے سے خلاف کیا۔ آپ ناخوش ہوئے۔ اور مراجعت کا
ارادہ کیا۔ بادشاہ کو یہہ خبر معلوم ہوئی۔ وزیر کو حکم دیا کہ حضرت کو سمجہائے ایسا نہو
کہ چلے جائین۔ وزیر حضرت کی خدمت مین آیا۔ اور عاجزی کی۔ اور آپ کو
لشکر مین حفاظت سے رکہا۔ آپ تنگ ہوئے۔ جب فوج نے برہانپور مین
مراجعت کی آپ بہی آئے اور نوکری ترک کر کے گوشہ نشین ہوئے۔ بادشاہ نے
آپ کے بال بچون کے لئے۔ ایک گاؤن جاگیر مدد معاش مقرر کر دیا۔ عیال و اطفال
گاؤن کی آمدنی سے زندگی بسر کرتے تہے۔ آپ عبادت الٰہی مین مصروف رہتے تہے
مشہور ہے کہ جب تک آپ زندہ رہے سپاہانہ لباس مین رہے۔ آخر آپ نے
روز پنجشنبہ ۱۰ رمضان ۹۶۵ نوسوپینسٹھ ہجری مین رحلت کی برہانپور مین مدفون
ہوئے۔ آصفخان وزیر آپکا مرید و معتقد تہا۔ اُس نے آپکا روضہ دلکشا بنا کیا
اور اُس مین ایک مسجد خوشنما بہی تعمیر کی۔ مولوی عبد اللطیف منشی نے مسجد کی

تاریخ کہی

مسجد شیخ احمد چشتی	آن ولی حق و ملاذ کرام
شد مرتب بموجب دلخواہ	بار معمور تا بروز قیام
بسکہ زیبا و دلپذیر شدہ	معبد عالمی شدہ بدوام
سال تاریخ آن چو لطفی جست	میکند بر نحاسبان اعلام
این ندا آمدش ز عالم غیب	مسجد ہمچو کعبہ کردہ تمام

مولانا سید امام الدین بن محب اللہ بالاپوری براری

آپ مولانا محب اللہ کے دوسرے صاحبزادے ہین۔ آپکی ولادت ۱۱۰۰ھ ہجری مین مقام بالاپور برار مین ہوئی۔ نشو و نما کے بعد آپنے تسمیہ کی تقریب مین بسم اللہ و اقرأ جامسجد سے پڑہی۔ اور کتب درسیہ حضرت مولانا ظہیر الدین برادر بزرگ کی خدمت مین ختم کین اور علم باطنی مین بہی بہائی سے استفادہ کیا۔ اور بہائی کے مرید و خلیفہ ہوئے۔ مولانا کے انتقال کے بعد عم بزرگوار سید منیب اللہ قدس سرہ سے طریقۂ قادریہ و چشتیہ و سہروردیہ کی اجازت لی۔ تینون طرق کے شجرات مین حضرت مولانا سید منیب اللہ کا نام۔ اور نقشبندیہ طریقہ مین مولانا ظہیر الدین کا نام لکھتے تہے۔ آپ عالم فاضل و عارف کامل تہے۔ دائرہ سیادت کے مرکز۔ اور جمہور خلائق کے مرجع تہے۔ متشرع و متقی صاحب الجود و الکرم سلیم الوضع و حلیم الطبع تہے۔ معدن حسنات و خیرات مخزن فضائل کمالات تہے۔ حضرت سید منیب اللہ نے آپکو مولانا ظہیر الدین مرحوم کا جانشین کیا

دونون خانقاہ مین آپکی ذات بابرکات سے آباد ہوئین اور طریقہ نقشبندیہ کا چراغ آپکی ہدایت کے بدولت برارمین روشن ہوا۔ طالبین و مریدین کثرت سے آنے لگے۔ آپکی مشیخت و ہدایت کی رونق دوچند ہوئی۔ اور اطراف و اکناف مین شہرت ہوئی۔ آپ مہمان نواز و فقراپرور تھے۔ ہمیشہ آپکی خانقاہ مسافرین سے آباد رہتی تھی۔ مسافرین کے کہانیکا اہتمام خود فرماتے تھے۔ سب کو کہلانیکے بعد مین آپ کہاتے تھے۔ ایک وقت ایسا اتفاق ہوا کہ خانقاہ مسافرین سے خالی تھی۔ آپ مہمان کی انتظاری مین بیقراری کرتے تھے۔ تین روز تک کوئی مہمان وارد نہین ہوا۔ سخت ملول ہوئے۔ آپکے بہائی سید معصوم نے عرض کیا کہ بہائی جان خاصہ تیار ہے فرمایا کہ مین آج سخت مکدر ہون۔ جبتک کوئی مہمان نہین آئیگا۔ نہین کہاؤنگا۔ دور سے یکایک دو مسافر نمود ہوئے۔ آپ دیکہتے ہی خوش ہوئے۔ دونون خانقاہ مین پہنچے۔ آپنے اُن سے ملاقات کی اور باہم ملکے اُن کے ساتھہ کہانا تناول فرمایا۔

ایک وقت شاہ باجن برہانپوری کی اولاد مین سے ایک بزرگ مع چند اہل بدع بالاپور مین آئے۔ اور شاہ یٰسین نذرباری بہی ہمراہ تھے۔ خانقاہ کی دیوار کے نیچے فروکش ہوئے۔ اور سماع کی مجلس کرکے شور و غل برپا کیا۔ آپنے کہلابہیجا کہ فقیر کا گہر حاضر ہے۔ ممنوعات شرعی سے باز رہئے۔ اور خانقاہ مین تشریف لائیے مشائخ مذکور نے قبول نہین کیا۔ اور فرمایا ہم خانقاہ کی دیوار کے تحت مین رہینگے آپکے مریدین نے مشائخ کو جبراً خانقاہ کے قرب سے دور کیا شاہ یٰسین کی ملاقات کے لئے ساکنان بالاپور جوق جوق آتے تھے۔ شجاعت خان تعلقدار بہی ملاقات کو

آئے۔ برہانپور کے مشائخ نے واقعہ شاہ یسین کی خدمت مین عرض کیا سب حاضرین نے کہا قصور آپکا ہے۔ شرع کا اتباع ہرایک پر لازم ہے۔ شاہ صاحب نے فرمایا مین نادم ہون صبح عفو تقصیر کے لئے خانقاہ مین آئے اور معذرت کی حضرت مولانا امام الدین نے فرمایا کہ مین نے اولاً آپکو مطلع کیا مگر کسی نے نہین سُنا آپ محبوب سبحانی کی اولاد مین ہین اور اہل اسلام کے پیشوا شمار کئے جاتے مین آپکو ایسے امور منہیات سے اجتناب کرنا چاہئے۔ خلایق جو آپکی پیروی مین بدعات و منہیات کی مرتکب ہوتی ہے قیامت کے دن اونکا وبال آپ پر پڑیگا۔ اور آپ مواخذہ مین ماخوذ ہون گے زبانی عذر کافی نہین ہے۔ دل سے توبہ کیجئے شاہ صاحب نے فرمایا آپ میرے لئے دعا کیجئے اور فاتحہ خیر پڑہئے۔ تاکہ مین ان منہیات سے اجتناب کرون آپنے فاتحہ پڑہی برخاست کے بعد شاہ صاحب نے فرمایا کہ مین امام الدین کے سامنے اسطرح تہا جیسا کہ چراغ مشعل کے مقابلہ مین۔

خوارق عادات

آپ خارق عادت و صاحب کرامت تہے۔ ایک وقت رگہوجی مرہٹہ نے علام حسین خان عرف بہورا میان فوجدار بالاپور کی تہدید کے لئے بالاپور پر چڑہائی کی۔ مع فوج جرار بیرون شہر فروکش ہوا بیرونی پورجات کو اُسکی سپاہ نے تاخت و تاراج کیا۔ اور آپکی خانقاہ کا بہی سامان غارت ہوا۔ اہل شہر آپکی خدمت مین ملتجی ہوئے آپ اور سید محمد معصوم دونو بہائی سوار ہوکے رگہو کے فرودگاہ مین پہنچے سلطان خان جمعدار کے خیمہ مین گئے۔ اُسکو لعنت ملامت کی کہ تو کافر کی رفاقت مین مسلمانون پر حملہ آور ہوا۔ اہل اسلام کی ننگ ناموس برباد ہوتی ہے۔ رگہو کو سمجہائے۔ مین

بہورا سے پیشکش دلوتا ہون سلطان خان نے رگہو سے عرض کیا کہ حضرت تشریف لائے ہین۔ حضرت کے خانقاہ کا سامان غارت ہوا اہل حرم محترم شہر مین ہین۔ رگہو نے کہا برا ہوا کہ یہانتک نوبت پہنچی۔ آپ حضرت کی خدمت مین عرض کرو مستورات محترمات کو شہر کے دروازہ مین لے آئے۔ مین سپاہ ہمراہ دیتا ہون آپ جہان فرمائین وہان احتیاط سے پہنچائین۔ سلطان خان نے آپکی خدمت مین عرض کیا۔ آپنے فرمایا مین اپنے ناموس کو نکال کے دوسرے بہائی مسلمانون کی ناموس برباد کرون مجہکو منظور نہین سلطان نے کہا۔ رگہو تین لاکہہ روپیہ طلب کرتا ہے آپنے فرمایا مضائقہ نہین۔ سلطان نے آپکے فرمانے سے تین لاکہہ کا ذمہ لیا۔ حضرت روانہ ہوئے۔ رگہو خیمہ سے برآمد ہوا تسلیم کیا آپنے ملازمت کی کہ آیندہ تیرے لئے بہتر ہوگا رگہو نے کہا صرف آپکی خاطر سے مصالحہ کیا۔ زیادہ عتاب نفرمائے۔ پہر دونون بزرگ سلطان خان کو ہمراہ لیکر پائین قلعہ آئے قلعدار کو بلا کے فرمایا کہ سلطان خان محسن ہے۔ اسقدر رقم کا ذمہ لیا ہے قلعدار ممنون ہوا۔ باہم نوشت و خواند قول و قرار ہوئے حضرت کی برکت سے فساد دفع ہوا۔ بالاپور محفوظ رہا۔ رگہو نے حضرت کی خدمت مین پانسو روپئے نذر بہیجے آپنے قبول نہین کیا۔ پہر ارکاٹ سے مراجعت کے وقت ایکہزار روپیہ پیش کیا آپنے قبول کیا۔ پہر رگہو نے مقرر کیا جب تک ہماری ریاست قائم رہیگی تو سالانہ پانسو روپیہ خانقاہ مین پہنچتے رہین گے۔ جانوجی کی زندگی تک برابر جاری رہے۔ مودہوجی نے دوسو روپیہ سالانہ کردیا تہا۔ آخر سنہ ۱۲۰۱ بارہ سو ایک ہجری مین موقوف ہوا۔ اور اسم اللہ خان بہادر فوجدار بالاپور نے ایکروپیہ یومیہ

حضور آصف جاہ سے آپکے متعلقین کے نام سے مقرر کرایا سند منگوا کے آپ کی خدمت مین پیش کی آپنے منظور نہین کیا۔ فرمایا ہمارے بزرگان سلف کے خلاف ہے۔ کہ کسی سے چیز معین اخذ کرین۔ خدا ہمارا مالک رزاق ہے۔ ایک سال کے بعد خانموصوف بیمار ہوا۔ مولانا نے سید محمد معصوم کو عیادت کے لئے بہیجا۔ مریض بہت خوش ہوا۔ اور کہا یہ بیماری عطیۂ الہی ہے۔ کہ آپ میرے غریب خانہ پر رونق افزا ہوئے اور خانموصوف نے سید معصوم کی خدمت مین عرض کیا کہ مین سند واپس شدہ مولانا کی خدمت مین پیش کرتا ہون آپ بہی تائید کیجئے۔ شیر بیگ خان بن رستم بیگ خان جو آپکا مرید صادق الاعتقاد تہا۔ حسن عقیدت سے مسجد وبارہ دری اور ایک حجرہ مولانا ظہیر الدین مرحوم کے مزار کے قریب بنادیا۔ تقریباً ایک لاکہہ روپیہ خرچ کیا۔ یادگار باقی ہے۔ اسکا ثواب واجر عقبیٰ مین پائیگا۔ آخر آپ مرض الموت مین مبتلا ہوئے۔ باوجود شدت مرض عبادت وریاضت مین سستی نہین فرماتے تہے مرض بڑہتا گیا۔ ایکروز شیر بیگ خان عیادت کے لئے حاضر ہوا۔ آپنے سید معصوم سے کہا۔ خانمذکور کو میرے فرزند کی جگہ سمجہو۔ اور خانصاحب سے کہا سید معصوم کو میرا قائم مقام جانو۔ اور تجدید بیعت کرو اور اسی اثنا مین مرہٹہ کی آمد کی خبر گرم ہوئی آپکو خانقاہ سے شہر مین لیگئے۔ آپ وہان روز دوشنبہ ستر ہ ذیقعدہ ۱۱۶۵ھ گیارہ سو پینسٹھہ ہجری مین خلد برین کو روانہ ہوئے۔ نعش مبارک کو خانقاہ مین لائے۔ غسل وتجہیز وتکفین کرکے مولانا سید ظہیر الدین کے قبر کے مقابل مین دفن کیا۔ مدفن بالاپور۔ مدت عمر پچپن سال۔ مدت خلافت تیس سال چار ماہ اکیس دن۔ کسی شاعر نے آپکی رحلت کی تاریخ کہی۔ ع

پیر عالی دودمان شمع و چراغ خاندان	رونق سجادۂ آبا و اجداد کرام
روح او از عنصر خاکی بسیر لامکان	چون نسیم صبحدم فرمود از دنیا خرام
در سواد نزہت آرائے گلستان بہشت	کرد وا چشم تماشا سید ذی احترام
مصرع تاریخ ہنگام وصال او شنو	شد امام الدین مقیم منزل دار السلام

آپکی دو بیویان تہین ایک شاہ بدیع الحق جعفر آبادی کی لڑکی دوسرے گہانسی میان برادر درویش محمد خان کی لڑکی۔ زوجۂ اول لاولد فوت ہوئی۔ زوجۂ ثانیہ سے دو لڑکے اور دو لڑکیان تہے۔ لڑکے خوردسالی مین فوت ہوئے۔ اور ایک لڑکی ناکتخدا رہی آخر فوت ہوئی۔ دوسری لڑکی سید سعد اللہ بن سید عبد الواحد بن شاہ صفی اللہ بن شاہ محی الدین سے منسوب تہی۔ آخر باہم تنازع ہوا تہا اسی وجہ سے آپنے لڑکی کو رحلت کے وقت سید صفی اللہ کے حوالہ کیا۔ انہون نے بعد مین حسب شرع عقد کردیا تہا۔ سید سعد اللہ سے ایک لڑکا اسد اللہ نامی پیدا ہوا مولوی سید نور الہدی کی لڑکی سے منسوب ہوا تہا۔ آخر وہ بہی فوت ہوا۔

قاضی احمد جوت قدس سرہ

آپ مشاہیر مشائخ سے ہین۔ شیخ احمد کہتو کے مرید و خلیفہ تہے۔ عاشق رسول اللہ و عارف باللہ و جامع علوم صوری و معنوی تہے۔ اہل گجرات آپ سے حسن اعتقاد رکہتے تہے۔ احمد آباد گجرات کی بنا کے وقت آپ مجلس مشورہ مین شریک تہے صاحب دل و کامل تہے۔ رات دن طالبین کی تعلیم و تلقین و ذکر و شغل مین مشغول رہتے تہے۔ گجرات مین آپکے اکثر کرامتین خاص و عام مین مشہور ہین۔ آخر آپ کی وفات ۔ اشوال ۸۴۸ھ آٹھ سو چالیس ہجری مین واقع ہوئی۔

پٹن گجرات مین مدفون ہوئے۔ یزار و تبرک بہ۔

مولانا احمد المشہور میان مخدوم

مولانا شیخ احمد نام۔ میان مخدوم عرف ہے۔ آپ برہان بن ابراہیم بن محمد خان بن غوری کے فرزند مین۔ آپکے اجداد کی نسب کا سلسلہ سلطان معزالدین محمد المشہور سلطان شہاب لدین غوری سے پہنچتا ہے۔ آپکے جداعلی سلاطین دہلی کے طرف سے ناگور مین حکمران تہے۔ اور وہان متوطن ہو گئے تہے۔ آپکے والد شیخ برہان ہند سے گجرات مین آئے اور سکونت اختیار کی چند روز کے بعد حضرت شیخ احمد کہتو کے مرید ہوئے چونکہ آپکے والد کو اولاد مین کوئی فرزند نہین تہا پیر سے التجا کی کہ دعا کیجئے تاکہ اللہ تعالی مجھکو فرزند عطا کرے۔ شیخ احمد قدس سرہ نے بشارت دی کہ خدا تجھکو فرزند عطا کریگا۔ اُسکو میرے نام سے موسوم کرنا۔ خدا اُسکو بزرگی دیگا۔ پیر کی دعا کی برکت سے آپ کی ولادت ۸۱۷ھ آٹھہ سو سترہ ہجری مین واقع ہوئی والد نے حسب ارشاد شیخ احمد نام رکہا۔ آپنے بارہ برس کی عمر مین قرآن شریف ختم کیا۔ اور حضرت شاہ عالم کے مرید ہوئے۔ آپ کو اوائل عمر سے درویشی و فقیری کا شوق تہا۔ اور محبت الہی کا ذوق۔ آپ تحصیل علوم مین مصروف ہوئے مولانا صدرجہان کی خدمت مین کتب تحصیلی سے فراغت پائی تحصیل کے بعد گجرات مین ملازمت اختیار کی رفتہ رفتہ سلاطین و حکام کی عنایت سے وزارت کے عہدہ پر پہنچے۔ بارہ برس تک سرکاری خدمت پر مامور رہے پہر ترک خدمت کرکے پیر و مرشد کی خدمت مین آئے۔ اور بارہ برس تک ریاضت و عبادت کرتے رہے۔ حضرت شاہ عالم کی صحبت کی برکت سے فائز المرام

ہوئے۔ معرفت و عرفان کے مقام کو پایا۔ حضرت نے آپکو اپنا دیوان و پیشکار
بنایا تہا۔ خانقاہ و لنگر خانہ و جاگیرات وغیرہ کا انتظام آپکے تفویض تہا
آخر آپنے پیش کاری کو بہی ترک کیا۔ گوشہ نشینی اختیار کی یاد الٰہی مین مصروف
ہوئے۔ پیر پرست و فنا فی الشیخ تہے۔ ارادت کے بعد کبہی زیر ناف ہاتہہ نہین
رکہا عمداً نہ سہواً رات کو سونے کے وقت ہاتون کو گردن مین حلقہ کیطرح
باندہ دیتے تہے۔ بلحاظ ادب رسول آباد مین کبہی پیشاب و پائخانہ نہین کیا
دور جنگل مین جا کے قضائے حاجت فرماتے تہے۔ پیر و مرشد کی وفات کے بعد
دو سال زندہ رہے۔ بعد ازان بائیس تاریخ ربیع الاول ۸۸۲ھ آٹہہ سو بیاسی ہجری
مین رحلت کی۔ تاجپور واقع احمد آباد گجرات مین مدفون ہوئے۔ کسی مرید معتقد نے
آپکا گنبد پختہ اور ایک مسجد و خانقاہ تعمیر کرایا۔ اب تک موجود ہے۔ مزار و تبرک بعد
آپکی رحلت کی تاریخ فقرہ (آخر الاولیا) سے برآمد ہوتی ہے۔

قاضی سید اسمٰعیل اصفہانی

سید اسمٰعیل نام۔ اصفہانی الاصل و المولد ہین۔ آپکے والد ماجد وطن سے ہند مین
وارد ہوئے۔ احمد آباد گجرات مین سکونت اختیار کی۔ آپ والد کے ہمراہ تہے۔ والد
ماجد اور گجرات کے علما و فضلا سے کتب درسیہ ختم کین۔ عالم فاضل ہوئے
جامع فضائل و کمالات تہے۔ تحریر و تقریر مین بے نظیر پاکیزہ طینت روشن ضمیر
تہے۔ درس و تدریس کے فریفتہ و ہدایت و تلقین کے آشفتہ تہے۔ رات دن اسی شغل
مین مشغول رہتے تہے۔ فقہ و اصول مین فرید و کلام و معقول مین وحید تہے
بادشاہ نے آپ کو باصرار تمام بہروچ کی قضا پر مامور کیا۔ مدت تک قضا کی خدمت کو

امانت و دیانت سے ادا کرتے رہے۔ اہل شہر و رعایا آپ سے راضی تھے۔ حالت
قضا میں بھی طلبہ کو درس دیتے تھے۔ اتفاقاً حضرت شاہ عالم بارادہ سلطان پور
نذر بار احمد آباد گجرات سے برآمد ہوئے۔ راہ میں آپکا گذر بھڑوچ میں ہوا۔ قاضی صاحب
حضرت کی خدمت میں آئے۔ اور مرید ہوئے۔ حضرت کی توجہ و ہدایت نے
قاضی صاحب پر ایسا اثر کیا کہ خدمت قضا سے مستعفی ہوئے۔ اور حضرت شاہیہ
کے فقرا میں شریک ہوئے۔ اور حضرت کی خدمت میں رہتے تھے۔ ریاضت
و عبادت کرتے تھے۔ ایکروز حضرت کی محفل میں شراب طہور کا ذکر شروع ہوا
اور شاہ عالم نے آیہ کریمہ وسقٰہم ربہم شراباً طہوراً کی تفسیر شرح و بسط کے ساتھ
بیان کی۔ اہل مجلس حضرت کی تقریر سے خوش و مست ہوئے۔ قاضی صاحب نے
حضرت سے سوال کیا کہ آیا شراب کا خارج میں وجود ہے یا اس سے خدا کی محبت
مراد ہے اور اس شراب کا پینا ظاہر میں ہوگا یا صرف قابلیت و استعداد کا
نام ہے حضرت قاضی صاحب کے کلام سے مسکرائے اور فرمایا اسکے لئے وجود خارجی
ہے اور ظاہر میں نوش کر سکتے ہیں قاضی صاحب نے عرض کی اُسکا پینا اس عالم
ممکن میں ناممکن ہے یا نہیں۔ حضرت نے فرمایا ممکن ہے۔ قاضی صاحب نے
عرض کیا میں امیدوار ہوں کہ اُس کے ایک جرعہ سے مشرف ہوں۔ حضرت نے
فرمایا مناسب ہے۔ آپ چند شب لگاتار تہجد کے وقت ہمارے پاس حاضر رہیں
انشاء اللہ تعالی آپکو نصیب ہوگا۔ قاضی صاحب حسب الحکم اُس خاص وقت میں
ہمیشہ حاضر رہتے تھے۔ ایک رات حضرت نے قاضی صاحب کو بلا کے ایک قطرہ
پلایا۔ قاضی صاحب نقل کرتے ہیں کہ اُس قطرہ کی مستی نے مجھپر بہشت و دوزخ کے

حالات منکشف کردئے ۔ قاضی صاحب حضرت کی خدمت مین آئے اُسوقت

سے عمامہ کا شملہ ترک کردیا۔

ایکروز حضرت نے قاضی صاحب کو فرمایا۔ آپ بدستور سابق شملہ دراز رکھئے

آپنے حسب الحکم شملہ رکہا۔ چندروز کے بعد سلطان محمود بیکڑہ نے حضرت کی

خدمت مین عرض کیا کہ آپ قاضی صاحب کو حکم کرین کہ وہ احمد آباد کی قضا قبول

کرین ورنہ شہر ویران وتباہ ہوگا۔ حضرت نے قاضی صاحب سے فرمایا مصلحتاً

قبول کیجئے۔ قاضی صاحب نے معافی چاہی اور کہا ؎

لذت دیوانگان را دیدہ ام   باد شرمم باز اگر عاقل شوم

حضرت نے تاکیداً فرمایا کہ آپ کو قبول کرنا چاہیئے۔ قاضی صاحب مجبور ہوے

اور عرض کیا کہ مین اس شرط سے قبول کرتا ہون۔ خداتعالی مجہکو موت سے قبل یہی حالت

جواب حاصل ہے عنایت کرے حضرت نے ایک ساعت مراقبہ کرکے فرمایا کہ مین نے

آپکے لئے خدا سے درخواست کی خدانے منظور کیا۔ آپکو دوبارہ فقرا کے ساتہہ

قیامت مین محشور کرے گا۔ آخر آپنے ۲۶ ماہ ربیع الاول ۸۶۵ھ آٹہہ سو پینسٹہہ

ہجری مین رحلت کی حضرت شاہ عالم نے آپکے جنازہ کی نماز پڑہی اور خود امام

ہوئے۔ بدوپور احمد آباد مین مدفون ہوئے۔ یزار و یتوسل بہ۔

سید امین الدین رفاعی ساکن پتھری

آپکا نام محمد اسد اللہ اور امین الدین لقب ہے۔ اور ابوالحسن کنیت۔ آپ

شیخ جمال قادری کے دوسرے صاحبزادے مین رفاعیہ طریقہ مین بیعت وخلافت

پائی تہی۔ اسی وجہ سے رفاعی مشہور ہوئے۔ عابد و زاہد ومتقی ومرتاض تہے شب وروز

ریاضت و عبادت مین مستغرق رہتے تھے۔ آپکی وجہ سے قصبہ تھری ضلع احمدنگر
مین ہدایت وارشاد کا بازار گرم تہا۔ دیہات وقصبات سے اکثر طالبین آتے تھے
آپکے بازار سے جنس معرفت کو خریدکر کے لیجاتے تھے۔ اکثر نے اس تجارت اخروی
سے نفع اٹھایا۔ جو کوئی آپکے پاس نقد ارادت لیکے آتا تھا۔ آخرت کا سودا خرید
کرکے لیجاتا تھا۔ آپ متوکل علی اللہ تھے۔ قدیم سے جو کچھہ معاش مقرر تھی اس پر
راضی و شاکر تھے۔ کسی سے سوال نہین فرماتے تھے۔ مہمان نواز و فقرا دوست تھے
آپکی خانقاہ مین واردین و صادرین کا مجمع رہتا تھا۔ آخر آپنے ۱۳ جمادی الثانی
سنہ ۹۹۲ نوسو بیانوے ہجری مین رحلت کی۔ قصبہ تھری مین خانقاہ کے صحن
مین مدفون ہوئے۔ یزار و یتبرک بہ

سید ابراہیم بکھری

آپکا اصلی وطن بھکر ضلع سندہ ہے۔ آپ وطن سے ہند کی سیر کرتے ہوئے برہانپور
مین آئے۔ اور حضرت شیخ جلال خلیفہ شاہ شہباز کے مرید ہوئے۔ مدت تک
پیر کی خدمت مین ریاضت و عبادت کرتے رہے۔ مدت کے بعد درجہ کمال کو
پہنچے۔ شیخ نے آپکو خلافت کا خرقہ عنایت کیا۔ ہدایت و ارشاد فرمانے لگے۔
عالم فاضل و محدث و مفسر تھے۔ درس و تدریس بھی جاری کیا۔ آپکی توجہ سے
ہزارہا فیضیاب ہوئے۔ آخر آپنے سنہ ۹۹۸ نوسو اٹھیانوے ہجری مین رحلت
کی برہانپور مین مدفون ہوئے۔ یزار و یتبرک بہ۔

شاہ اسلام الدین نیلوری

آپ شاہ اسمعیل قادری کے فرزند و خلیفہ ہین۔ والد کے انتقال کے بعد سجادہ نشین ہوے

طریقہ قادریہ کے پابند تھے۔ آپ ہمیشہ بنگلہ کے چھت پر مقیم رہتے تھے۔ عالم کا رہگذر چھت کے نیچے سے تھا۔ اکثر عورتیں اُسی راہ سے دریا پر جاتی تھیں۔ شیخ علاء الدین برہان نگری نے جو صاحب دل و کامل تھے۔ دل میں خیال کیا کہ شاید شاہ اسلام الدین عیاش ہے۔ دیدہ بازی کرتا ہے۔ اُسکو منع کرنا چاہیے۔ برہان نگر سے نیلور روانہ ہوئے۔ جب آپ قریب آئے۔ تب شاہ اسلام الدین نے والدہ صاحب کے ذریعہ سے کہلا بھیجا کہ یہاں نہ آئیے۔ نہیں تو اُن کی سب کرامت زائل ہو جائیگی اور ہنود کو جو وہ کاشی دکھلاتے ہیں وہ عمل بھی باطل ہو جائیگا۔ آپکے چھہ فرزند تھے۔ سید مرتضی۔ سید امام۔ سید عبد الصمد و شاہ بزرگ و سید موسیٰ مستان نیلور میں مدفون ہوئے۔ یزار و یتبرک بہ۔ آپ کی رحلت کی تاریخ دستیاب نہیں ہوئی۔ فقیر مولف معذور ہے۔

شیخ ابراہیم قادری غوث الاولیا

آپ محبوب سبحانی کی اولاد سے ہیں۔ آپ عالم فاضل و صوفی کامل حافظ و قاری تھے۔ آپ شیخ لشکر محمد عارف باللہ برہانپوری کے مرید و خلیفہ ہیں۔ آپنے پیر و مرشد کی خدمت میں بیس برس تک ریاضت کی۔ بعد ازان درجۂ کمال کو پہنچے۔ آپکی عادت تھی کہ ہر روز جنگل میں جاکر لکڑیون کا بوجھہ سر پر لاتے تھے۔ اور بازار میں فروخت کرتے تھے۔ جو کچھہ حاصل ہوتا تھا اپنی اور پیر کی خوراک میں صرف کرتے تھے۔ جب محمد غوث گوالیری احمد آباد گجرات میں آئے۔ آپکے پیر شیخ لشکر محمد عارف باللہ ہمرکاب تھے۔ اور آپ برہانپور میں شیخ کی خانقاہ میں رہے۔ مریدین کو ہدایت فرماتے تھے۔ اور خانقاہ کی مسجد میں

امامت بھی کرتے تھے۔ گیارہ برس اسی کام مین مشغول رہے۔ اور پیر کے مرشد یعنے محمد غوث گوالیری نے آپکو غوث الاولیا خطاب عطا فرمایا۔
آخر آپنے ۹۹۱ھ نوسو اکیانوے ہجری مین رحلت کی۔ برہانپور مین مدفون ہوئے۔ زیارہ و متبرک ہے۔

سید احمد شیرازی

آپ سید جعفر شیرازی کے صاحبزادے ہین۔ سادات صحیح النسب شیراز سے ہین آپکے جد اعلی سید محمود شیرازی سندہ مین آئے اور وہان متوطن ہوئے۔ آپکے والد سید جعفر سندہ سے گجرات مین آئے۔ احمد آباد مین سکونت پذیر ہوئے۔ آپکی ولادت ۸۷۰ھ آٹھ سو ستر ہجری مین شہر احمد آباد گجرات مین واقع ہوئی۔ اور نشو و نما بھی اسی ملک کی آب ہوا مین ہوا۔ آپنے سن شعور کے بعد والد ماجد وغیرہ علما و فضلا سے کتب درسیہ تحصیل کین عالم فاضل ہوئے۔ آپ باوجود علم و فضل علم قرأت مین بھی کامل تھے۔ قرآن شریف نہایت ہی خوش لہجہ و خوش الحانی سے پڑھتے تھے سُننے سے سامعین کے قلوب ہلتے تھے۔ بعد ازان آپکے والد نے آپکو اپنا جانشین و خلیفہ کرکے سندہ مراجعت کی۔ اور آپ گجرات مین ہدایت و تلقین و تدریس و تعلیم مین مصروف ہوئے۔ اور ریاضت و عبادات مین مشغول۔ ریاضت شاقہ و مجاہدہ شدیدہ کے بعد درجۂ کمال کو پہنچے صاحب خوارق عادات و کرامات تھے۔ حرمین شریفین کو خشکی کے راستہ سے پیادہ پا گئے۔ حج و زیارت سے فارغ ہوئے۔ حرمین شریفین مین بعض اوقات آپکی ایسی حالت ہوئی کہ نہایت ہی تنگدست ہوئے۔ متواتر فاقہ کھینچتے تھے

اور بامر لاچاری درختون کے پتون سے غذا کرتے تھے۔ اور قناعت فرماتے تھے
مگر کسی سے سائل نہین ہوتے تھے۔ چند مدت کے بعد حرمین شریفین سے گجرات
مین مراجعت کی بدستور سابق ہدایت وارشاد کے دروازہ کو کشادہ کیا۔ آپ لباس
فاخرہ پہنتے تھے۔ گجرات کے حکّام آپ کے معتقد تھے وظائف مددمعاش مقرر کرنا
چاہتے تھے۔ مگر آپ قبول نہین کرتے تھے۔ جس زمانہ مین ہمایون بادشاہ گجرات
پر متصرف وقابض ہوا۔ اکثر علما ومشائخ احمد آباد سے دوسرے بلاد وامصار مین
چلے گئے۔ مگر آپ استقلال کے ساتھ مع معتقدین خانقاہ مین رہے۔ معتقدین
سے ہر ایک کو روزانہ دو سیر غلّہ دیتے تھے۔ چالیس برس تک خلوت نشین رہے
صرف عیدین وجمعہ کو حجرے سے برآمد ہوتے تھے۔ اور روزانہ نماز مفروضہ کو جماعت
سے خانقاہ کے حجرے سے برآمد ہو کے ادا فرماتے تھے۔ بعض اوقات آپ حالت سکر
مین رہتے تھے۔ اُن اوقات مین کوئی شخص آپ کے حال سے مطلع نہین ہوتا تھا
رانا سانکا حاکم چتوڑ نے احمد نگر پر تاخت وتاراج کر کے سادات مستورات کو گرفتار
کر کے لیگیا تھا۔ اور اُن کو سرود ورقص کی تعلیم کرتا تھا۔ آپ نے اس وجہ سے
گوشہ نشینی اختیار کی تھی۔ اور عہد کیا تھا۔ جب تک گجرات کا بادشاہ بندیون
کو رہا نہین کریگا اور اُس موذی سے انتقام نہ لیگا۔ حجرہ سے قدم باہر نہین رکھونگا
بعد ازان سلطان بہادر گجراتی نے رانا پر چڑھائی کی اور چتوڑ کو فتح کیا۔ اور قیدیون
کو رہا کیا۔ اُسوقت آپ حجرہ سے برآمد ہوئے۔ دیکھو بزرگان اسلام کی حمیت
وسلاطین وقت کی غیرت کس درجہ پر تھی ذلت وخواری کو کبھی پسند نہین کرتے
تھے ہم کو بزرگان اسلام کی پیروی کرنا چاہئے۔ ننگ وناموس کا لحاظ رکھنا چاہئے

آپ صاحب خوارق عادات وکرامات تھے۔ ملفوظ احمدی مین آپکی کرامتین اکثر مرقوم ہین ہم آپکی کرامات سے دو ایک نقلین ذیل مین لکھتے ہین۔ تاکہ ناظرین معتقدین اُن کے مطالعہ سے محظوظ ہو جاءین۔

نقل ہے کہ ایک وقت گجرات کے بادشاہ نے آپسے غیر موسم مین میوہ آم کی درخواست کی۔ آپنے مراقبہ کیا اور درگاہ الٰہی سے استدعا کی آپکی دعا کی برکت سے متعدد آم کے دانے حاضر ہوئے۔ آپنے بادشاہ اور اُس کے ہر ایک مصاحبین کو دو دو دانے دئے۔ بادشاہ اور مصاحبین آپ کی کرامت کے معترف ہوئے۔

نقل ہے کہ اگر آپ کی مسجد یا جھروکہ کے سامنے سے ہندو کا مردہ گذر جائے تو وہ نہین جلتا تھا۔ پس ہنود نے اُس طرف سے جنازہ کا لیجانا بند کیا۔ اور اہل اسلام جنازہ کو آپ کی مسجد کے طرف سے لیجاتے ہین۔ تاکہ جنازہ آپ کی توجہ سے بخشا جائے۔ اور عذاب جہنم سے محفوظ رہے۔

نقل ہے کہ ایک روز آپ علما کی مسجد مین بیٹھے تھے۔ باہم علمی مذاکرہ کر رہے تھے اسی اثنا مین آپ اُٹھکر مکان مین گئے اور تھوڑی دیر کے بعد برآمد ہوئے حاضرین مجلس نے آپکی آستین کو پانی مین تر پایا۔ آپنے اُسکو نچوڑ ا بعض حاضرین کو چکھایا۔ پانی تلخ و کھارا تھا۔ حاضرین نے شوریت کی وجہ دریافت کی۔ آپنے فرمایا کہ میرے ایک مرید کا جہاز طوفان مین آیا اُس نے مجھہ سے استمداد کی۔ مین نے اُسکی مدد کی جہاز طوفان سے بچ گیا۔ آخر آپنے روز دوشنبہ ۱۶ ماہ صفر ۹۴۴ نو سو چوالیس ہجری مین رحلت کی احمد آباد گجرات دروازہ استوریہ کے قریب مدفون ہوئے مزار و متبرک ہے۔

افضل خان بنانی

سلطان محمود شہید گجراتی کے وزرا مین تہا۔ باوجود حکومت وشان و شوکت ہمیشہ پرہیزگاری ودینداری کو مدنظر رکہتا تہا۔ اور موت و عذاب قبر کو یاد کرتا تہا آپکی ہدایت کے موافق عدالت و انصاف کے وقت ایک خدمت گار ہاتہہ مین کفن لئے ہوئے کہڑا ہوتا تہا۔ اور یہہ کہتا تہا۔ اے افضل خان اس جاہ و حکومت پر غرور نہین کرنا چاہئے۔ موت سر پر کہڑی ہے۔ ایک روز اس مستعار حکومت سے گذرنا ضرور ہے۔ سونچہ سمجہہ کے خلایق کی دادرسی کر تاکہ تو قیامت مین ماخوذ نہو جائے افضل خادم کی تقریر سنکے ترسان ولرزان ہو کے کام کرتا تہا۔ اہل مقدمات کو نہایت نرمی و ملاطفت سے سمجہاتا تہا۔ مظلومون کو ظالمون کے پنجہ سے رہا کرتا تہا۔ عابد و زاہد تہا۔ ہمیشہ خوف خدا سے ڈرتا تہا۔ جب برہان نافرجام نے سلطان محمود ثانی کو شہید کیا اور آصف خان و خداوند خان کو بہی بلا کے قتل کیا۔ اور افضل خان کو بہی بلایا۔ جب خان موصوف اُس کی خدمت مین پہنچا۔ برہان نے شکریہ ادا کیا اور کہا آپ میری دستگیری کیجئے تاکہ مین سلطنت کا انتظام کرون خان موصوف نے اُسکو کہا اے بدبخت تیرا یہہ خیال فاسد ہے برہان خان موصوف کی موافقت و مرافقت سے ناامید ہوا۔ اُسی وقت خان موصوف کو بہی شہید کیا۔ یہ واقعہ احمد آباد گجرات مین شب جمعہ تیرہ تاریخ ماہ جمادی الاول سنہ ۹۶۱ نوسو اکسٹھہ ہجری مین واقع ہوا۔ آپ کی قبر بیرون شہر پناہ دروازہ رائپور سارنگپور مین ہے۔ یزار و یتبرک بہ۔

اور آپ کے بہائی زین العابدین مرید و خلیفہ میان قطب الدین شاہی بہی قبہ مین

مدفون ہین ۔ افضل پور و سرائے کلان و مسجد سنگین وغیرہا آپکے یادگار باقی ہین تمام عمارات پر آپ کی اولاد متصرف تہی ۔ فی الحال ویران و کہنڈر ہین اور مسجد سنگین کو مومن خان خلف نجم الدولہ نے اس خیال سے کہ مرہٹہ وہان اپنا مورچہ قائم کریگا ۔ جلا کے خاک سیاہ کر دیا مسجد خوش وضع و خوش نما تہی ۔ اور ایک مسجد اندرون حصار جمال پور مین سردار خان کے مقبرہ کے متصل افضل کی بنا کی ہوئی ہے ۔ جزاہ اللہ خیر الجزا دیزار و یتوسل ۔

شیخ کمال کرمانی

آپ کرمانی المولد والمنشا ہین شاہ نعمت اللہ ولی کرمانی کے مرید و خلیفہ ہین ۔ کرمان سے ہند مین وارد ہوئے ۔ احمد آباد گجرات مین سکونت اختیار کی متقی و مرتاض تہے ۔ گجرات کے مشائخ و علما آپ کی تشریف آوری سے خوش ہوئے ۔ اکثر اہل گجرات آپ سے ملتے تہے ۔ اور استفادہ کرتے تہے ۔ آپ ہر ایک امیر و فقیر سے محبت و اخلاص سے ملتے تہے ۔ چنانچہ ایک روز حضرت قطب عالم بخاری گجراتی آپ کی ملاقات کے لئے آئے اور ہاتہہ مین تسبیح تہی ۔ اُس مین سیاہ دانے تہے ۔ شیخ کمال نے کہا سیاہ دانے فقیری و محتاجی کا باعث ہوتے ہین ۔ قطب عالم نے فرمایا جو شخص فقیری کو فخر سمجہتا ہو اُس کے نسبت آپ کیا فرماتے ہین شیخ نے افسوس کر کے فرمایا ۔ کمال کی کیا مجال کہ حدیث الفقر فخری کے باب مین کلام کرے لیکن ایسی تسبیح کا رکہنا فقر اضطراری ہے ۔ مین نے گستاخی کی معاف فرمائیے ۔ آپنے سیاہ دانون کی تسبیح اور شیخ نے مرجان کی تسبیح رکہدیئے ۔ اور دونون تسبیحون کے دانے باہم ملا کے دو تسبیح بنائے ہر ایک مین

سیاہ و سُرخ دامن ہوئے۔ ایک قطب عالم نے لی دوسری آپنے رکھی۔
آپ جب تک زندہ رہے طالبین کو ہدایت فرماتے تھے۔ آخر آپ نے
۸۶۵؁ آٹھ سو پینسٹھ ہجری مین رحلت کی۔ بہرام پور احمد آباد مین مدفون ہوئے
بزارو تبرک ہے۔

سید شاہ اسمعیل قادری نیلوری

بن سید حسن بن سید سلیمان بن سید ابراہیم بن سید احمد جلبی المغربی بن موسیٰ بن
سید علی بن سید محمد۔ بن حسن الدین بن محمد احمد۔ بن سید ابی نصر محی الدین بن
سید عماد الدین ابی صالح نصر۔ بن قطب الافاق سید عبد الرزاق بن سید حضرت
غوث الثقلین رضی اللہ عنہم۔ مشہور ہے کہ آپ بغداد سے سلطان محمود شاہ
بہمنی کے زمانہ مین آئے۔ موضع نیلور متصل گلبرگہ کے آئے۔ آپکے ہمراہ چند فقرا تھے
آپنے حکم کیا کہ یہان جو حاکم ہے اُسکو نکالو۔ فقرا نے حسب الحکم نکالدیا۔ حاکم
وہان سے فرار ہوکر بیجاپور مین گیا۔ آپنے ایک حجرہ اپنے لئے بنایا اور ایک خانقاہ
فقرا کے لئے تعمیر کی۔ حجرہ مین آپ رہتے تھے۔ اور خانقاہ مین فقرا۔ حجرہ کے
دروازہ پر ہمیشہ پردہ پڑا رہتا تھا۔ جب آپ نکلنا چاہتے تب پردہ خود بخود
دور ہوجاتا تھا۔ صبح و شام یہی دستور تھا اگر کوئی نذر و نیاز لاتا۔ تو حکم تھا کہ
باہر رکھ کے جائے۔ ہان کوئی مرید ہونے کو آتا تو آپ اندر سے فرماتے کہ حضرت
محبوب نے تیری بیعت قبول کی۔ جب آپ حجرہ سے برآمد ہوتے تھے تب تمام
زر نذور کو فقرا پر تقسیم کردیتے تھے۔ نیلور کے حاکم نے سلطان محمود بہمنی کے پاس
فریاد کی اور تمام واقعہ بیان کیا۔ بادشاہ حیران ہوا۔ وزرا سے مشورہ کیا۔ سب نے

عرض کیا۔ حضرت صاحب کمال مین حاکم فقرا کے ہاتہہ سے بہاگ گیا ہے۔ آپکو
چاہئے کہ اُس گانون کی سند حضرت کے نام سے بہیجئے۔ پادشاہ آپ سے معتقد تہا
وزرا کے کہنے کے موافق کیا۔ تحائف و نذرانہ مع سند بہیجا۔ تمام تحائف حجرہ کے
سامنے رکہے گئے۔ آپ حسب معمول برآمد ہوئے۔ تحائف کو تقسیم کر دیا۔ فقرا نے
سند کا ذکر کیا۔ آپنے فرمایا قاصد کو نکالو اور گدہے کی دم سے سند کو باندہکر
روانہ کرو مریدون نے ویسا ہی کیا۔ قاصد سند کو گدہے کی دم سے کہول کر حضور
مین لیگیا۔ تمام واقعہ بیان کیا۔ پادشاہ نہایت متعجب ہوا اور فرمایا انشاءاللہ تعالے
مین حضرت سے ملونگا۔ کہتے ہین پادشاہ مع امیر الممالک عبد الرزاق سید سالار
حاضر ہوا۔ حضرت حجرہ مین تہے پردہ پڑا ہوا تہا۔ پادشاہ سبقت کر کے حجرہ کے
اندر گیا۔ اور حضرت سے مصافحہ کیا۔ حضرت نے ہاتہہ آستین مین ڈال کر
مصافحہ کیا۔ مصافحہ کرتے ہی پادشاہ کو ایسا محسوس ہوا کہ گویا دونون ہاتہہ بازوؤن
سے جدا ہو گئے۔ اُسیوقت باہر آیا۔ شور و فغان کرنے لگا۔ وزیر گہبرایا کیا کرنا چاہیے
سب نے عرض کیا کہ معافی چاہیے۔ آخر آپکے فرزند اسلام الدین کے پاس گئے
اُن کے ذریعہ سے معافی ہوئی۔ آپنے فرمایا اے پادشاہ بزرگون سے بے ادبی
نہین کرنا چاہیئے۔ اور لب مبارک کو پادشاہ کے جسم پر ملا پہر پادشاہ کا تمام بدن
درست ہوا۔ پادشاہ نے سند کا فرمایا۔ آپنے فرمایا ہم نے تم کو سلطنت دی ہے
اگر چاہین بخشین ورنہ دوسرے کو آپکی جگہ قائم کرین۔ ہم مختار ہین۔ پادشاہ خاموش
ہوا۔ پہر عبد الرزاق نے بیجاپور سے ایک خط لکہا۔ اور آپ سے بیعت کی درخواست
کی آپنے فرمایا عبد الرزاق سے کہو کہ چند روز توقف کرو۔ پہر عبد الرزاق کو معلوم ہوا

کہ آپ بغداد جاتے مین دوسرا عریضہ بھیجا۔ آپنے فرمایا کہ عبدالرزاق سے کہو کہ
آپ شاہ احمد گجراتی کی خدمت مین اورنگ آباد جاکے فیض پاؤ۔ عبدالرزاق آپ کے
حکم کے موافق اورنگ آباد آیا اور شاہ احمد گجراتی سے ملا۔ شاہ احمد نے کہا اے
عبدالرزاق تیرا حصہ شاہ اسمعیل کے پاس ہے۔ عبدالرزاق نے ایک قاصد روانہ کیا
آپنے اُسی رات کو عبدالرزاق کو تلقین کی۔ ہرکارہ سے کہا۔ مین نے عبدالرزاق کو
تلقین کردی۔ لیکن ظاہر مین رسم کا ادا کرنی ضرور ہے بالفعل فقیر بغداد نہین جائیگا
سید محمد حسینی و شیخ علاء الدین انصاری لاڑے کے کہنے سے رہگیا۔ آپ آہستہ آہستہ
دلجمعی سے آؤ۔ عبدالرزاق حاضر خدمت ہوا۔ اور بیعت سے سرفراز ہوا۔ آپ سے قطع
تعلق کے نسبت کہا۔ آپنے کہا کہ والدہ صاحبہ کے انتقال کے بعد۔ پھر کہا اگر مین
والدہ سے پہلے فوت ہونگا تو اس دولت سے محروم رہونگا۔ فرمایا والدہ تمہارے سامنے
فوت ہونگی۔ حاصل کلام عبدالرزاق والدہ کی زندگی تک عالم دنیا مین رہا۔ والدہ کے
بعد تارک الدنیا ہوگیا۔ شاہ اسمعیل نے اپنا گنبذ زندگی مین تیار کرایا تھا مزدور
تمام دن کام کرتے تھے۔ آپ کسیکو ایکروپیہ اور کسیکو پانچروپیہ دیتے تھے۔ ایک
روپیہ والا شکایت کرتا تھا کہ حضرت نے مجھکو کم دیا آپ پانچروپیہ والے کو فرماتے
تھے۔ کہ پانچ دیکر ایک لو وہ ایسا کرتے جس شخص کا حصہ ایک تھا اگر ایک کے عوض
دوسرے سے پانچ لیتا تو وہ پانچ ایک ہو جاتے تھے۔ لوگون نے عرض کیا حضرت
ایک شخص آتا ہے کام کرتا ہے اور مزدوری نہین لیتا۔ آپنے فرمایا اُسکو میرے پاس
لے آؤ۔ اُسکو لے گئے۔ آپنے دریافت کیا کہ تو مزدوری کیون نہین لیتا۔ اُس نے
کہا مین آخرت کی مزدوری چاہتا ہون۔ آپنے فرمایا مین نے تجھکو مقبولون کے

زمرہ مین شریک کیا۔ آپنے باولی کہودنے کا حکم دیا۔ ایک پتہر سخت حائل ہوا۔ آپنے اُسپر لاٹھی ماری اُسیوقت میٹھا پانی نکل آیا۔ آپکے خوارق عادات بے شمار ہین۔ آپ ۱۱۰۰ھ ایکہزار مین فوت ہوئے۔ موضع نیلور مین مدفون ہوئے۔ معلوم نہین کہ وہ باولی موضع مذکور مین موجود ہے یا نہین۔ ؟ ظن غالب ہے کہ باولی گنبد کے قریب مین ہوگی۔ واللہ اعلم بالصواب۔

شاہ انوار اللہ عرف سید صاحب

آپ سید عبد الوہاب گجراتی کے بڑے فرزند ہین۔ آپ درویشی مین بے نظیر تہے گوشہ نشینی و خلوت گزینی کو پسند فرماتے تہے۔ اور دنیا دارون کی ملاقات سے نہایت مکدر ہوتے تہے۔ نواب نظام الدولہ بہادر نے آپکی ملاقات کا ارادہ کیا۔ مگر آپنے قبول نہین کیا۔ اور فرمایا کہ نواب صاحب آپ میرے ہمشیرہ زادے بادشاہ صاحب سے ملتے ہین۔ آپکا اُن سے ملنا گویا مجہسے ہی ملنا ہے۔ فقیر کو معاف رکہیے۔ مستغنی المزاج تہے۔ علم سلوک و معرفت مین واقف و عارف تہے۔ لیکن اخفا کرتے تہے۔ حضرت شاہ غلام علی صاحب مشکوٰۃ النبوۃ مین لکہتے ہین کہ مین آپکی رحلت کے وقت حاضر ہوا تہا۔ آپنے مجکو چند نکات مقدمات کسبیہ مین ارشاد کئے تہے۔ آپ ذاکر و شاغل تہے تا بزندگی ذکر کرتے رہے۔ آپکی وفات ۲۷ جمادی الاول ۱۲۰۳ھ بارہ سو تین ہجری مین ہوی۔ والد ماجد کے روضہ مین مدفون ہوئے مدفن حیدرآباد دکن۔ یزار و یتبرک بہ۔

شاہ اعظم بن سید محمد عرف مرزا بزرگ

آپکے نسب کا سلسلہ سید مظفر وزیر سلطان عبد اللہ قطب شاہ سے پہنچتا ہے۔ اوائل مین

آپ کے دل میں محبت الٰہی کا ولولہ پیدا ہوا۔ امور دنیوی سے قطع تعلق فرمایا
خدا طلبی کے شوق میں مرشد کامل کے طالب ہوئے۔ اُن دنوں شاہ فقیر علی صاحب
ارکاٹی حیدر آباد میں رونق افزا ہوئے۔ اُن کی خدمت میں حاضر ہوئے حسن ارادت
سے مرید و خلیفہ ہوئے۔ آپ علم تصوف و حقائق میں کامل تھے۔ مسالک و معارف
کے عارف تھے۔ ایک کتاب علم حقائق میں مسمی میزان حقائق آپکی تصنیف سے
ہے اُسمیں مرتبہ وحدت و دائرہ شان محمدی کو بیان فرمایا ہے۔ ابتک کسی صوفی
نے اسطرح کا مضمون نہیں لکھا۔ آپ موحد تھے۔ تصوف کے سوا اور علوم کیطرف
متوجہ نہیں ہوتے تھے۔ طلبہ سے فرماتے تھے۔ اے بھائیو معرفت الٰہی بدون
ریاضت و مجاہدہ محال ہے۔ اور اقوال و مضامین کی فہمائش سے صرف معرفت
اقوال حاصل ہوتی ہے۔ اور معرفت حالی صفائی قلب پر موقوف ہے۔ اور قلبی
صفائی ریاضت پر حاجی محمد شاہ صاحب خلیفہ مخدوم صاحب سعائی جو مکہ مسجد
میں سکونت پذیر تھے۔ وہ آپکے مخالف تھے وہ فرماتے تھے معرفت الٰہی کسب
پر موقوف ہے ریاضت سے کچھہ حاصل نہیں ہوتا۔ بزرگان سابق نے مریدونکو
حسب لیاقت راہ حق کی ہدایت کی۔ اور فرماتے تھے کہ مراتب کشف کی دو قسمیں
ہیں ایک کشف الٰہی جس سے معرفت الٰہی حاصل ہوتی ہے۔ وہ مرشد کے
ارشاد سے حاصل ہوتا ہے دوسرا کشف کونی جس سے کرامت حاصل ہوتی
ہے وہ ریاضت سے حاصل ہوتا ہے۔ آپ حاجی صاحب کا خلاف کرتے تھے
اور فرماتے تھے کہ معرفت الٰہی بدون ریاضت نہیں ہوسکتی مشائخ سابق
ریاضت شاقہ کے بعد وجود کو معرفت الٰہی کے لائق بناتے تھے۔ اور پھر ارشاد سے

مرید کے قلب کو روشن فرماتے تھے۔ غرض دونوں بزرگوں میں باہم خلاف رہا۔ مشکوۃ النبوۃ کے مولف نے لکھا کہ میں نے آپ سے رباعی مندرجہ ذیل کا معنی و مطلب دریافت کیا۔ آپ نے نہایت خوبی کے ساتھ بیان فرمایا رباعی یہہ ہے

کہ پرسیدم زحال زندگی | نہصد و ہفتاد قالب دیدہ ام
ور بگویم شرح حال خویش را | ہمچو سبزہ بارہا روئیدہ ام

معنی رباعی اول خاک سے صورت جماد پیدا کر کے ہزاروں سبزہ نباتات کی صورت میں منقلب ہوئے ہیں۔ اور صورت نباتی سے بذریعہ غذائے حیوانات صورت حیوانی میں نمود ہوتے ہیں۔ اور اجزاء حیوانی کے پیرایہ میں ہزاروں صورتیں دکھلائی دیتے ہیں۔ پھر اجزاء حیوانی انسان کی غذا ہوکر اپنی اصلی صورت سے منقلب ہوکر اجزاء انسانی میں نمایاں ہوتے ہیں۔ پھر انسانی جسم ہلاک ہوکر خاک ہو جاتا ہے یہ انقلاب صورت ہیولی و عناصر میں ہمیشہ جاری ہے۔ اور ہیولی میں ہزاروں صور تیں مرۃ اولی و کرۃ آخری جاری و طاری ہوتی رہیگی۔ اگر انسان کو آگہی رفیق ہوئے تو مرشد کامل کی ہدایت و بدولت ریاضت تزکیہ نفس و تصفیہ باطن حاصل ہوگا اور تجلی روح و تخلی راز سے مشاہدہ الہی کو واصل ہوگا۔ انتہی کلامہ آپ جامع کمالات نسانی تھے تصوف و توحید میں مستغرق رہتے تھے۔ آپکی مجلس میں ہمیشہ تصوف و تعرف کا مذاکرہ رہتا تہا۔ آپکی وفات ۷ ماہ صفر ۱۲۰۹ھ بارہ سو نو ہجری میں واقع ہوی۔ اندرون شہر حیدرآباد دنبیر دل کی کمان کے قریب مسجد کے صحن میں مدفون ہوئے۔ آپکے تین صاحبزادے تھے۔ سید محمد عرف

شاہ سیدن صاحب۔ و سید ولی صاحب۔ و باقر صاحب۔ لیکن شاہ سیدن صاحب
جامع علوم و فنون تھے۔

میر اسد اللہ صاحب شہید

میر اسد اللہ صاحب قدس سرہ نام۔ آپ میر فضل اسد بخاری کے فرزند ہین۔
صحیح النسب و الحسب تھے۔ آپکے والد ماجد شاہجہانی عہد مین ملازم تھے معزز
عہدون پر مامور رہے۔ امیر و وزیر آپکی بڑی تعظیم و تکریم کرتے تھے۔ عالمگیری
زمانہ مین آپکے والد ماجد کا انتقال ہوا۔ آپکے کئی بھائی تھے۔ عالمگیر نے سب کو
خاندانی بزرگی کے لحاظ سے خدمات جلیلہ پر مامور فرمایا۔ آپ بھی عمدہ منصب پر
ممتاز تھے۔ گولکنڈہ کے معرکہ مین جو ابو الحسن تاناشاہ والی حیدر آباد اور عالمگیر
بادشاہ ہند کے فیما بین ہوا شریک تھے۔ آپ ہمت و جرات مین یگانہ روزگار تھے
مروت و سخاوت مین شہرۂ آفاق۔ طریقت و حقیقت کے شائق۔ معرفت
و وحدانیت کے عاشق تھے۔ آپ اکثر اوقات عبادت الٰہی و تلاوت قرآن مین
مشغول رہتے تھے۔ معرفت و توحید کے دریا مین ڈوبے ہوئے تھے۔ شوق الٰہی کی
آگ مین سوختہ و کباب تھے۔ اور آپ اپنے حالات کو عوام الناس سے مخفی
رکھتے تھے۔ ہمیشہ شب زندہ دار رہتے گذارتے تھے قلعہ گولکنڈہ کے محاصرہ مین
موجود تھے۔ قلعہ فتح نہین ہوتا تھا۔ عالمگیر اور اہل لشکر اولیا سے بھی جویا تھے
کہ دعا سے بھی تائید لینا چاہیئے۔ کسی ملازم نے بادشاہ کو آپکی شب بیداری کی
خبر دی۔ عالمگیر نے ایک خاص معتمد کو بھیجکر آپکے حال کی تصدیق کی تصدیق
کے بعد آپ سے دعا چاہی۔ آپنے دعا بھی کی اور محاصرہ مین شریک بھی ہوئے

آپ کی دعا و توجہ کی برکت سے قلعہ مفتوح ہوا۔ آپ گولۂ توپ کی ضرب سے
شہید ہوئے۔ سنہ ۹۰۵ھ مین اُسی قلعہ کے میدان مین نیک نام پورہ کے قریب
مدفون ہوئے۔ اور آپ کا لقب میر اسد اللہ شریف ہوا۔ ہم نے آپکا حال
حدیقہ اولیاء دکن سے ماخوذ کیا۔ مزار و متبرک ہے

اسحٰق بن ابو الفتح قادری

آپکے نسب کا سلسلہ حضرت محبوب سبحانی سے ملتا ہے۔ صحیح النسب والحسب تھے
آپ بارہ برس کی عمر مین والد ماجد سے طریقہ قادریہ مین مرید ہوئے۔ اور گوشہ نشینی
اختیار کی۔ ذکر و شغل مین پچاس سال کی عمر تک رہے۔ پھر ہندوستان و دکن سے بغداد
گئے۔ وہان شادی کی چند روز گزار کر دکن مین آئے۔ موضع کنگن پور علاقہ کرنول
مین فروکش ہوئے۔ مشہور ہے کہ اُسوقت وہان کا حاکم راجہ گوپال تھا۔ ملک
عبد الوہاب کرنولی جو آپکا معتقد تھا۔ آپ اُس کے اصرار سے وہان سکونت پذیر ہوئے
آپ خوش اخلاق و متدین و پرہیز گار تھے۔ اکثر خاص و عام آپکی ہدایت و ارشاد
سے مستفید ہوتے تھے۔ آپ متوکل و قانع تھے۔ کسی سے سائل نہین ہوتے تھے
جو کچھ میسر ہوتا تھا اُسپر راضی و شاکر رہتے تھے۔ آخر آپنے غرہ رمضان ۹۱۱ھ
نوسو گیارہ ہجری مین خلد برین کو رحلت کی۔ آپکا مزار دریائے تہندری کے
کنارے واقع ہے۔ مزار و متبرک ہے

نسب کا شجرہ

اسحٰق بن ابو الفتاح قادری بن سید محمد بن سید محی بن سید احمد بن سید قاسم
بن سید نور الدین بن سید علاء الدین بن سید شمس الدین بن سید یوسف بن طاہر الدین

بن سید احمد بن سید عماد الدین ابی صالح نصر الخ

محمد اصغر بن مخدوم سید محمد حسینی بندہ نواز قدس سرہ

آپکا نام محمد یوسف ہے اور عرف محمد اصغر آپ مخدوم کے دوسرے صاحبزادے ہین۔ آپ خوردسالی کے زمانہ سے ہونہار معلوم ہوتے تھے۔ نشوونما کے بعد مخدوم سے علوم ظاہری و باطنی تحصیل کئے۔ مراتب اعلی کو پہنچے صاحب کشف و کرامات تھے۔ آپ ایکروز کوٹھے پر وظیفہ مین مشغول تھے۔ آپکے دوسرے فرزند عبد الرحمن کوٹھے پر چڑھے اور شور و غل کرنے لگے۔ آپکے وظیفہ مین خلل ہوا آپنے لخت جگر کو کوٹھے پر سے نیچے ڈال دیا۔ لوگون نے بچے کو دیکھا کہ صحیح وسالم ہے۔ کسی قسم کی ضرب نہین آئی۔ آپکو خلق کی صحبت سے نفرت تھی۔ خلوت پسند تھے۔ آپ کی عادت تھی کہ مساجد و معتقدین کے مکانات پر پیادہ پا جاتے تھے۔ کبھی پالکی گھوڑے کی سواری پسند نہین کرتے تھے۔ اور کسیکے ساتھہ مصافحہ بھی نہین کرتے تھے حضرت مخدوم کی وفات کے بعد تیسرے دن خلافت کے سجادہ پر جلوس فرمایا تمام معتقدین نے بیعت کی آپ سنت جماعت کے طریقہ کے پیرو تھے۔ حضرت مخدوم فرماتے تھے کہ مخدوم زادہ بزرگ میرا عاشق تھا اور مین مخدوم زادہ خورد کا عاشق ہون۔ آپ بھی سنت جماعت کے طریقہ پر ارشاد فرماتے تھے۔ سید ید اللہ آپکے فرزند بزرگ تھے۔ والد ماجد کے خلیفہ و مرید تھے۔ آپ فرماتے تھے اے ید اللہ مسند پر بیٹھہ اور مجھکو اجازت دے کہ مین فارغ ہو جاؤن۔ شاہ ید اللہ خاموش ہو رہتے تھے۔ اور آپ کو ساتھہ فرزند تھے۔ (شاہ ید اللہ عرف شاہ قبول اللہ

یمین الرحمن۔ یمین اللہ۔ و میاں باللہ۔ و شاہ من اللہ۔ و شاہ صبغۃ اللہ۔ و عبد الرحمن
خلفائے سید محمد بندہ نواز قدس سرہٗ آپنے خلافت نامے گیارہ بزرگون کے
نام لکھے او یمین محمد اصغر۔ و میان شاہ ید اللہ بہی تہے۔ اور شاہ ید اللہ گجرات مین
پیدا ہوئے تہے۔ پیدایش سے اول آپنے محمد اصغر سے فرمایا تہا کہ تجھکو ایک فرزند
ایسا ہوگا کہ اکثر خلایق کا ہادی و مرشد ہوگا۔ محمد اصغر بندہ نواز کی رحلت کے بعد
دو سال دو ماہ اور چودہ روز تک سجادہ نشین رہے ۱۲ تاریخ محرم ۸۲۸ھ آٹھہ سو اٹھائیس
ہجری مین رونق افزائے جنت ہوئے۔ شاہ ید اللہ ثانی باپ کی جگہہ مسند نشین ہوئے
شاہ من اللہ و شاہ صبغۃ اللہ بہائی کے خلیفہ ہوئے۔ آخر شاہ ید اللہ نے ۲۰ تاریخ
ربیع الثانی ۸۵۲ھ آٹھہ سو باون ہجری مین رحلت کی مدت ایام خلافت ۲۴ سال
اور خلافت حضرت مخدوم بندہ نواز سے تہی۔ جیسا کہ صدر مین مرقوم ہوا۔ آپ کی
قبر والد کے روضہ مین ہے۔ شاہ ید اللہ کی اولاد۔ شاہ ندیم اللہ۔ شاہ محمد عرف شاہ تہنے
و شاہ علی۔ شاہ محمد باپ سے خلافت کی سند لیکے شہر بیدر گئے۔ اور وہان سکونت
پذیر رہے۔ آخر گلبرگہ مین رحلت کی اور مدفون ہوئے۔ آپکے صاحبزادے مسمی
شاہ ید اللہ ثالث والد کے مرید و خلیفہ تہے۔

شاہ ابو الحسن خاموش حیدرآبادی

آپ شاہ ابو الحسن حیدر ثانی کے مرید و خلیفہ تہے۔ حیدر ثانی شرع کے پابند تہے
تقوی و طہارت مین بے نظیر۔ سلاطین قطب شاہیہ آپ کے معتقد تہے۔ ایک لاکہہ
ہن سالانہ کی جاگیر خادمون کے نام سے مقرر تہی۔ آپکو مرغ بازی کا بڑا شوق تہا
آپ کی سرکار مین چار سو مرغ اصیل تہے۔ اُن کی تعلیم و تربیت کو کئی سو آدمی مقرر تہے

ابوالحسن خاموش کے تفویض بہی چند مرغ تہے۔ مرغ بازی کے لیٔے ہر ایک حیدر ثانی
کے خدمت مین حاضر ہوتا تہا۔ اور مرغ بازی کے خوبیان بیان کرتا تہا۔ شاہ خاموش
بہی مُنہ بند کیٔے ہوۓ آواز سے کہتے واہ کیا حلق پر کانٹا لگایا۔ واہ کیا بازی
لے گیا۔ حاسدون کو رشک ہوتا تہا۔ اور کہتے کہ خاموش آپکی مرغ بازی پر کنایۃً
اعتراض کرتا ہے۔ آنکہہ بند کیٔے ہوۓ مرغ بازی کے اصطلاحات بیان کرتا ہے
آپنے فرمایا وہ مرید صادق ہے تم حسداً کہتے ہو۔ حاسدون نے کہا آپ آئندہ
اس امر کی تصدیق فرمائے آئندہ بازی کے روز آپنے خاموش کی حالت ملاحظہ کی
ناخوش ہوۓ اور فرمایا خاموش تو میرے افعال سے ناخوش ہے۔ آپنے عرض کی کیا
میری مجال کہ ناخوش ہون۔ آپ مخدوم مین خادم۔ ناخوشی کی کوئی وجہ نہین
پس آپنے فرمایا مُنہ کو محجوب کرنا کس لیٔے ہے۔ عرض کی اگر آپ کی اطاعت نکرون
تو طریقت کے خلاف ہے۔ اور اگر سنت نبوی سے خلاف کرون تو شریعت کے خلاف
ہے۔ جو کچہہ فرمائین اُسکی تعمیل مین حاضر ہون۔ حیدر ثانی کے دل مین خاموش
کی باتون سے جذبہ پیدا ہوا۔ اور کان کہڑے ہوۓ۔ اُسیوقت تمام مرغون کو تقسیم
کردیا۔ ایک بہی نہین رکہا۔ اور مرغ بازی ترک کی۔

وجہ تسمیہ خاموش۔ ایکروز آپ پیر کی خدمت مین حقہ لیٔے ہوۓ کہڑے تہے
پیر حالت وجد مین مستغرق تہے۔ حیدر ثانی حقہ کہینچتے تہے۔ اس اثنا مین آگ
چلم سے خاموش کے ہاتہہ مین گری۔ خاموش بلحاظ ادب ضبط کیٔے ہوۓ استقلال
سے خاموش رہے۔ کچہہ حرکت نہین کی۔ پہر حیدر ثانی ہوش مین آۓ۔ پوست
سوختہ کی بدبو معلوم ہوئی۔ دیکہا کہ خاموش کا ہاتہہ جلگیا۔ وہ نہایت ادب سے

کھڑا ہے اُس روز آپنے فرمایا ابوالحسن خاموش۔ یہی لقب مشہور ہوگیا۔
شاہ خاموش جامع کمالات ظاہر و باطنی تھے۔ صاحب تصانیف بہی تھے چند
رسائل تصوف مین آپکی تصنیف سے ہین۔ سنہ
آپ سنہ ہجری مین فوت ہوئے۔ اندرون شہر متصل چادر گہاٹ خواجہ ہمراکے
دائرہ مین مدفون ہین۔ سالانہ عرس ہوتا ہے۔

سید امان اللہ عرف شاہ وزیر صاحب بن شاہ فرید صاحب حسینی کلاں

آپ سادات بخاراسے ہین نسب کا سلسلہ شاہ عالم بخاری سے ملتا ہے اور حسب کا شجرہ
محبوب سبحانی تک پہنچتا ہے۔ آپ ناناکے مرید و خلیفہ تھے آپنے سید محی الدین
احمد بن محمد کلان سے قادریہ فیض پایا۔ اور سید محی الدین نے لاولد ہونیکی وجہ سے
آپ کو اپنا سجادہ نشین فرمایا۔ لطائف قادریہ کے مولف نے لکھا کہ شاہ درویش
محی الدین قادری آپکے نسبتی بہائی تہے۔ نانا کے مرنے کے بعد آپکو بالکنڈہ
سے بلایا۔ اور نانا کی جگہ پر مسند نشین فرمایا۔ آپ صاحب ریاضت و مجاہدہ
تھے۔ آپنے خوردسالی مین شاہ محی الدین ثانی کو دیکھا تھا۔ ایک وقت حضرت
کے خدمت مین بہی گئے۔ حضرت نے آپکو گرم حلیم کا پیالہ عنایت کیا تھا۔ اور
فرمایا تھا۔ امان اللہ کہائے اور ہمیشہ خدا کے حفظ مین رہئے۔ اور تو کیسیکا محتاج
نہوگا۔ آپکے چار فرزند تھے۔ سید محمد عرف شاہ میان صاحب۔ و سید فقیر محی الدین
عرف فرید صاحب خورد۔ و سید محی الدین احمد عرف پیران صاحب۔ و سید شاہ رفیع الدین
احمد ثانی۔ آپکی رحلت کے بعد بڑے صاحبزادے سید محمد سجادہ نشین ہوئے۔

اور اُن کے بعد سید محی الدین عرف ضیاء خانصاحب بن سید محمد جانشین ہوے اور سید محی الدین کے بعد اُن کے چچا شاہ پیران صاحب جانشین ہوئے۔ حضرت وزیر صاحب دل و صاحب کرامات تھے۔ آپکی وفات ۲۹ ماہ شعبان ۱۱۶۴ھ گیارہ سو چونسٹھ ہجری مین ہوئی۔ بیرون شہر حیدرآباد متصل کاروان ایک بلند ٹیلہ پر مدفون ہوئے۔ قبر پر سنگین عمارت تعمیر کی گئی اب تک موجود ہے۔

شاہ ابوالحسن بن شاہ بدرالدین حبیب اللہ قادری

صاحب مکاشفہ نے لکھا کہ سید عبدالقادر یوسف بغداد سے دکن مین آئے۔ شہر بیدر مین سکونت پذیر ہوئے۔ آپ حضرات سبعہ قادریہ سے ہین۔ شاہ ابوالحسن آپکے پوتے ہین سلطان ابراہیم عادل شاہ کے زمانہ مین بیجاپور مین رونق افزا ہوے اُسوقت بیجاپور مین ایک جوگی صاحب استدراج مقیم تہا۔ بادشاہ کو اُس سے کمال محبت و حسن عقیدت تہی۔ بادشاہ ہر روز اُسکی خدمت مین حاضر ہوتا تہا اہل شہر نے حضرت سے عرض کیا کہ آپکے ہوتے ہوئے بادشاہ کا جوگی کی خدمت مین حاضر ہونا مناسب نہین معلوم ہوتا۔ اہل اصنام کی نظر مین اہل اسلام کی حقارت ہوتی ہے۔ آپنے فرمایا آپ سب چاہتے ہین کہ بادشاہ جوگی کے پاس نجائے اور فقیر کے پاس آئے۔ سب نے کہا ہان آپنے ایک ریزہ سفال منگوایا اور اُسپر ایک نقش لکہا اور خادم کو دیا اور کہا جسوقت بادشاہ جوگی کیطرف متوجہ ہوئے اُسوقت یہہ نقش دکہلانا۔ خادم نے حکم کی تعمیل کی اُسیوقت بادشاہ جوگی کی طرف سے لوٹا۔ اور حضرت کیطرف رجوع ہوا۔ خادم فی الفور دوڑ کے

حضرت کے طرف رجوع ہوا۔ اور اُسیوقت حضرت کی خدمت مین بادشاہ کی آمد کی خبر دی۔ اسی اثنا مین بادشاہ حاضر ہوا۔ اور حضرت سے معافی چاہی۔ اور اپنے فعل پر نادم ہوا۔ جوگی کی خدمت کی حاضری موقوف کی۔ جوگی تین روز کے بعد بادشاہ کی خدمت مین آیا۔ بادشاہ نے حکم دیا کہ جوگی دربار مین نہ آئے۔ دربانون نے جوگی کو روکا۔ جوگی نے عرض کیا مجھے کچھہ عرض کرنا ہے بادشاہ نے اجازت دی جوگی نے بادشاہ سے کہا کہ اس شہر مین ایک جادوگر ہے۔ اُس نے آپکو جادو کیا ہے۔ بادشاہ نے کہا اے نالائق وہ بزرگ ولی ہین جوگی نے کہا آئیے ہم اور آپ ابہی حضرت کا امتحان کرین۔ اگر حضرت ولی ہین تو راہ مین مینہہ اسطرح برسے کہ ایک قطرہ دودہ کا اور ایک قطرہ گہی کا ہو۔ اور حضرت کے سامنے ایک پیالہ دودہ کا بہرا ہوا رکہا ہو۔ پہر بادشاہ اور جوگی حضرت کی خدمت مین آئے اثنائے راہ مین اُسی قسم سے مینہہ برسا۔ اور حضرت کے سامنے پیالہ دودہ سے بہرا ہوا پایا۔ جوگی یہ کرامت دیکہکر حضرت کا معتقد ہوا۔ حضرت کے قدمونپر سر رکہدیا۔ پہر بادشاہ کا اعتقاد آپکی نسبت بہت ہی بڑہ گیا۔

ایکروز بادشاہ کی لڑکی جو طالمہ تہی فوت ہوگئی۔ بادشاہ کو سخت رنج و غم ہوا۔ اور سلطنت سے تارک ہوگیا۔ دختر نیک اختر کی قبر پر بیٹہہ گیا۔ ملکی انتظام مین خلل واقع ہونے لگا۔ ارکان دولت نے آپکی خدمت مین عرض کیا کہ آپ کچھہ بندوبست کیجیے۔ پہر آپ بادشاہ کے پاس آئے۔ اور عصائے مبارک کو غصہ سے لڑکی کی قبر پر مارا۔ قبر شق ہوگئی۔ اُس مین سے ایک شعلہ نکلا۔ پہر آپ بادشاہ کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا اندر بہگ باہر جہگ جہگ۔ یعنے تونے قبر کو باہر سے آراستہ

وپیراستہ کیا مگر اُس کے اندر کی آگ کا کچھہ بندوبست نہین کیا۔ یہان بیٹھنا کچھہ
مفید نہوگا اب لڑکی کی مغفرت کی فکر کرو۔ بادشاہ متنبہ ہوا۔ وہان سے اُٹھا
اور گھر آیا۔ اُسکی مغفرت کا بندوبست یعنے خیرات وصدقات دئے۔ اور آیات
قرآنی لوح مزار پر لکھوائے۔ حضرت لاوبالی صاحب کے فرزند کلان شاہ عبد اللہ صاحب
کی شادی آپکی دختر نیک اختر سے ہوی۔ آپکا انتقال سمہ ہجری مین ہوا۔ قبر شہر
بیجاپور مین واقع ہے۔ زیارہ تبرک ہ

نسب کا شجرہ۔ شاہ ابوالحسن بن شاہ بدرالدین حبیب اللہ بن شاہ عبد القادر
یوسف بن شمس الدین عارف بن سید یونس ثانی۔ بن سید عبد الرحمن بن حاجی
سید یوسف بن سید یوسف بن سید حسین بن سید محمد اصغر بن سید محی الدین نصر
بن سید محی الدین ولی صالح نصر بن قطب الافاق سید تاج الدین عبد الرزاق
رحمہ اللہ تعالی علیہم

قاضی شاہ افضل عرف شاہ صاحب انبیٹرا جبندری والے

آپ شاہ محمد امین بن شاہ فاضل رفاعی کے صاحبزادے ہین۔ انیشوین پشت
مین نسب کا سلسلہ سید احمد کبیر سے ملتا ہے۔ آپ صاحب حال و قال و صاحب جلال
تھے۔ آپ حضرت شیخ صاحب اورنگ آبادی کے مرید و خلیفہ تھے۔ قاضی محمد فاضل
ورنگلی مولف پنج گنج۔ آپکے خلف الرشید ہین والد ماجد کے نسبت لکھتے ہین کہ
آپکی عادات مستمرہ مین سے تہا کہ خوشی کے وقت مین روتے تھے۔ اور غمی کے
زمانہ مین ہنستے تھے۔ ایک وقت والد ماجد اورنگ آباد مین نواب نظام الملک
آصف جاہ بہادر سے ملے۔ اُسوقت شہر مین سخت قحط سالی اور غلہ کی گرانی تھی

غلہ فی روپیہ چھ سیر فروخت ہوتا تھا۔ آصف جاہ نے آپ سے دعا چاہی۔ اور حکم کیا کہ مد خیرات میں سے آپکو دو سو روپیہ دو آپنے فرمایا نواب صاحب یہ زکوۃ کا مال ہے سادات کے لئے حرام ہے۔ مین نہین لونگا۔ آصف جاہ آپکی تقریر سے خوش ہوئے دو سو روپے دوسرے محل سے منگوا کر دئے۔ عزت و اکرام سے رخصت کیا۔ والد ماجد عاشورۂ محرم مین گھر سے باہر نکلتے تھے اور علم وغیرہ کو نہین دیکھتے تھے۔ لیکن وفات سے تین سال پہلے عاشورہ کے دن علم دیکھنے گئے۔ اور اسقدر روئے کہ بیہوش ہو گئے۔ تین روز تک گنگ رہے تیسرے دن ہوش مین آئے۔ فرمایا کہ مین نے حضرت امام حسین علیہ السلام کو دیکھا۔ اور قدمبوس ہوا۔ فرمایا اے محمد افضل تین روز تیری زبان گنگ رہے گی۔ یہ اشارہ ہے کہ تو ہمکو تین برس کے بعد ملیگا۔ پھر آپنے تیسرے سال انتقال فرمایا۔ انتہی کلامہ۔

آپ صاحب تصانیف تھے۔ منجملہ شرح مرات العارفین۔ معدن الجواہر۔ تحفۃ الصالحین شرح فقہ اکبر۔ شرح نام حق۔ رسالۂ وجودیہ وغیرہ مین۔ مثنوی و فصوص و لوائح و لمعات کا درس دیتے تھے۔ آپ کی مجلس مین تصوف و تعرف کا چرچا رہتا تھا۔ اگر کوئی سہواً دنیا کا ذکر کرتا تو آپ بیزار ہوتے تھے۔

کہتے مین کہ ایکروز حسن علیخان حاکم راجندری آپکی ملاقات کو آیا۔ آپکی مجلس مین مصاحبین مین سے کسی نے دنیا کا ذکر شروع کیا۔ آپ اسیوقت درہم و برہم ہوئے فرمایا خان صاحب فقیر خانہ دنیا کے ذکر کے لئے نہین ہے نہ دنیوی امور کے لئے۔ اگر دنیا کا تذکرہ منظور ہو تو آپکا دولت خانہ موجود ہے وہان کیجئے۔ خان صاحب نے معافی چاہی۔ آیندہ احتیاط کرتے رہے۔

نقل ہے کہ چند بیراگی آپکے تکیہ مین فروکش ہوئے۔ آپسے محبت رکہتے تہے
قاضی رفیع الدین جو صاحب دل تہے۔ مغرب کے وقت آپکی خدمت مین آئے
بیراگیون نے ناقوس بجانا شروع کیا۔ قاضی صاحب نے فرمایا منع کرو۔ شاہ صاحب
نے فرمایا قاضی صاحب یہہ فقیر خانہ ہے۔ وہ بہی خدا کو یاد کرتے ہین منع کرنا لازم
نہین۔ اور یہہ شعر پڑہا۔ ~

تو برائے وصل کردن آمدی　　نہ برائے فصل کردن آمدی

قاضی صاحب خاموش ہوئے۔ حضرت کے فرمانے سے قاضی صاحب کو وہ حالت ہوئی
کہ زار زار رونے لگے۔ صاحب پنج گنج لکہتے ہین کہ آپ مرید کو تلقین کرتے اور کہتے
بابا مرید کی تلقین گویا رقص ہے۔ جیسا کہ رقاص تعلیم کرے ویسا ہی کرنا چاہیے۔ آپکے
اکثر خلفاء اولیا تہے۔ مثلاً شاہ محمد صالح عرف میران صاحب۔ آپکے حقیقی برادر
و خلیفہ تہے۔ و میر محمد فاضل۔ و شاہ غلام حسین عرف میان اللہ۔ و سید برہان الدین
و شاہ کلیم اللہ وغیرہ۔ جب آپکو مرض موت ہوا اکیس ۲۱ دن بیمار رہے۔ کبہی زمین پر
نہین لیٹے۔ تکیہ سے بیٹہے رہے۔ اور فرماتے تہے مین راضی برضا ہون دنیا سے
سبکدوش جاتا ہون۔ اگر میرے مرنے کے بعد گہر مین زر نقرہ نکلے تو مجہکو
داغ دینا چاہیئے۔ مرنے کے بعد گہر مین سے ایک حبہ بہی برآمد نہین ہوا۔ تجہیز و تکفین
قرض سے ہوئی۔ آپکی وفات ۵ ماہ رمضان ۱۱۹۳ھ گیارہ سو ترانوے ہجری مین
ہوئی۔ عمر ۶۶ سال کی تہی۔ آپکی قبر راجبندری مین ہے۔
نسب کا شجرہ۔ شاہ افضل بن شاہ محمود امین بن شاہ محمد فاضل بن شاہ ابراہیم
بن شاہ خوندمیر بن شاہ افضل بن شاہ اعظم بن مخدوم شاہ ضیاء الدین بیابانی

بن شاہ عبد الکریم ہیابانی بن عبد الرشید بن عبد الرحیم بن عبد الجلیل بن ابراہیم بن شمس الدین بن یوسف بن نجم الدین بن یعقوب بن سید احمد کبیر ناعی یزارو ہیتبرک بہ۔

شاہ اسد اللہ صاحب برہانپوری قادری

شاہ اسد اللہ بن شاہ فتح محمد بن شاہ ولی اللہ بن شاہ فرید الدین گنج معرفت بن شاہ درویش محمد چشتی بن شاہ عبد الحکیم ابو المعالی۔ بن شاہ بہاء الدین باجن علیہ الرحمہ آپ والد ماجد کے مرید و خلیفہ تھے۔ آپکا اصلی وطن برہانپور ہے۔ آپ کے خاندان مین چشتیہ سلسلہ سات پشت سے ابا عن جد جاری تہا۔ آپکے والد ماجد طریقہ قادریہ شطاریہ مین حضرت شاہ برہان الدین راز الٰہی کے مرید ہوئے۔ آپ اوائل عمر سے علم دوست و مشائخ صحبت تھے۔ ہر ایک مقام سے فیضیاب ہوتے تھے والد ماجد کے مرید و خلیفہ ہوئے۔ خادمانہ و طالبانہ والد کی خدمت مین حاضر و کمربستہ رہتے تھے۔ علی الصباح ہمیشہ حضرت کو وضو کراتے تھے۔ ایام سرما مین ہر وقت پانی گرم رکھتے تھے۔ جب آپکی عمر بیس برس کی ہوئی۔ تب آپکے والد فوت ہوئے نہایت غمگین ہوئے مزار شریف کی مجاوری اختیار کی۔ دن کو روزہ رکھتے تھے اور شام کو افطار کے بعد ایک آبخورہ پانی اور قدرے غذا تناول فرماتے تھے اسیطرح آپنے دو چلہ بسر کئے۔ پھر آپکو عالم رویا مین والد ماجد سے بشارت ہوئی کہ آپکا حصہ مخدوم شاہ محمد قادری کی خدمت مین ہے۔ آپ علی الصباح ملک اے کاٹ قصبۂ میلاپور مین جو مخدوم کا سکونت گاہ تہا روانہ ہوئے۔ اور مخدوم صاحب کو حضرت محبوب سبحانی کے طرف سے ارشاد ہوا کہ اسد اللہ نامی آپکے خدمت مین

آتا ہے جو کچھہ نعمت آپکے پاس ہے اُسکو عنایت کیجئے ۔ یہان مخدوم صاحب آپکے منتظر تہے ۔ آپ مخدوم کی خدمت مین پہنچے دیکہتے ہی مخدوم صاحب نے پہچان لیا ۔ استقبال فرمایا ۔ پہر آپنے اسد اللہ صاحب کو از سر نو بیعت مین لیا اور خلافت کا خرقہ عطا فرمایا ۔ اور اپنے فرزندون کو وصیت کی ۔ اگر تمکو شوق آلہی ہو تو میان اسد اللہ سے طلب کرو مخدوم نے استقبال کے بعد اون کے دو صاحبزادے مسمی ناصر صاحب و احمد صاحب تہے ۔ دونون اسد اللہ صاحب کے مرید و خلیفہ ہوئے پہر اسد اللہ صاحب نے برہانپور کو مراجعت کی ۔

انوار الاخیار کے مولف نے لکہا کہ اسد اللہ صاحب قطب زمانہ تہے ۔ جب شہر مین کفار کی حکومت قائم ہوی تب برہانپور سے حیدرآباد مین آئے ۔ یہان دوسری شادی کی اور شہر مین سکونت اختیار کی ۔ جناب السید غلام علی الموسوی القادری نے مشکوۃ النبوۃ مین لکہا کہ مین حضرت کی خدمت مین چار سال تک رہا ۔ علم تصوف مین آپ سے چند کتابین پڑہین ۔ آپ تصوف و تعرف مین کامل تہے ۔ حقائق و دقائق کے عارف تہے ۔ ایک ہندو کے لڑکے نے آپ سے مثنوی پڑہی ۔ عقائد باطلہ سے منحرف ہوا دائرہ اسلام مین آیا ۔ شہر مین اکثر علما و فضلا آپ سے تصوف مین سند لیتے تہے ۔ صاحب تصانیف تہے ۔ سوانح و مثنوی وغیرہ کتب کے شرح لکہے ہین مگر فی زماننا نادر الوجود ہین ۔ آپکی وفات ۲۸ ماہ جمادی الاول سنہ ۱۲۰۵ بارہ سو پانچ ہجری مین واقع ہوی ۔ اور آپ اندرون شہر حیدرآباد محلہ حسینی علم کی مسجد کے صحن مین مدفون ہوئے ۔ یزار و یتبرک بہ

سید احمد و سید محمد

آپ دونون صاحبزادے سید عبداللہ مدنی کے ہین - دونون بزرگ نانا کے مرید تہے - اور والد ماجد سے خلافت کا خرقہ پایا - سید احمد صاحب والد کے بعد سجادہ نشین ہوئے - اور سید محمد بڑے بہائی کے تابع رہے - سید احمد صاحب خوش مزاج ولطیف الطبع تہے خوش گفتار و خوش کردار صاحب خلق و کریم و حلیم تہے - علم تصوف و کلام مین کامل استعداد رکہتے تہے - متقی و مرتاض تہے - رفاعیہ طریقہ مین بہی لائق و فائق تہے - سید محمد صاحب بہی تواضع و کرم مین بےمثل تہے - امیر و فقیر سے نہایت محبت و رغبت سے ملتے تہے - آپکی ذات بابرکات مرجع خاص و عام تہی سماع کی مجلس کے شائق تہے - اور علم موسیقی کو پسند کرتے تہے - و قرآن شریف حسن تلاوت و حسن صوت کے ساتہہ پڑہتے تہے - سماع کی مجلس مین وجد و حال بہی فرماتے تہے - نواب نظام الدولہ بہادر آپکے معتقد تہے - سید انوار اللہ لکہتے ہین کہ آپ والد کی وفات کے بعد سجادہ نشین ہوئے - فخر خاندان تہے - آپ کی بزرگی والد کے نسبت زیادہ مشہور تہی - سالانہ بزرگون کا عرس بڑی شان و عظمت سے کرتے تہے شہر کے تمام مشائخ و امراء کو دعوت دیتے تہے - عربی وضع کا لباس پہنتے تہے دونون بہائی نہایت ہی خوش مزاج و لائق تہے - سید محمد عرف بادشاہ صاحب آخر بیت اللہ شریف کو گئے - چند مدت وہان مقیم رہے - اکثر اہل عرب کو ارادت کے دائرہ مین داخل کیا - اور زیارت سے واپس آئے - مکہ و مدینہ سے ہمیشہ آپ کو خطوط پہنچتے رہتے تہے - آپ تا مرگ ثابت الحواس رہے - آپکی وفات ۲۹ ماہ جمادی الثانی ۱۲۱۷ سنہ بارہ سو سترہ ہجری مین واقع ہوئی - اور سید احمد کی وفات آپ سے چند سال پیشتر ماہ جمادی الثانی مین واقع ہوئی تہی - دونون بہائی مسجد کے صحن مین

والد کی قبر کے متصل مدفون ہوئے۔ یزار و یتبرک بہ۔

شیخ ابو یزید شطاری برہانپوری

آپ شیخ لشکر محمد عارف باللہ کے صاحبزادے ہین۔ آپکا مولد و منشا دارالسرور برہانپور ہے۔ سن تمیز و شعور کے بعد برہانپور کے علما و فضلا سے علوم ظاہری کی کتب تحصیل سے فراغت پائی اور علوم باطنی کی تحصیل مین مشغول ہوئے والد ماجد و شیخ عیسیٰ جند اللہ سے مستفید ہوئے۔ بیعت و خلافت والد ماجد سے حاصل کی تھی والد کے انتقال کے بعد مسند نشین ہوئے۔ ہدایت و رہنمائی کا بازار گرم کیا۔ آپ کی توجہ پُر جلال و باکمال تھی طالبین کو چند ہی روز مین باکمال فرماتے تھے۔ آپکی خانقاہ مریدین سے آباد رہتی تھی۔ آپ مہمان نواز و فقر اودوست تھے۔ مسافرین و واردین کی خاطر و مدارات کرتے تھے حسب طاقت اُسکی حاجت روائی مین دریغ نہین فرماتے تھے۔ اسلام کی حمایت و ہمدردی آپکا کام تھا۔ خاندیس و برار مین آپکا نام شہرۂ انام تھا۔ آپ صبح کی نماز کے بعد شیخ الاولیا شیخ عیسیٰ جند اللہ کی خدمت مین حاضر ہوتے تھے۔ ایک پہر دن چڑھے تک آپکے حلقۂ توجہ مین شریک رہتے تھے۔ اور مستفید ہوکے اپنی خانقاہ مین تشریف لاتے تھے۔ اور طالبین کو ہدایت و تلقین درس و تعلیم سے سرفراز فرماتے تھے۔ آپنے شیخ کی زندگی تک برابر یہہ سلسلہ جاری رکھا۔ کبھی ناغہ نہین فرمایا سیدہی سادہی وضع رکھتے تھے۔ وضع داری کے پابند تھے۔ شریعت کا لحاظ و ادب کرتے تھے۔ آخر آپنے سنہ ۹۹۹ نوسو ننیانوے ہجری مین رحلت کی۔ برہانپور مین مدفون ہوئے۔ یزار و یتبرک بہ۔

مولانا سید ابو تراب شیرازی

سید ابو تراب نام۔ شیرازی الاصل والمولد ہیں۔ آپ کے جد بزرگوار شاہ میر ۱۰۹۸ھ ایک ہزار اٹھیانوے ہجری میں شیراز سے ہند میں آئے۔ محمد آباد عرف جانپانیر میں سکونت پذیر ہوئے۔ آپ اور آپ کے والد سید کمال الدین بھی جد بزرگوار کے ہمراہ تھے۔ اُس وقت گجرات میں محمود بیگڑہ بادشاہ تھا۔ بادشاہ نے آپکا کمال اعزاز واکرام کیا۔ آپ نے کتب درسیہ وطن میں علما و فضلا و جد امجد سے ختم کیں تھیں عالم فاضل تھے۔ آپ کے جد بزرگوار نے رحلت کی جانپانیر میں مدفون ہوئے۔ وہاں سادات شیراز کا مقبرہ مشہور ہے۔ آپ سلطان محمود بیگڑہ کی خواہش وطلب سے احمد آباد گجرات میں آئے۔ اور ایک پورہ اساول میں آباد کر کے سکونت اختیار کی۔ جب اکبر بادشاہ نے گجرات کو تسخیر کیا۔ سید ابو تراب بادشاہ کی ملازمت میں پہنچا معزز و مکرم ہوا۔ اکبر نے آپ کو امیر حاج و قافلہ سالار مقرر کر کے حرمین شریفین روانہ کیا پھر آپ وہاں سے مع الخیر والعافیہ مراجعت کی۔ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نقش قدم کو ہمراہ لایا۔ حسب الحکم عرش آشیانی گنبد عالی و خانقاہ مدت چھہ سال میں تعمیر ہوئے اور اس میں قدم شریف کو رکھا۔ ملا شیخ فیض مولف رسالہ قدمیہ نے گنبد کی تاریخ لکھی ؎

بقعہ خیرو قبر البطحا	آمد از حق مطاف اہل قبول
ہست آثار وہم اثر از وی	از سر و پا بود نشان رسول

در توصیف قدم مبارک

شاہیکہ برات روز دادی شب را	در مہد او سنگ گشادی لب را

برخارۂ نشانِ قدمش نیست کہ سنگ — از شوق کفش کردہ تہی قالب را

قدم مبارک راست کا نشان سنگ سیاہ پر تہا۔ اُسپر افشان ہوتیوں کیطرح تہی۔ گجرات کی ویرانی و خرابی تک خاص و عام کا زیارت گاہ تہا ؎

ہر جا کہ نشانِ کف پائے تو بود — سالہا سجدۂ صاحب نظران خواہد بود

جب اساول کو مرہٹہ نے تاخت و تاراج کیا۔ بعض نے ارادہ کیا کہ قدم مبارک کو نکالکر دوسرے مقام مین منتقل کرین مذکور کے ورثہ اس بات سے آگاہ ہوئے قدم مبارک کو گنبد سے اُٹھا کے شہر مین لائے اور اپنے مکان پر رکہا۔

آخر آپنے ۲۳ جمادی الاول ۱۰۳۳ھ ایکہزار تین ہجری مین عالم فانی سے سرائے جاودانی مین رحلت کی۔ اساول نوآباد مین مدفون ہوئے۔ مرقد پر گنبد پختہ بنایا گیا۔ زیارتگاہ ہے

شیخ احمد کہٹو۔ (ایک قصبہ ضلع ناگور مین ہے)

معارج الولایت کے مولف نے لکہا کہ آپ دہلی کے شریف زادون مین سے ہین۔ آپکی ولادت ۷۳۷ھ ہجری مین واقع ہوی اور والدین نے آپکا نام ملک نصیر الدین رکہا۔ آپکا نشو و نما دہلی مین ہوا۔ ابہی آپ سن تمیز کو نہین پہنچے تہے۔ چہارم سال مین قدم رکہا تہا کہ انہین ایام مین شہر دہلی مین تند ہوا چلی کالی گہٹا اور گرد و غبار کا طوفان برپا ہوا اکثر گہاس و پہوس کے چہپر اُڑ گئے اور بہت سے مکانات گر گئے۔ اور شہر مین اندہیری ہو گئی دایہ آپکو گہر سے باہر لائی تہی۔ گرد و غبار و تاریکی کی وجہ سے آپسے جدا ہوئے اور آپکو گم کیا۔ آپ دہلی کے کسی کوچہ مین آوارہ بہٹکنے لگے۔ کوچہ کے قریب سوداگرون کا قافلہ فرو کش تہا آپ روتے ہوئے وہان پہنچے۔ جب رات ہوی اور ہوا تہمی شہر مین امن ہوا اہل قافلہ نے آپ کو اپنے پاس رکہا اور صبح قافلہ آپ کو ہمراہ لیکے دایہ کیطرف

روانہ ہوا۔ اور نجیب نساج قصبۂ دہندوانہ سے روئی خریدنے کیلئے دوابہ مین آیا اور آپکو اہل قافلہ سے لیا۔ روئی خرید کر کے وطن مالوفہ مراجعت کی آپ اُس کے ہمراہ تہے۔ اتفاقاً مولانا صدرالدین نبیرۂ مولانا شہاب الدین ہمدانی قصبہ کہتو سے دہند روانہ ہوئے۔ بابا اسحٰق مغربی کی خدمت مین رخصت کے لئے آئے بابا نے دعا خیر پڑہ کے رخصت کیا اور مولانا سے کہا اگر آپکو کہین ایسی صورت و شکل کا لڑکا ملے تو میرے لئے لے آنا۔ بابا مغربی کو کشف باطنی سے آپکا پورا حلیہ و رنگ و روپ معلوم ہوگیا تہا۔ اور بابا کو غیب سے بشارت ہوئی کہ ہم تجہکو تیرے فرزند قوام الدین متوفی کا نعم البدل دین گے۔ مولانا صدرالدین دہندوانہ مین پہنچے اور آپکو نجیب نساج کے پاس پایا اور بابا مغربی کی بتائی ہوئی نشانیان آپ مین برابر دیکہین۔ آپکو نجیب نساج سے لیا اور بابا کی خدمت مین پہنچایا۔ بابا مغربی آپکے دیدار سے بہت خوش ہوئے۔ اور آپکو فرزندی مین لیا اور سایۂ عاطفت مین رکہہ کے تعلیم و تربیت شروع کی اور آپکا نام شیخ احمد رکہا جب آپکی عمر بارہ برس کی ہوئی تب بابا آپکو ہمراہ لیکر بزرگان چشت کی زیارت کے لئے دہلی مین آئے وہان آپکو ایک بہائی نے پہچانا اور کہا کہ یہہ میرا بہائی ملک نصیرالدین ہے کہ دہلی کے طوفان مین گم ہوگیا تہا اُسوقت آپکے والدین بہی زندہ تہے۔ تمام نے چاہا کہ آپکو لیجائین مگر آپنے بابا اسحٰق کی جدائی گوارہ نہین کی اور راضی نہین ہوئے سب مجبور ہوکے خاموش ہوگئے۔ اُسی زمانہ مین حضرت مخدوم جہانیان دہلی مین رونق افزا تہے۔ فیروز شاہ وغیرہ امرا مخدوم کی ملازمت سے مشرف ہوئے تہے۔ بابا اسحٰق نے آپسے کہا اگر آپ چاہتے مین تو مین آپکو مخدوم کا مرید کرتا ہون

آپ نے فرمایا مین آپکا مرید ہون اور آپ میرے مخدوم ہین۔ مجھکو مخدوم جہانیان سے کیا کام۔ بابا اسحق آپکا کلام سن کے خوش ہوئے اور فرمایا انشاءاللہ تعالی ایک زمانہ ایسا ہوگا کہ تیرے دروازہ پر امراو سلاطین آئینگے۔ بابا اسحق کو آپ کی محبت و پیر پرستی ایسی دامنگیر ہوی کہ دنیا مین بجز آپکے کوئی مقصود و مطلوب نہین تہا۔ آپ حسن و جمال مین یوسف ثانی تہے۔ جو کوئی آپ کو دیکہتا تہا حیران و بے خود ہو جاتا تہا۔ اور موسیقی مین بہی لحن داؤدی رکہتے تہے۔ سامعین کو آپکی آواز پر وجد و حال ہوتا تہا۔ جب آپ کی عمر بیس برس کی ہوئی بابا اسحق نے مغربیہ طریقہ کی خلافت و اجازت عطا کی اور مشائخ کرام کی نعمت تفویض کی۔ بعد ازان سنہ ساتہہ سو چہتر ہجری مین رحلت کی۔ آپ روز سوم فاتحہ و قرآن خوانی سے فارغ ہو کے بیسوین تاریخ ماہ شعبان سنہ مذکور مین چلہ نشین ہوئے۔ اور حجرہ مین ایک مشک پانی اور چالیس دانے خرمے کے رکہہ لئے۔ ہر روز خرمے سے افطار فرماتے تہے بعض نے لکہا کہ اس چلہ مین صرف چار دانے صرف کئے تہے۔ عید الفطر کے روز چلہ سے برآمد ہوئے عید کی نماز ادا کر کے کہتو سے دہلی مین آئے۔ اور جہان خان کی مسجد مین گوشہ نشین ہوئے۔ اتفاقاً انہین ایام مین مخدوم جہانیان بہی دہلی مین رونق افزا تہے۔ ایکدن صبح کیوقت پالکی مین سوار آپکی ملاقات کیلئے آئے۔ ابہی پالکی سے نہین اُترے تہے کہ آپ حجرہ سے برآمد ہو کے ملازمت سے مشرف ہوئے مخدوم نے پالکی سے اُتر کے معانقہ و مصافحہ کیا۔ اور آپکے کان مین آہستہ سے کہا اے جوان صالح تجہسے دوست حقیقی کی خوشبو آتی ہے بعد ازان مخدوم رخصت ہوئے اور خلائق جوق و جوق آپکے پاس آنے لگی

آپ کثرت خلائق سے گبھرائے وہان سے برآمد ہوئے۔ بارہ برس تک عالم تجرید
مین بسر کرتے رہے اور عالم کی سیر و سیاحت فرماتے تھے۔ پھر آپنے حرمین شریفین
کا ارادہ کیا۔ ہند سے پیادہ پا سیر کرتے ہوئے پٹن گجرات مین پہنچے۔ اُسوقت
گجرات مین راستی خان بن فتح الملک صوبہ دار تھا۔ اُس کا مستقر پٹن گجرات
تھا۔ چونکہ صوبہ دار کا والد فتح الملک فقرا دوست تھا۔ آپسے ملا خاطر و مدارات کی
آپ وہان سے جہاز پر سوار ہوئے اور حرمین شریفین مین پہنچے۔ حج و زیارت سے
فارغ ہوکے ہند مین مراجعت کی دہلی مین سکونت پذیر ہوئے۔ آپکے سکونت کے
زمانہ مین ۸۰۱ھ آٹھ سو ایک ہجری مین امیر تیمور گورگان دہلی مین پہنچا سلطان
محمود نبیرہ فیروز شاہ نے جنگ کیا۔ مگر مقابلہ کی تاب نہ لا سکا قلعہ مین متحصن ہوا
چند روز کے بعد قلعہ سے برآمد ہوکے گجرات مین چلا گیا۔ امیر نے حکم دیا کہ اہل
دہلی کو قید کرو امرا و فقرا مقید ہوئے۔ آپ بھی اہل شہر کے ساتھہ اسیر ہوئے
اتفاقاً دہلی مین سخت قحط واقع ہوا۔ کہین غلہ میسر نہین آتا تھا۔ نان بعوض جان
بھی نہین ملتی تھی۔ آپ جس محبس مین تھے وہان آپکے ہمراہ اور چالیس اشخاص
اسیر تھے۔ آپ ہر روز ہر ایک قیدی کو ایک ایک گرم روٹی دیتے تھے۔ چند روز
کے بعد محافظین نے یہہ واقعہ امیر تیمور سے بیان کیا۔ امیر نے آپکو مع چالیس
قیدیون کے بلایا۔ اور معذرت کی۔ آپکو مع چالیس قیدیون کے رہا کیا۔ اور
حکم دیا کہ آپ جس کی سفارش کرین اُس کو چھوڑ دو۔ آپ کی سفارش سے
بے شمار قیدی رہا ہوئے۔ اور امیر آپکا معتقد ہوا۔ اور اعزاز سے رکھا۔ پھر
ساتھہ جھینے کے بعد عازم سمرقند ہوا آپکو بھی ہمراہ لے گیا۔ آپ سمرقند مین علما

ومشائخ سے ملے سب نے آپکا اکرام و احترام کیا۔ اور بخارا و ہرات و بلخ وغیرہ بلاد کی بہی سیر کی پہر چند روز کے بعد امیر سے رخصت لیکر خراسان سے دوبارہ گجرات مین آئے اسوقت پٹن مین فروکش ہوئے۔ اور وہان ظفرخان سلطان فیروز شاہ کے طرف سے صوبہ دار تہا۔ آئندہ بادشاہ ہوا۔ اور مظفر شاہ نام رکہا۔ آپ سے حسن اعتقاد رکہتا تہا۔ آپکی تشریف آوری کو غنیمت سمجہتا تہا۔ آپ سے درخواست کی کہ آپ اس ملک مین سکونت اختیار کرین۔ آپنے اُسکی درخواست قبول کی اور گجرات مین متوطن ہوئے۔ مظفر شاہ تا زندگی آپ کی تعظیم و توقیر کرتا رہا۔ اُسکی رحلت کے بعد سلطان احمد نبیرۂ مظفر شاہ تخت نشین ہوا۔ آپکا مرید ہوا سلطان احمد محمود الصفات و حمیدہ عادات تہا۔

ایکروز آپ سے درخواست کی کہ مین خضر علیہ السلام کی ملاقات کا مشتاق ہون آپ ملا دیجئے۔ آپنے فرمایا بہتر ہین خضر علیہ السلام سے دریافت کرتا ہون آپنے خضر علیہ السلام سے بادشاہ کی درخواست کی خضر علیہ السلام نے فرمایا کہ اُسکو چلہ کشی کا حکم کرین سلطان نے حسب الحکم ایک چلہ تمام کیا۔ پہر دوسرے کا حکم ہوا۔ دوسرے کے بعد تیسرے کا جب تینون چلے تمام کئے۔ تب صبح کی نماز کے بعد سلطان آپ کے حجرہ مین خضر علیہ السلام کی ملاقات سے مشرف ہوا۔ اثنائے کلام مین خضر علیہ السلام سے درخواست کی کچہہ عجائبات بیان کیجئے خضر علیہ السلام نے فرمایا کہ سابرمتی دریا کے کنارے پر جو فی الحال ویران جنگل دکہلائی دیتا ہے ایک شہر عظیم الشان تہا۔ اُسکا نام بادان بادتہا وہان کے باشندے خوشحال و فارغ البال تہے۔ مین ایکروز حلوا فروش کی دکان پر گیا

ہوگا تہا۔ تیرہ تنگہ حلوا فروش کو دیا اور اُس سے حلوا مانگا اُس نے جواب دیا کہ مجکو آپکے حال سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ مسافر و درویش ہین مین آپسے قیمت نہین لونگا۔ حلوا حاضر ہے جسقدر چاہیے کہائیے۔ پہر مین چند مدت کے بعد اُسی مقام مین آیا شہر و خلائق سے نشان نہین پایا۔ وہان ایک بوڑہا کہ سہارہ دیڑہ سو برس کی عمر کا تہا اُس سے شہر کا حال پوچہا۔ اُس نے کہا مجہے کچہہ معلوم نہین بزرگون کی زبانی سُنا تہا کہ یہان ایک شہر باد ان باد نام تہا۔ سلطان احمد نے خضر علیہ السلام سے اجازت چاہی اگر آپ فرمائین تو مین یہان ایک شہر از سر نو آباد کرون فرمایا بہتر مبارک ہے۔ لیکن اُسکی نیو ایسے چار شخص رکہین جنکا نام احمد ہو۔ اور اُن کی عصر کی نماز سنت کبہی فوت نہوئی ہو۔ اور اُسکا نام احمد آباد رکہین پہر خضر علیہ السلام رخصت ہوئے۔ بادشاہ نے گجرات مین ایسے شخصون کو تلاش کیا دو شخص ایک قاضی احمد دوسرا ملک احمد۔ بادشاہ دونون کو آپکی خدمت مین لے آیا اور عرض کیا ان دو کے سوا دوسرا کوئی نہین ملتا۔ آپنے فرمایا تیسرا مین ہون پہر بادشاہ نے کہا چوتہا مین ہون مجہسے بہی عصر کی سنت فوت نہین ہوئی۔ پس چارون احمد باہم اتفاق کرکے ساتہہ ماہ ذیقعدہ ۸۱۳ آٹہہ سو تیرہ ہجری مین سابہرمتی کے کنارے آئے۔ خضر علیہ السلام کے نشان دئے ہوئے مقام مین شہر کی نیو و بنیاد قائم کی۔ حلوی شیرازی شاعر نے بنا کی تاریخ کہی۔ قصیدہ طویل ہے ہم صرف اُسمین سے تین اشعار لکہتے ہین ؎

بفرمان شاہنشہ بخت یار — بکردند ساعات سعد اختیار

بہ ذیقعدہ رفتہ از ہجریہ — ثلث عشر با ثمانمائیہ

چو بانی بنا بر کشید از زمین　　　بر و خواند بانی چرخ آفرین

معارج الولایت اور تحفۃ المجالس کے مولفین نے لفظ باخیر کو بنا کی تاریخ لکھی اور تاریخ الاولیا کے مولف نے لکھا کہ ۸۱۰ھ آٹھہ سو دس ہجری مین بنا ہوئی لفظ خیر تاریخ بنا ہے اور اختتام کی تاریخ لفظ بخیر ہے مولف کا قول ظاہر مین صحیح نہین معلوم ہوتا۔ طرفہ یہہ ہے کہ مولف نے کسی کتاب کا حوالہ نہین دیا نہ منقول عنہ کا نام و نشان بتلایا۔

مہند سین نے شہر عظیم الشان کی بنا ڈالی اور اُس کے ساتھہ ہی تین سو ساٹھ پورہ جات کی بھی بنا قائم کی۔ اور شہر کی حصار پختہ و سنگین بنوائی گئی۔ مرات سکندری کے مولف نے لکھا کہ شہر کی حصار ۸۱۶ھ آٹھہ سو سولہ ہجری مین تمام ہوئی۔ اور قلعہ کی بھی دیوارونکی بنا شروع ہوئی تھی قد آدم تک پہنچ کے گر گئی بادشاہ پریشان ہوا۔ اور آپ کی خدمت مین آیا۔ اور واقعہ عرض کیا۔ آپ بذاتہ خود وہان گئے۔ مراقبہ کیا ایک شخص جوگی نظر آیا۔ کہا میرا نام مانک جوگی ہے۔ یہہ مقام میری ملک ہے۔ آپ چارون احمد اس مقام مین شہر اپنے نام سے آباد کرتے ہین جب تک آپ اس شہر کے نام مین میرا نام شریک نکروگے تب تک قلعہ کی دیوار قائم نہوگی۔ پس آپ نے ایک محلہ کا نام مانک جوگ رکہا۔ دوبارہ قلعہ کی تعمیر شروع ہوئی۔ اور شہر احمد آباد بہی آباد ہوگیا۔ شہر آباد ہونے کے بعد آپ کی عمر سو سے متجاوز ہوگئی آپنے شیخ صلاح الدین بن شیخ طالب نو مسلم کو خوردسالی سے بجائے فرزند پرورش کیا تہا۔ اور اُس سے بہت محبت رکہتے تہے۔ اُس کو اپنا خلیفہ و مرید کر کے جانشین فرمایا اور خلافت کا خرقہ عطا کیا۔

صلاح الدین اسم باسمی تہا پیر پرستی و فرمان برداری مین بے نظیر۔ درویشی و فقیری مین روشن ضمیر تہا۔ ہم نے اس کتاب مین صلاح الدین کا حال پورا مستقل طور سے لکہا ہے اگر مطالعہ منظور ہو تو حرف صاد مین آپکا حال مطالعہ کیجئے۔

آپ گجرات کے اولیاء کرام مین اکمل الاولیا و اعرف بعرفا تہے۔ سلاطین و امرا آپ سے حسن اعتقاد رکہتے تہے۔ سلطان مظفر شاہ و سلطان احمد شاہ و سلطان محمد شاہ آپکے مرید راشدین سے تہے آپ کی خانقاہ و فقرا کے اخراجات کے لئے سالانہ تین کروڑ تنگہ گجراتی محاصل کی جاگیر التمغا مقرر کر دئے تہے۔ آپکا لنگر خانہ جاری تہا۔ صبح و شام ہزارون فقرا کو کہانا ملتا تہا۔ تقریبا اعراس مین سلاطین و امرا بہی شامل ہوتے تہے۔ دعوت عام ہوتی تہی امرا و فقرا آپکے خوان نعما پر مساوی درجہ ہوتے تہے مابہ الامتیاز نہین ہوتا تہا۔ آپ ہزار ہا روپیہ غربا و فقرا پر تقسیم فرماتے تہے۔ اکثر غربا حجاج کو زاد و راحلہ دیکے روانہ فرماتے تہے۔ مزارات متبرکات و مقامات عالیات حرمین شریفین و بغداد شریف و مشہد مقدس و کربلائے معلا و نجف اشرف و اجمیر وغیرہ مین بے شمار زر نقد و تحائف بہیجتے تہے۔

آپکا دربار شاہانہ تہا۔ آپکی رحلت کے بعد صلاح الدین سجادہ نے لنگر خانہ بدستور جاری رکہا ابتک وہی سلسلہ جاری ہے مگر آمدنی کم ہے۔

آپ صاحب کشف و کرامات و خوارق عادات تہے۔ آپکے خوارق و کرامات کو محمد سعید ایرجی نے جمع کر کے مرتب کیا ہے۔ اسکا نام تحفۃ المجالس ہے۔ اور محمد قاسم مرید نے بہی آپکے ملفوظات کو تالیف کیا ہے دونون رسالون مین آپکے خوارق و کرامات مرقوم مین۔ چند نقلین ناظرین کے لئے ذیل مین لکہتے مین تاکہ ناظرین

اُن کے مطالعہ سے مستفید ہو جائین۔

نقل ہے کہ آپ نے فرمایا کہ مین ایک وقت سفر دریا مین جہاز پر سوار تہا۔ اور وضو کر رہا تہا یکایک میرا پانون پہسلا مین دریا مین گرا پہیرنے لگا اور یا حفیظ یا رقیب و یا وکیل و یا اللہ کو وظیفہ کے طرح پڑہتا تہا۔ چند قدم کے بعد میرے پانون کے نیچے ایک پتہر نمودہوا مین اُس کے سہارے سے کہڑا ہوا پانی میرے کمر تک تہا وہین سہارا پڑہتا تہا کہ چند ملاح پہنچے اور مجہکو اُس مہلکہ سے نجات دی۔

نقل ہے کہ آپ مدینہ منورہ گئے اور چند بزرگ بہی ہمراہ تہے۔ روضۂ مطہرہ کی زیارت کرکے مسجد مین فروکش ہوئے۔ آپ کے رفقا کہانے کی تدبیر کرنے لگے آپ نے فرمایا ہم آج حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مہمان ہین۔ رفقا نے کہانا تیار کیا اور تناول کرکے سو گئے۔ آپ ذکر و شغل مین مشغول رہے۔ آخر رات کو ایک شخص آیا اور ندا کیا کہ یہان حضرت محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم کا مہمان کون ہے۔ آپ خاموش رہے شخص مذکور نے دوبارہ پکارا آپ اٹہہ کے دروازہ پر پہنچے شخص مذکور ایک طبق کہجورون سے بہرا ہوا ہاتہہ مین لیئے کہڑا تہا۔ آپ نے دامن پہیلایا اُس نے دامن مین ڈالدیا۔ آپ فرماتے تہے وہ خرمے نہایت لذیذ و شیرین تہے۔

نقل ہے کہ آپ سیاحت کرتے ہوئے ایک گانون مین پہنچے وہ گانون دریا کے کنارے تہا دیکہا کہ گانون کے باشندے تمام باہر جاتے ہین۔ آپ نے استفسار کیا کسی نے بیان کیا کہ دریا مین سالانہ بارش کے موسم مین طغیانی ہوتی ہے۔ اور گانون کو ویران و برباد کردیتی ہے۔ اس لئے ہم سب دوسرے مقام مین جاتے ہین

اور بارش کے بعد مراجعت کرتے ہین۔ آپنے فرمایا یہین رہو اور پانی کی حد معین کرو تاکہ اُس حد سے تجاوز نکرے آپکے ارشاد سے حد معین کئے۔ آپنے اُس حد سے چند قدم آگے بڑھ کے لوہے کی میخین نصب کردین بعد ازان بارش مین طغیانی ہوئی مگر حد مقررہ سے پانی آگے نہین بڑھا۔ آپنے فرمایا جب تک گاؤن آباد رہیگا پانی حد سے متجاوز نہوگا۔ گاؤن کے باشندے آپ کی کرامت کے معتقد و معترف ہوئے۔

نقل ہے کہ ایک وقت ایک فقیر آپ کی خدمت مین آیا۔ سوال کیا۔ آپ جو دیتے تھے وہ لیتا تھا اور شوخی کرتا تھا اور کہتا تھا۔ آپ دنیا دارون کو بے شمار دیتے ہین اور فقرا کو کم۔ آپنے فرمایا تو بھی دنیا دار ہے اپنے دامن کو اٹھا کے دیکھ کہ تیری کمر مین کیا ہے۔ درویش نادم ہو کے چلا گیا۔ کہتے ہین حضرت کی خانقاہ سے برآمد ہوتے ہی اس کے شکم مین درد اُٹھا۔ اُسی درد کے صدمہ سے فوت ہوا۔ غسل کے وقت اُس کی کمر سے ساتھ سو روپے نکلے۔

نقل ہے تحفۃ المجالس کے مولف محمود بن سعید ایرجی نے نقل کیا کہ ایک سوداگر آپ کی خدمت مین آیا۔ اور ایک مشک کا نافہ اور نبات یعنے مصری کا بھرا ہوا ایک کوزہ ہدیہ پیش کیا۔ آپنے اُس سے پوچھا کہ تو کون اور کہان سے آیا۔ اُس نے عرض کیا کہ مین ایک سوداگر ہون چین کے حدود مین رہتا ہون اور شیخ نور بزرگ کا مرید ہون مین پیشتر ہند مین آیا تھا۔ اور تجارت کا اسباب فروخت کر کے وطن کو واپس گیا۔ اور مرشد مذکور سے ملا۔ مرشد نے مجھ سے دریافت کیا کہ ہند مین کن کن علما و مشائخ سے ملا مین نے چند بزرگون کے نام لئے پیر نے فرمایا

شیخ احمد کھٹو سے ملا یا نہین۔ مین نے عرض کیا نہین مرشد نے فرمایا تو نے ہند کا
سفر ضایع کیا۔ افسوس کہ تو شیخ سے نہین ملا۔ مجھکو آپکے دیدار کا شوق تہا۔
فی الحال ہند مین وارد ہوا۔ الحمد للہ کہ اب آپ کی ملازمت سے مشرف ہوا۔
میرے پیر نے آپکو عالم مثال مین دیکھا ہے آپ مسکرائے اور شیخ کی خیریت پوچھی
نقل ہے کہ آپ فرماتے تہے کہ ایکروز مین حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی
مجلس مین حاضر ہوا۔ اُس وقت ایک عورت جمیلہ و شکیلہ زیور و جواہر سے آراستہ
اور لباس فاخرہ سے پیراستہ حاضر ہوی۔ حضرت نے مسکرا کے فرمایا۔ اے احمد
اس عورت کو قبول کر۔ مین نے عرض کیا کہ میرے بابا کی اجازت نہین۔ آپنے
حضرت علی مرتضی کرم اللہ وجہہ کے طرف اشارہ کیا۔ دیکھو تمہارا بابا موجود ہے
مین نے دیکھا حضرت کرم اللہ وجہہ کے قریب میرے مرشد بابا اسحق مغربی کہڑے
مین اور حیرت سے دیکھ رہے ہین۔ میرے طرف دیکھکے فرمایا کیا تو حضرت کی
بات نہین سنتا سخت بے ادبی ہے قبول کر۔ مین نے اُسیوقت قبول کیا مجھکو اُسیروز
سے فتوحات ہونے لگے اور امرا و سلاطین میرے دروازہ پر آنے لگے۔ واقعہ مین
وہ عورت جمیلہ دنیا تہی مجھکو یہہ مال و دولت جو کثرت سے حاصل ہو رہا ہے
حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی عنایت و مرحمت ہے۔
نقل ہے کہ آپ فرماتے تہے کہ مین مدینہ سے رخصت کے وقت حضرت رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم کے روضۂ منورہ پر تسلیم و تحیت ادا کرنے کے لئے حاضر ہوا
روضہ کے خادم نے مجھکو ایک دستار طولادس ہاتہہ برنگ سیاہ پیش کی۔ مین نے
خادم سے کہا میرے بابا ہمیشہ سر پر کلاہ رکہتے تہے اور کبھی سر پر دستار نہین باندہی

خادم نے کہا کہ حضرت نے مجھکو یہی بشارت دی۔ مین نے دستار کو سر اور آنکھون پر رکھا اور باندہ لیا۔

نقل ہے کہ آپ فرماتے تھے کہ مین بمصداق حدیث فامشوا حفاۃً عراۃً ستروون اللہ جھرۃً یعنے تم خدا کی محبت مین سر و پا برہنہ پہرو چلو تم خدا کو جلد عیان دیکھوگے۔ مین سر و پا برہنہ بے زاد و راحلہ جنگل و صحرا مین گھومتا تھا۔ اور ریاضت و عبادت کرتا تھا۔ رات کو مساجد کہنہ مین عشا کی نماز سے فجر کی نماز تک قائم اللیل رہتا تھا۔ اس مدت دراز مین کبھی میرے دل مین شیطانی وسوسہ نہین ہوا۔ مین ہمیشہ مطمئن قلب رہتا تھا۔ اور کبھی کسی امیر و فقیر سے سائل نہین ہوا غیب سے برابر روزی پہنچتی تھی۔

گجرات کے مشائخ آپکو مانتے تھے۔ اور آپ سے حسن اعتقاد رکھتے تھے۔ حضرت شاہ عالم بخاری گجراتی جو اولیائے کاملین سے تھے۔ آپکے نام کی تسبیح پڑھتے تھے۔ تسبیح یہہ ہے۔ گنج احمد سرکیجی۔ مجھہ سے نوازی کئی سرکیجی۔

آخر آپ نے روز پنجشنبہ چودھوین تاریخ ماہ شوال ۸۴۹ھ آٹھہ سو انچاس ہجری مین رحلت کی دار فانی سے بہشت برین مین پہنچے کسی فاضل نے آپ کی تاریخ کہی ہے

طا و میم علی تمامہ کان	دال و باءٌ من الشوال
عمرہ ۹ دق ۸۰۰ انہ قطب	مات یوم الخمیس قبل زوال

موضع سرکیج تعلقہ احمد آباد گجرات مین مدفون ہوئے۔ آپکی قبر پر سلطان محمد شاہ نے گنبد عالی و مسجد و خانقاہ و تالاب بنا کیا اور اُس کے فرزند قطب الدین نے

تمام عمارات کو اختتام کیا۔ آپ کے روضہ مین پائین قبر سلطان محمود بیکرٔہ وسلطان مظفر مدفون ہین۔ ہر شب پنجشنبہ کو معتقدین قبر پر جمع ہوتے ہین نذر و نیازات چڑہاتے ہین۔ آپکی توجہ سے فائزالمرام ہوتے ہین۔
معارج الولایت کے مولف نے آپکی تاریخ ولادت مخدوم الاولیا۔ اور مدۂ عمر لفظ قطب اور رحلت کی تاریخ مخدوم قطب الاولیا لکھا اور مخبر الواصلین کے مولف نے تاریخ لکھی ہے

شیخ احمد کہ مغربی بودہ	صاحب علم احمدی بودہ
دل او بود قلزم انور	تن او بود بحر عز و وقار
مات یوم الخمیس قبل زوال	کان ذلک ثبا من الشوال
گفت تاریخ نقل او رضوان	جائے احمد بہشت جاویدان
سال نقلش سروش غیب نوشت	جاودان جائے احمد وج بہشت
قطب حق بود عمر او از حق	لفظ قطب آمدہ بہ نیک نسق
روضہ او باحمد آباد ست	موقع فیض و جائے ارشاد ست

یزار ویتبرک بہ۔
تاریخ اول مرقوم الصدر اور ہذا مین دو دن کا فرق ہے۔ اول کے قول سے ۱۴ تاریخ شوال ہے اور دوم کے قول سے ۱۶ ہے قول دوم اصح معلوم ہوتا ہے۔ واللہ اعلم بالصواب

شاہ امین الدین علی

آپ شاہ برہان الدین جانم بن میران جی شمس العشاق کے صاحبزادے ہین سادات زیدیہ سے ہین۔ نسب کا سلسلہ چند واسطہ سے زید مظلوم سے ملتا ہے

آپ کے والد صاحب جالِ کمال تھے۔ بیجاپور مین اکثر امرا و فقرا آپ کے معتقدین سے تھے۔ آپکے خلفا اکمل اولیاء تھے۔ اور چند رسائل تصوف آپکے تصانیف سے ہین۔ غرض شاہ امین مادرزاد ولی تھے۔ خلایق آپکو سجدہ کرتی تھی۔ اور برہان الدین اسبات کو جائز رکھتے تھے۔ جو کوئی آپکے سامنے آتا تھا زمین پر سر رکھدیتا تھا یہ آپکی کرامت تھی۔ شاہ امین الدین ابھی پیدا نہین ہوے تھے۔ ان کے شکم مین تھے کہ برہان الدین نے سر سے ٹوپی نکالی اور بیوی صاحبہ کے حوالہ کی کہ یہ خرقہ امانت رکھو۔ لڑکے کو پیدا ہوتے ہی دینا۔ پھر شاہ برہان الدین رمضان کی پانچ تاریخ سنہ ہجری مین فوت ہوئے والد کے گنبد مین مدفون ہوئے آپکے انتقال کے بعد شاہ امین الدین پیدا ہوئے تولد کے وقت سے آپکے کمالات نمایان تھے۔ دو برس کی عمر مین دایہ آپکو والد ماجد کی قبر پر لے آئے اور آپنے اسوقت قبر پر پیشاب کیا۔ دایہ نے وہان اُٹھا کر گھر لے آئی۔ جب شاہ امین الدین جوان ہوئے اُسوقت دایہ سے کہا کہ مین نے قبر پر فلانے روز بول کیا تھا اور تو وہان سے مجھے لے آئی تھی۔ دایہ نے کہا ہان سرکار یاد ہے فرمایا اُسوقت مجھکو بول کی ضرورت ہوئی تھی مین نے والد سے کہا۔ اُنہون نے فرمایا یہین کرو۔ اسلئے مین نے تربت کے قریب پیشاب کیا تھا۔ دایہ حضرت کے کمال کی معترف ہوئی۔

نقل ہے کہ محمود خوش دہان جو آپکے والد کے اکمل خلفا مین سے تھے۔ آپکے پاس آئے۔ اور خیال فرمایا کہ امین الدین مادر زاد ولی ہین۔ اور علم باطن سے واقف آپکو علم ظاہری مین بھی واقف ہونا چاہئے۔ اُسوقت شاہ امین الدین کی

عمر آٹھہ برس کی تھی بچوں میں کھیل رہے تھے۔ ایک مرتبہ خوش دہان کے طرف متوجہ ہوئے۔ اور فرمایا اے کج دہان کیا کہتے ہو۔ اُسوقت سے خوش دہان کا منہ کج ہو گیا۔ نادم و پشیمان ہوئے۔ اور معافی چاہی اور والدہ صاحبہ کی سفارش سے پھر خوش دہان ہوئے۔

نقل ہے کہ بیجاپور کے مشائخ جمع ہوئے اور آپ سے فرمایا کہ آپ مادرزاد ولی ہیں۔ اور والد کے خلیفہ و مرید۔ اور والد آپکے پیدا ہونے سے اول فوت ہو گئے ہیں۔ آپکو بیعت کی اجازت کسطرح ملی آپنے فرمایا کیا اس امر کی تصدیق چاہتے ہو۔ سب خاموش ہوئے۔ آپنے ایکروز والد ماجد کے روضہ میں سب کو دعوت دی۔ سب جمع ہوئے۔ اور آپ روضہ کے اندر داخل ہوئے۔ اور دروازہ کو بند کیا اور تمام مشائخ روضہ کے اطراف حاضر رہے۔ آپنے روضہ کے اندر شاہ برہان الدین جانم سے بیعت حاصل کی۔ قرات کی آواز سب نے سُنی۔ پھر آپ باہر آئے۔ پھولوں کے ہار گلے میں اور گجرے ہاتوں میں تھے۔ عود و صندل کی خوشبو آپکے جامہ سے مہک رہی تھی۔ تمام مشائخ اُس روز سے آپکو برہان الدین جانم کا خلیفہ تسلیم کرنے لگے۔ پھر آپنے خواجہ محمود خوش دہان سے بھی خلافت کا خرقہ لیا۔ اور خواجہ نے عرض کیا کہ شجروں میں میرا نام درج کیجیے۔ اسلئے امین الدین کا سلسلہ بلا واسطہ برہان الدین سے ملتا ہے۔

نقل ہے کہ شاہ برہان الدین جانم کی کلاہ جو امانت تھی وہ آپنے شاہ عطاء اللہ چشتی کے ہاتھ سے پہنی۔ بہرحال آپ شاہ برہان الدین کے خلیفہ تھے صاحب خوارق عادات و کرامات تھے۔ مرتاض و متقی تھے۔ ایک حجرہ میں

بارہ سال تک چلہ نشین رہے۔ پھر مسند نشین ہو کے ہدایت وارشاد مین مشغول ہوئے۔ آپ لباس عمدہ زیب بدن فرماتے تھے۔ ظاہراً صوم وصلوۃ کے پابند نہ تھے۔ اکثر اوقات حالت جذب مین مستغرق رہتے تھے۔ ہمیشہ سر جھکائے ہوئے رہتے تھے۔ جب سر اُٹھاتے تب تمام مریدین وخلفا سر زمین پر رکھدیتے تھے۔ ایک روز بیجاپور کے تمام علمانے سکندر ثانی کی اعانت کے لئے درخواست کی خادمون نے حضرت سے نہین کہا۔ آخر بادشاہ کے طرف سے یہ حکم جاری ہوا کہ امین الدین سے کہو کہ نماز ادا کرے نہین تو شرع کا حکم اُسپر جاری ہوگا۔ خادمون نے اس امر سے بھی مطلع نہین کیا۔ پھر بادشاہ کا حکم ہوا کہ خادمون کو مجلس مین آنے کی اجازت نہ دو اور شہر مین دوکاندار کو کوئی چیز نہ دیوین آخر خادمین عاجز ہوئے۔ اور حضرت کے خدمت مین عرض کیا۔ آپنے فرمایا سب سے کہو کہ کل شرع کی متابعت کرونگا۔ سب تالاب کے کنارے حاضر رہین عرض بادشاہ اور علما تالاب کے کنارے پر حاضر ہوئے۔ آپ بھی آئے خادم کو حکم دیا کہ ہمارا مصلا پانی پر بچھاؤ۔ خادم نے حکم کی تعمیل کی پھر آپنے سب سے خطاب کیا جو میرا امام ہوئے آوے۔ کسی نے جواب نہین دیا۔ آخر آپنے دوگانہ ادا کیا۔ اور تالاب سے باہر آئے۔ تمام علما قدمون پر گرے اور آپکی کرامت کے قائل ہوئے اور آپنے سکندر سے خطاب فرماکے کہا کہ ہم نے ان سیاہ رویون کو نکالا اور سفید رویون کو بلایا۔ تھوڑے دن نہین گذرے کہ عالمگیر بادشاہ دکن مین آیا اور بیجاپور کو مسخر کیا۔ عالمگیر کے آنیکے پیشتر آپ فوت ہوگئے

شاہ برہان راز الٰہی۔ شاہ علی گنج گوہر۔ شاہ جان اللہ دعوتی۔ آپکے معاصر تھے

ایک شخص نے تینون بزرگون کی تصویرین آپ کی خدمت مین پیش کین - آپنے شاہ برہان و شاہ علی کی تصویرین ہاتہہ مین لیکر بڑی تعریف کی - اور شاہ جان اللہ کو زمین پر رکہا اور کچہہ نہین فرمایا -

نقل مشہور ہے کہ جب آپکے گہر مین صاحبزادہ پیدا ہوتا تب آپ اُسکے جسم پر ہاتہہ پہیر کر فرماتے آرام کرو - بچہ فی الفور فوت ہوجاتا - آخر جب باباشاہ حسینی پیدا ہوا - والدہ نے حضرت سے رکہا - باباکی عمر بارہ برس کی ہوگئی ایکدن نادانستہ حضرت کے سامنے آیا - والدہ بیچین ہوئے - آپنے بیوی صاحبہ سے کہا کیون غم کرتے ہو یہہ باباحسینی ہے اسکی نسل قائم رہیگی - پہر صاحبزادے کو خلافت کا خرقہ مرحمت فرمایا - آپکے خلفا بیشمار رہتے ہے - لیکن مشہور ڈہائی خلیفہ ہین - ایک میران جی خدانما - دوسرے سید ہاشم بیجاپوری عرف خدا وند ہادی نصف شاہ عبدالقادر لنگ بند - آپ صاحب جلال و کمال تہے -

آپکی وفات ۱۲ رمضان ۱۰۷۳ھ ہجری مین ہوئی - مادۂ تاریخ ختم الولی ہے شہر بیجاپور مین اجداد کے روضہ کے قریب علیحدہ گنبد مین مدفون ہوئے یزار و متبرک ہے

شیخ اسمعیل بن شمس الدین شیخ محمد ملتانی

آپ شیخ محمد ملتانی کے صاحبزادے اور مرید و خلیفہ تہے - عالم فاضل و عارف کامل تہے - صاحب خوارق و کرامات تہے - آپکے خوارق اکثر مشہور و معروف مین - ازانجملہ - معدن الجواہر کا مولف لکہتا ہے کہ عید الفطر کے دن عیدگاہ مین عماد شاہ والی برار و مشایخ و علما جمع تہے - ہر ایک اپنا مصلا درست کرکے

بیٹھا ہوا تھا۔ اسی اثنا مین بابا بنگالی مجذوب آیا۔ ہر ایک کے مصلا کو ہٹا دیا۔ مگر آپکے مُصلا کے سامنے ادب سے کھڑا رہا۔ تمام حاضرین یہ حالت دیکھکر حضرت کے معتقد ہوئے۔

کرامت شاہ عالم بن شیخ عبداللہ نقل کرتے ہین کہ حضرت ایکروز گھر سے برآمد ہوئے۔ مین حضرت کے ہمراہ تھا۔ آپنے ہاتھہ مین چند پھول لئے۔ اور ایک مقام مین ڈال دئے۔ اور فرمایا کہ اسی مقام مین میری قبر ہوگی۔ مدت کے بعد جب آپنے رحلت کی اُسی مقام مین دفن ہوئے۔

کرامت کہتے ہین کہ آپ تصوف مین کچھہ بیان فرما رہے تھے۔ تمام مریدین اور صاحبزادے حاضر تھے۔ یکایک ایک شخص آیا اور کہا کہ آج رمضان کا چاند ہوا آپ بہت خوش ہوئے اور فرمایا کہ یہ آخر رمضان ہے۔ تراویح کی نماز برابر ادا کی اور قرآن کو بھی سنایا۔ قرآن کے ختم ہونے کے بعد اُسی ماہ مبارک مین ۳۰ تاریخ ماہ رمضان ۹۸۵ھ ہجری مین رحلت کی۔ حافظ قرآن تھے۔ شرع کے پابند۔ عالم باعمل تھے۔ آپکی قبر پٹہری مین واقع ہے۔ آپکو پانچ فرزند تھے۔ شیخ عبداللہ و شیخ یوسف۔ شیخ فتح اللہ۔ شیخ سلیمان۔ شیخ میران۔

شاہ امین صاحب قدس سرہ

آپ میران شاہ حسینی کے صاحبزادے ہین۔ والد ماجد کے مرید و خلیفہ تھے چشتیہ طریق مین مرید کرتے تھے آپکی سکونت گاہ دہول پٹہ مین واقع ہے۔ صاحب کرامت و خرق عادت تھے ایکروز کسی بزرگ کی زیارت مین مشائخ بلدہ جمع تھے۔ نفی و اثبات کے ذکر مین مشغول تھے آپ بھی اُس مجمع مین ایک طرف مرگ چھالا

بچھائے ہوئے بیٹھے تھے۔ آپنے بھی ذکر شروع کیا۔ جب نفی کرتے تھے۔ یعنے لا الہ کہتے تھے نظروں مین غائب معلوم ہوتے تھے۔ اور جب اثبات یعنے الا اللہ کہتے تھے اُسوقت موجود معلوم ہوتے تھے۔ مشائخ آپکے کمال کے معتقد ہوئے آپ لاولد تھے کوئی نہ تھا کہ سجادہ نشین ہو اس سلئے شاہ غنی ابن محمد صاحب دکنی کو فرزندی مین لیا اور اپنا مرید و خلیفہ بنایا اور اپنا سجادہ نشین کیا۔ آپکی وفات ۱۱۴۲ھ گیارہ سو بیالیس ہجری مین واقع ہوئی۔ دہول ہٹیہ مین دفن کئے گئے سالانہ عرس و صندل ہوتا ہے۔ فقرا اور معتقدین عام و خاص جمع ہوتے ہین۔ بزار و بتبرک بہ۔

سید شاہ اولیا ملقب سلطان الاولیا

آپ شاہ معین الدین قادری کے صاحبزادے ہین۔ والد ماجد کے بعد سجادہ نشین ہوئے۔ پہر دل مین زیارت حرمین شریفین کا شوق ہوا حرمین کو روانہ ہوئے۔ حج سے فارغ ہوکر مدینہ منورہ گئے۔ آپنے روضہ کی مشبک جالی کے اندر جانا چاہا۔ خدام مانع ہوئے۔ آپنے کہا مین رسول اللہ کا فرزند ہون مجہکو منع نہ کیجئے۔ مین جالی مین جاؤنگا۔ اور مین اپنے جد کی زیارت کرونگا۔ خادمون نے کہا اگر آپ فرزند رسول اللہ ہین تو چاہئے کہ آپ یہان اپنے جامہ پر صندل کا نشان لگائے اگر وہان مشبک جالی پر صندل کا نشان ظاہر پائین گے۔ ہم تمہارے قول کی تصدیق کرین گے اور آپ کو جالی مین داخل ہونے کی اجازت دین گے۔ آپنے اپنے جامہ پر صندل کا نشان لگایا۔ بعینہ جالی پر بھی ویسا ہی نشان نمایان ہوا۔ پہر خادمون نے کہا۔ ہم روضۂ منورہ کو قفل لگائے ہین۔ اگر ہم

رسول اللہ کے فرزند ہو تو قفل خود بخود کہل جائیگا۔ آپنے کہا بسم اللہ خادمون نے روضہ کے دروازہ کو قفل سے بند کیا۔ آپنے دروازہ کے مقابل کہڑے ہوکر تین مرتبہ پکارا یا جدی۔ روضہ سے آواز آئی یا ولدی۔ اور خود بخود دروازہ کہل گیا آپ روضہ مین گئے۔ خوب فراغت سے زیارت کی۔ روضہ کے سب خادمین معتقد ہوئے۔ آپنے ساتہہ مرتبہ حرمین شریفین کا سفر کیا ہے۔ پہر آپ زیارت و حج سے فارغ ہوکر وطن مالوہ آئے۔ مشہور ہے کہ ہفتم مرتبہ جب زیارت کو گئے وہین فوت ہوئے۔ روضہ منورہ کے سامنے مدفون ہوئے۔ آپکی وفات ۱۳ ربیع الاول ۱۰۵۸ھ ایکہزار اٹہاون ہجری مین ہوئی۔ مدینہ مین آپکو ہندالولی کہتے مین۔ اور مدینہ مین سے وہ تخت جسپر آپکو غسل دئے تہے وہ تخت اور کپڑے موضع عرس مین لائے۔ کہتے ہین وہ تخت آپکی بیوی صاحبہ کے روضہ مین رکہا گیا۔ عرس کے دن تخت کی زیارت ہوتی ہے۔ آپنے گنبد اپنے سامنے تیار کرایا تہا۔ سلطنت سے پہلے درویشی کے زمانہ مین ابو الحسن تاناشاہ گنبد کی تیاری کے وقت اکثر اوقات آیا ہے۔ اور اعتقاداً خود بہی معمارون کے ساتہہ کام مین شریک ہوا ہے۔ ایکروز سلطان الاولیا نے اپنے چہوٹے بہائی شاہ عبد الغنی صاحب قادری اور شاہزادہ شاہ راجو حسینی مرشد تاناشاہ جو آپکے داماد تہے فرمایا کہ یہہ شخص جو سرپر مٹی کی ٹوکری لئے ہوئے ہے ٹوکری چتر شاہی معلوم ہوتی ہے۔ شاہ راجو حسینی نے سلطان ابو الحسن کو کہا۔ شکریہ و تسلیم ادا کرکہ تجہکو تاج شاہی عنایت ہوا۔ فی الفور تاناشاہ آیا اور آپکی قدمبوسی کی۔ تہوڑے ہی دن نہین گذرے تہے کہ ابو الحسن بادشاہ ہوگیا۔

احمد بن ابی بکر بن احمد بن ابی بکر بن عبد اللہ بن ابی بکر علوی بن عبد اللہ بن علی بن علوی بن استاذ الاعظم الفقیہ المقدم رض

مشرع الروی کے مولف نے لکھا کہ آپ میرے حقیقی بہائی ہین۔ آپکی ولادت ۱۰۱۹ سنہ ہجری مین شہر تریم ملک حضرموت مین واقع ہوئی۔ اور وہان کی آب وہوا مین آسائش وآرام سے نشو ونما پایا۔ ابتدائے عمر مین قرآن شریف حفظ کیا۔ اور قرأت کے رسائل معلم محمد باعیشہ سے پڑہا۔ اور جزری والعقیدة الغزالی والاربعین نووی وغیرہا اساتذہ کرام سے۔ پہر علوم معقول منقول کی تحصیل کے طرف متوجہ ہوئے اولاً والد ماجد سے پڑہا۔ اور فقہ علامہ محمد الہادی بن عبد الرحمن والقاضی احمد بن حسین سے۔ اور علوم دین کی تکمیل علامہ ابی بکر اور اُن کے بہائی شہاب الدین وغیرہم سے کی۔ فارغ التحصیل ہوکے۔ علماء محدثین سے سندین حاصل کین۔ اور خرقہ شریفہ متعدد شیوخ سے لیا۔ پہر سفر کے لئے مستعد ہوئے۔ ہند مین آئے اور شیخ بن عبد اللہ بن عیدروس و شیخ جعفر العیدروس و شیخ عمر بن عبد اللہ سے علوم عقلیہ وفنون ادبیہ حاصل کیا۔ اور ملک عنبر سے (جس کی خوشبو نے مشک اذفر کو شرمندہ کیا ہے) ملا اور ہند کے دوسرے سلاطین سے بہی۔ آپکو سلاطین ہند کی عنایت وقدردانی نے مالامال کیا۔ ملک عنبر نے آپکی بہت ہی مدارات خاطرداری کی۔ چند روز کے بعد وطن مالوفہ مین مراجعت کی۔ وطن مالوفہ مین قاضی احمد بن حسین سے منطق وفلسفی کی کتابین ختم کرکے دوبارہ ہند مین آئے۔ اُسوقت ہند مین انقلاب دگردش کا زور وشور تہا اور فتنہ وشر کا بازار گرم تہا۔ فوراً وطن مالوفہ کو مراجعت کی اور وطن مین اقامت اختیار کی۔ فن شعر مین استاد۔ ناظم وناثر تہے۔ اور لغت

واعراب مین نہایت ہی ماہر۔ نوادر الاعراب کے لقب سے ملقب کئے جاتے تھے
ہند مین اکثر طلبہ آپکے حلقۂ درس مین شریک ہوتے تھے۔ فائدۂ تامہ پاتے تھے
نیکو سیر پاک طینت و پاکیزہ دل تھے۔ لباس پاکیزہ استعمال کرتے تھے۔ عطریات مشموما
کے عاشق تھے۔ عابد و زاہد۔ صابر و حلیم المزاج تھے۔ زمانہ کی مصیبتون کو سہتے تھے
فقرا دوست غربا نواز۔ ہر ایک کے ساتھہ حسن سلوک کرتے تھے۔ آخر ۱۰۵۷ھ ہجری
مین وطن مالوفہ تریم مین فوت ہوئے۔ مقبرۂ زنبل مین دفن کئے گئے۔

احمد بن عبد اللہ بن احمد بن حسین ابن عبد اللہ بن شیخ بن عبد اللہ العیدروس رضی اللہ عنہم

آپکی ولادت شہر تریم مین واقع ہوئی۔ وہان کی آب و ہوا کے گہوارہ مین نشو و نما پایا
علم و فضل کے آغوش مین تربیت پائی۔ نہایت ذہین و فہیم تھے۔ علوم و معارف کے
تحصیل مین مشغول ہوئے۔ قرآن شریف معلم صالح و ولی کامل شیخ عمر بن عبد اللہ
باغریب سے حفظ کیا۔ اور چند رسائل فنون متفرقہ بہی حفظ کئے۔ علوم معقول و منقول
اکابر عصر و علمائے دہر سے حاصل کیا۔ اور والد ماجد سے حدیث و فقہ و تصوف کی سند لی
اور والد ماجد نے آپکو خرقہ شریفہ بہی پہنایا۔ آخر جامع علوم و فضائل ہوئے۔ پہر
سیاحت و سفر کا ارادہ کیا۔ اولاً ہند مین احمد آباد گجرات مین شیخ جعفر الصادق
العیدروس کے پاس آئے اور چند مدت خدمت مین رہے۔ مستفید ہوکے دکن مین
وارد ہوئے۔ سلاطین دکن نے اعزاز و اکرام سے رکہا۔ اور ایک میر نے آپکو اپنے پاس
رکہا۔ راتدن سایہ کی طرح آپ سے جدا نہین ہوتا تہا۔ آپ میر کے پاس مدت تک
اعزاز و اکرام کے ساتہہ رہے۔ آخر امیر کا زمانہ منقلب ہوا۔ اور اُسکی دولت و حکومت

زوال آیا۔ آپ امیر کی تباہی کے بعد۔ مدت تک دکن مین رہے۔ خاص و عام آپ سے ارادت و حسن عقیدت رکھتے تھے۔ آپ کریم الطبع و سخی المزاج تھے۔ جو کوئی آپ کے دروازہ پر آتا تھا کامیاب ہوکے جاتا تھا۔ آپ مریدین کے ساتھہ مشائخ متقدمین کی طرح حسن خلق سے ملتے تھے۔ آپ ادیب کامل تھے نظم و نثر مین فصیح و بلیغ تھے مشرع الروی کے مولف نے لکھا کہ مجکو آپ کے کلام سے منثور و منظوم نہین ملا آخر ۱۰۷۳ سنہ ہجری مین شہر حیدرآباد دکن مین رحلت کی بشکر گنج کی مسجد قوت اسلام مین مدفون ہین۔ مزار متبرک ہے۔

الشیخ بن عبداللہ بن شیخ عبداللہ العیدروس

آپکی ولادت ۹۹۳ سنہ ہجری مین شہر تریم مین واقع ہوئی۔ نشو و نما کے بعد خورد سالی مین قرآن شریف حفظ کیا۔ اور والد ماجد کی خدمت مین تحصیل علوم مین مشغول ہوئے تحصیل علوم کے بعد خرقہ شریفہ سے مشرف ہوئے۔ اور علم فقہ کی تکمیل شیخ عبدالرحمن بافضل سے کی۔ پھر شحر و یمن و حرمین شریفین کا سفر اختیار کیا ۱۰۱۶ سنہ ہجری مین شیخ محمد طیار اور آپکے درمیان خوب مباحثہ و مناظرہ ہوتا تھا۔ باہم ایک دوسرے کی داد دیتا تھا۔ اور آپنے شیخ کامل عراقی سے استفادہ کیا۔ اور سنہ مذکورہ مین حرمین شریفین مین علمائے کرام و عرفائے عظام عارف باللہ عبداللہ بن علی الوسط و سید امام احمد بن عمر العیدروس والشیخ عبدالمانع وغیرہم سے فیضیاب ہوئے۔ اور آپکو اکثر مشائخ نے خرقہ شریفہ ملبوس کیا۔ اور آپکو متعدد طریقون و سلاسل کی اجازت ملی تھی۔ قادریہ۔ شاذلیہ۔ البحرقیہ۔ سہروردیہ۔ کازرونیہ۔ واہدلیہ۔ اور حج و زیارت کے بعد آخر خرقہ شیخ احمد۔ و سید جعفر بن رفیع الدین الشیرازی و شیخ موسیٰ بن

جعفر الکشمیری۔ وسید علی الاہدل سے زیب بدن کیا۔ اور محدثین کی صحبت مین زمانہ دراز تک رہا۔ علم حدیث کے درس و تدریس مین زندگی بسر کی۔ جامع علوم ہوئے عبادت و تقوی مین غرق تہے۔ عارفین و متقین کے پیرو تہے۔ پہر ہندوستان کا سفر اختیار کیا۔ ۱۰۲۵ھ ہجری مین ہند مین پہنچے اور اپنے عم بزرگوار شیخ عبدالقادر بن الشیخ سے استفادہ کیا۔ شیخ آپسے بہت محبت رکہتے تہے۔ آپکو خرقہ شریفہ پہنایا۔ اور پیری مریدی کی اجازت دی۔ اور اپنی تمام مولفات و مرویات مین بہی اجازت دی۔ پہر دکن کی طرف روانہ ہوئے اور اعظم الوزرا ملک عنبر و سلطان برہان نظام شاہ والی احمد نگر سے ملاقات کی۔ وزیر و بادشاہ نے آپکا بہت ہی اعزاز واکرام کیا۔ مہمان کو عظمت و شان سے رکہا۔ تمام امرا ے سلطنت نے بہی نہایت تعظیم و توقیر کی۔ نذر و تحائف نفیسہ پیش کئے۔ اور اہل شہر بہی خدمت بابرکت سے مستفید ہونے لگے۔ آپنے اپنی ذات مقدس کو خاص و عام کے نفع کے لئے وقف کر دیا چند روز کے بعد احمد نگر مین فتنہ و فساد برپا ہوا۔ آپ وہان سے برخاستہ خاطر ہوکے ابراہیم عادل شاہ والی بیجاپور کے طرف روانہ ہوئے۔ بادشاہ آپکے دیدار فیض آثار کا مشتاق تہا۔ اور آپکی ملاقات کا خواستگار۔ آپسے حسن اخلاق و محبت سے ملا۔ اور آپکی تشریف آوری کا شکریہ ادا کیا۔ بیجاپور مین آپکی بزرگی و فضیلت کی شہرت ہوئی۔ تمام اہل شہر کیا امیر و فقیر آپکے مطیع و فرمان بردار و غلام درہم ناخریدہ ہوئے عادلشاہ نے آپسے علم ادب مین کسیقدر پڑہا۔ اور آپنے بادشاہ کو ترغیب دی کہ عربی لباس زیب بدن کرے۔ حسب الارشاد بادشاہ اکثر اوقات عربی لباس پہنتا تہا شہر بیجاپور آپکی ذات مبارک سے نور علی نور ہو گیا۔ ہر کوچہ و بازار رشک گلزار تہا

آپنے وہان کتب نفیسہ فراہم کین۔ اور بیشمار مال بہی جمع کیا۔ آپکا ارادہ جزم تہا کہ حضرموت مین ایک عمارت عالیشان تعمیر کرین۔ اور اُسمین ایک باغ بہی لگائین اور چند اوقاف سادات اشراف کے لئے مقرر کرین۔ سوئے اتفاق سے کتب و اموال دریا مین غرق ہوا۔ آپ کی آرزو برنہ آئی۔ آپ حسن خلق سے آراستہ صاحب الجود والسخا تہے۔ آپکا مکان غربا کے لئے آرامگاہ تہا۔ داد و دہش عرب و عجم کے لئے عام تہی۔ راتدن درس تدریس مین مشغول رہتے تہے۔ ابراہیم عادلشاہ امامیہ مذہب تہا۔ اور آپ سنی المذہب اُسکی مصاحبت مین تہے۔ آپنے سلطان کو سنت جماعت کے زمرہ مین لایا۔ اور اُسکو صاحب استقامت و اطاعت بنایا اور بیجاپور مین شریعت محمدی کی اشاعت کی۔ آپ سلطان عادلشاہ کی زندگی تک بیجاپور مین رہے۔ اُسکے انتقال کے بعد دولت آباد گئے۔ اُسوقت دولت آباد مین وزیر اعظم فتح خان بن ملک عنبر تہا۔ آپنے وہان قیام کیا۔ اور مراتب بلند پائے۔ تا بمرگ اُسی کے پاس رہے۔ آخر ۱۰۴۰ھ ہجری مین فوت ہوئے۔ روضۂ خلد آباد مین مدفون ہین۔ یزار و یتبرک بہ۔

سید شاہ ابراہیم المحمدی خلیفہ سید محمود رضوی

آپ بیجاپوری الاصل ہین۔ سید محمود رضوی کے خلیفہ ہین۔ قادریہ طریقہ کے پیرو تہے۔ اور طریقہ چشتیہ سے بہی فیض پایا ہے۔ اتفاق زمانہ سے حیدرآباد مین وارد ہوئے سکونت اختیار کی ہمیشہ ورد و شغل مین مشغول رہتے تہے دنیا سے کچہہ سروکار نہین تہا۔ مرید کم کرتے تہے۔ اُسوقت آصف الدولہ صلابت جنگ نے

عرض کیا کہ آپ مجھکو بیعت مین لیجئے۔ آپنے التفات نہین کی۔ نواب صاحب آپکی خدمت مین متواتر تین سال تک درخواست کرتے رہے۔ آپ ہمیشہ انکار ہی کرتے تھے۔ آخر مرید فرمایا۔ زہد و تقوی مین مشہور و معروف تھے نفس کشی و جفاکشی مین اُس درجہ پر تھے کہ مدۃ العمر بوریا کے سواے کوئی فرش اختیار نہین کیا۔ ہمیشہ خلوت نشین رہتے تھے۔ ظروف گلی کو استعمال مین رکھتے تھے۔ صاحب خوارق عادات تھے۔ ایک وقت آپکا مرید عارضہ سرسام سے سخت بیمار ہوا۔ آپنے توجہ فرمائی اُسی وقت صحیح وتندرست ہو گیا اکثر بزرگ آپکی خدمت مین مستفید ہوئے ہین۔ شاہ محمد فاضل ونگلی صاحب پنج گنج فرماتے ہین کہ مین ایک وقت ایک زبردست ظالم کے ہاتھ سے مجبور و مظلوم ہورہا تہا۔ آپکی خدمت مین عرض کیا۔ آپنے فرمایا کہ افوض امری الی اللہ ان اللہ بصیر بالعباد اس آیہ کریمہ کو ہر نماز کے بعد پانچ مرتبہ پڑہا کرو انشاء اللہ تعالی دشمن عداوت سے باز رہیگا۔ اور آپ محفوظ رہین گے۔ آیۂ مذکورہ کا پہلا حرف الف ہے حساب جمل سے ایک عدد ہے۔ اور آخر حرف دال ہے۔ جسکے عدد چار ہین پانچون نمازون مین ہر وقت پانچ پانچ مرتبہ پڑہنا چاہیے مفید ہوگا۔ مین نے چند روز پڑہا دشمن کے شر سے محفوظ رہا۔ حافظ سید میران بن قطب عالم نے آپ سے قرآن حفظ کیا تہا۔ آپ رئیس کے مرشد تہے مگر لباس گندہ اور جوار کی روٹی اور مسور کی دال و کڑہی استعمال کرتے تھے کبھی عمدہ لباس و عمدہ غذا کی خواہش نہین کی۔ اور کسی کی دعوت مین نہین جاتے تھے۔ ہان عیادت و میت مین جاتے تھے مدۃ العمر چالیس سال تک صائم الدہر و قائم اللیل رہے۔ صلابت جنگ آپکے مرید تھے

مال و دولت کی کچھہ کمی نہ تھی۔ مگر آپ کبھی دنیوی آسائش کے طرف رغبت نہین کرتے
تھے۔ بدستور کھادی وگزی کا کپڑا پہنتے تھے۔ اور ہر ایک سے خلق و محبت سے
ملتے تھے۔ نواب نے چاہا کہ آپکا مکان عمدہ عمارت بنایا جائے۔ آپنے قبول نہین فرمایا
اور آپنے علم دعوت و عمل شاہ محمد غوث ثانی سے پایا تھا۔ زبردست عامل تھے
نقل ہے کہ حضرت شاہ محمد اکبر وزیر احمد علی خان کے باغ مین آئے۔ امرود کا موسم
تھا۔ درخت میوؤن کے بار سے خمیدہ ہو رہے تھے۔ مرید امرود چننے مین متفرق
ہوئے۔ آپ درخت کے نیچے کھڑے تھے کہ باغبان آیا آپکو باغ سے باہر کر دیا۔
آپ باہر نکل آئے۔ مریدون نے جب آپکو باغ مین نہین پایا۔ تب باہر آئے
حضرت کو دیکھا باغ سے نکلنے کی کیفیت سُنی سب نے باغبان کو سزا دینے کی فکر
کی۔ آپنے منع کیا اور کہا ایک ٹھیکرا لاؤ۔ اُسیوقت حاضر کئے۔ آپنے کوئلے سے
اُسپر نقش لکھا اور دھوپ مین رکھا۔ تھوڑی دیر طوطیون کے جھنڈ کے جھنڈ آئے
تمام امرود چن لئے اور کتر کر پھینک دئے۔ پھر اُڑ گئے۔ تمام مرید متعجب ہوئے۔ آپ
عالم باعمل و فاضل ہمیشہ تھے۔ اکثر علماء آپکی خدمت مین آتے تھے۔ مسائل مشکل
کو حل کرتے تھے۔ آپ زبان مبارک سے جو کچھہ فرماتے تھے وہی عرصہ قریب مین
رونما ہوتا تھا۔ آپ صاحب تصانیف تھے۔ رسائل محب اللہ و قل ہو اللہ و
حسبی اللہ آپکی تصنیف سے ہین۔ آپکی وفات ۳ ذیقعدہ سنہ ۱۱۷۰ھ گیارہ سو ستر
ہجری مین ہوئی۔ محلہ یوسف چوک حیدرآباد مین مدفون ہوئے۔ آپکی قبر زیارتگاہ
خاص و عام ہے۔ یزار و یتبرک بہ۔
نقل ہے مشکوۃ النبوۃ کے مولف نے لکھا کہ کسی مرید نے آپکو خواب مین دیکھا کہ

آپ عمارت عالیہ مین فرش زمردی پر مسند نشین ہین۔ عرض کیا کہ حضرت آپ تو تکیہ و فرش سے متنفر تہے۔ آج یہہ کیا حال ہے۔ آپنے فرمایا۔ وہان دار دنیا مین تہا۔ یہہ عقبیٰ ہے۔ یہان ہمارے لئے آرام و راحت ہے۔ یہہ نتیجہ اُس ریاضت و محنت کا ہے اور یہ فقرہ پڑہا { محفوظ کونین شدم } مرید خواب سے ہوشیار ہوا۔ فقرہ کے مضمون سے تعجب کرنے لگا۔

باقیات صالحات سے آپکا ایک فرزند مسمی حافظ شاہ محمدی تہا والد ماجد کے بعد سات برس سجادہ نشین رہا۔ پہر ۲۵ ذیحجہ ۱۱۷۷ھ گیارہ سو ستہتر ہجری مین فوت ہوا۔ آپکی بہی قبر والد کے قبر کے پاس ہے۔ یزار و یتبرک بہ

سید شاہ اسمعیل قادری گہوڑواڑی بیدری

بن سید شاہ حسین بن سید ابوالحسن بن سید شاہ محمد قطب عالم ثانی بن سید شاہ علی زین الدین بن سید مخدوم سراج الدین بن شاہ اسمعیل علی اصغر بن سید شاہ شمس الدین بن عبدالعزیز بن سید شاہ محمد قطب عالم بن شاہ مسعود قطب عالم بن سید شاہ شرف الدین صومعی۔ بن سید شاہ محمد ابو جمال الخ۔ نسب کا سلسلہ حضرت امام جعفر الصادق سے ملتا ہے۔ اور شاہ محمد ابو جمال حضرت محبوب کے نواسہ ہوتے ہین۔ آپ مع تین فرزندون۔ سید شاہ فیض اللہ۔ سید شاہ مہتاب۔ سید شاہ چندا قادری۔ علاء الدین بہمنی کے سرکار مین بیدر مین ملازم تہے۔ ظاہر مین دنیادار تہے۔ مگر باطن مین صاحب کمال تہے۔ حضرت کی کرامت و شجاعت کا قصہ دختر برہمن جو بہمنی کے گہر مین جبراً داخل کی گئی تہی مشہور ہے۔ آپکی وفات ۸۶۱ھ

آٹھ سو اکسٹھ ہجری مین ہوئی۔ آپکے فرزند آپ گھوڑواڑی مین مدفون ہوئے
آپ خوش خلق و نیک سیرت تھے۔ غربا و فقرا کے ساتھ ہمدردی فرماتے تھے
مہمان نواز۔ سادات و علما سے بہت محبت رکھتے تھے۔ رحمۃ اللہ علیہ۔

حضرت امین الدین ثانی قدس سرہ

آپ میران جی خدانما کے صاحبزادے ہین۔ الولد سر لابیہ کے مصداق ہین
ریاضت شاقہ کے بعد مرتبۂ کمال کو پہنچے۔ خلائق کو ہدایت و رہنمائی سے سرفراز
فرمانے لگے۔ آپکی ذات سے خاندانی بزرگی نے رونق پائی۔ مشیخت و خلافت
کی شان و عظمت دوچند ہوئی۔ آپکے چہرہ سے جلوہ کرامت عیان تھا۔ اور
کلام سراپا اکرام سے فیض نمایان۔ ہر ایک امیر و فقیر آپکے فیض سے بہرہ ور۔
اور دعا کی برکت سے نامور تھا۔ والد ماجد کی طرح تارک الدنیا تھے۔ گوشۂ
قناعت مین عاقبت کا توشہ حاصل کرتے تھے۔ اشغال و وظائف و نوافل
مین غرق رہتے تھے۔ درویش پاک طینت و نیک سیرت تھے۔ مجسم با خلاص
برگزیدہ آفاق ہمدردی مین یگانہ کیا دوست کیا بیگانہ۔ آپکے نزدیک سب
مساوی تھے۔ بھوکون کو کھانا ننگون کو کپڑا دیتے تھے۔ یتیمون کی سرپرستی
غریبون کی دستگیری فرماتے تھے۔ صاحب دل۔ اور دل آزاری سے
بہت ڈرتے تھے۔ عزیز دل تھے۔ سب کی دل دہی کرتے تھے۔ کسر نفسی اس
درجہ پر تھی کہ مدۃ العمر زبان سے لفظ مین نہین نکالا۔ بجائے مین لفظ فقیر
استعمال کرتے رہے۔ اپنے کو سب سے ذلیل سمجھتے رہے۔ فرماتے تھے
کہ فقیر محض ناچیز مطلق ہے۔ آپ والد ماجد کے سجادہ نشین چار سال تک رہے

والد ماجد کا کمرخی گنبد تیار کرایا۔ آپ کو اولاد نہ تھی۔ دو ہمشیرزادے تھے۔ دونون کو خلافت کی سند عطا کی۔ ایک کو رخصت فرمایا۔ دوسرے مسمی بڑے شاہ حسینی کو اپنا قائم مقام کر کے سجادہ نشین فرمایا۔ آخر تاریخ ۱۸ ماہ جمادی الاول ۱۱۷۴ھ گیارہ سو چوہتر ہجری مین عالم بقا کو روانہ ہوئے۔ والد ماجد کے گنبد مین مدفون ہوئے۔ سالانہ عرس ہوتا ہے مشائخ و معتقدین کثرت سے جمع ہوتے ہین۔ یزاروتیبرک بہ۔

حضرت شاہ ابوالحسن چشتی قدس سرہ

انوار الاخیار مین لکھا ہے کہ آپ کے نسب کا سلسلہ حضرت سید عبداللہ بن امام جعفر طیار سے ملتا ہے۔ قوماً نواعط مذہباً شافعی تھے۔ ابتدا مین بادشاہی ملازم تھے۔ یکایک دل مین درویشی کا شوق پیدا ہوا۔ نوکری کی خدمت سے استعفا دیکر خجستہ بنیاد اورنگ آباد دکن مین حضرت شاہ جعفر خلیفہ شاہ نظام الدین اورنگ آبادی کی خدمت مین حاضر ہوئے۔ حسن ارادت و عقیدت کے ساتھ مرید ہوئے۔ سالہا ریاضت و عبادت مین رہے۔ درجہ کمال کو پہنچے۔ مدت کے بعد مرشد کے ہمراہ حیدرآباد مین آئے۔ محلہ دبیرپورہ مین قیام پذیر ہوئے۔ پیر پر عاشق و فریفتہ تھے۔ فنافی الشیخ کے مرتبہ مین ازخود رفتہ تھے۔ چندروز کے بعد شاہ جعفر حسینی روضۂ رضوان کے طرف خرامان ہوئے۔ شاہ صاحب پیر و مرشد کی رحلت سے بہت غمگین و حیران ہوئے۔ مرشد کو محلہ دبیرپورہ مین دروازۂ شہرپناہ کے قریب مدفون کیا اور وہین ایک خانقاہ بنائی۔ تازندگی اُسی خانقاہ مین گوشہ نشین رہے۔ شہر کے مشائخ آپ کو عظمت و بزرگی کی

نگاہ سے دیکھتے تہے۔ آپ ہی تمام بزرگون سے نہایت تعظیم تواضع وخاکساری کے ساتھہ ملتے تہے۔ آپکی چہرہ سے شان درویشی کا جلوہ نظر آتا تہا۔ شہر اکثر کیا مرد کیا عورت آپ کے مرید تہے۔ آپکی وفات سولہ تاریخ ماہ شوال ۱۱۶۷ھ گیارہ سو سڑسٹھ ہجری مین واقع ہوئی۔ خانقاہ مین مرشد کے نزدیک دفن کئے گئے۔ آپکے یادگار تین صاحبزادے تہے۔ بادشاہ صاحب مجذوب و شاہ عبدالقادر صاحب۔ و شاہ علی صاحب تہے۔ قدس اسرارہم۔

حضرت میر امداد علی علوی قدس سرہٗ

آپ میر نجابت علی مرحوم نسباً علوی مشرباً چشتی وطناً تہانوی کے فرزند سعادتمند ہین آپکی ولادت باسعادت تخمیناً ۱۲۵۵ھ ہجری مین واقع ہوئی۔

ولادت سے قبل ایک مجذوب نے آپ کے والد کو بشارت دی تھی۔ کہ آپکے صلب سے ایک لڑکا سعید البخت ولی زادہ پیدا ہوگا۔ تولد کے بعد آپ کے والد ماجد مجذوب کے پاس گئے اور عرض کیا حضرت آپکی بشارت کے موافق فرزند پیدا ہوا ہے اب اس کا نام تجویز کر دیجئے۔ مجذوب نے فرمایا۔ کہ آپنے مرشد کے نام کا ایک جز اور دوسرا جز جد اعلیٰ کے نام کا باہم ملا کے نام رکھئے پیرجی کے مرشد کا نام امداد حسین تہا۔ اور جد اعلیٰ سے حضرت علی کرم اللہ وجہہ مراد ہے۔

پس آپ کا نام امداد علی رکھا گیا۔

آپ نشو و نما کے میدان مین روز بروز بڑہنے لگے والدین آپکے تربیت مین

نہایت توجہ کے ساتھہ اہتمام فرماتے تھے۔ آپکے چہرہ سے بزرگی کے آثار نمایان تھے۔ اعزہ و اقارب دیکھکے کہتے تھے کہ لڑکا ہونہار معلوم ہوتا ہے۔ جب آپکی عمر سات برس کی ہوئی۔

والد ماجد سے کتب درسیہ فارسیہ سے دو چار سال مین فراغت حاصل کی۔ بعد ازان آپ کو شعر و شاعری کا شوق ہوا۔ طبیعت مستعد تھی۔ چند ہی روز کی مشق مین صاحب سخن ہو گئے۔ فارسی و اُردو مین کلام موزون فرماتے تھے۔ آپ کا کلام وحدت و حقیقت کے مضامین سے بھرا ہوتا تھا۔ آخر مین آپ کو علم عربی کی تحصیل کا شوق ہوا۔ متعدد اساتذہ سے تحصیل کیا۔ عالم شباب مین جامع علوم و فنون ہو گئے۔ والد ماجد کے انتقال کے بعد تلاش معاش کے لئے وطن سے برآمد ہوئے شہر رڑکی مین ملازم ہوئے۔ گودام سرکاری کے نائب سر رشتہ دار تھے اسوقت سے آپ کے نام کا عنوان منشی کے لفظ سے معنون ہوا۔ چند روز شہر رڑکی مین رہے پھر آپ ۱۲۸۵ہجری مین حیدر آباد آ گئے۔ آپ جس شہر مین جاتے تھے وہان کے مشائخ و بزرگون سے ملاقات کرتے تھے۔ ہمیشہ آپ تلاش کرتے تھے کہ کوئی بزرگ کامل ملے کہ اسکا مرید ہو جاؤن۔ انہین ایام مین جمعہ کی نماز مکہ مسجد مین ادا کر کے مولوی قادر بخش صاحب ہندوستانی کے ساتھہ حضرت میرزا سردار بیگ صاحب مرحوم کی خدمت مین آئے۔ ملاقات سے مشرف ہوئے۔ میرزا صاحب نے آپکو دیکھتے ہی فرمایا۔ مولوی صاحب آپ ہمارے پاس یہ عجب بزرگ شخص لائے ہو۔ مولوی صاحب نے عرض کیا حضرت! یہ بزرگ سادات علویہ اور حضرت شاہ عبدالرزاق صاحب جھنجانوی کی اولاد سے ہین۔ میرزا صاحب نے بہت تعظیم و تکریم کی

نہایت محبت سے ملے۔ آپ میرزا صاحب کے اخلاق واوصاف دیکھ کے
معتقد ہو گئے۔ اور دل مین عزم جزم کیا کہ ایسے بزرگ کے مرید ہونا چاہئے۔ انکا
نظیر معدوم ہے۔ پہر آپ میرزا صاحب کے پاس آمد ورفت کرتے رہے۔ اور
صدق ارادت وحُسنِ عقیدت سے بیعت کے خواستگار ہوئے۔ میرزا صاحب
آپ کی ارادت اور طلب بیعت سے بیزار ہونے لگے۔ اِدہر سے اصرار۔ اُدہر سے
انکار۔ میرزا صاحب آپ کی ارادت وطلب کو مدت تک دیکھتے رہے آخر ۲۷ تاریخ
ماہ ذیقعدہ ۱۲۹۰ھ ہجری کو بیعت سے سرفراز فرمایا۔ بیعت منشی شرف الدین خان کی
مسجد مین نماز مغرب کے بعد واقع ہوئی۔ اور اشغال واذکار کے پڑہنے کی ہدایت
کی۔ آپ تین سال تک پیر ومرشد کی تعمیل کرتے رہے۔ نہایت ریاضت ومجاہدہ
کے ساتھ منازل سلوک کو طے فرمایا۔ پہر میرزا صاحب نے ۱۹ تاریخ شعبان ۱۲۹۶ھ ہجری
مین آپ کو اسرار باطنی سے آگاہ کر کے خلافت سے سرفراز فرمایا۔ اور سلاسل چشتیہ
وسہروردیہ وقادریہ ونقشبندیہ کی اجازت عطا کی۔ اور فرمایا منشی صاحب آپ کامل
ہو گئے۔ اب آپ اور ہم برابر ہین۔ آپ یہان سے دوسرے شہر مین چلے جایئے
آپ نے فرمایا کہ مین قدم چہوڑ کے کہین نہین جاؤن گا۔ پہر حسب اجازت میرزا صاحب
شہر مین رہے۔ اکثر اوقات خدمت مین حاضر ہوتے تھے نہایت ادب سے رہتے
تھے۔ میرزا صاحب آپ کو بہت ہی چاہتے تھے۔

آپ تارک الدنیا ومافیہا تھے۔ آزادانہ زندگی بسر کرتے تھے۔ مریدین اگر نذرانہ پیش
کرتے تو نہین لیتے تھے اگر زیادہ اصرار کرتے تو جبراً لیتے تھے۔ اور نذرانہ خود خرچ
نہین فرماتے تھے۔ لوجہ اللہ غربا وفقرا کو تقسیم کر دیتے تھے۔ رات دن درس وتدریس

وتالیف وتصنیف مین مصروف رہتے تھے۔ صاحب کشف وکرامت تھے آپ کی اکثر نقلین مریدین مین مشہور ومعروف ہین بعض مولفین نے کتب مین منقول کیا ہے۔ فقیر مولف ازانجملہ ایک آدھ نقل پر بمصداق مُشتے نمونہ از خروارے اکتفا کرتا ہون۔

نقل

منقول ہی کہ ایک شخص کی زوجہ بیمار تھی۔ آخر جب وہ سکرات کی حالت مین گرفتار ہوئی تو اُس کا شوہر حضرت میرزا سردار بیگ صاحب مرحوم کی خدمت مین پہونچا اور عرض کیا حضرت میری زوجہ بیمار بحالتِ نزع مین ہے براے خدا آپ قدم رنجہ فرمائیے اور مریضہ کو بیعت سے سرفراز فرمائیے۔ آپ نے منشی صاحب کو کہا آپ جائیے۔ منشی صاحب یعنی صاحبِ ترجمہ مریضہ کے گھر پہونچے۔ مریضہ کو دیکھا کہ حالت غشی مین پڑی ہوئی ہے۔ زبان بند ہی۔ آپ نے اُسکو جگایا۔ اور کہا مین تجکو مرید کرنے کیلئے آیا ہون۔ مریضہ آپ کی توجہ سے ہوشیار ہوئی حضرت نے جوکچہ فرمایا۔ اُس نے سُن کے زبان سے ادا کیا۔ پہر مریضہ کو فرمایا کہ اُٹھو بیٹھو اللہ تعالی شفا دے گا۔ مریضہ آپکے کلام تسلی بخش سے خوش ہوئی۔ اور کثرت خوشی سے اُٹھ بیٹھی۔ اور مکالمہ کرنے لگی۔ دو چار روز مین تندرست ہوگئی۔ مریضہ کے اعزہ واقارب آپکی کرامت کے قائل ہوئے۔ آپ مثنوی مولانا روم نہایت شرح کے ساتھ طلبہ کو پڑہاتے تھے۔ ہر ایک بیت کے نکات ودقائق ایسی خوبی سے بیان فرماتے تھے کہ سامعین وشائقین محظوظ ہوتے تھے

بعض شائقین آپ کی تقریر سُنکے وجد وحال کی حالت مین غرق ہوجاتے تھے۔ آپ نے مثنوی مولانا عبد الرزاق جھنجانوی سے پڑہی تھی۔ مولانا مثنوی کے حافظ تھے۔ جامع الفضائل والکمالات تھے۔ اکثر طلبائے ہندوستان وافغانستان آپ کے پاس مثنوی پڑہنے کے لئے آتے تھے۔ ختم کرکے سند لیکے وطنِ مالوفہ مراجعت کرتے تھے ہند مین مولانا مثنوی کے لقب سے مشہور تھے۔

صاحب ترجمہ کی رحلت کا ذکر

آپ اکثر ریاضات ومجاہدات مین مصروف رہتے تھے۔ اور لذاتِ دنیا سے تارک تھے غذا بہت ہی کم استعمال فرماتے تھے۔ کثرت ریاضت کی وجہ سے نحیف الجثہ وناتوان تھے۔ محرم کی پانچوین تاریخ ۱۲۱۹ھ مین عارضۂ بخار سے علیل ہوئے۔ مریدین ولواحقین نے معالجہ مین جہانتک ممکن تہا کوتاہی نہین کی۔ مگر تمام کی کوشش مفید نہ ہوئی آخر ماہِ مذکور کی گیارہ تاریخ کو شام کے وقت اس دار فانی سے بعالم جاودانی رحلت فرما ہوئے۔ بارہوین تاریخ کو پیرومرشد کے گنبد کی بست دری مین دائین طرف دفن کیے گئے آپکی عمر تخمیناً ساٹہہ برس سے زائد تھی۔ آپ نے زندگی مین کسیکو اپنا جانشین نہین بنایا تہا فاتحہ سوم کے روز مریدین نے آپ کے برادرزادے مسمی میان عارف علی صاحب کو آپ کا جانشین ومتولی بنایا۔ اور صاحب زادے کی اطاعت بجائے پیرومرشد اختیار کی۔ آپکی اولاد سے کوئی یادگار نہین تہا۔ سالانہ آپ کا عرس ماہ محرم کی ۱۱ تاریخ ۱۲

کو بڑی عظمت سے ہوتا ہے۔ مریدین و مشائخ جمع ہوتے ہین اور متعدد شعرا بھی جمع ہو کے مشاعرہ کرتے ہین۔ اور مدحیہ قصائد سُناتے ہین۔ اور راگ و سرود بھی ہوتا ہے۔ سامعین و شائقین وجد و حال مین خودی سے بیخود ہوتے ہین۔ اللھم اغفر لہم۔

حضرت آغا محمد داؤد صاحب مرحوم ابوالعلائی

آپ آغا محمد حیدر بن آغا محمد قادر کے خلف الصدق ہین مریدین کی روایت سے معلوم ہوا کہ آپ کے بزرگانِ سلف بالکنڈہ ضلع اندور مین متوطن تھے۔ قطب شاہیہ زمانہ مین صاحبِ منصب و جاہ تھے۔ زمانہ کے انقلاب سے نہ قطب شاہیہ سلطنت باقی رہی نہ اُسوقت کے اہل مناصب پر منصب بحال و برقرار رہا۔ آصف جاہی سلطنت کے زمانہ مین بلحاظ قدامت آپکے بزرگانِ سلف کو دو موضع ملک برار مین جاگیر عطا ہوئے تھے جب ملک برار گورنمنٹ انگریزی کے سپرد ہوا۔ تب دونون موضع بھی برار مین شامل ہو گئے اور سوار و فیل جو سرکار عالی آصفی کی طرف سے مقرر تھے وہ بھی تخفیف ہوئے۔

آغا کا لقب

بعض مورخین نے آغا کے لقب کی یہ وجہ لکھی کہ بالکنڈہ مین صاحب جمعیت و حکومت ہونے کی وجہ سے ملقب بہ آغا ہوئے الخ میرے نزدیک یہ وجہ درست نہین ہے اسلئے کہ دکنی الاصل کو کوئی اس لقب سے ملقب نہین کرتا ہے۔ ہان اگر اُس کے

آباؤ اجداد کا اصلی وطن فارس ہو تو اُسکو لقب آغا سے ملقب کرتے ہین معلوم ہوتا ہے
کہ واقع مین آپ کے بزرگانِ سلف قطب شاہیہ کے زمانہ مین عجم سے ہندو دکن مین آئے
اور قطب شاہیہ سلاطین نے ازروے قدردانی صاحبِ فوج و منصب بنایا ہوگا چونکہ
بزرگانِ سلف ایران کے مشاہیر سے تھے اسلئے سلاطین قطب شاہیہ لفظ آغا سے
تعظیماً یاد فرماتے ہونگے۔

فقیر مولف کو لفظ آغا سے ثابت ہوتا ہی کہ آپکے بزرگانِ سلف ایرانی الاصل تھے۔ اور یہ لفظ
تعظیمی آپکے نام کا عنوان موروثی ہے۔

فارس مین عرف عام ہی کہ شریف زادون کو تعظیماً آقا کے لفظ سے یاد کرتے ہین۔ ہند مین
بجائے آقا کثرتِ استعمال سے آغا بولا جاتا ہے۔ فارس کا عرف عام ہمارے قیاس کا موئد
ہی نہ آپ کے بزرگ دکن مین منصب و حکومت کے سبب آغا = آقا ہوئے پس قرائن
سے ثابت ہوتا ہے کہ آپ فارسی الاصل دکن المولد ہین۔ اسی طرح سے آپ کے جد
و پدر بھی تھے۔ اہل ہند و دکن بھی شرفا زادون و مغل زادون کو آغا = آقا کے لفظ سے
پکارتے ہین۔ مثلاً آغا سید ابوالحسن شستری و آغا سید علی شستری و آغا جواد و آغا محمد
وغیرہم آپ کے والد مولانا شاہ محمد حسن علیہ الرحمہ کے مرید و خلیفہ تھے۔ آپ خوردسالی
کے زمانہ سے فقرا دوست و صوفی پرست تھے۔ والدین اگر آپ کو محبت سے کوئی
مرغوب چیز ماکولات و مشروبات سے دیتے تھے تو آپ اُس مین سے ایک نصف حصہ
فقرا و اطفال یتامی کو تقسیم کر دیتے تھے۔ آپ ابتداے شباب مین درویشی و محبت الٰہی

کے طرف مائل ہوئے۔ دنیوی تعلقات کو پسند نہین فرماتے تھے۔ والد بزرگوار آپکی یہ حالت دیکھکر مرشد کے پاس لے گئے۔ اور عرض کیا حضرت بندہ زادے کو بعیت سے مشرف فرمائیے۔ حضرت مرشد نے آپ کو بعیت کے سلسلہ مین داخل فرمایا۔ مُرید ہونیکے بعد ذکر و شغل مین زیادہ مشغول ہوئے۔ روز بروز منازلِ طریقت کو طے کرنے لگے۔ پس چند روز کے بعد آپ کے والد ماجد اِس دارِ فانی سے عالمِ بقا کی طرف رحلت گزین ہوئے۔ چونکہ آپ کے والد اہل مناصب کے زمرہ مین تھے۔ موروثی منصب پر باپ کے قائم مقام ہوئے۔ آپ باوجود منصب و خدمت ریاضت و مجاہدہ کی طرف زیادہ راغب تھے۔ اکثر اوقات رسائل معرفت و حقیقت کے مطالعہ مین صرف فرماتے تھے۔ فنِ تصوف مین آپ ایسے ماہر و کامل ہوگئے تھے کہ مطالب فصوص الحکم وغیرہ کتب مشکلہ کو نہایت آسانی سے حل کردیتے تھے۔

پھر آپ نے حسب ارشاد پیر و مرشد ملازمت ترک کردی اور قانع اور متوکل ہوگئے۔ آپ دنیا و مافیہا سے متنفر اور دنیاداروں کی صحبت سے دور رہنے لگے۔ آبادی سے زیادہ جنگل و ویرانہ پسند فرمانے لگے۔ عالم وجد و حال مین صحرا نوردی فرماتے تھے۔ آپ کو ماکولات و مشروبات و ملبوسات کی کچھ پرواہ نہ تھی جو کچھ بقدر رسدرمق ستر عورت ملجاتا تھا کھا لیتے تھے اور پہن لیتے تھے گزی و کھادی کا لباس زیب بدن فرماتے تھے۔ لذات اطعمہ سے تارک ہوگئے تھے مدت تک آپنے روٹی و دال بے نمک پر بسر کیا۔ اور گوشت تو مطلقاً نہین کھاتے تھے مدت مدیدہ کے بعد گوشت کا استعمال شروع فرمایا۔ آپ کو جوار کی روٹی نہایت ہی مرغوب

تھی کبھی مریدون کے اصرار سے بریانی و پلاؤ وغیرہ اطعمہ لذیذہ بھی کھا لیتے تھے۔
آپ مرشد پر فریفتہ تھے۔ اُنکی خدمت کو فرض سمجھتے تھے۔ ہمیشہ مرشد کے ادب وخدمت کا
لحاظ رکھتے تھے۔ فنافی الشیخ تھے۔ اور مرقد شریف کی تعمیر و ترمیم مین خود شریک ہوتے تھے۔
چونہ و پتھر کی ٹوکریان سر پر اُٹھاتے تھے۔ سالانہ مرشد کا عرس نہایت تکلف سے کرتے
تھے۔ سو سو اسپیلے کی بخشش فرماتے تھے۔ مساکین وغربا۔ ومریدین فقرا و امرا کو کھلاتے تھے۔
شہر مین آپکے مریدین بے شمار ہین۔ آپ مسافر نواز و غربا پرور تھے۔ آپ کا لنگر فیض
جاری تہا۔ اور آپ کا دسترخوان بھی ایسا وسیع تہا۔ کہ اُسپر صبح وشام دس بیس مہمان غربا
وفقرا شریک ہوتے تھے۔
آپ نے ایک مدرسہ یتامی کے لئے قائم کیا تہا۔ چند یتیم بچے اُسمین رہتے تھے۔ آپ اُنکی
خوراک و پوشاک کا عمدہ اہتمام کرتے تھے۔ مُریدین سے جو کچھ نذرانہ ہمدست ہوتا تہا وہ
تمام یتامی ولنگر مین صرف فرماتے تھے۔ مدرسہ مین اساتذہ عربی وفارسی کی تعلیم کے لئے
مقرر کئے تھے۔ مدرسہ مین دینیات کی تعلیم ہوتی تھی۔ چنانچہ مدرسہ اب بھی بدستور جاری
ہی۔ آپکے صاحبزادے جامع الفضل والکمال جناب محمد حسن صاحب مسند نشین خلافت
ہوکے مدرسہ کا انتظام فرماتے تھے۔ وہ بھی چند مدت کے بعد فوت ہوگئے آپکی وفات
بتاریخ ماہ ۱۳۲۵ھ ہجری مین ہوئی۔ اب انکے صاحبزادے جوان صالح صاحب
فضل وکمال۔ عزیق وجد وحال جناب جد و پدر کے جانشین ہین طال اللہ
عمرہم۔

آپ کے اخلاق وارادت کا ذکر

آپ بزرگانِ طریقت سے حسنِ ارادت رکھتے تھے۔ اور وقتِ مقررہ پر بزرگون کے عرس کرتے تھے۔ عرس کے روز غربا کو طعام لذیذ کہلاتے تھے۔ خاص کر کے امیر ابوالعلا صاحب قدس سرہٗ کا عرس تکلف سے فرماتے تھے اکثر اوقات عرس کے ایام مین آگرہ مرقد مبارک پر جاتے تھے۔ اور عرس کی تقریب مین شریک ہوتے تھے۔ فقرا و غربا کے کہلانے کا خود انتظام واہتمام فرماتے تھے۔ آپ نے میر قدس سرہ کے درگاہ کے متصل نواب آسمان جاہ بہادر کی اعانت سے سنگِ سرخ کا ایک سماع خانہ تعمیر کرایا۔ اور اپنی جیب خاص سے ایک بارہ دری وباغ وحوض بنایا۔ اور اعلیحضرت قدر قدرت مرحوم سے چار ہزار روپیہ اعانت لیکے ایک نالہ پر جو حضرت کی درگاہ اور شہر کے درمیان تہا۔ زائرین کو اس سے عبور ومرور کرنے مین سخت تکلیف ہوتی تھی۔ سرکار انگریزی سے اجازت لیکے ایک پل تختہ بنوادیا۔ زائرین کو عبور ومرور آسان ہوگیا۔

خوش اخلاق۔ خندہ جبین تھے۔ امیر وفقیر سے ایک ہی طرح ملتے تھے۔ فقیر مولف ایک وقت ملا تہا حسنِ اخلاق سے ملتے تھے۔ علما وفضلا کی بہت قدر کرتے تھے۔ تکریمًا وتعظیمًا استادہ ہوجاتے تھے۔ مریدون کو مثل اعزہ سمجھتے تھے۔ آپکے اخلاق دیکھکے بزرگان سلف کا عالم بعینہٖ مشاہدہ ہوتا تہا۔ آپکی شان وہی تھی جو بایزید وشبلی وجنید قدس سرہٗ کی تھی۔ آپ صاحب خرق عادت وکرامت تھے۔ پابند صوم وصلواۃ تھے۔ شرح شریف کا زیادہ

لحاظ رکھتے تھے۔ شرعی فرائض و واجبات سے فارغ ہو کے سماع کی مجلس منعقد فرماتے تھے۔ وجد و حال مین مست ہوتے تھے آپ کے وجد سے اہل مجلس کے دلون پر ہیبت و عجب کیفیت واقع ہوتی تھی۔

آپ کی رحلت کا ذکر

آپ کو چند مدت سے ذیابیطس کی شکایت تھی۔ آخر سرطان نمود ہوگیا۔ اعزہ و مریدین معالجہ مین ہمہ تن مصروف ہوئے لیکن معالجہ مفید نہین ہوا۔ بامر مجبوری اپریشن کرایا گیا اپریشن سے بھی کچھ فائدہ نہ ہوا۔ اسی اثنا مین ایک اور دوسرا عارضہ یعنی ذات الصدر لاحق ہوا آخر اسی عارضہ مین بتاریخ ۱۵ ربیع ۱۳۲۴ہجری بروز پنجشنبہ چار بجے کے قریب اس عالم ناپائدار سے فردوس برین روانہ ہوئے انا للہ و انا الیہ راجعون۔ پھر اعزہ و مریدین معتقدین و اہل شہر بروز جمعہ جمع ہوئے تجہیز و تکفین کر کے جنازہ کو مکہ مسجد لیگئے۔ جنازے کے ساتھ مریدین و غیر مریدین کا انبوہ کثیر تھا عصر کی نماز کے بعد نماز جنازہ ادا کی گئی نماز مین اعلحضرت قدر قدرت مرحوم بھی مع مصاحبین شریک ہوے تھے۔ نماز کے بعد جنازہ کو محمد حسن صاحب قدس سرہُ کی درگاہ مین لے گئے حضرت کی قبر کے قریب دفن کئے گئے۔ بروز سوم فاتحہ کے بعد آپ کے فرزند آغا محمد حسن صاحب کو مسند نشین کئے۔ تمام مریدین نے نذرین پیش کین مجلس سماع منعقد ہوئی۔ قوال گانے لگے۔ اہل مجلس وجد و حال مین مست ہونے لگے۔ دو ڈہائی بجے تک سماع کا بازار گرم رہا

آخر مجلس برخاست ہوئی۔ مولانا عبدالجلیل نعمانی نے آپکی رحلت کی تاریخ کہی۔

ہو ہذہ۔

داؤد ملک فقر تہا آغائے دین پناہ
بزم ابو العلا کا تہا روشن چراغ ایک
پندرہ ربیع الاول و یوم الخمیس
کچہ دن ڈہلے وہ شمس ولایت ہوا غروب
ارباب دل کے منہ سے بذکر سن وصال

صوفی نیک باطن و سرچشمہ کرم
کل ہو کے جس نے ہمکو کیا مورد الم
جو میں تیرہ سو پہ تھے زاید نہ بیش و کم
نور وجود کا تہا عالم کو مغتنم
تاریخ یہ سُنی کہ ملا روضۂ ارم

آپ کو شعر و شاعری سے دل چسپی تھی جو کچہ موزون فرماتے تھے نعت و مضامین تصوف مین مملو ہوتا تہا۔ آپ کا کلام مریدین کے نزدیک متداول ہے اور آپ صحو تخلص فرماتے تھے۔ مین اِس مقام مین چند اشعار بطور نمونہ گزارش کرتا ہون۔ ہو ہذہ

تا بے بزلف داؤد لم بیقرار شد
از عاشقان مپرس کہ در دیر و در حرم
وحشت کو میری دیکھکے گہبرا گیا ہے وہ
ہرگز یقین نہو گا مری بات کا اُسے

چو اژدہا رسید برائے فنائے من
بیہوش و بے خبر شد از ہوئے دہائے من
دستِ جنون بھی چاک گریبان مین رہگیا
کیا ہو گیا صحو کو نہین ہان مین رہگیا

حضرت شیخ احمد چشتی قدس سرہٗ

آپ شیخ حاجی ولد شیخ شمس الدین کے فرزند رشید مین۔ آپ کے نسب کا سلسلہ وہم مین ہشتت

حضرت شیخ فرید الدین گنجشکر سے پہونچتا ہے آپ کا مولد و منشا شہر شادی آباد عرف مانڈو صوبہ مالوہ ہے۔ آپ نے علوم ظاہری و باطنی کی تعلیم والد ماجد سے پائی۔ اور بیعت و خلافت سے بھی مشرف ہوئے۔ والد کے فوت ہونے کے بعد اُن کے قائم مقام ہوئے۔ خاص و عام کو ہدایت و ارشاد سے مشرف فرمانے لگے۔ زمانہ دراز تک شہر مانڈو مین سکونت پذیر رہے۔ اہل شہر آپکی ہدایت سے فائز المرام ہوتے تھے۔ آپ سپاہانہ لباس پہنتے تھے اور سپاہ کے زمرہ مین ملازمت کرتے تھے۔ جو کچھ کسب حلال سے پیدا کرتے تھے، اُس کا اکثر حصہ فقرا پر تقسیم کر دیتے تھے اور باقی اپنے متعلقین کو دیتے تھے۔ تاریخ برہانپور کے مؤلف نے لکھا کہ آپ ایک روز کسی بزرگ کے عرس مین تشریف فرما ہوئے وہان مجلس سماع منعقد تھی اہلِ مجلس وجد و حال مین مست ہو رہے تھے۔ آپ پر بھی وجد کی حالت جاری ہوئی کسی گستاخ نے شوخی سے آپکی نسبت بیہودہ کلام کہا اُسی حالت مین آپ نے اُس شوخ کی طرف ہاتھ جھٹکا۔ فوراً آپکی اُنگلیون سے آگ نمود ہوئی اور بے ادب کی داڑھی پر پہونچی۔ داڑھی جلنے لگی اسی وقت آپ مجلس سے برآمد ہوئے پدر و جد کے روضہ و خانقاہ مین آئے۔ وہان کے چراغدان کو سرنگون کر کے شہر برہانپور روانہ ہوئے۔ برہانپور پہونچکے بادشاہی سپاہ کے زمرہ مین ملازم ہوئے۔ اُس وقت وہان میران مبارک خان فاروقی بادشاہ حکمرانی کرتا تھا۔ بادشاہ جب آپ کے حالات سے واقف ہوا۔ وظیفہ مدد معاش مقرر فرمایا۔ آپ نے منظور نہین فرمایا۔ بادشاہ و ارکانِ سلطنت آپ سے حُسنِ عقیدت رکھتے تھے اور اکثر اوقات آپ سے دعا و ہمت کے

خواستگار ہوتے تھے۔ آپ کی دعا کی برکت سے کامیاب ہوتے تھے۔ آپ صاحب خوارق عادات تھے۔ آپ کی بعیت کے سلسلہ مین ہزارہا فقرا و امرا شریک تھے۔ آپ کے مرید و خلیفہ شاہ جلال بن شیخ نظام الدین تھے۔

منقول ہے کہ جب میران مبارک خان نے گجرات پر فوج کشی کی طرفین کی سپاہ باہم مقابل ہوئی۔ اس وقت بادشاہ نے آپ سے فتح و کامیابی کی نسبت استفسار کیا۔ آپ نے فرمایا کہ اگر آج سے کل مغرب کی نماز تک مقابلہ و مقاتلہ ہوگا تو آپ فیروز و کامیاب ہونگے بادشاہ نے اِس معاملہ مین ارکانِ دولت سے مشورہ کیا۔ ارکانِ دولت نے آپ کے فرمانے کا خلاف کیا۔ اور بادشاہ سے عرض کیا کہ انتظام ظاہری کو صفائے باطنی سے کچھ تعلق نہین۔ بادشاہ وارکانِ دولت نے آپ کی ہدایت پر عمل نہین کیا۔ آپ وہان سے کبیدہ خاطر ہو کے برہانپور واپس چلے آئے۔ برہانپور کے حکام پر بادشاہی فرمان صادر ہوا۔ کہ حضرت کو برہانپور سے باہر جانے نہ دیجئے۔ آپ شہر مین پہنچکے ملازمت سے دست بردار ہوئے۔ اور گوشہ نشینی اختیار کی۔ آپکی مراجعت کے بعد بادشاہ کو کامیابی وفیروزی حاصل نہین ہوئی۔ بادشاہ نے ارکانِ دولت سے کہا کاش اگر ہم حضرت کے ارشاد پر عمل کرتے تو ضرور کامیاب ہوتے۔ یہ ناکامیابی شامتِ اعمال ہے بادشاہ کی ارادت وعقیدت آپ کی نسبت نہایت ہی بڑھ گئی۔ کبھی کبھی آپ کی خدمت مین حاضر ہو کے سعادت حاصل کرتا تھا۔ آخر آپ نے تیرہ تاریخ ماہ رمضان روز پنجشنبہ ۹۶۵ھ نوسو پینسٹھ ہجری مین اِس دار فانی سے عالم باقی کی طرف رحلت کی انا للہ وانا الیہ راجعون۔

شہر برہانپور مین مدفون ہوئے۔

حضرت شیخ ابراہیم عرف میان آن باشطاری قدس سرہ

تاریخ برہانپور کے مولف نے لکھا کہ آپ کا مولد و مسقط الراس شہر بھڑوچ ہے۔ آپ صاحب العلم والفضل تھے خارق عادات تھے۔ آپ کو بیعت و خلافت حضرت شاہ محمد غوث گوالیری سے تھی۔ گجرات مین مدت دراز تک ہدایت و ارشاد فرماتے تھے اہل گجرات آپ سے حسن ارادت رکھتے تھے۔ آپ مریدین کو اعتدال سے زیادہ چاہتے تھے۔ تمام کے ساتھ حسن سلوک فرماتے تھے۔ حلیم الطبع و سلیم المزاج تھے۔ محمد شاہ فاروقی کے عہد مین گجرات سے برہانپور مین رونق افزا ہوئے۔ بادشاہ نے آپکی بہت تعظیم و تکریم کی۔ بادشاہ اور اسکا وزیر اعظم سید زین الدین آپ کے مرید ہوئے حضرت شطاریہ طریقہ کے سوا اور طریقون مین بھی مشائخ کبار سے مستفید ہوئے تھے مدۃ العمر تعلیم و تربیت مین مشغول رہے۔ آخر ۹۹۸ھ نوسو اٹھانوے ہجری مین بہشت برین روانہ ہوئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ محمد شاہ فاروقی کے مقبرہ برہانپور مین مدفون ہوئے۔

حضرت ابویزید شطاری قدس سرہ

گلزار ابرار کے مولف نے لکھا کہ آپ شاہ لشکر محمد عارف باللہ کے فرزند ہین برہانپوری المولد

والمنشا ہین۔ آپ نے والد اور شاہ عیسیٰ جند اللہ سے تربیت و تعلیم پائی۔ بزرگون کی توجہ سے درجۂ کمال کو پہونچے۔ والد ماجد کے مرید و خلیفہ ہوے۔ والد کے فوت ہونیکے بعد مسند نشین خلافت ہوئے۔ ہدایت و ارشاد فرمانے لگے۔ آپکی ہدایت سے تھوڑی ہی مدت مین صاحبان ارادت منزل مراد کو پہونچ جاتے تھے۔ آپکی خانقاہ مریدین سے آباد رہتی تھی۔ صاحب کشف و کرامات تھے۔ آخر آپ کی وفات ۹۹۹ھ نوسو ننانوے ہجری مین واقع ہوئی۔ برہانپور مین دفن کئے گئے۔

تاریخ برہانپور کے مولف نے آپ کا نام ابویزید لکھا۔ واقع مین بایزید ہوگا۔ واللہ اعلم بالصواب ۱۲

حضرت ابو المظفر صوفی قدس سرہٗ

آپ حضرت خواجہ محمد معصوم بن حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی کے خلیفہ ہین۔ پیرو مرشد کے حکم سے ہدایت و ارشاد کیلئے برہانپور مین تشریف لائے۔ مدت العمر خلائق کی تعلیم و رہنمائی مین مشغول رہے۔ متوکل و قانع تھے۔ آخر آپ شہر برہانپور مین فوت ہوئے برہانپور کی عیدگاہ کے قریب مدفون ہوئے۔ آپ کا مزار زیارت گاہِ خاص و عام ہے تقریباً آپ کی وفات ۱۱۰۰ھ مین ہوئی۔

مولینا شاہ عنایت اللہ بالاپوری قدس سرہٗ آپ کے مرید خاص و خلیفہ با اخلاص تھے۔ مولینا کا حال حرف عین کی ردلیف مین آتا ہے۔ یہان زیادہ لکھنے کی ضرورت نہین ۱۲

حضرت شیخ ابراہیم قدس سرہٗ

تحفۃ الابرار تاریخ برار کے مولف نے لکھا کہ آپ ابتدا مین ملک برار مین آئے۔ چند روز وہان رہے بعد ازان سیر کرتے ہوئے، اور ہدایت وارشاد کی اشاعت فرماتے ہوئے دولت آباد آئے۔ پھر وہان سے قصبۂ بیڑ مین پہونچے وہان ایسے جمے کہ مر کے اُٹھے۔ مشربًا ونسبًا قادری وطنًا بغدادیہ تھے۔ علم وفضل کے زیور سے آراستہ تھے۔ خلوت گزین وگوشہ نشین رہتے تھے قانع ومتوکل تھے۔ شبانہ روز ذکر وشغل وعبادت مین مشغول رہتے تھے۔ حج وزیارت سے مشرف ہو چکے تھے۔ آپکی خدمت مین اکثر عوام وخواص مستفید ہوتے تھے۔ آپ اگرچہ صاحب خوارق وکرامات تھے مگر اظہار خوارق سے اجتناب فرماتے تھے۔ آخر آپ بمرض بخار بیمار ہوئے چند روز بیماری مین مبتلا رہے پھر اس دار فانی سے فردوس برین روانہ ہوئے۔ بیرون قصبہ ندی کے کنارے دفن کئے گئے۔ یہ واقعہ بقول بعض ۱۳ صفر وبقول بعض ۱۵ ماہ مذکور سنہ ۹۶۰ ہجری مین ظہور مین آیا۔ آپ کا مرقد زیارتگاہ خلائق ہے۔

ردیف بائے موحدہ

حضرت شیخ برہان الدین غریب ہانسوی

روضۂ اولیا کے مولف نے لکھا کہ حضرت شیخ برہان الدین غریب بن محمد بن محمود ناصر ہانسوی المولد والمنشا ہین حضرت سلطان المشایخ شیخ نظام الدین محمد بن احمد البخاری البدوانی الدہلوی کے اکمل خلفا سے ہین اور مولانا شیخ جمال الدین ہانسوی کے ہمشیرہ زادے زمانہ طفلگی سے ہونہار معلوم ہوتے تھے اور آپکے چہرہ سے بزرگی کی شان نظر آتی تھی۔ آپ

فرماتے تھے کہ مین شش سالہ عمر مین گوشۂ تنہائی مین بیٹھکر کلمۂ طیبہ کو پڑہتا تہا۔ تیرہ برس کی عمر مین
پہونچتے ہی ارادہ مصمم کیا کہ عقد نکاح نہین کرونگا عبادت و ریاضت مین بسر کرونگا اگر
رات کو صاحب غسل ہوتا تو اُس روز روزے کی نیت کرتا تہا چند روز اسی طرح بسر کئے۔ پہر
والدہ صاحبہ میرے نکاح کی فکر کرنے لگین مین نے ظاہر مین والدہ صاحبہ کے خلاف
انکار نہین کیا لیکن کھانے مین اسقدر کمی کی کہ صرف میری غذا چہہ سات لقمہ کو پہونچی۔ نہایت
ضعیف و کمزور ہو گیا ایسا ناتوان ہوا کہ آسمان کی طرف بمشکل سے دیکھہ سکتا تہا جب والدہ صاحبہ
نے میری ایسی حالت دیکھی تو عقد نکاح سے معاف رکھا۔ آپ ابتداے شعور و تمیز سے تحصیل
علوم کی طرف متوجہ ہوئے علوم و فنون مین کامل ہوئے مدۃ العمر مجرد رہے آزادانہ زندگی
بسر کئے۔ کوئی چیز دنیوی نہین رکھتے تھے۔ شب و روز ریاضت و مجاہدہ مین غرق رہتے تھے۔
پچیس ۲۵ برس تک صبح کی نماز عشا کے وضو سے ادا کی تیس ۳۰ سال تک روزہ داؤدی اختیار کیا یعنے
ایک دن روزہ اور ایک دن افطار آپ فرماتے تھے کہ مین نے حضرت شیخ سے بیعت کرنے
سے پہلے خواب دیکھا کہ ایک خندق مین گرا ہون۔ کسی طرح خندق سے نہین نکل سکتا ہون۔
اسوقت شیخ نے مجکو ہاتہہ دیا اور مجکو خندق سے نکالا جب مین حضرت شیخ کے مریدون مین
داخل ہوا اور اس خواب کے واقعہ کو عرض کیا حضرت نے فرمایا کہ نے تمکو اُسی روز بیعت سے
مشرف کیا۔ آپ نے فرمایا کہ ایک وقت مین نے حضرت خواجہ کی خدمت مین عرض کیا کہ
جس طرح حضرت شیخ فریدالدین قدس سرہٗ نے آپ پر نظر توجہ کی ہے اُسی طرح میری طرف
نظر توجہ کیجے شیخ نے فرمایا نظر ہا باید یعنی بہت سی نظرین ہونگی الخ۔ پہر دوسرے وقت عرض کیا کہ امیدوار

رہتا ہون۔ فرمایا امید وار زیادہ رہنا چاہیئے۔ اور آپ سے منقول ہے آپ نے فرمایا کہ ایک وقت کسی بزرگ نے حضرت شیخ کی مجلس مین بایزید قدس سرہ کا ذکر خیر کیا۔ حضرت شیخ نے فرمایا کہ ہم ایک بایزید رکھتے ہین کسی مُرید نے پوچھا وہ کہان ہے؟ فرمایا جماعت خانہ مین ہے۔ خادم جماعت خانہ مین آیا دیکھا میرے سوا وہان کوئی شخص نہین تہا۔ اقبال نے مجھ سے کہا کہ آج حضرت شیخ آپ کی نسبت ایسا فرماتے ہین۔

وجہ لقب بہ غریب

آپ ابتدائے حال مین ہانسے سے دہلی مین آئے غریبانہ بسر کرنے لگے شیخ زین الدین داود شیرازی جنۃ المجنہ کے مؤلف سے نقل کرتے ہین کہ جب حضرت برہان الدین قدس سرّہٗ ہانسے سے دہلی مین تشریف لائے وہان اس مسجد مین جو پل کے قریب ہی فروکش ہوئے اللہ جلشانہٗ نے مسجد کو آپ کے قدوم میمنت لزوم سے روشن وآباد کیا۔ اہل شہر آپ کی طرف رجوع ہوئے ایک روز اقبال خادم نے سلطان المشائخ کی خدمت مین عرض کیا کہ مولانا برہان الدین غریب آیا ہے سلطان المشائخ نے فرمایا۔ تمام جہان اسکے آشنا وشناسا ہوگئے۔ ابتک وہ غریب ہی اس وقت سے غریب مشہور ہوئے۔ آپ شیخ المشائخ کی نظر مین تمام مُریدین سے اعلی تھے۔ آپ پیر پرست تھے۔ پیر کا ادب ولحاظ زیادہ رکھتے تھے۔ آپ نے تا مرگ غیاث پور کے طرف جو پیر کا مسکن ومرقد ہے پیٹھ نہین کی اور اس طرف کبھی تف نہین کیا یعنی لعاب دہن نہین ڈالا کہتے ہین کہ ایک وقت علی زنبیلی وملک نصرت کی غمازی و شکایت کی وجہ سے باہم آپ اور حضرت شیخ المشائخ کے درمیان شکر رنجی واقع ہوگئی تھی۔

شکایت یہ ہے کہ برہان الدین نے مشیخت کا بازار گرم کیا ہے خلق کثیر کا مرجع بنا ہے۔
بزرگان مشائخ کے طریقہ کا لحاظ نہیں رکھتا ہے اس کیفیت کے سُننے سے شیخ المشائخ کبیدہ
ہوئے تھے لیکن آخر امیر خسرو طوطی ہند کے ذریعہ سے باہم صفائی ہو گئی کدورت عارضی دور ہو گئی۔

ذکر خلافت شیخ برہان الدین صاحب ترجمہ

روضہ اولیا کا مولف سید محمد کرمانی کی کتاب دستور جمہور سے آپ کی خلافت کی بابت نقل
کرتا ہے کہ سلطان المشائخ مرض اخیر میں حضور کے اعلیٰ اصحاب کو خلافت کی اجازت ہوئی
سید خاموش و خواجہ مبشر جو سلطان المشائخ کے خادمِ قدیم تھے۔ فرزندوں کی طرح پرورش
پائے ہوئے تھے سید حسین سے کہا کہ برہان الدین غریب مُریدان سابق سے ہیں ۔
اور سلطان المشائخ کے تمام مُریدین میں ممتاز و اعلیٰ ہیں چاہیے کہ ہم اُنکی خلافت کی بابت
سلطان المشائخ کی خدمت میں ذکر کریں۔ آخر دونوں مع اقبال خادم اتفاق کئے
پس اقبال نے فرصت و موقع دیکھکے مولانا برہان الدین صاحب ترجمہ کو حضور میں پیش
کیا اور اس وقت خاموش بھی حاضر ہوئے۔ سلطان المشائخ اُس وقت منھ پر لحاف
لئے ہوئے تھے لیکن آپ کا چہرہ مبارک لحاف سے ظاہر تھا۔ اقبال نے عرض کیا
کہ مولانا برہان الدین غریب خادم قدیم قدمبوسی کرتا ہے اور رحمت و فیض کا امیدوار
رہتا ہے سلطان المشائخ نے آنکھ کھولی۔ مولانا اقبال کے طرف دیکھنے لگے۔ مولانا نے
زمین بوسی کی۔ اقبال نے کپڑوں کا بقچہ کھولا۔ ایک پیرہن و کلاہ نکالا۔ پیرہن و کلاہ پر

سلطان المشائخ نے ہاتھ رکھا اور مولانا کو پہنایا اور کہا آپ بھی خلیفہ ہو سلطان المشائخ خاموش ہوئے۔ پس خاموشی دلیل رضا ہے سلطان المشائخ کی رحلت کے بعد مولانا برہان الدین صاحب ترجمہ چند سال زندہ رہے خلائق کو بیعت کے دائرے مین لیتے رہے۔ دیوگڈہ مین پہونچ کے فوت ہوئے۔ انتہی کلام سیر الاولیا۔ اور روضۂ اولیا کے مولف نے مورخین متاخرین سے نقل کیا کہ سلطان المشائخ نے شیخ برہان الدین صاحب ترجمہ کو مع سات سو مرید جن مین بعض پالکی نشین تھے اہلِ دکن کی ہدایت کے لئے روانہ کیا اور بعض لکھتے ہین کہ سلطان المشائخ نے اوّل شاہ منتجب الدین برادر صاحب ترجمہ کو مع سات سو مرید خلائقِ دکن کی رہنمائی کے لئے بھیجا تھا۔ قولِ ثانی صحیح ہے جب شاہ منتجب الدین نے دولت آباد مین رحلت کی اُسی روز سلطان المشائخ نے از روئے کشف معلوم کیا اور شیخ برہان الدین سے پوچھا کہ آپ کے بھائی منتجب الدین کی عمر چند سالہ تھی شیخ برہان الدین صاحب ترجمہ سلطان المشائخ کے کلام سے سمجھ گئے کہ بھائی واصلِ حق ہوا۔ اپنے مکان پر آئے ماتم و غم کرنے لگے۔ دوسرے دن حضرت سلطان المشائخ ماتم پرسی کیلئے آئے تعزیت کے بعد اپنی رحلت سے چند مدت قبل شیخ برہان الدین کو خلافت کا خرقہ عطا کر کے دکن رخصت فرمایا۔ انتہیٰ کلامہ مولفین متاخرین و سیر الاولیا کی روایت صحیح نہین ہے اسلئے کہ فرشتہ و دیگر مورخین کے قول سے ثابت ہوتا ہے کہ آپ یعنی برہان الدین صاحب ترجمہ۔ سلطان المشائخ کی رحلت کے بعد تغلقی ہنگامہ مین دہلی سے دولت آباد آئے مسکن مالوف و آستانہ پیر سے جدا ہوئے اس حادثہ مین بیشمار ساکنانِ دہلی و جماعت کثیر

مریدین شیخ المشائخ سے بھی دولت آباد مین آئے اور امیر حسن دہلوی و سید یوسف والد ماجد سید محمد الحسینی بندہ نواز گیسو دراز و خواجہ حسین و خواجہ عمر و شیخ زین الدین قدس اللہ اسرارہم بھی اس رستخیز بیجا مین دولت آباد آئے۔ پس شیخ برہان الدین بہ برادران طریقت بہیئت مجموعی دولت آباد مین وارد ہوئے۔ آپ کی ولایت و کرامت کی شعاعین دکن کے اطراف مین چمکنے لگین۔ اور اہل دکن کے انبوہ کثیر کو فیض معنوی سے سرفراز فرمایا تخریب دہلی و آبادی دولت آباد کی کیفیت فقیر مولف نے محبوب الوطن تذکرۂ سلاطین دکن کے حصۂ اول مین مفصل لکھی ہے۔ یہان اعادہ کی ضرورت نہین۔ آپ کو دکن مین قبولیت عامہ حاصل ہوئی۔ اہل دکن آپ کے حلقۂ ارادت مین بیشمار آئے۔ اکثر بت پرست خدا پرست ہوئے بقیۃ الغرائب کا مولف اپنے بھائی حماد بن عماد کے حال مین لکھتا ہے کہ میرے بھائی کے توسل سے حضرت کے بیعت مین ہزار افراد سے زائد داخل ہوئے۔ علیٰ ہٰذا القیاس دوسرون کے توسل سے بھی ہوتے رہے۔ انتہی کلامہ ۱۲ شیخ رکن الدین بن عماد کاشانی نے آپ کے ملفوظات ۷۳۲ ہجری سے تا زمانہ رحلت جمع کر کے فوائد الفواد کیطرح لکھا۔ اور اس کا نام نفائس الانفاس رکھا۔ اور شیخ حماد بن عماد برادر رکن الدین مذکور نے بھی حضرت شیخ صاحب ترجمہ کے ملفوظات فراہم کر کے لکھے اور اس کا نام احسن الاقوال رکھا اور مجد الدین بن عماد نے آپ کے خوارق عادات مین دو رسالے لکھے ایک کا نام غرائب الکرامات اور دوسرے کا نام بقیۃ الغرائب یہ ہر سہ برادر مع دیگر اعزہ آپ کے مرید صادق الاعتقاد اور راسخ الارادہ تھے۔ فقیر مولف حضرت کے ملفوظات و رسائل مرقوم الصدر سے چند ملفوظات بطور نمونہ

گزارش کرتا ہی تا کہ شائقین مستفید ہون ۔ ہو ہذہ

کہ ایکوقت ایک مسافر شیخ برہان الدین صاحب رحمہ کی خدمتمین آیا اور کہا مین آپکے پاس دو چیز کے لئے آیا ہون ۔ ایک دین دوم دنیا آپ نے فرمایا بجگوان دو چیز تک اُن دونون کو پہنچا سکتی ہی جس گھر مین کتا ہو یا تصویر اُس گھر مین فرشتہ نہین آتا ہے تیرا نفس کتا ہے اور تو جس گھر کو سوائے خدا دوست رکھتا ہے وہ صورت دیو ہے پس ایسے شخص کے دل مین خدا کی محبت کس طرح داخل ہو گی ۔ پھر آپ نے فرمایا اگر کوئی شخص مکھی کی طرح جو آئینہ سے گذرتی ہے صاحبدل و کامل کی خدمت مین گذرے اُسکے لئے کافی ہے ۔ پھر آپنے فرمایا فقیر خدا سے سوال نہین کرتا ہے استحیاءً ۔ اور لوگون سے کراہتہً ۔ فرمایا جو چیز فقرا سے حاصل کرین وہ چیز من المہد الی اللحد یعنی اُسکی برکت دائمی ہوتی ہے ۔ تا مرگ باقی رہتی ہی ۔ فرمایا دنیا آدمی کے سایہ کے مانند ہے جب آدمی سایہ کے طرف جاتا ہے سایہ اُس سے آگے جاتا ہے ۔ جب آدمی سایہ کے طرف پیٹھ پھیرتا ہے تو سایہ پیچھے آتا ہے ۔ پس جو کوئی شخص دنیا کی طرف پیٹھ پھیرتا ہے اُسکے پیچھے دوڑی ہوئی آتی ہے جو دنیا کیطرف متوجہ ہوتا ہے وہ اُس سے پیٹھ پھیرتی ہے ۔ فرمایا کہ امیر حسن سنجری دہلوی نے ایک لطیفہ بیان کیا کہ بکری جب پانی پیتی ہے اپنے پانون کو تر نہین کرتی بیٹھ کے پانی پیتی ہے ۔ جب وہ مرتی ہے اُس کے پوست کو سراپا پانی سے بھرتے ہین انتہی کلامہ ۔ مین نے بھی سکے مناسب کہا آدمی جبتک زندہ رہتا ہے جسم پر گرد و غبار کو جا نہین دیتا ہے ۔ جب مرتا ہی تمام اُس کا جسم خاک مین دفن کرتے ہین ۔ فرمایا مشرق سے مغرب تک تمام عالم

فقیر کی نظر میں ایسا ظاہر و نمایاں ہے جیسا کف دست پر مرغ کا انڈہ۔ فرمایا میں نے ایک چڑیا کی زبانی سُنا کہ وہ کہتی تھی۔

یک لحظ عنایتِ تو اے بندہ نواز   بہتر ز ہزار سال تسبیح و نماز

فرمایا جبتک مُرید پیر کے سامنے رہے اُس وقت کوئی کام بہتر پیر کے مشاہدہ و دیدار سے نہیں۔ فرمایا فقیر کو چاہیے کسی کی امانت کو قبول نہ کرے۔ اور کسی کا ضامن ہونا چاہیے اور کسی کے قبالہ پر اپنی گواہی نہیں لکھنی چاہیے۔ فرمایا جب مسافر مقیم کے پاس آئے۔ چاہیے کہ مقیم اولا گرم پانی پیش کرے تاکہ وہ گرم پانی سے مُنھ ہاتھ دہوئے۔ دوسرے گرم شوربا۔ فرمایا فقیری وہ ہے جو کچھ تو ہاتھ میں رکھتے خرچ کرے۔ جو کچہ سر میں رکھتے دور کرے۔ فرمایا ایک کا قبول کرنا تمام کا قبول کرنا ہوتا ہے۔ ایک کا رد کرنا۔ تمام کا رد کرنا ہوتا ہے۔ فرمایا جس نے پایا دلون سے پایا۔ جو گرا دلون سے گر گیا۔ فرمایا دل ایک ظرف کے مانند ہے۔ جبتک خالی ہے ہوا سے بھرا ہوا ہے۔ جب کسی چیز سے بھرا ہوتا ہے ہوا سے خالی ہوتا ہے۔ ایسا ہی دل دنیا کی ہوا سے بھرا ہوا ہے جب اس میں خدا کی محبت داخل ہوتی ہی تو ہوا سے خالی ہوتا ہے اور محبت سے پُر ہو جاتا ہے۔ فرمایا محبت آگ کی ایک چنگاری گناہون کے کھلیان جلا دیتی ہے۔ فرمایا مردانِ خدا جان سے بر خاستہ ہو جاتے ہیں۔ وہ کیا مرد ہے جو روٹی کے خیال میں نہیں اُٹھ سکتا۔ فرمایا۔ فقیر کو چاہیے کہ صبر کرے۔ اگر صبر نکر سکے تو صبر کی صورت بنا لے۔ فرمایا السماع دمعۃ و فکرۃ۔ والباقی فتنۃ۔ یعنی راگ کا سُننا کیا ہی آنسو بہانا و فکر کرنا سوا ان دو کے فتنہ ہے

فرمایا کہ میرے ایک دوست میان شمس الدین برادرزادہ امیر حسن سجزی تھے ہمیشہ مشغول و مستغرق رہتے تھے۔ اور یہ بیت پڑھتے تھے ؎

ندارم سر گفت گوئے کسے　　　مرا گفتگو ہست با خود بسے

اور کہتا تہا۔ حرم مرد۔ باغ و بستان مرد است۔ یعنی جب آدمی شغل سے تہک جائے ایک ساعت اپنے حرم کے ساتھ بیٹھے۔ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رنجیدہ و ملول ہوتے تھے ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس جلوس فرماتے تھے اور کہتے کلمینے یا حمیرا۔ فرمایا درخت خود دہوپ مین کہڑا رہتا ہے۔ دوسرون کو اپنے سایہ مین رکھتا ہے۔ اور اپنی لکڑیون کو جلاتا ہے تاکہ دوسرون کو ارام پہنچائے۔ ایک وقت برشکال کے زمانے مین خانقاہ کے صحن مین بشیتر گہانس اُگی ہوئی تھی۔ فرمایا کہ یہ سبز گہانس ہمیشہ سجدہ مین رہتی ہے یہانتک کہ ایسی حالت مین خشک ہوکے گذر جاتی ہے۔ فرمایا ہر ایک کیلیے ایک منھ ہے جس سے وہ کھاتا ہے۔ بناتات زمین سے اُگتی مین اُس سے پانی لیتے ہین۔ اور نشو نما پاتے ہین۔ پس انکا سر و منھ اُسی کی طرف ہے ہمیشہ زمین مین ڈوبتا ہے۔ اگر نماز و سجدہ کرین تو ہمکو اسی طرح کرنا چاہئے۔ یہ کیا نماز و سجدہ ہے جو ہم ادا کرتے ہین ایک وقت مولانا شمس الدین فضل اللہ نے آپ کی خدمت مین عرض کیا۔ کہ مین چاہتا ہون کہ اوراد و نوافل کو ترک کرون۔ آپ نے فرمایا کسلئے کہا کہ مین قرآن کی تلاوت کرتا تہا۔ اس آیت پر پہونچا من عمل صالحاً فلنفسہ ومن اساء فعلیہا اسی آیت کے حکم سے ثابت ہوتا ہے کہ بندہ جو عمل کرتا ہے اپنے نفس کے لئے اگر نیک کام کرے گا

تو اسکے لئے مفید ہوگا۔ اور اگر برا کام کرے گا تو اس کے لئے مضر ہوگا۔ مین اپنے نفس گندہ کے لئے عمل نہین کرون گا۔ آپ مولانا کا قول سُن کے مسکرائے اور فرمایا حکم الہٰی ایسا ہی ہے کرنا چاہئے۔ پھر آپ نے فرمایا کہ رب العزت خود قرآن مین فرماتا ہے۔ (ولربک فاصبر) یعنی برائے پروردگار خویش صبر کن۔ جو کام ہاتھ و زبان سے تعلق رکھتا ہے وہ عمل ہی۔ جو دل سے تعلق رکھتا ہے وہ عمل نہین ہے۔ اشتغال باللہ ہے چنانچہ کسی عضو سے تعلق نہین رکھتا ہے۔ اسلئے خود فرماتا ہے (الصوم لی و انا اجزی بہٖ) اور حدیث مین آیا ہے (من اخلص للہ اربعین یوماً ظہر لہ ینابیع الحکم فی القلب) اخلاص دل سے تعلق رکھتا ہے۔ اسی لئے اخلص للہ کہا اور من صلی للہ نہین کہا۔ اگر کوئی اس مین کہے (قل ان صلوتی ونسکی ومحیائی ومماتی للہ فرمایا ہے۔ اس کا جواب یہ ہے (کہ لاصلوۃ الا بحضور القلب) الخ۔ فرمایا کہ مین نے مولانا وجہ الدین کلاکھری سے سُنا کہ وہ فرماتے تھے اگر تو یار بی عیب تلاش کرے گا تو بے یار رہیگا۔ اور فرمایا کہ مولانا یوسف کہتے تھے کہ مین ہر چند عیوب نفس کو دور کرتا ہون مگر دوسرے عیوب ظاہر ہوتے ہین پھر آپنے فرمایا کہ یہ امر مرد کامل کا ہے۔ جب مرد کمال کو پہنچتا ہے اُس وقت اُسکی نظر اپنے عیب پر پڑتی ہے فرمایا ایک وقت ایک درویش کامل راہ سے جا رہا تھا۔ لوگ چنگ بجا رہے تھے۔ درویش ٹھہر گیا اور کہا اے چنگ اگر تو جانتا کہ کیا کہتا ہے۔ تیرے تمام تار ٹوٹ جاتے۔ اُسیوقت چنگ کے تمام تار ٹوٹ گئے اُس اسے پوچھا کہ چنگ سے کیا آواز برآمد ہوتی ہے۔ کہا اُس کے ایک تار سے

یا رحمن۔ اور دوسرے تار سے یا رحیم۔ اسلئے فرمایا کہ بعض لوگ قران پڑھتے ہین اور نہین
جانتے کہ کیا پڑھتے ہین۔ ایک وقت کاکا سعد بخت خادم نے آپ کے سامنے مغز بادام
و نبات پیش کیا۔ آپ اس مین سے تھوڑا تھوڑا کہاتے تھے اور فرماتے تھے کہ مین ان سے
کچھ لذت نہین پاتا ہون۔ کاکا نے بطریق خوشطبعی کہا ایک وقت ایسا تہا کہ آپ جَو کی روٹی
و لوبیا خوشی و خواہش سے کھاتے تھے۔ اب مغز بادام و نبات پسند نہین کرتے ہین۔ فرمایا
کاکا مین سچ کہتا ہون۔ دروغ گو نہین ہون۔ مجکو جو مزہ جو کی روٹی و لوبیا سے حاصل ہوتا ہے
اس وقت وہ مزہ مغز بادام و نبات مین نہین پاتا ہون۔ بقیۃ الغرائب کا مولف اپنے
بہائی حماد سے نقل کرتا ہے کہ مین ایک روز حضرت کی خدمت مین حاضر تہا مین نے حضرت
سے سلطان محمد تغلق کی تشریف آوری کا ذکر کیا۔ کہ وہ عازم دکن ہے چنانچہ مقام دہار مین
پہنچگیا ہے۔ حضرت کی عادات سے تہا کہ اہل دنیا سے کم ملتے تھے۔ اور دکن مین اس کی
آمد کے زمانہ مین حضرت صاحب فرش تھے زبان مبارک سے فرمایا کہ مین نے خدا سے درخواست
کی ہے کہ اس سے ملاقات نہو جب سلطان محمد تغلق دولت آباد مین پہونچا۔ چاہا کہ حضرت
سے ملاقات کرے۔ روز جمعہ جامع مسجد قطبی مین نماز ادا کر کے سوار ہوتے وقت فرمایا کہ شیخ
کے مکان پر جاؤ۔ ملک مبارک پسر امیر خسرو حسب الحکم فی الفور شیخ کی خدمت مین آیا عرض
کیا کہ بادشاہ آپ کی ملازمت و زیارت کے لئے آتا ہے پس اسی اثنا مین شیخ کے مکان
کے قریب پہنچ گیا چنانچہ آمد آمد کی صدا شیخ کے مکان پر پہنچی تھی پس شیخ نے فرمایا کہ فاتحہ خیر
پڑہتا ہون کہ بادشاہ نہ آئے پس اسی وقت خدا نے بادشاہ کے دل مین ایسا خیال ڈالا

کہ ارادہ کی باگ پھیری۔ دوسری طرف چلا گیا۔ ایک مہم مین جو مرکوز خاطر تھا کامیاب ہوا۔ سہ ہزار تنکہ ملک نائب باربک کے ہمراہ آپکی خدمت مین نذرانہ بھیجا شیخ نے کاکا سعد بخت سے فرمایا جو کچھ موجود رکھتا ہے حاضر کر بیس ۳۰ تنگہ تھے۔ فرمایا اسکو بادشاہ کے نذرانہ کے ساتھ ملاکے فقرا پر تقسیم کر ملک نائب کے سامنے ہی تمام نذرانہ و زر موجودہ فقرا کو تقسیم کیا گیا چنانچہ داعی مولف (یعنے لقیۃ الغرائب کا مولف) کو بھی درجہ قسمت ملا۔ شیخ نے بادشاہ کے لئے ایک مصلیٰ و خرما ہدیۃً بھیجا۔ اور ملک نائب کو یہ ابیات سنائے ؎

مرد آن ورزد کہ رشتہ باشد	زن آن پوشد کہ رشتہ باشد
شربت زبرائے خویشتن آرند	ہم کردہ تو بہ پیشت آرند

من خرق عادتہ

ایک روز ایک عورت کو درد سر سخت لاحق ہوا حضرت کے دروازے مبارک پر حاضر ہوئی اور عرض کیا کہ اس سر کو توڑئے یا بہتر کر دیجئے۔ آپ مسکرائے فرمایا جبتک اس کا سر نہ ٹوٹیگا اسکا درد دفع نہین ہوگا۔ اتفاقاً زن مذکورہ ایک روز ایک پرنالے کے نیچے بیٹھی ہوئی تھی یکایک پرنالے سے ایک پتھر اسکے سر پر گرا۔ سر شکستہ ہوا بہت خون نکلا۔ درد زائل ہوگیا۔ غرائب الکرامات کے مولف نے لکھا کہ جب حسب الحکم بادشاہ ساکنان دہلی دولت آباد سے دہلی روانہ ہونے لگے کاکا سعد بخت نے بھی بغیر اجازت حضرت کے سفر کا سامان مہیا کیا اور دہلی روانہ ہونے کے لئے نہایت ہی اصرار کیا آپنے اُس مقام کی طرف اشارہ کیا جہان آپ کا مرقد شریف ہی۔ اور فرمایا مین یہان سے نہین جاؤنگا۔

آپکی رحلت کا ذکر

آپ اواخر ایام مین مختلف امراض مین مبتلا ہو کے تین سال تک صاحب فرش رہے۔ حالت مرض مین کبھی کبھی روتے تھے۔ ایک روز ایک رفیق مرید سے فرمایا کہ ایسا نہین جاننا چاہیئے کہ میرا رونا زحمت و تکلیف کے سبب ہے مین اگر ایک ساعت خدا کے ذکر سے غافل ہوتا ہون تو روتا ہون۔ آپ نے آخر عمر مین مریدون و رفقا کو بلا کے وصیت کی اور سلطان المشائخ کی تسبیح سامنے رکھی۔ اور دستار کو گردن پر رکھا۔ اور زبان سے کہنے لگے مین مسلمان ہون امت رسولؐ ہون مرید شیخ ہون۔ اگر نیک نہین ہون و نیک زندگی بسر نہین کیا ہون خود سمجھتا ہون زمین پر منھ رکھکے تسبیح کے ساتھ بیعت کرتے تھے اور روتے تھے۔ آخرا تاریخ صفر ۷۳۸ھ ہجری مین جان بحق ہوئے انا للہ وانا الیہ راجعون۔ روضہ مقدسہ کے حصار مین متصل قلعہ دولت آباد مدفون کئے گئے۔ یزار و یتبرک بہ۔

تاریخ رحلت کسی شاعر موزون کی

اربعا بود و یازدہ ز صفر	ہفتصد و سی و ہشت بود سال
کہ ندا آمد از سرادق قدس	بسوئے شیخ ما تعال تعال

حضرت بابا شرف الدین عراقی قدس سرہٗ

باباشرف الدین نام۔ مولدٗ عراقی۔ بقول بعض سبزواری۔ مشرباً سہروردی ہین۔ مشکوۃ النبوۃ کے مولف نے لکہا کہ آپ حضرت شیخ الشیوخ شہاب الدین سہروردی کے مرید و خلیفہ ہین (تم کلامہ) آپ سلاطین خلجیہ کے زمانہ مین عراق عرب سے ہند مین آئے چند مدت تک ہند مین رہے پہر وہان سے دکن مین ورود فرما ہوئے آپکی تشریف آوری کے زمانے مین دکن کے اطراف وجوانب مین اسلام کے پودے جم رہے تھے۔ بلاد و قصبات مین دینِ محمدی کے جہنڈے قائم ہو رہے تھے۔ یعنی اولیاء و تاجرین کے قافلے عرب و عجم سے برابر آرہے تھے۔ تجارت و ولایت کے ذریعہ سے سکونت اختیار کرتے تھے۔ بزرگ و اہل اللہ اس ملک مین اس غرض سے تشریف لاتے تھے کہ اہل اصنام کو تالیف وقلوب و حسن سلوک سے ایمان و اسلام کی ہدایت کرین حضرت شیخ قطب الدین نے اپنے سفرنامہ مسمی قطبی مین لکہا ہی کہ دکن کے ہنود سخت متعصب ہین اور اسقدر قسی القلب ہین کہ علی الصباح اہل اسلام کی صورت دیکہنا مکروہ سمجہتے ہین۔ اگر کوئی مسافر مسلم وارد ہوتا ہے تو اسکو بُری تکلیف دیتے ہین۔ کہانے پینے کا سامان قیمتاً اُنکے ہاتھ فروخت نہین کرتے (تم کلامہ) واقعی دکن کے ہنود اسی قسم کے تھے۔ مگر اولیاء اللہ کے تصرفات و کرامات دیکھکے رقیق القلب ہوئے اور اہل اسلام سے موافقت کرنے لگے اور بزرگون کو اپنے ملک مین رہنے کی اجازت دینے لگے۔ رفتہ رفتہ بزرگون کے کرشمے دیکہکر اکثر راجے مہاراجے وظائف مقرر کرنے لگے اور حسنِ اعتقاد سے خدمات مین حاضر ہونے لگے۔ احکام البلاد والحکام

کے مولف نے بابا فخرالدین اور کرناٹک کے راجہ کی نقل اپنے تذکرہ میں لکھی ہے ہمنے بابا موصوف کا
حال بجنسہٖ تذکرہ سے نقل کیا ہے جو صاحب چاہیں بابا کے حال میں ملاحظہ کریں۔ اور
اسی طرح سے ہمنے اس تذکرہ میں متعدد بزرگوں کے احوال میں ہنود کا اعتقاد لکھا
ہے ناظرین کو مطالعہ سے معلوم ہوگا۔ حضرت بابا شرف الدین صاحب قدس سرہٗ
دکن میں آتے ہی پہاڑی کی چوٹی پر جو حیدرآباد کے مغربی جانب میں چار میل
کے فاصلے پر ہے فروکش ہوئے۔ آپ کے ہمراہ ساٹھ ستر فقرا بھی تھے آپ اکثر
عبادتِ الٰہی میں مشغول اور مریدین کی ہدایت و تلقین میں مصروف رہتے تھے۔ اکثر
ہنود آپ کی ملازمت میں حاضر ہوتے تھے اور آپ کے حسن اخلاق سے فیض
پاتے تھے۔ کوئی آپ کو تکلیف و ایذا انہیں پہنچاتا تھا۔ کشف و کرامت کو دیکھکر خدمت
بجالاتے تھے۔ اکثر آپ کی ہدایت سے موحد و مسلم ہوئے۔ آپ نے اپنے مریدونکو
دکن کے دیہات و قصبات میں ہدایت و تالیف قلوب کے لئے روانہ کیا۔ آخر
آپ نے انیسویں تاریخ ماہ شعبان ۶۸۷ہجری میں اس دار فانی سے عالم جاودانی
کو رحلت کی۔ اسی پہاڑی پر جہاں فروکش تھے مدفون ہوئے۔ آپ کی رحلت
کی تاریخ کا مادہ (آہ شرف الدین بابا ہے) سالانہ آپ کا عرس بڑے شان و شوکت
سے ہوتا ہے۔ بیشمار خلایق جمع ہوتی ہے۔ حضور بندگانِ عالی مدظلہ العالی کے طرف
سے عود و گل و چراغ بتی کے لئے سالانہ معقول وظیفہ مقرر ہے مجاورین و سجادہ
نشین کو ملتا ہے۔ وہ امور مذکورہ میں صرف کرتے ہیں۔ تاریخ خورشید جاہی کے

مولف نے لکھا ہے کہ آپ حضرت شیخ نظام الدین اولیاء کے مُرید و خلیفہ ہین ۔ مگر کسی کتاب کا حوالہ نہین دیا معلوم ہوتا ہے کہ بلا تحقیق سماعت کے اعتماد پر لکھدیا ہی ظاہر مین مولف مذکور کا قول ایسا ہے کہ لا اصل لہ والعلم عند اللہ ھو اعلم بالصواب نیاز و تبرک بوستان الاولیاء کے مولف نے حضرت کی کرامات و خرق عادات کی چند نقلین لکھی ہین ۔ فقیر مولف از انجملہ دو تین نقلین شائقین کے ملاحظہ کے لئے گزارش کرتا ہے ۔

نقل اوّل

بزرگون سے سُنا گیا کہ حضرت کے عہد مین ایک دہوبی کا بیل گم ہو گیا ۔ دو مہینے تک اُسکی جستجو مین حیران و پریشان ہوا اور شہر کے اطراف و جوانب مین خوب تلاش کیا ۔ لیکن کہین اوس گم گشتہ کا پتا نہین پایا ۔ عاجز و نا امید ہو کر حضرت کی خدمت مین آیا اور دست بستہ ہو کے عرض کیا ۔ حضرت دو ڈہائی مہینے سے میرا بیل گم ہو گیا ہے ۔ شہر کے اقطار و اطراف مین اور جنگل و پہاڑ کے میدانون اور پہاڑون مین تلاش کیا ۔ کہین نہین ملا ۔ مجھے کامیابی نہین ہوئی ۔ مین مفلس و تنگدست ہون ۔ عیال و اطفال کثیر ہین ۔ گذر اوقات مشکل سے بسر ہوتی ہے ۔ بیل میرا قوت بازو تہا ۔ اب نہ مجکو ایسی قدرت ہے کہ اُسکے عوض مین دوسرا خرید ون ۔ آپ کے پاس آیا ہون کہ میری مدد کیجئے کہ میرا گم شدہ بیل ملجائے ۔ آپنے تہوڑی دیر تامل کر کے ایک سفال ریزے پر کوئلے سے لکھ کے اُسکے حوالے کیا ۔ اور فرمایا کہ یہ سفال ریزہ فلان ہنومان کے پاس لیجا ۔ ہنومان تیرا بیل دیگا ۔

دہوبی حضرت کے قول سے دل مین متعجب ہوا کہ ہنومان پتھر کی مورت جگہہ سے چل سکتا
ہی نہ بل سکتا ہے۔ کیونکر بیل دیگا لیکن اعتقاداً حضرت کے حکم کی تعمیل کی۔ اُسی قرب
وجوار کے ہنومان کے پاس گیا حسب الارشاد سفال ریزہ اُسکے سامنے رکھدیا اور
بیل کے بارہ مین کہا مورت سے کچھ جواب ہنین پایا۔ ناامیدی کی حالت مین واپس
ہوا دیکھا کہ ہنومان کے عقب مین بیل چرتا ہوا کہڑا ہے۔ بہایت خوشی سے دوڑ اسیل
کو باندہ کے گہر لے آیا۔ دہوبی کے عیال واطفال بہت ہی خوشی منانے لگے اُسکے
دوست و قرابتدار پوچھنے لگے۔ کہو کہان ملا۔ دہوبی نے تمام قصہ بیان کیا۔ تمام حضرت
کی کرامت کے قائل ہوئے اور کہنے لگے کہ ہمارے دیوتا حضرت کے تابع ہین حضرت
مہادیوتا ہین۔ اہل اصنام کے خاص و عام مین حضرت کی کرامت و بزرگی کے چرچے ہونے
لگے ہنود کے دلون مین آپ کی عظمت کا سکہ جم گیا۔ بت پرستی کا بازار سرد ہوگیا۔ اکثر
حاجتمند آپ کے پاس آنے لگے۔ پیر پرستی کا آفتاب چمکنے لگا۔ اکثر بزرگانِ سلف خرق
عادت وکرامات کے ذریعہ سے اسی قسم کے کام بتون سے لیتے تھے کہ اہل اصنام کے
نزدیک اسلام کی عظمت اور بتون کی ذلت ثابت ہوجائے۔ بت پرستی سے توبہ کرین
اور قبولیت اسلام سے مشرف ہوجائین جزاہم اللہ خیر الجزاء

نقل دیگر

بابا شرف الدین عراقی خلیفہ شہاب الدین سُہروردی حسب اشارت وہدایت حضرت

رسالت پناہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم اشاعت اسلام کے لئے دکن آئے۔ آپ دینِ محمدی کے شیوع کے لئے اہل اصنام کی بہت خاطر و دلجوئی فرماتے تھے حدائق الاولیا کے مولف نے لکھا کہ آپ کی تشریف آوری سے دکن مین یہ غرض تھی کہ دینِ محمدی کی اشاعت ہو۔ بنا بر علیہ آپ اہل اصنام کے ساتھہ حسن اخلاق استعمال فرماتے تھے۔ ہر ایک اجاو پرجا سے ملاطفت و نرمی کرتے تھے۔ ہنود آپ کے پاس صبح و شام جوق جوق آتے تھے۔ آپ صاحبِ کشف و کرامات مقبول الدعوات تھے۔ جو زبانِ مبارک سے فرماتے تھے وہی ہوتا تھا۔ اور ہنود اپنی کامیابی وحصول مراد کی امداد چاہتے تھے۔ آپ ہر ایک کے ساتھہ ہمدردی سے باز نہین آتے تھے۔ اہل اصنام آپ کے خوارق عادات سے متاثر ہوتے تھے روز بروز ہنود کا اعتقاد بڑہتا گیا۔ اکثر موحد بنگئے۔ مگر حکام وقت کے خوف سے اسلام ظاہر نہین کرتے تھے بعض تو دلیری کرکے آپ کے مُریدون کے حلقے مین داخل ہو گئے۔ حاکم وقت نے آپ کے مقابلہ مین چون و چرا نہین کیا۔ پھر تو اکثر اسلام سے مشرف ہونے لگے

نقل تیسری

ایک بُت پرست ہندو آپکے پاس آیا۔ عرض کیا کہ حضرت مین آپ کا مُرید ہوتا ہون۔ اور اسلام کے زمرہ مین آتا ہون۔ اِس شرط پر کہ آپ مجکو سیندی و شراب کی اجازت دین۔ آپ نے فرمایا اچھا ہم بھی اجازت دیتے ہین ایک شرط پر۔ عرض کیا وہ کیا شرط ہے آپ نے فرمایا جہان ہم ہون وہان نہ پینا۔ وہ آپ کے فرمانے سے بہت خوش ہوا۔

اور صدق دل سے مسلمان ہوکے آپ کی بیعت سے مشرف ہوا۔ آپ نے اُس کا نام
نور محمد رکھا۔ وہ پوشیدہ شرابخانہ مین گیا۔ اور شراب کا پیالہ ہاتھ مین لیا۔ ابھی پیالہ
لب تک نہ پہنچا تھا کہ یکایک دیکھا کہ حضرت سامنے کھڑے ہین۔ ہاتھ سے پھینک کے
شرابخانے سے بھاگا۔ حضرت کے مُریدون مین آکے خوف زدہ وشرمندہ ایک گوشہ
مین خاموش بیٹھا۔ کسی مُرید نے پوچھا نور محمدؐ کیا حال ہے۔ ڈرتے ہوئے کہا۔ کہ مین آج
شرابخانے مین گیا تھا۔ شراب استعمال کرنے کے لئے مستعد تھا کہ یکایک وہین حضرت
دکھلائی دئے۔ وہان سے بھاگتا ہوا آیا۔ ندامت وپشیمانی مین بیٹھا ہون اُس سے
پوچھنے لگا۔ کیا حضرت آج باہر نکلے تھے۔ اُس نے جواب دیا۔ نہین نہین۔ سب مُریدین
حضرت کی کرامت کے معترف ہوئے۔ اہل اللہ واولیاء اللہ مین ایسے ہی صفات
ہوتے ہین۔ پھر نور محمدؐ نے شراب وسیندھی کو ترک کیا۔ واقع مین پیر ہون تو ایسے ہون
نااہل کو اہل بنائین۔ اندھے کو بینا۔ نادان کو دانا کرین بینے اس قسم کی نقلین متحد المعانی
ومختلف الالفاظ تذکرون مین دیکھین۔ چنانچہ حضرت میر غلام علی صاحب القادری الموسوی
بالحیدرآبادی کے حالات مین بھی اسی طرح منقول ہین عجب نہین اس قسم کی صفتین ہر ایک
ولی کامل مین ہوتی ہین۔ حضرت بابا قدس سرہ متقدمین سے ہین الفضل للمتقدم کے مستحق ہین

نقل چوتھی

منقول ہے کہ آپ نے ہنود کے تالیف کے لئے گاؤکشی اور گائے کے گوشت کھانے

مخالفت کی تھی۔ آپ ورآپ کے مریدین گائے کا گوشت نہین کہاتے تھے اور اُنکے اوتارون کو بُرائی سے ذکر نہین فرماتے تھے۔ اِنہین بزرگانِ سلف کے اخلاق نے ہنود قسی القلب کو موم دل کیا اور اسلام کے دائرے مین جوق جوق آئے اور اسلام کے طریقے پر ثابت قدم ہوئے۔ گوشت کھانے اور نہ کہانے اور ہندوؤن کو بُرا بھلا نہ کہنے سے اسلام مین کچھ خلل نہین آتا۔ گوشت کا کہانا مباحات سے ہی اگر کوئی نہ کہائے تو ماخوذ ومستحق عذاب نہوگا۔ ہان اباحت کے انکار سے مستحق تکفیر ہوگا۔ دکن مین اکثر خاص وعام گائے کا گوشت نہین کھاتے ہین۔ معلوم ہوتا ہے کہ یہ رواج عام بزرگان سلف کا ایجاد کیا ہوا ہے۔ یہ رواج بھی ہنود کی تالیف کیلئے کئے ہونگے۔ اگر اس مقام مین یہ کہا جائے (کہ یہ رواج حضرت بابا قدس سرہ کی توجہ کی برکت سے ابتک دکن مین رائج ہی) تو بیجا نہوگا بس اس رواج کو بھی حضرت کی کرامت سمجھنا چاہیئے۔

نقل پانچوین

بستان الاولیار کے مولف نے لکھا کہ حضرت بابا شرف الدین کے قرب وجوار مین ایک بت قدیم تہا تلنگانہ کے ہنود اُسکو اپنا معبود سمجھتے تھے۔ ایک وقت حضرت کے ذکر بالجہر وتکبیر وتہلیل کے آوازے بت زمین پر گر گیا۔ صبح اہل اصنام پرستش ودرشن کے لئے آئے۔ دیکھا کہ بت زمین پر ذلت کی حالت مین پڑا ہوا ہے۔ ہنود یہ حالت دیکھکر افروختہ ہوگئے اور حضرت کے فقرا کو متہم کیا کہ اِن ترکلو نے ہی یہ کام کیا ہے۔ لڑنیکے لئے

مستعد ہوئے۔ فقرا بھی مقابلہ مین قائم ہوئے۔ ایسی حالت مین حضرت نے نہایت نرمی و لطف سے اہلِ اصنام کو مخاطب کیا۔ اور فرمایا کہ آپ کے پاس کیا دلیل ہے کہ ہمارے فقرا نے تمہارے دیوتا کو ذلیل کیا۔ ہنود حضرت کا کلامِ مبارک سُن کے خاموش ہوئے۔ حضرت نے فرمایا کہ دیوتا سے پوچھنا چاہیے۔ ہنود کہنے لگے یہ نہین ہو سکتا وہ مورت ہے کلام نہین کر سکتی۔ حضرت نے ایک ٹھیکرا منگوا کے اُس پر کچھ لکیرین کھینچین اور اُنکو دیا کہ یہ ٹھیکری دیوتا کے پاس لے جاؤ وہ تم سے کلام کرے گا۔ اور جو واقعہ ہوگا بیان کرے گا۔ تمام راضی ہوئے اور دیوتا کے پاس گئے۔ حضرت کی لکھی ہوئی ٹھیکری پیش کی اُسی وقت دیوتا باذن اللہ متکلم ہوا۔ کہا اے میرے پوجنے والو حضرت کے فقرا نے مجکو ذلیل نہین کیا۔ مین خود تکبیر کی آواز سن کے گر پڑا۔ مجکو یہان سے فاصلے پر لیجاؤ۔ حضرت اور اُن کے فقرا کو نہ ستاؤ۔ حضرت اوتارون مین بڑے اوتار ہین۔ اہلِ اصنام نہایت شرمندہ ہوکے حضرت کے معتقد ہوئے اور دیوتا کو اُٹھا کے دور فاصلے پر اُٹھا کے رکھے۔ یہ حضرت کی کرامت تمام اہلِ اصنام مین منتشر ہوئی۔ روزانہ ہنود آپ کے درشن و ڈنڈوت کے لئے آتے تھے۔ حضرت کے قدمبوس ہوکے جاتے تھے۔ نذر و نیاز پیش کرتے تھے۔ آپ سے اور آپ کے فقرا سے تنفر نہین جائز رکھتے تھے۔ چونکہ آپ اسلام کی اشاعت کے لئے آئے تھے تالیف قلوب کے لحاظ سے ہر ایک فقیر و امیر راجا پرجا کی خاطر و مدارا فرماتے تھے اور دوا و دعا سے خوش کرتے تھے۔ آپ جیسے بزرگون کی خوش خلقی و نرمی سے دکن مین

اسلام وایمان کے پودے اہل اصنام کے دلون مین جمنے لگے واقعی اُس زمانہ سے اِس زمانے تک اہل اصنام کے نزدیک وہی عظمت چلی آتی ہی۔ اب تک حضرت کی کرامت وخرقِ عادت بدستور جاری ہے۔ ہر جمعرات کو آپ کے مرقد مبارک پر معتقدین فریقین اہل اسلام واہل اصنام کا مجمع رہتا ہے۔ ہمارے ظل اللہ اعلیحضرت بندگانِ عالی بادشاہ دکن خلد اللہ ملکہٗ اکثر اوقات درگاہ عرش بارگاہ مین جاتے ہین۔ اور فیض باطنی سے مستفید ہوتے ہین۔ اللھم زد فزد۔

نقل بابا شرف الدین قدس سرہٗ

بستان الاولیاء کے مولف نے آپ کے کرامات وخرقِ عادات کی بابت لکھا کہ اینکسٹ ریڈی بالیکار گولکنڈہ کا لڑکا متعدد امراض لا علاج مین مبتلا ہوا حکمائے ہندی ومصری معالجہ سے دست بردار ہوگئے۔ اور ہر ایک نے اپنی رائے قائم کی کہ اِس کا کام تمام ہوگیا ہی امروز فردا مین فوت ہوگا۔ بالیکار ناامیدی ویاس کی حالت مین آپ کے پاس آیا اور فرزند مریض کی حالت عرض کی۔ آپ نے ایک تعویذ مجرب لکھ کے عطا کیا اور پانی پر بھی دم کرکے دیا۔ فرمایا کہ تعویذ گلے مین باندھ دو اور پانی پلاؤ۔ تین روز تک متواتر پانی دم کرکے دیتے رہے تعویذ کے باندھنے اور پانی کے پلانے کے بعد ہی مرض مین تخفیف ہونے لگی۔ تیسرے دن صحت کاملہ وشفائے تامہ حاصل ہوئی۔ اطبا نہایت دیا لیکاران عبدۃ الاوثان آپکی کرامت ومسیحائی کے معتقد ہوئے۔ اور کہتے تھے کہ یہ بابا

اوتا رہین۔ اکثر اہل اصنام کی عورتین صبح وشام بچون کو گود مین لئے ہوئے آپکی خدمتمین دعا دم کرانے کو آتی تہین۔ آپ حسنِ اخلاق سے ہر ایک کے بچے پر دعا دم کرکے فرماتے تھے خوش ہو عورتین بہت ہی خوش ہوتی تہین۔ اور آپ کے قدمون پر سر رکھدیتی تھین۔ آپ ہاتھہ وزبان سے منع فرماتے تھے۔ معتقدین جو راسخ الاعتقاد ہوتے تھے باز نہین آتے تھے قدمون پر گرتے ہی جاتے تھے ہر روز صبح وشام آپکے پاس جنگل مین دنگل رہتا تہا بزرگانِ سلف نے ہندوستان مین اکثر حسنِ اخلاق ونرمی سے اہل اصنام کو اہل اسلام واہل ایمان بنایا اور اشاعت اسلام کو عمدہ طرح سے انجام دیا۔ جبراً وظلماً مسلمان نہین بنایا مین اس وقت ناظرین کے سامنے گزارش کرتا ہون کہ آپ کی کرامت سے ہے کہ ابتک آپ کے مزار پُر انوار پر ہر پنجشنبہ کو ویساہی دنگل رہتا ہے جیسا کہ زمانہ سابق مین تہا۔ اب بھی آپ کے خرقِ عادات جاری ہین نامراد وحاجتمند آپکی بارگاہ سے بامراد ہوتے ہین۔ قیامت تک یہی فیض جاری رہے گا۔

حضرت باباشہاب الدین قدس سرہٗ

بستان الاولیا کے مولف نے لکھا کہ آپ باباشرف الدین قدس سرہٗ کے برادر ہین اور حضرت شہاب الدین سہروردی کے مُرید وخلیفہ سلاطین خلجیہ کے زمانہ مین اپنے برادر بزرگ کے ہمراہ ہند مین آئے۔ اور ہند سے بہائی کی رفاقت مین وارد دکن ہوئے چند روز بہائی کے پاس بسر کرکے اُس مقام مین رونق افروز ہوئے

جہان آپ کا مزار ہے۔ نواب امیر کبیر فخر الدین خان شمس الامرا بہادر نے اس مقام مین مکانات وبازار وغیرہا تعمیر کرا کے اُس کا نام شمس آباد رکھا آپ تا بہ زندگی اُسی مقام مین سکونت پذیر رہے۔ آخر جب فوت ہوئے وہین دفن کئے گئے۔ آپ صاحب کشف وکرامت تھے۔ اہل اصنام آپ کے خرق عادات دیکھکے آپ سے مانوس ہونے لگے۔ اور صبح وشام آپ کی خدمت مین آمد ورفت کرتے تھے۔ آپ ملاطفت وملائمت سے اُن کی دلجوئی ودلدہی فرماتے تھے۔ اکثر آپ کے پاس ہنود اُن بیمارون کو لاتے تھے جنکے علاج سے مایوس ہوجاتے تھے۔ آپ بیمارون پر دعا دم کرتے تھے۔ آپ کی دعا مسیحائی دم کا کام کرتی تھی۔ فی الفور بیمار تندرست ہوجاتا تھا پس ہنود بغرض دعا ودوا آپ کی خدمت مین آنے لگے۔ اور اسلام وایمان کی طرف رغبت کرنے لگے رفتہ رفتہ آپ کی ہدایت وتالیف قلوب سے موحدین کی تعداد بڑھ گئی۔ مگر موحدین راجاؤن اور قوم کے خوف سے ایمان واسلام کا اظہار نہین کرتے تھے۔ جب موحدین کی تعداد بڑہ گئی۔ تب حضرت کی خدمت مین ظاہر آ مسلمان ہو گئے راجاؤن وقوم نے اُن سے بازپرس نہین کی۔ اور حکام وقت بھی آپ کے طرف رجوع ہوئے۔ ایک بتخانے کا پوجاری مہنت آپ کے اوصاف سُنکے آیا۔ اور آپ سے سوال کیا۔ حضرت خدا ایک ہے یا متعدد ہین؟ آپ نے فرمایا ایک ہے۔ اُسکی ذات وحدہٗ لاشریک ہے وہ فرد فرید ہے۔ نہ اُسکو ولد ہے۔ نہ زوجہ۔ نہ وہ زوجہ ہے۔ اکیتا ہے اکیتائی کو پسند کرتا ہے دیکھو اسکی فردیت پر نباتات واشجار۔ مثلاً نیم۔ املی سیلاس وغیرہ کے پتے

اگر آپ شمار کرینگے تو طاق و فرد پائین گے۔ زوج نہ پائینگے۔ مہنت کے چیلے دوڑے اور درختون مذکورہ کی شاخین لائے اور پتون کو شمار کیا ہر ایک کے آخر مین ایک ایک فرد نکلا مہنت اسکے چیلے آپکی تقریر وہدایت سے بہت خوش ہوئے حضرت کا فرمانا بموجب اللہ وتر یحب الوتر یعنی خدا طاق و فرد ہے۔ طاق و فرد کو دوست رکھتا ہی اور بمصداق شعر سعدی علیہ الرحمہ ہے

برگ درختانِ سبز در نظرِ ہوشیار ہر ورقی دفتریست معرفتِ کردگار

آپ اور آپ کے برادر بزرگ بابا شرف الدین قدس سرہٗ سے دکن مین اسلام وایمان کا چراغ روشن ہوا۔ اکثر ہنود ایمان واسلام سے مشرف ہوئے۔ اور اہلِ اصنام کے قلوب سے کفر کا زنگ دور ہوگیا۔ اور بتون کی عظمت وبزرگی ان کے دلون مین باقی نہین رہی۔ اہلِ اسلام کے اصول وفروع کو پسند کرنے لگے۔ اور اہلِ اسلام کی ہمدردی ومواخات سے نہاہت ہی خوشی منانے لگے حضرت سے کہتے تھے کہ اسلام کے قواعد وضوابط درست وصحیح معلوم ہوتے ہین۔ واقع مین آپ اور ہم سب بنی آدم باہم برادر ہین سلاسل کے دراز ہونے سے ایک دوسرے سے جدا ہوگئے۔ آپ مقبول الدعا تھے اور عملیات مین بھی کامل قدرت رکھتے تھے۔ جامع الفضل والکمال تھے۔ صاحب مکارم اخلاق فضل وخلق کے ذریعہ سے خلائق کے قلوب کو مسخر فرماتے تھے۔ آخر آپ نے اس دار ناپائدار سے عالم بقا کی طرف بتاریخ ۱۲ ماہ محرم شریف سنہ ۶۹۱ ہجری مین رحلت کی انا للہ وانا الیہ راجعون۔ سکونت گاہ مین دفن کئے گئے۔ سالانہ آپکا عرس ہوتا ہے مشائخ وفقرا جمع ہوتے ہین۔ سکونت گاہ مین مدفون ہوئے۔ نیز اروپتبرک ہے۔ آپ کا سالار

عرس ہوتا ہے۔ مشائخ و فقرا جمع ہوتے ہیں۔ عالیجناب نواب محمد معین الدین خان دام اقبالہم
بدستور بزرگانِ سلف عرس میں تشریف لیجاتے ہیں۔ مرقد شریف پر غلافِ زرّین
و چادرِ گل چڑہاتے ہیں۔ اور طعامِ نیاز پکوا کے مشائخ و فقرا کو کھلاتے ہیں۔ جزاہم خیر الجبار

شاہ بارک اللہ چشتی

آپ سلطان المشائخ نظام الدین اولیاء کے مرید و خلیفہ ہیں۔ اور شاہ عطاء اللہ کے برادر
حقیقی دہلی سے گجرات میں آئے۔ احمد آباد میں حاجی پورہ کے قریب فروکش ہو کے
سکونت اختیار کی آپ قطبِ عالم گجراتی کے معاصر ہیں۔ گجرات کے علما و مشائخ نے آپکا
احترام کیا۔ پھر آپ نے گجرات میں ہدایت کا دروازہ کشادہ کیا طالبین آپکی خدمت میں
فیض پاتے تھے۔ امرا و سلاطین بھی آپ سے حسن اعتقاد رکھتے تھے۔ حضرت شاہ عالم
کو حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عالم رویا میں بشارت دی کہ آپ کو بارگاہ
ازدی سے شاہِ عالم خطاب مرحمت ہوا شاہ عالم نے عرض کی کہ میں خطاب کو ظاہر
کروں۔ حضرت صلعم نے فرمایا۔ نہیں آپ کو پیر و مرشد والد ماجد کی خدمت میں جانا چاہیے
وہ آپ کو شاہ بارک اللہ کی خدمت میں بھیجیں گے۔ وہاں خطاب کا ظہور ہوگا۔ شاہ عالم
حسب الارشاد والد ماجد کیخدمت میں گئے۔ والد نے آپ کو دیکھتے ہی مسکرا کے فرمایا۔ آپ
شاہ عالم آپ کو شاہ بارک اللہ کی خدمت میں جانا چاہیے شاہ عالم حسب الحکم والد شاہ بارک اللہ
کی خدمت میں گئے۔ اُس وقت شاہ بارک اللہ مکان کی دیوار تعمیر کر رہے تھے۔ اور

مُریدین اینٹ و پتھر و مٹّی لاتے تھے۔ آپ بھی شریک ہوئے۔ مٹّی کے ٹوکری سر پر اُٹھا کے لائے۔ اُسوقت شاہ بارک اللہ نے فرمایا۔ شاہ عالم آئے۔ آپ کے سر پر چتر شاہی خوشنما معلوم ہوتا ہے۔ ٹوکری آپ کے سر سے اُتار کے دیوار کے پایہ مین ڈالی اور آپکو اپنے بھائی شاہ عطاء اللہ کے مکان پر لے آئے۔ مکان مین گئے۔ ایک دیگچی لوبیا سے بھری ہوئی لا کے آپ کو عطا کی اور خدام کو ہمراہ دے کے روانہ کیا اور خادمون سے کہا آپ کے ہمراہ جائیے۔ جس مقام مین آسمان وما فیہا وزمین وما علیہا سے شاہ عالم کا لفظ سُنو مراجعت کرو۔ شاہ عالم لوبیا کی بھری ہوئی دیگچی سر پر لئے ہوئے چلے جب احمد آباد کے بازار مین پہنچے۔ وہان ایک فقیر گنگا لنگڑا اندھا بیٹھا کھڑا ہوا تھا۔ اور ڈھول بجاتا تھا۔ گدائی کرتا تھا۔ جب شاہ عالم اُسکے قریب پہونچے وہ صحیح سالم و بینا ہو گیا۔ اور کہنے لگا شاہ عالم شاہِ عالم اور اہلِ بازار بھی آپ کو اس لقب سے پکارنے لگے۔ شاہِ عالم نے آپ کے خادمون کو مراجعت کا حکم کیا۔ خدام لوٹے۔ شاہِ عالم والد ماجد قطب عالم کی خدمت مین پہنچے اور تمام ماجرا عرض کیا اور لوبیا کی دیگچی بھی پیش کی۔ اُسی وقت سے یہ فقرا عوام مین ضرب المثل ہوا چشتیون نے پکائی۔ بخاریون نے کہائی۔ شاہ بارک اللہ عاشق رسول اللہ تھے توکل و قناعت کی مسند پر متمکن تھے کبھی کسی سے سائل نہین ہوتے تھے مدۃ العمر بادشاہی یومیہ و وظیفہ قبول نہین کیا۔ کریم الاخلاق عمیم الاشفاق تھے اہل گجرات کو حسنِ اخلاق سے مسخر کیا تھا۔ آخر آپ نے تقریباً ۹۴۵ھ ہجری مین رحلت کی حاجی پور میں احمد آباد گجرات کے متصل مدفون ہوئے۔ مزار و متبرک ہے۔

شیخ برہان گجراتی

آپ گجراتی المولد والمنشا ہین۔ آپ نے احمد آباد گجرات مین طالب علمی کی۔ دوران طالب العلمی کے زمانہ مین درویشی کے بھی طالب تھے اُسی زمانہ مین صدرالدین ذاکر کی خدمت مین بھی حاضر ہوتے تھے۔ مخدوم ذاکر سے ذکر وشغل کی سند حاصل کی۔ ابھی کتب درسیہ ختم نہین ہوئی تہین۔ نہ درویشی مین کمال حاصل کیا تہا۔ کہ گجرات سے مولانا شیخ محمود جلال مانڈوی کی خدمت مین آئے چند مدت مین علوم ظاہری وباطنی کی تکمیل کی اور تکمیل کے بعد پیر کی اجازت سے دارالخیر اجمیر روانہ ہوئے۔ مخدوم خواجہ معین الدین چشتی کے روضہ مین ریاضت کر کے فیض اویسیہ سے سرفراز ہوئے اور مسند ہدایت وارشاد پر جلوس فرما ہو کے تعلیم وتلقین کے بازار کو خوب گرم کیا آپ کے حلقۂ تلقین مین طلبہ کا مجمع کثیر رہتا تھا۔ آپ کی توجہ باجلال وکمال تھی چندہی روز مین طلبہ کو کامل کرتی تھی۔ مدت تک اسی شغل مین رہے آخر آپ کی رحلت ۹۸۶ھ ہجری مین واقع ہوئی۔ اجمیر مین مدفون ہوئے یزار یتبرک بہ۔

حضرت شاہ بودلے

اصل مین آپ کا اسم مبارک شاہ بہبود علی ہے کثرت استعمال سے شاہ بودلے ہو گیا۔ انوار الاخیار مین لکھا ہے کہ سادات صحیح النسب سے ہین آپ کے والد گھوڑونکی سوداگری کرتے تھے آپ کا اصل وطن بیجاپور ہے۔ آپ والد ماجد کی وفات کے بعد سب مال اسباب خدا کی راہ مین خیرات کر کے شاہ امین الدین علی کی خدمت مین حاضر ہوئے مدت تک ریاضت وچلہ کشی کرتے رہے۔ آخر پیر کی توجہ سے درجہ کمال کو پہنچے اکثر جذب کی حالت مین اس قدر بیخبر ومدہوش ہوتے تھے

کہ آپ کو خواب و خورش سے اصلاً خبر نہین رہتی تھی۔ سلطان عبداللہ قطب شاہ کے زمانے مین شہر حیدرآباد مین تشریف لائے بمحلہ دبیرپورہ بیرون بلدہ فروکش ہوئے سر راہ بازار دبیرپورہ اکثر اوقات بیٹھے رہتے تھے کبھی کسی سے سائل نہین ہوتے تھے۔ اگر کوئی کچھ نذر دیتا تھا تو لیکر کسی فقیر مسکین کو دیدیتے تھے۔ انوار الاخبار مین یہ لکھا ہے کہ ایک وقت حضرت بازار مین سر راہ عادت کے موافق بیٹھے ہوئے تھے کہ ناگاہ پادشاہی مست ہاتھی کا گذر آپ کے طرف ہوا۔ ہاتھی آپ کے طرف متوجہ ہوا۔ فیلبانون نے بہت شور و غوغا کیا کہ آپ وہان سے نکل جائے مگر آپ تو شراب عشق مین مست تھے شور و غوغا سے خبر تک نہین ہوئے اور نہ اپنی جگہ سے دور ہوئے جیسے بیٹھے تھے اسی حالت مین رہے جب مست ہاتھی آپ کے قریب پہونچا تب اُس کی مستی کا جوش و خروش فرو ہوگیا۔ وہ حیوان لایعقل نہایت ادب سے آپ کے سامنے کھڑا ہوگیا اور سونڈ سے آپ کے قدم مبارک کو ملنے لگا۔ یہ واقعہ عجیب و غریب ایک عالم کا تماشاگاہ تہا۔ فیلبان اس بات کی کوشش کر رہے تھے کہ ہاتھی حضرت کے سامنے سے چلے مگر اُن کی کوشش کچھ مفید نہین ہوتی تھی آخر حضرت نے اُسکی سونڈ پر ہاتھ رکھکر فرمایا کہ اپنے تہان پر جا اُسی وقت ہاتھی نے تہان کی راہ لی شہر کے عام و خاص تمام یہ واقعہ دیکھکر حضرت کی بزرگی و کرامت کے معتقد ہوئے اطراف و اکناف مین آپ کے خرق عادات کے چرچے ہونے لگے دور و نزدیک سے آپ کے لئے نذرین و نیازین آنے لگین ابتک آپ کا تصرف مزار فائض الانوار سے جاری ہے۔ ہر سال آپ کا عرس مبارک بڑی شان و عظمت سے ہوتا ہے سرکار عالی نظام خلد اللہ ملکہ سے عُرس کیلئے ماہواری ۷ مقرر ہے آپ کی وفات ماہ ربیع الثانی

قریب ۱۰۶۸ہجری مین ہوئے! ور قبر شریف محلہ دبیر پورہ مین کون وازہ شہر ہی بزیارت کے

شیخ بدر الدین بن شیخ محمد ملتانی

آپ جو تھے صاحبزادے ہین۔ والد ماجد کے مُرید و خلیفہ تھے جب ابراہیم قطب شاہ شہر بیدر مین آیا آپ کے والد کی ملازمت سے مشرف ہوا۔ عرض کیا کہ اگر مین آپ کی دعا کی برکت سے بادشاہ ہونگا تو قادریہ طریقہ مین مرید ہونگا۔ آخر وہ جمشید قطب شاہ کے بعد بادشاہ ہوا۔ یہ حضرت کی دعا کی برکت تھی کہ ابراہیم کو سلطنت ملی۔ آپ کو والد ماجد کی خبر سے اول ہی بشارت ہوئی تھی کہ جمشید کا زوال ہوا۔ ابراہیم بادشاہ ہوا۔ آپ نے ایک آدمی ابراہیم کے پاس بھیجا کہ آپ بادشاہ ہوئے۔ وہ حیران ہوا کہ مین کیونکر بادشاہ ہونگا ابھی میرا بھائی بادشاہ ہے۔ اُسی وقت مسموع ہوا کہ جمشید فوت ہوا اور لوگون نے سبحان قلی بن جمشید کو جو خورد سال تھا بادشاہ بنایا۔ آخر سب نے ابراہیم کو بنایا اور سبحان قلی کو معزول کیا۔ ابراہیم آپ کا معتقد ہوا تخت نشینی کے بعد آپ کو بلایا۔ آپ گولکنڈہ مین آئے قطب شاہ نے بہت اعزاز و اکرام کیا مسند پر بٹھایا۔ اور آپ مودب بیٹھا اور تلنگی زبان مین امین خان مخاطب بہ معتمد خان سے دیر تک بادشاہ نے مکالمہ کیا۔ پھر امین خان آپ کی خدمت مین آیا۔ عرض کیا کہ حضور بادشاہ اپنی تقصیر کا عذر چاہتا ہے۔ کہ اول مین آپ کی خدمت مین آیا تھا اور حصول مدعا کے لئے دعا چاہی تھی اور اقرار کیا تھا۔ کہ حصول مدعا کے بعد آپ کی خدمت مین بیعت کرونگا۔ مگر فی الحال حضرت سید ید اللہ نبیرہ حضرت سید محمد حسینی گیسودراز نے چند تھے مثلاً چتر شاہی وغیرہ نفائس اشیا بھیجے اور شجرہ و خرقہ بھی روانہ کئے مین

اور لکھا کہ اگر یہ تحفے منظور ہون تو رکھئے اور اِس خاندان مین بیعت بھی کیجئے نہین تو تحائف واپس بھیجئے چونکہ یہ اسباب شاہی ناخواستہ آئے مین نے تحائف کا رد کرنا مناسب نہین سمجھا۔ بامجبوری تحائف کو قبول کیا اور اِس خاندان کا مُرید ہوا لیکن مجکو صدق عقیدت وحُسنِ ارادت حضرت سے ہے۔ آپ بھی مجکو مُرید کیجئے۔ حضرت نے انکار کیا اور فرمایا اہل طریقت مین یہ امر نہایت ناپسند ہے۔ کہ کسی کو ارادت سے باز رکھنا جہان آپ کا نصیب تھا وہ آپ کو پہنچا۔ ہر چند کہ اصرار کیا آپ نے انکار فرمایا۔ آخر قطب شاہ مدۃ العمر مُریدون کی طرح معتقد رہا۔ اکثر آپ کی خدمت مین تحائف وندرانہ نیاز بھیجتا تھا معتمد خان نے آپکے والد ماجد سے عرض کیا کہ صاحبزادہ شیخ بدرالدین کو یہان بھیجئے آپ نے منظور کیا شیخ بدرالدین صاحب ترجمہ گولکنڈہ مین آئے۔ ابراہیم قطب شاہ نے بڑی شان و عظمت سے آپ کا استقبال کیا اور مہمان کو بڑی عزت سے اُتارا۔ پھر بذریعہ امین خان عرض کیا کہ آپ دعا فرمایئے کہ خدا مجکو فرزند عطا کرے آپ نے عرض سے پہلے ہی فرمایا کہ انشاء اللہ تعالیٰ آپکو فرزند ہوگا آپکو چاہیئے کہ اُسکا نام غلام عبدالقادر رکھین قطب شاہ نے قبول کیا۔ پھر آپ چند روز کے بعد بیدر آئے۔ اور بزرگانِ سلف کے روضہ مین دعا کرنے لگے۔ خدایا بادشاہ کو فرزند نرینہ عطا کر پھر آپکو عالمِ رویا مین معلوم ہوا کہ بادشاہ کو فرزند ہوگا۔ الحمد للہ کہ مدۃ موعودہ کے بعد بادشاہ کو فرزند پیدا ہوا۔ ابراہیم نے حسبِ وعدہ اُس کا نام غلام عبدالقادر رکھا اور حضرت کا مرید فرمایا۔ یہ بھی حضرت ملتانی قدس سرہ کی کرامت سے ہے کہ بادشاہ نے باوجود مذہب امامیہ فرزند کا نام غلام عبدالقادر رکھا سلاطین قطب شاہیہ متعصب نہین تھے صلح کل کے طریقہ پر چلتے تھے معاملات وملکی انتظامات مین اپنی تمام رعایا اہل اسلام سُنی وشیعہ واہل اصنام کو برابر درجہ مین

رکھتے تھے جب رام راج و عادل شاہ باہم متفق ہو کے نظام شاہ کے ملک پر حملہ آور ہوئے
اُس وقت نظام شاہ مع قطب شاہ مقابلہ کے لئے مستعد ہوا۔ ابراہیم نے اپنی تلوار
حضرت کی خدمت مین بھیجی اور عرض کیا کہ مین دشمن کے مقابلے کو جاتا ہون۔ آپ فتح
کی بشارت دیجئے۔ پھر آپ نے والد ماجد کے روضہ مین جا کے دعا کی۔ عالم مراقبہ مین
معلوم ہوا کہ فتح نہو گی۔ آپ نے تلوار واپس کی اور لڑائی سے روکا۔ بادشاہ رنجیدہ ہوا
کسی اور بزرگ سے اجازت چاہی اور مقابلے کے لئے مستعد ہوا۔ کہتے ہین کہ
ابراہیم کا لشکر پسپا ہوا۔ انہین دنون مین عادل شاہ بیجاپوری کی دایہ بھی فتح کی بشارت
کے لئے آئی تھی۔ آپ نے فرمایا کہ عادل کافر کا طرفدار ہے۔ مین اسکے لئے کچھ نہین کہونگا
پھر دایہ نے عرض کیا کہ حضرت بادشاہ کو فرزند نہین ہے آپ دعا کیجئے کہ خدا عطا کرے
آپ نے فرمایا عادل شاہ کی درخواست آنی چاہئے۔ دایہ نے کہا کہ مین عادل شاہ
کے طرف سے مختار ہون۔ جو آپ فرمائین گے بجا لاؤن گی۔ آپ نے بشارت دی کہ
فرزند ہو گا۔ مگر اُس کا نام غلام عبد القادر رکھنا۔ دایہ نے قبول کیا۔ مدت مقررہ کے بعد
لڑکا پیدا ہوا۔ مگر بادشاہ نے تسمیہ کی شرط ادا نہ کی۔ آپ نے سید بڈھن مرزا کو بھیجا اور
دایہ سے کہا کہ آپ نے جو شرط حضرت سے کی تھی وہ کہان ہے اُس مکارہ نے
انکار کیا آخر اُسی سال مین وہ لڑکا و دایہ فوت ہوئے۔ کہتے ہین کہ ایک وقت تمام علمائے
امامیہ نے ابراہیم شاہ کو اس بات پر آمادہ کیا کہ اگر شیخ بدر الدین جو اس وقت مین سنت
جماعت کا پیشوا ہے اگر یہ مذہب امامیہ مین آجائے تو بہت سے لوگ اس طریقہ مین

شامل ہونگے۔ قطب شاہ نے آپ کو بلایا۔ آپ متردد ہوئے۔ مراقبہ فرمایا معلوم ہوا کہ جاؤ کچھ نہین ہوگا۔ آپ آئے۔ قطب شاہ نے حسب عادت استقبال کیا اور اعزاز و اکرام سے اُتارا۔ کسی کی جرأت نہین ہوئی۔ کہ آپ سے اِس معاملہ مین گفتگو کرے۔ پھر علمانے شاہ بادشاہ کو ترغیب دی کہ شیخ اور مولانا خواجگی سے مناظرہ و مباحثہ کرانا چاہیے۔ مناظرہ مین اُنکی فضیلت معلوم ہو جائیگی۔ آپ اور مولانا خواجگی ایک مجلس مین متفق ہوئے۔ خواجگی نے ایک رسالہ سُنت جماعت کے رد مین لکھا۔ مولانا خواجگی پر آپ کا رُعب اس قدر غالب ہوا کہ عالم سکوت مین حیران ہو گیا۔ آپ کے سامنے دم نہین مار سکا آپ نے فرمایا کیسا ہے لائے۔ خواجگی نے نہین دیا۔ آخر مجلس برخواست ہوئی۔ مباحثہ کی نوبت نہین آئی۔ آپ کے کمالات و خوارق عادات تحریر و تقریر کے اندازے سے خارج ہین۔ ممکن نہین کہ اس مختصر مین لکھے جائین۔ آخر آپ مرض الموت مین مبتلا ہوئے۔ مزاج مین برودت و رطوبت زیادہ ہو گئی تھی۔ اور زبان مین بھی لکنت آگئی تھی۔ لیکن آپ اوراد و وظائف کو نہین چھوڑتے تھے۔ اور نماز بھی ادا کرتے تھے۔ اگرچہ نشست و برخاست کی طاقت نہین تھی۔ جب رحلت کا وقت قریب آیا تب سب فرزندون کو بلایا اور فرمایا اب ہماری زندگی کے تین روز باقی ہین۔ مین تمکو وصیت کرتا ہون۔ کہ اس وقت کوئی میرے پاس سے باہر نہ جائے آپ نے تینون صاحبزادون کو قادریہ طریقے مین مُرید و خلیفہ کیا۔ اور ہر ایک کو خلافت کا خرقہ عنایت فرمایا۔ اور روضہ کی تولیت شیخ احمد کو عطا کی قبلہ رخ متوجہ ہوئے۔ لفظ اللہ اللہ کہتے ہوئے واصلِ حق ہوئے۔ یہ واقعہ ۲۸ ماہ ذیقعد

۱۰۰۸ہجری مین واقع ہوا۔ آپکی عمر ۹۶ برس کی تھی۔ آپ کے چار فرزند تھے شیخ محمد و شیخ احمد و شیخ ابراہیم و شیخ علی۔ شیخ محمد کو ایک لڑکا سمی شیخ بدرالدین تہا۔ اور شیخ احمد کو سمی شیخ عبدالقادر رہا۔ معدن الجواہر کے مولف نے لکھا کہ شیخ ابراہیم کے دو لڑکے دونون لاولد رہے۔ شیخ علی کو دو لڑکے شیخ عبدالقادر باپ کے بعد روضہ کا متولی ہوا۔ اُسکے آٹھہ بہنین تہین۔ اُن مین سے بی مریم منسوب شیخ مصطفے ابن نورالدین بن شیخ زین الدین شبلی سے تہین۔ باقی لڑکیون کا حال معلوم نہین ہوا۔ شیخ بدرالدین کو وفات کے بعد ایک مقام مین دفن کئے چھہ مہینے کے بعد خواب مین معلوم ہوا کہ حضرت کو وہان تکلیف ہے نعش مبارک کو نکال کر دوسرے مقام مین دفن کئے۔ دکن کے سلاطین آپکے معتقد تھے آپ جو کچھ فرماتے تھے وہ منظور کرتے تھے۔ حضرت باوجود عظمت و شان خلیق و متواضع تھے۔ فقرا و غربا کے ساتھہ صحبت رکھتے تھے۔ سادات کی بڑی تعظیم کرتے تھے۔ فقرا و غربا کی مساعدت فرماتے تھے اور اُنکی بدمزاجی و سختی کی برداشت کرتے تھے۔ ایک روز ایک فقیر نے آپ پر خنجر چلانا چاہا تمام حاضرین اُسکی تنبیہ کے لئے مستعد ہوئے۔ آپ نے منع فرمایا۔ اور اُسکے سامنے امضی برضا ہوکر سر رکھدیا۔ فقیر خنجر کو پھینکر آپ کے قدمون پر گر پڑا معافی چاہی اور کہا مجکو امتحان منظور تہا۔ بیشک آپ قطب ہین کہ جگہہ سے حرکت نہین کرتے۔ آپ کبھی لذیذ طعام کیطرف ہاتھہ نہین بڑہاتے تھے۔ محتاجون کو کھلاتے تھے۔ باریک پارچے سے دور رہتے تھے و معمولی کہادی و گزی کا لباس پہنتے تھے۔ شرع کے پابند تھے جس مسئلہ مین اختلاف ہوتا تہا اوس سے منع کرتے تھے۔ علوم ظاہری و باطنی مین کامل تھے۔ گجرات و دکن کے علما

آپ کو مانتے تھے اور مشائخ بھی آپ کے قائل تھے۔ رحمہم اللہ تعالیٰ۔

شاہ برہان اللہ قندھاری دکنی

آپ سادات رفاعیہ سے ہیں مشکوٰۃ النبوۃ میں آپکی نسب کا شجرہ اس طرح ہے۔ شاہ برہان اللہ بن سید غلام حسین بن عبدالستار بن شاہ برہان بن شاہ میران بیابانی بن شاہ برہان الدین بن شاہ معین الدین بن شاہ تجلی بن شاہ ضیاء الدین عبدالکریم بیابانی بن سید شاہ علی المعروف سانکڑے سلطان الخ۔ صاحب گنج گنج نے لکھا کہ شاہ عبدالستار قندھاری سانکڑے سلطان کی اولاد میں ہیں۔ اور میری پھوپھو آپ سے منسوب تھی۔ اور انکو تین فرزند تھے ایک اشرف صاحب دوسرے غلام حسین صاحب کو تین صاحبزادے تھے ایک شاہ عبدالستار ثانی المتوفی ۱۱۹۰ھ ہجری۔ دوم شاہ برہان اللہ سوم شاہ سرور تھے صاحبزادے سید ہاشم اعظم شاہ عبدالستار ثانی نواب غازی الدین خان فیروز جنگ بہادر کے ہمراہ احمد آباد گجرات میں تھے۔ وہیں فوت ہوئے۔ حاصل کلام شاہ برہان اللہ نے والد ماجد سے رفاعیہ طریقہ میں خلافت پائی۔ آپ شاغل و ذاکر تھے۔ صاحب ریاضت و مجاہدہ تھے۔ رات دن ذکر و شغل میں مصروف رہتے تھے۔ جناب موسیٰ شاہ قادری کو آپ سے محبت قلبی تھی۔ باہمدیگر مراسلت و مکاتبت بھی کرتے تھے۔ سید انوار اللہ نے انوار الاخبار میں لکھا کہ شاہ موصوف اہل قندھار سے ہیں اتفاقاً قصبہ قندھار سے حیدر آباد میں آئے۔ چار محل کے متصل خانقاہ بنوائی اور اس میں سکونت پذیر ہوئے

علم تصوف وحقایق مین کامل مہارت رکھتے تھے۔ طلبہ کو راہِ حق کی ہدایت فرماتے تھے۔ ایک عالم آپ کے فیضِ عام سے سیراب و کامیاب تہا اور آپ کے برادر شاہ سرور بھی کامل تھے درویشی کو آپ کی ذات سے رونق تھی۔ بزرگی آپ کے نام پر ناز کرتی تھی۔ آپ کی وفات سنہ ۱۲۰۰ ہجری مین ہوئی۔ قندہار مین مدفون ہوئے۔ یزار و یتبرک بہ۔

شاہ بندہ علی

آپ شاہ صفی الدین بن سیف الدین بن عبدالوہاب بن محبوب سبحانی کی اولاد مین ہین۔ محمد غوث ملتانی کے مرید و خلیفہ ہین۔ طریقۂ قادریہ عالیہ کے پابند تھے۔ حضرت رمز الٰہی فرماتے ہین کہ شاہ بندہ علی قادری قریشی الاصل ہین۔ آپ کے والد ماجد سوداگری کرتے تھے۔ آپ کو اولاد نہین ہوتی تہی۔ کسی مجذوبِ زمانہ سے اولاد کی التجا کی مجذوب نے مسکرا کر فرمایا کہ آپ کو فرزند ہوگا۔ آپ کے والد نے عرض کیا۔ حضرت آپکی خدمت مین نذر کرون گا اور جو فرزند آپ مجکو دینگے آپکے پاس رکہونگا۔ چند مدت کے بعد فرزند پیدا ہوا مجذوب آپ کے مکان پر آیا اور فرزند کو طلب کیا۔ سوداگر نے کہا حضرت ابھی تو صرف ایک فرزند ہوا ہے جب دوسرا فرزند ہوگا تو یہ فرزند نذر کرون گا۔ مجذوب نے کہا اسی فرزند سے نصف آپ لیجیے اور نصف ہمکو دیجئے پس مجذوب نے فرزند کے جسم پر ہاتہہ پہیرا نصف حصہ بیکار ہوگیا سوداگر دل مین پشیمان ہوا۔ بندہ علی کو آپکی خدمت مین پہنچا دیا۔ آپ مجذوب کی صحبت مین رہے۔ سن شعور کے بعد مجذوب نے آپ کو شاہ محمد غوث ملتانی

کی خدمت مین پہنچا یا شاہ صاحب نے آپکو مرید فرمایا بیس برس تک خدمت مین رکھا
حضرت کے باورچیخانہ کی خدمت آپ کے متعلق تھی۔ آپ خدمت کو ادا کرکے ریاضت
مین مشغول ہوتے تھے۔ مجاہدہ و ریاضت کے بعد درجہ کمال کو پہنچے۔ پھر مرشد نے آپکو
خلافت کا خرقہ بھی عنایت فرمایا۔ اور صحبت خاص مین شریک کیا اور باورچیخانہ کی خدمت
موقوف کردی چند سال شیخ کے قرب میں گذارے تمام خلفا سے ممتاز ہو گئے۔ شاہ صاحب کے
اکثر خلفا مجذوب تھے۔ مثلاً شاہ جھٹو صاحب و شاہ غیبو صاحب و شاہ صفی الدین وغیرہ۔
جذبہ کی حالت مین جنگل و بیابان مین رہتے تھے شہرون مین بہت کم آتے تھے۔ بندہ علی صاحب
عالم سلوک میں پچاس برس تک رہے۔ بعد ازان درجہ کمال عرفان کو پہنچے۔ حضرت نے
بندہ علی کو ملک دکن روانہ فرمایا۔ پھر آپ مرشد کے حکم سے اورنگ آباد دکن میں آئے اور اورنگ آباد کی
آب ہوا مرغوب دل ہوئی۔ وہین سکونت اختیار کی۔ مدت تک گوشہ نشین رہے۔ اور خلایق سے
مخفی رہنا چاہتے تھے مگر مشک کی خوشبو کہیں چھپ سکتی ہے۔ آپکی شہرت اطراف میں منتشر ہوئی
اورنگ آباد کے کوچہ و بازار مہک اوٹھے خلایق کیا مرد کیا عورت جوق جوق آنے لگے حضرت نے
ہدایت و ارشاد کا بازار گرم کیا۔ سب کو اپنی ہدایت کے رنگ سے رنگ دیا۔ پھر آپنے اورنگ آباد
مین ایک خانقاہ بنائی اور ہر مہینہ کے یازدہم کو مجلس بڑی شان و عظمت سے کرتے تھے اور
خوان نعما ترتیب دیتے تھے آپ صابر و قانع تھے نفس کشی و جفاکشی بہت فرماتے تھے۔ مدۃ العمر
طعام نفیس و لذیذ کے طرف کبھی رغبت نہین کی ہمیشہ ایک ہی غذا کھچڑی پر اکتفا کیا۔ اور اسمین بھی
نمک مین ہوتا تھا۔ مریدون کے گھرون پر جاتے تھے پہنچتے ہی نعرہ بلند کرتے تھے تمام مرید آواز

ستی ہی کام ہوتے تھے اور آپکو گھروں مین لیجاتے تھے۔ شہر کے شائخ آپکی بڑی تعظیم وتکریم کرتے تھے اور سب کو یقین تھا کہ آپ اسوقت کے قطب ہین آپ کے خوارق عادات بے شمار ہین حضرت رمز الہی آپ کے مرید کامل وخلیفہ اکمل تھے۔ آپ کی وفات جمادی الاول ۱۱۰۰ھ گیارہ سو ہجری مین واقع ہوئی۔ شہر اورنگ آباد مین مدفون ہوئے

حضرت بادشاہ صاحب بن شاہ ابوالحسن چشتی

آپ دیوانہ فرزانہ تھے۔ ہمیشہ برہنہ تن رہتے تھے۔ شاہ ابوالحسن صاحب فرماتے تھے۔ کہ میری نجات اس دیوانہ فرزند سے ہوگی۔ کہتے ہین آپ کے والدین ماجدین بیمار ہوے۔ آپ نے دونون کی خدمت کی اور فرمایا دو مین سے ایک رخصت ہوتا ہے۔ بعد میں آپ کی والدہ صاحبہ نے رحلت کی۔ اور والد صحیح وسالم ہوگئے۔ آپ تمام دن شہر حیدرآباد مین گھومتے رہتے تھے۔ اعزہ واقارب آپ کی تعظیم وتکریم کرتے تھے۔ ایک روز آپ کے والد خانقاہ مین مثنوی کا درس فرمارہے تھے۔ کہ آپ حالت جذب مین شاہ جعفر چشتی کے مزار پر کھیل رہے تھے۔ اتفاقاً مثنوی مین ایک دو ورق گم تھے۔ آپ کے والد بجوڑ مثنوی کا درس کہہ رہے تھے۔ آپ دوڑتے آئے عرض کیا اباجان آپ مثنوی کو غلط بیان کررہے ہین۔ اور ابیات گمشدہ کو پڑھدیا۔ والد نے دوسری مثنوی منگوائی بادشاہ صاحب کے قول کی تصدیق ہوئی الغرض آخر مرض موت مین مبتلا ہوئے۔ ۳۔ شوال ۱۱۷۳ھ گیارہ سو تہتر ہجری مین فوت ہوئے۔ اجداد کے روضہ مین واقعہ حیدرآباد دکن دفن ہوئے۔ یزار ویتبرک بہ:۔

شیخ بہاء الدین المعروف شاہ باجن چشتی برہان پوری

شیخ بہاء الدین نام شاہ باجن عرف ہے۔ آپ حاجی معز الدین شہید کے صاحبزادے اور مولانا احمد مدنی کی اولاد سے ہیں مولانا کی نسب کا سلسلہ زید بن الخطاب برادر امیر المومنین عمر بن الخطاب سے منتہی ہوتا ہے آپ کے جد اعلیٰ مدینہ منورہ میں مشاہیر علمائی محدثین و مفسرین سے تھے آپ کو علم حدیث میں جو مشکل پیش آتی تھی آپ اُس کو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے عالم رویا میں حل کرتے تھے۔ آپ اکثر رات کو روضہ منورہ میں جاتے تھے۔ آپ کے لئے روضہ منورہ کا دروازہ کشادہ ہو جاتا تھا۔ عاشق رسول اللہ تھے۔ آپ کے دل میں سیر و سیاحت کا شوق پیدا ہوا۔ آپ اپنے فرزند عبد الملک کو ہمراہ لیکر عراقین و خراسان و ماوراء النہر کے طرف روانہ ہوی بلاد و امصار کی سیر کرتی ہوئے عازم ہند ہوئے دار السلام دہلی میں پہنچے وہاں کسی امیر نے نہایت عاجزی و التجا سے شیخ عبد الملک کو اپنی لڑکی منسوب کی شرعی طور سے شادی کر دی۔ چند روز کے بعد مولانا احمد نے مدینہ منورہ کو مراجعت کی۔ اور شیخ عبد الملک کو ہند میں رکھا۔ مولانا مدینہ میں پہونچ کے بہشت برین کو روانہ ہوئے۔

شیخ عبد الملک کو شیخ شہاب الدین فرزند پیدا ہوا۔ اور شہاب الدین کو شیخ علاء الدین اور علاء الدین کو شیخ حاجی معز الدین۔ حاجی صاحب مخدوم جہانیاں سید جلال بخاری کے مرید و خلیفہ تھے سات مرتبہ حرمین شریفین کو گئے۔ ہر وقت حج و زیارت سے مشرف ہوئے آخر اکیسو تینتالیس برس کی عمر میں خوفناک راستہ میں کفار قطاع الطریق کے ہاتھ سے شہید ہوئے۔ آپ حاجی صاحب شہید کے صاحبزادے ہیں جیسا کہ صدر میں مذکور ہوا۔

تحفہ جلالی کے مولف نے لکھا کہ آپ کی ولادت ۷۹۰ھ سات سو نوے ہجری مین واقع ہوئی
آپ نے نشو و نما کے بعد سن تمیز مین علما و فضلا سے کتب درسیہ پڑھنا شروع کیا۔ چودہ
برس کی عمر مین تحصیل سے فارغ ہوئے تحصیل کے بعد دل مین محبت الٰہی کا جوش پیدا ہوا
حسن ارادت سے مخدوم شیخ رحمت اللہ بن شیخ عزیز اللہ متوکل مانڈوی کے مرید و خلیفہ
ہوئے۔ ریاضت و مجاہدت کے بعد درجۂ کمال کو پہنچے۔ آپ کے چہرہ سے بزرگی کے
آثار نمایاں اور تجلی حق کے انوار عیاں تھے۔ مخدوم نے آپ کو حرمین شریفین خشکی کی
راہ سے روانہ کیا۔ آپ حسب الحکم روانہ ہوئے۔ راستہ مین خراسان پہونچے۔ اور آپنے
وہان رات کو عالم رویا مین حضرت رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ آپ پیرسے
فرماتے ہیں کہ اپنے مرید کو کہیے کہ تیرا حج خدا کے نزدیک مقبول ہوا۔ چاہیے کہ یہان سے
مراجعت کرے اور برہان پور خاندیس مین سکونت اختیار کرے۔ اور وہان شرع محمدی کا
علم و سنت نبوی کا نشان قائم کرے۔ آپ نے اس واقعہ کے بعد خراسان سے ہند مین
مراجعت کی اوس وقت آپ کے پیر عالم فانی سے عالم باقی کو روانہ ہو چکے تھے۔ شیخ احمد
عطاء اللہ بن شیخ شہید اللہ مخدوم کے برادرزادے سجادہ نشین تھے شیخ نے مخدوم کی وصیت
کے موافق مخدوم کا خاص جبہ اور خرقہ آپ کے تفویض کیا۔ آپ اکیس برس تک سفر کرتے رہے
اکیسوین سال سفر سے مراجعت کر کے مخدوم کی خانقاہ مین گئے۔ آستانہ بوسی سے
مشرف ہوئے۔ اور پیر کا خرقہ سر اور آنکھون پر رکھا۔ دوسرے دن پیر کے مزار فائض الانوار پر
مجلس سماع منعقد کی۔ اور قوالون کو حکم کیا کہ گانا شروع کرین۔ گانا شروع ہوا۔ حاضرین

وجد وحال مین مست وخوش ہوئے۔ آپ کے گوش دل مین غیب سے خلافت کی مبارکبادی پہنچی۔ نہایت خوش ومحظوظ ہوئے۔ چند روز شیخ عطاء اللہ کی خدمت مین رہے حسب اشارہ باطنی دکن کے طرف متوجہ ہوئے۔ اولاً دولت آباد مین پہنچے حضرت سلطان برہان الدین غریب کی زیارت سے مشرف ہوئے پھر وہان سے بیدر گئے وہان حضرت مسعود بک کے خلیفہ شیخ منجہلے سے ملاقات کی اور ان کی خدمت مین چند روز رہے اور انسے مسعودی خرقہ لے کے گجرات مین پہنچے اور وہان سات آٹھ برس خلوت نشینی وعزلت گزینی مین گذارے اور گجرات سے برہانپور مین رونق افزا ہوئے۔ خانپور علاقہ برہانپور کی مسجد مین فروکش ہوئے شہر کے حکام ومشایخ کرام آپ کے حال سے واقف ہوئے۔ اور خدمت مین آئے۔ اور آپکو شہر مین اعزاز واکرام سے لے گئے اور عمدہ مکان مین فروکش کئے۔ بادشاہ نے آپ کے لئے مکان وخانقاہ ومسجد تیار کرادئے۔ آپ خانقاہ مین سکونت پذیر ہوئے اور راہ نمائی وہدایت کا دروازہ کشادہ فرمایا۔ فیض بخشی کا بازار گرم کیا۔ صدہا طلبا رکامیاب وفایز المرام ہوئے۔ مشکوۃ النبوہ کے مولف نے لکھا کہ آپ سماع وسرود کے شایق تھے مغرب وعصر کے مابین ہر روز سماع کی مجلس منعقد فرماتے تھے۔ سماع وسرود کے سننے سے کثرت وجد سے مست ہوتے تھے۔ وجد کی حالت مین قوالون سے کہتے تھے کہ تجکو ہزار اور اُس کو پانسو دونگا۔ دوسرے روز قوال حاضر ہوکر طلب کرتے آپ خادم کو فرماتے جاؤ فلان مقام مین زمین کھود و اور خدام حکم کی تعمیل کرتے جس قدر مبالغ مطلوب ہوتے تھے اوسقدر خزانہ غیب سے برآمد ہوتے تھے قوالون کو عطا فرماتے تھے۔ یہ

امرآپ کی کرامت وخرق عادت سے تہا۔ **نقل ہے** کہ شیخ علی متقی مکی جونپوری آپ کے
فضائل وخوارق کی شہرت سُنکے آپ کی ملاقات کے لئے مکہ سے ہندروانہ ہوئے جب سورتمین
پہنچے وہان سناکہ آپ سماع وسرود کی مجلس منعقد کرتے ہین اور سرود وسماع کو شوق سے
سنتے ہین شیخ اسم باسمی متقی وپرہیزگار ومتبع سنت نبوی تہا۔ اس بات کے سنتے ہی سورتمین
مقیم ہوااور آپ کی خدمت مین ایک خط لکہا۔ کہ مین آپ کی ملاقات کے لئے مکہ سے یہان آیا
اور یہان سناکہ آپ راگ سنتے ہین مین اسکو ممنوعات سے جانتا ہون۔ اگر ملاقات کے وقت ہم
موقوف کرین تو آتا ہون۔ آپ نے لکہاکہ آپ جس طرح وہان تک آئے ہین یہان بھی آیئے
مین سماع کو صلوٰۃ کی طرح سنتا ہون موقوف نہین کرونگا پھر شیخ جواب پہنچنے کے بعد
برہانپور مین آیا اور فرودگاہ سے پیغام بھیجاکہ مین سماع کو قبول کرتا ہون مگر اوس مین
مزامیر نہ ہونا چاہیے۔ آپ نے مہمان کی خاطر سے قبول کیا۔ مزامیر وآلات راگ کو حجرہ مین
رکہہ دیا۔ اور شیخ کو بلایا شیخ آئے آپ استقبال کے لئے تالب فرش گئے۔ دیکھا کہ شیخ کے
چہرہ پر برقع ہے۔ فرمایا سبحان اللہ۔ باین تقوی ایک بدعت دیکہتا ہون۔ اگر آپ برقع چہرہ سے
دور کرین تو ملاقات کرتا ہون۔ شیخ نے برقع اوٹہایا۔ ملاقات ہوئی خانقاہ مین بیٹہے۔ قوالون نے
راگ شروع کیا۔ آواز شروع ہوتے ہی مزامیر کی آواز حجرہ سے باہر آئی شیخ نے فرمایا خدا نے کیلئے
منع فرمائیے کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے منع فرمایا ہے حضرت نے شاہ جیون
کلیدوار کو فرمایا کہ حجرہ کا دروازہ کہولدو جب کہولدیا معلوم ہوا کہ اس مین کوئی آدمی
نہین ہے کہا یہ آواز غیب سے آتی ہے سب خاموش ہوئے۔ اس روز سے آپکا لقب

باجن ہوا۔ **حکایت** ایکروز فاروقیہ سلاطین مین سے ایک پادشاہ امتحاناً آپ کی
خدمت مین مع ارکان دولت حاضر ہوا اور دل مین خیال کیا اسوقت اگر حضرت
ہم سب کو سیر کرین اور کچھہ کھلائین تو مین آپ کو صاحب کشف سمجھون گا پادشاہ کے
پہنچتے ہی آپ نے شیخ عبدالحکیم صاحب زادہ کو فرمایا کہ قرآن شریف کی جزدان لاؤ
و بسم اللہ کہکر جو کچھہ اس مین سے نکلے پادشاہ اور اس کے مصاحبون کے سامنے
رکھدو۔ شاہ عبدالحکیم نے جب جزدان مین ہاتھہ ڈالا دو روٹی گرم اور تازہ حلوہ
برآمد ہوا بادشاہ کے سامنے رکھا۔ سب نے کھایا۔ خوب سیر ہوئے۔ خادمون نے
عرض کیا اگر حکم ہو تو گھر مین فاتحہ ہے وہان بھی بھیجین فرمایا ہان بھیجدو جب گھر مین
بھی سب فارغ ہوئے تب آپ نے جزدان مین قران رکھا اور پادشاہ کے کانمین
آہستہ سے کہا کہ آیندہ امتحان نہین کرنا چاہیے اور یہہ بات نہین کہنی چاہیے۔
آپ نے ایک کتاب علم سلوک و حقائق مین فارسی و گوجری زبان مین لکھی اور
اس کا نام خزانہ رحمتہ اللہ رکھا کتاب عجیب و غریب ہے توحید و معارف کا سفینہ ہے
و اسرار و رموز کا آئینہ ہے۔ ہم اسمین سے دو تین فقرے تبرکاً لکھتے ہین۔ ــــــ
دین کلام دریردہ پوربی ڈیون باجن باجے رے اسرار جہاجے ؛ مندل من مین ہمکے
رباب رنگ مین جھمکی۔ صوفی اپیر ٹھہکے ۔ یون باجن باجی رے اسرار جہاجے ؛
بادشہہ کا گاوان ۔ ہر کون حق حق گاوان ۔ آؤ سنلو کلمہ گوان ۔
یون باجن باجی رے اسرار جہاجے ؛ آخر آپ نے ایکسو اکیس [۱۲۱] برس کی عمر مین

۴-تاریخ ماہ ذیقعدہ ۹۱۲ھ نوسو بارہ ہجری میں اس دار فانی سے بہشت بریں رحلت کی اور برہان پور میں مدفون ہوئے۔ ایک مرید صادق الاعتقاد نے رحلت کی تاریخ لکھی ہے

شاہ باجن نزد شاہ بیچگون محبوب شد ÷ سال تاریخ وفاتش در حروف خوب شد

بابا فخر الدین قدس سرہٗ

آپ سید حسین بن سلطان سید ابوالقاسم الحسینی السیستانی کے صاحبزادے ہیں۔ نسب کا سلسلہ حضرت امام الشہید امام حسین رضی اللہ عنہ سے ملتا ہے۔ سادات صحیح النسب و شریف الحسب سے ہیں آپ کے والد ماجد سیستان میں حکمران تھے چند ہزار سوار کے سپاہ سالار تھے۔ عالم فاضل عارف کامل تھے ظاہر میں امیر باطن میں فقیر تھے۔ فقرا دوست و علما پرست تھے۔ آپ کے والد ماجد کے تین صاحبزادے ایک آپ دوسرے سید علی چلہ کش تیسرے سید مرتضیٰ۔ والد ماجد نے تینوں صاحبزادوں کی تعلیم و تربیت شروع کرائی تینوں صاحبزادے عالم شباب میں یکے بعد دیگر علوم و فنون میں علمائے اعلام و فضلاء کرام ہوئے اور فنون سپاہ گری و شمشیر بازی و تیر اندازی و پہلوانی میں بھی عدیم المثال والاقران ہوئے۔ چونکہ آپ تینوں بھائیوں میں بزرگ تھے والد نے آپ کو اپنا قائم مقام کیا اور خود سلطنت ظاہری سے دست بردار ہوئے گوشہ نشینی اختیار کی۔ اور آپ کو سلطنت باطنی کا بھی جانشین فرمایا۔ بزرگوں کا تاج و خرقہ و جبہ و کشکول بھی عطا کیا اور اسرار باطنی جو سینہ بسینہ نسلاً بعد نسل پہنچے تھے۔ آپ کے تفویض کئے۔ چند روز کے بعد سیستان میں رحلت کی۔ آپ مسند نشینی کے بعد دونوں سلطنتوں کا لحاظ رکھتے تھے یعنی دن میں سلطنت ظاہری کے

امور کا انتظام فرماتے تھے اور رات کو سلطنت باطنی یعنی عبادت و ریاضت مین مشغول رہتے تھے۔ اول شب آپ کی مجلس مین علماء و فضلاء و فقرا و عرفا مجتمع ہوتے تھے۔ حدیث و تفسیر و توحید و معرفت مین باہم مذاکرہ و مباحثہ ہوتا تھا۔ قریب نصف شب تک یہی مذاکرہ رہتا تھا۔ بعد ازان آپ مع علما و فقرائے حاضرین طعام تناول فرماتے اور کھانے سے فارغ ہو کے جماعت سے عشا کی نماز ادا کرتے پھر سب کو رخصت فرماتے تھے۔ اور آپ دو ڈھائی گھنٹے وظیفہ و ادعیہ پڑھ کے آرام فرماتے تھے پھر آخر شب اٹھ کے تہجد کی نماز ادا کر کے صبح تک اوراد مین مصروف رہتے تھے مدت تک یہی عادت رہی کبھی اوقات مقررہ مین خلاف و خلل نہین واقع ہوا۔ آپ رحم دل و عادل صاحب جود و کرم تھے۔ رعایا و سپاہ کے ساتھ ہمیشہ حسن سلوک فرماتے تھے۔ حکمرانی کے زمانہ مین کبھی کسی پر سختی نہین کی۔ تمام خوشحال تھے باوجود حکومت و جاہ و حشمت آپ درویشی کے خواہان تھے اور حکومت سے بیزار رہتے تھے مگر بالاچاری کام کرتے تھے **نقل ہے** کہ ایک روز آپ دربار مین سرکاری امور مین مشغول تھے کہ ایک سوداگر نے عمدہ عربی گھوڑا خوب صورت و خوش ہیکل پیش قیمت پیش کیا۔ آپ نے اوسکو نظر غور و حضور قلب سے دیکھا اور دل مین کہا کیا اُس احسن الخالقین کی قدرت ہے کہ ایک قطرہ سے کیسے صورتین خوش نما پیدا کرتا ہے کہ انسان کی عقل حیران و دنگ ہوتی ہے اور آخر سب بمصداق۔ کُلُّ مَنْ عَلَیْهَا فَانٍ۔ فنا ہوتے ہین اور اسکی ذات پاک باقی و لازوال رہتی ہے یہ خیال کر کے سلطنت سے برداشتہ خاطر ہوئے۔ دربار سے برخاست کر کے گھر آئے۔ دوسرے دن سلطنت سے دست بردار ہوئے اور اپنے بھائی سید مرتضی کو مسند نشین فرمایا۔

اور آپ مرشد کامل کی تلاش مین گھر سے برآمد ہوئے ۔ اور سفر اختیار کیا ۔ آپ کے دوسرے
بھائی سید علی چلہ کش جو تھے بھائی کی خبر سنکے وہ بھی ہمراہ ہوئے اور بھی چند طلبہ شریک
ہوئے آپ مع برادر وطلبہ جنگل وبیابان طے کرتے ہوئے اور جنگل کی گھاس وپتی کھاتے ہوئے
مکہ معظمہ مین پہنچے حج وزیارت وطواف سے فارغ ہوکے مدینہ منورہ گئے اور حضرت
رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت سے مشرف ہوئے اور مدینہ کی پہاڑیوں پر رات دن
یاد الٰہی مین مشغول ہوئے ۔ ذکر وشغل مین اس طرح مستغرق تھے کہ آپ کے سر پہ جانورون نے
گھر بنا دئے تھے دو برس کے بعد حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ارشاد ہوا کہ تمھاری ریاضت
مقبول ہوئی اب تم ہندوستان کا سفر کرو وہان تمھین ایک مرشد کامل ملیگا اوس سے تم کو
خلافت ونعمت ملے گی آپ اور سید علی چلہ کش مدینہ سے خشکی کی راہ نکلے ۔ کشمیر ہوتے
ہوئے ملک گجرات مین پہنچے ۔ عالم مثال یا عالم رویا مین خضر علیہ السلام وشیخ فرید الدین
شکر گنج سے بشارت پائی کہ آپ کے مرشد بابا سید منظر ولی طبل عالم ترچناپلی مین ہین ان
جاؤ ان سے بیعت کرو آپ حسب البشارت گجرات سے تلگھاٹ دکن روانہ ہوئے
منازل طے کرتے ہوئے کھم کے اطراف وجواب مین فروکش ہوئے حضرت منظر ولی
کشف باطنی سے آپ کی تشریف آوری سے آگاہ ہوئے اپنی صاحبزادی مسماۃ ماما جیونی
المشہورہ ماما جگنی کو مع سو قلندر پیشوائی کے لئے روانہ کیا ۔ ماما جگنی آپ سے کھم مین
ملی آپ نے ماما کو سلام کیا مامانے جواب دیکے کہا اے بابا فخر الدین بن سلطان حسین
سیستانی آئیے ۔ آپ جواب سن کے دل مین خوش ہوئے کہ پیر ملا لیکن کسقدر کشیدہ

اور رنجیدہ بھی ہوئے ۔ کہ پیر عورت ہے ۔ ماما جیونی نے آپکے مافی الضمیر سے واقف ہو کے
فرمایا آپکے پیر دوسرے بزرگ ہین ۔ آپ فرودگاہ سے ماما جیونی کے ہمراہ پیر کی خدمت مین
روانہ ہوئے ترچناپلی مین پہنچے ۔ راستہ مین حضرت مظہر ولی کو دیکھا کہ بچون کے مجمع مین
لہولعب مین مشغول ہین ۔ ماما نے آپ کو اشارہ کیا کہ یہ حضرت پیر و مرشد ہین آپ نے
تسلیم ادا کی اور قدم بوس ہوئے ملازمت سے خوش ہوئے اور دل مین افسوس کیا کہ پیر ملا
لیکن طفلانہ مزاج ہے ۔ پھر وہان سے ماما جیونی نے آپکو مکان پر مہمان اوتارا ۔ دوسرے
دن حضرت مظہر ولی نے سجادہ نشینت پر جلوس فرمایا ۔ اور تمام مریدین اطراف مین نجوم کی طرح
چاند کے گرداگرد بیٹھے ہوئے تھے ۔ آپ کو ماما جیونی نے باریاب کیا ۔ آپ نے تسلیم و سجدۂ
تحیت ادا کیا اور حضرت کی شان و عظمت دیکھہ کے باغ باغ ہوئے جو کچھہ دل مین خطرہ ہوا تھا ۔
اوسکو دور کیا ۔ اور حضرت سے بیعت کی درخواست کی مرشد نے فرمایا ابھی تامل کیجیے تمہارے
دل سے دنیا کی محبت سلب نہین ہوئی ہے اور چند روز سیلون و لنکا وغیرہ مقامات کی سیر
کیجیے ۔ اور ریاضت و عبادت مین بسر کیجیے پھر مین آپکو مرید کرونگا ۔ آپ حسب الحکم سفر کیلیے
مستعد ہوئے حضرت پیر و مرشد نے ماما جیونی کو ارشاد کیا کہ آپ کی کمر باندھو اور اسپر مہر کرو
ایسا نہو کہ کھل جائے ماما نے کمر بستہ کیا ۔ حضرت نے فاتحہ خیر پڑھی آپ روانہ ہوئے ۔
اولا پرتگال مین گئے وہان کے عجائب و غرائب دیکھہ کے لنکا کا سفر فرمایا راستہ مین
کسی مقام مین بہت سی کھوپڑیان پڑی ہوئی دیکھین ۔ تمام کھوپڑیان تر چلّا حاتم تلگھہاٹ کے
سیاہ کی ہین مظہر اولیا کے مقابلہ مین قتل ہوئے ۔ مرغان علوی یعنی فرشتون نے اون کو

تلگھاٹ کی زمین سے اس ملک مین پہنچا۔ پھر لنکا مین پہنچے وہان کی سیر کرکے سنگلدیپ مین گئے وہان ایک مقام مین وضو کرکے نماز ادا کی اور وہان سے قریب ایک چشمہ جو اوسوقت گوتہ نام سے مشہور تہا اوسپر پہنچے۔ اور چشمہ کو دیکھا چشمے مین پانی پر ایک تلوار برہنہ لمبی چوڑی نظر آئی۔ آپ نے دل ستقیم کرکے اوس مین غوطہ لگایا۔ تلوار دور ہوگئی جب باہر برآمد ہوئے اکثر جواہر و موتی آپ کے کپڑون مین چسپان ہوکر آئے آپ نے کپڑون کو جھٹک دیا۔ پھر اسی طرح اور دو مرتبہ غوطے مارے اور نکلے کہین سہوًا کمر مین ایک موتی بے بہا رہ گیا اسی طرح آپ بارہ برس تک سفر کرتے رہے۔ ریاضات شدیدہ و مجاہدات کثیرہ کھینچتے رہے پھر آپنے ترچناپلی مین مراجعت کی۔ اور مرشد کی خدمت مین پہنچے اور بیعت کی درخواست کی حضرت مطہر اولیا نے فرمایا کہ ابھی آپ کی کمربند سے دنیا کی خوشبو آتی ہے۔ آپ نے کمر کو جھٹکا ایک قیمتی موتی گرا۔ آپ سمجھے کہ مرشد نے اسی وجہہ سے فرمایا تہا کہ کمربند مین دنیا باقی ہے۔ مرشد نے ماما جیوتی کو فرمایا کہ آپ کی کمربند کو دیکھو برابر ہے یا نہین ماما نے کمربند کو ملاحظہ کیا سرمو فرق و تفاوت نہین پایا اسوقت حضرت کو کمر کہولنے کا حکم دیا اور بابا لو قلندر کو وہ موتی دیا کہ اس کو کہرل مین حل کرکے لے آو۔ قلندر حل کرکے لے آیا۔ آپ نے پیالہ مین کہول کر آپ کو اور آپ کے بھائی سید علی چلہ کش وغیرہ کو پلایا تمام کامل ہوئے مقام ادنیٰ سے اعلیٰ کو پہنچے۔ صافی الضمیر وروشن دل ہوگئے اور آپ ترچناپلی کی پہاڑی پر گئے وجد و حال مین رقص کرنے لگے مشہور ہے کہ شدت جلال سے آپ کے پاؤن پہاڑ پر گڑجاتے تھے عوام الناس و معتقدین ابتک قدمون کے نشان بتلاتے ہین۔

بابا شہباز قلندر نے مظہر عالم کو آپ کے حال سے مطلع کیا۔ مرشد نے آپکو بلایا اور آپکو بابا فخر الدین
گنج الاسرار گاہ مست وگاہ ہشیار خطاب دیا۔ آپ مدت العمر مجرد رہے۔ صاحب کرامات
وخوارق عادات تھے۔ ابتک آپ کے مزار مبارک سے بھی ہزارہا کرامات ظاہر ہوتے
ہین۔ آپکا فیض جاری ہے معتقدین فائز المرام ہوتے ہین۔ ہنود واہل اسلام دونوں فریق
آپ کے معتقد ہین۔ برابر نذر و نیازات درگاہ پر پیش کش کرتے ہین۔ آپکا سالانہ عرس
بڑی شان وتجمل سے ہوتا ہے خلایق بے شمار جمع ہوتی ہے۔ آخر آپ نے ستر وین تاریخ
ماہ جمادی الثانی ۶۹۲ھ چھہ سو بانوے ہجری مین اس عالم فانی سے بہشت برین رحلت
کی پینکنڈہ ضلع مدراس مین مدفون ہوئے۔ مزار ویتبرک بہ۔ اور آپ کے روضہ وعرس
کے خرچ کے لئے بارہ ہزار روپئے سالانہ کی جاگیر سلاطین اسلام نے مقرر کردی تھی۔
ابتک جاری وبحال ہے مگر اوس آمدنی سے کچھہ کم ہے۔ تذکرۃ البلاد والحکام کے
مولف مولانا میر حسین علی کرمانی نے لکھا کہ آپ راجہ ہر یہر رائل بن سری رنگ رائل کے
زمانہ مین مطابق ۶۹۰ھ چھہ سو نوے ہجری مین تلگھاٹ میں رونق افزا ہوے اور آپ کے
بھائی سید علی چلّہ کش بھی ہمراہ تھے۔ آپ مجرد تھے۔ اور سید علی صاحب
اولاد تھے۔ سید یوسف قتال اُن کے صاحب زادے اکمل اولیا تھے۔
رام چندر رائل تلگھاٹ کا راجہ آپ سے اعتقاد رکھتا تہا۔ اسوقت سلطان محمد تغلق شاہ
گجرات سے مع فوج بابا فخر الدین کی زیارت کے لئے آیا۔ رائل گھبرایا اور جنگ کی
تیاری کی۔ یوسف قتال نے راجہ کو تسلی وطمانیت دی اور فرمایا کہ بادشاہ حضرت کی

زیارت کے لئے آیا ہے، رائل آپ کے فرمانے سے خاموش ہوا اور بادشاہ کو پیشکش دیا۔ بادشاہ خوش ہوا۔ یہ حضرت کی برکت تھی۔ ختم کلامہ۔ فی الحال آپ کی مجاورین کی اولاد سے نذر حسین وغیرہ سجادہ نشین ہین۔ یزار و یتبرک بہ۔

شاہ بدرالدین چشتی

آپ سلطان المشائخ نظام الدین اولیا کے مرید و خلیفہ ہین حضرت منتجب الدین زرزری زر بخش کے ہمراہ دکن مین آئے قصبہ بیڑ ضلع کوکن مین ہدایت و تلقین کے لئے سکونت پذیر ہوئے مشرکین و بت پرستون کو نہایت نرمی و تلطف سے اسلام و ایمان کی دعوت دیتے تھے اور توحید و کلمہ تحمید کی ہدایت فرماتے تھے۔ جو سعید ہوتے تھے وہ آپ کے معتقد ہوتے تھے اور اسلام قبول کرتے تھے۔ مگر اپنی قوم کے تشدد و ایذا رسانی کے خوف سے اسلام کو اخفا کرتے تھے۔ آخر کفار اشقیا نے آپ پر چڑہائی کی آپ بھی مع مریدین و فقرا و معتقدین تازہ اسلام مقابل ہوئے یہہ واقعہ قلعہ پرینڈہ کے قریب ۷۴۱ھ سات سو اکتالیس ہجری مین واقع ہوا کفار کے ہاتھ سے آپ کا سر تن سے جدا اور منقطع ہوا تہا۔ اور کفار نے آپ کا سر اپنے حاکم پاس مقام بیڑ ضلع کوکن مین بہیجا اور وہان دفن کیا گیا۔ اور جسم مبارک قصبہ پرینڈہ مین قلعے کے متصل مدفون ہوا۔ تاریخ اولیا کے مولف مولانا عبد الفتاح المعروف مولوی سید اشرف علی الحسینی گلشن آبادی نے لکہا کہ آپکا سر قصبہ بیڑ مین تن سے منقطع ہوا۔ اور جسم بے سر کفار کے تعاقب مین لڑتا ہوا قصبہ پرینڈہ تک پہنچا۔ وہان ایک عورت نے دیکھکر کہا کہ یہہ عجب مرد دو ہے

بدن بے سر جنگ کرتا ہے اوسیوقت آپ کی لاش زمین پر گری۔ سر پٹن مین اور جسم پرینڈہ مین مدفون ہے۔ والعلم عند اللہ ہو اعلم بالصواب۔

پیر بادشاہ صاحب بڑی

آپ قادر بادشاہ صاحب بیڑی کے صاحبزادے ہین۔ آپ کے پیدا ہونے سے پیشتر رزاق صاحب نے (جو قادر بادشاہ کے پیر تھے) فرمایا تھا۔ کہ اس شہر مین دو شیر ولایت پیدا ہون گے۔ ایک گھر مین۔ اور ایک ہمارے خاندان مین بیشک پیر بادشاہ صاحب قادر بادشاہ کے خاندان مین اور عبد الرزاق ثانی حضرت کے خاندان مین پیدا ہوئے۔ نشو و نما کے بعد دونون کامل ہوئے۔ قادر بادشاہ کے دو فرزند۔ ایک شاہ علی صاحب دوسرا پیر بادشاہ صاحب۔ آپ نے باپ کے سایۂ الفت مین پرورش پائی۔ سات برس کی عمر مین آپکو مرغ بازی کا شوق پیدا ہوا۔ چارسو مرغ جمع کئے۔ مدرسہ مین بھی تعلیم کے لئے جاتے تھے۔ ایک روز آپ کے والد ماجد حجرہ سے نکل کر بالاخانہ کو جاتے تھے راستہ مین تمام مرغون کا پیخال پڑا ہوا تھا۔ آپ کی نعلین مبارک پیخال سے آلودہ ہوگئین۔ آپ مدرسہ چلے گئے وہان صاحبزادے کو دکھلایا۔ صاحبزادہ نے کہا انشاء اللہ تعالی کل یہ نرہین گے۔ دوسرے روز تمام مرغ ہلاک ہوگئے۔ کوئی باقی نہین رہا۔ آپ نے صاحبزادے سے فرمایا بابا ایسا غصہ و غضب نہین رکھنا چاہئے۔ آپ نے عرض کیا کہ پھر غصہ نہین رہے گا۔ اس روز سے نہایت ہی بزرگ بار

وخوش کردار ہو گئے مدۃ العمر کسی پر غصہ وغضب نہین فرمایا جب آپ جوان ہوئے ہمیشہ آدھی
رات کو جنگل مین نکل جاتے تھے۔ والد ماجد نے خفیہ طور سے میران شاہ درویش کو مقرر کیا
جب صاحبزادے جنگل مین جائے تو تو بھی پوشیدہ ہمراہ جا۔ دیکھہ جنگل مین کیا کرتا ہے ایک روز
درویش مذکور پوشیدہ آپ کے ہمراہ ہوا۔ دیکھا کہ آپ آبادی سے چند قدم کے فاصلہ پر ایک
درخت کے سایہ مین بیٹھہ گئے یک بیک نورانی شعلہ پیدا ہوا اور آپ کو گھیر لیا یہ معاملہ ایک
ساعت تک رہا پھر آپ وہان سے گھر کے طرف متوجہہ ہوئے درویش مذکور بھی فی الفور
واپس آگیا۔ صبح کو رات کا ماجرا درویش نے آپ کے والد کی خدمت مین بیان کیا۔ آپ نے
درویش سے فرمایا خبردار کسی سے نہین کہنا چاہیے۔ آپ کے والد ماجد کی رحلت کا وقت
جب قریب آیا تب آپ نے علی شاہ کو بلایا کہ میرے بعد یہہ اسباب کسطرح تقسیم کروگے۔ علی شاہ نے
فرمایا کہ نصف مین لون گا۔ اور دوسرا نصف پیر بادشاہ لین گے۔ پھر والد نے پیر بادشاہ کو
بلایا اور اسباب کے بارہ مین کہا۔ پیر بادشاہ صاحب نے فرمایا اس تمام اسباب کے مالک
علی شاہ ہین اور مین اون کے متابعت مین حاضر ہون تا در بادشاہ صاحبزادے کے اس کلام سے
نہایت خوش ہوئے۔ آفرین کہی۔ تمام مشایخ کو بلایا اور اپنی وفات سے مطلع کیا۔ اور بڑے
صاحبزادے کو اپنا جانشین فرمایا۔ اور ایک نادر سیلہ منگوایا نصف صاحبزادون کو دیا
اور نصف شاہ عبدالرزاق ثانی بن شاہ کریم کو عطا کیا۔ مرشد کے مقام مین شاہ عبدالرزاق کو
بٹھایا۔ مشہور ہے کہ عبدالرزاق صاحب تا زندگی پیر بادشاہ صاحب کے مطیع و فرمان بردار
رہے پیر بادشاہ صاحب تصرف تھے اکثر اوقات مین لوگون نے آپ کو آن واحد مین متعدد

مقامون مین پایا۔ آپ کی وفات ۱۵ شوال ۱۲۱۹ھ بارہ سو انیس ہجری مین واقع ہوئی قصبہ بیڑ مین والد ماجد کے روضہ کے متصل مدفون ہوئے۔ یزار و یتبرک بہ۔

شاہ بابو چشتی قدس سرہٗ

آپ کا نام سعد الدین اور شاہ بابو عرف ہے۔ شیخ عمر چشتی کے صاحبزادے ہین۔ چشتیہ طریقہ مین متعدد بزرگون سے مستفید ہوئے۔ عابد و زاہد و درویش کامل تھے صاحب دل و واصل تھے مجمع الحسنات و صاحب کرامات تھے۔ آپ کی ذات مَن ینفع الناس کا مصداق تھی۔ شیخ شیدا چشتی آپ کے مرید تھے۔ آپ کی ذات مین اشاعت اسلام کا جوش تہا۔ اکثر اوقات اشاعت مین کوشش فرماتے تھے بیشمار بت پرستون کو خدا پرست بنایا۔ آپ کی وفات ۲۵ ذیحجہ ۱۰۸۱ھ ایک ہزار آٹھ سو ایکہتر ہجری مین واقع ہوئی۔ بندر کنبائٹ مین مدفون ہوئے۔ یزار و یتبرک بہ۔

بابا ریحان

آپ مشایخ ماوراالنہر سے تھے۔ وطن سے مع برادر بابا احمد و چالیس فقراے مریدین ملک گجرات مین وارد ہوئے شہر بھروچ مین سکونت اختیار کی۔ آپ اُس زمانہ مین آئے کہ گجرات مین اسلام و دین کا نام و نشان نہین تہا تمام کفرستان تہا۔ آپ کے مسکن کے کتبہ سے ۴۳۰ھ چار سو تیس ہجری کا نشان معلوم ہوتا ہے۔ آپ سنہ مذکورہ سے پہلے آئے۔ وہان کا راجہ سخت متعصب تہا اہل اسلام سے عداوت رکھتا تہا مسلمان کے نام سے نفرت کرتا تہا۔ اور مسلمان کی صورت

نہین دیکھتا تھا جب آپ کی تشریف آوری اور رفروکش ہونیکی خبر سنی آپکو کہلا بھیجا کہ ہمارے ملک سے
چلے جاؤ۔ آپ نے اوس آدمی سے کہا ہم مسافر ہین ہمارے رہنے سے آپکو کیا تکلیف ہے
راجہ آپ کے جواب سے سخت ناخوش ہوا اور فرمایا نکال دو۔ راجہ کے سپاہ پہنچے اور آپکو
راجہ کا حکم سنایا۔ آپ نے فرمایا ہم نہین جائین گے پہر تو راجہ خود جنگ کے لئے آیا آپ سب
تیراندازی و شمشیر بازی و نیزہ بازی مین مشتاق تھے۔ افغانستان کے باشندہ تھے خوب جوانمردی
و دلاوری سے لڑے بیشمار ہنود مقتول ہوئے اور آپ کے بہائی بابا احمد بھی مع چند ہمراہی شہید
ہوئے۔ بابا ریحان نے اوسی جنگ کے وقت مین شہدا کو دفن کیا اور آپ نے اوسی جنگ مین
ہنود کا بت خانہ قدیم جو نربدا کے کنارے تہا توڑ ڈالا آخر راجہ نے دیکھا کہ ہنود زیادہ قتل ہوئے
اور مسلمان کم۔ اور تعجب کرتا تہا کہ مسلمان کم اور ہنود زیادہ۔ جو کم ہین وہ غالب اور جو زیادہ ہین
وہ مغلوب پس راجہ نے آپ سے صلح کرلی اور آپ کو کچھہ خراج کے طور پر وظیفہ مقرر کردیا آپ
وہان رہے اور بتخانہ شکستہ کے مقام مین مدرسہ و خانقاہ بنا گیا۔ اوس مدرسہ کے
دروازہ پر کتبہ کندہ موجود ہے (هذه العمارة القديمة فی شهور سنة
ثلاثين واربعمائة) یہہ عمارت قدیمہ ۴۳۰ھ چارسوتیس ہجری مین بنائی گئی گجرات مین
یہہ پہلا اسلامیہ مدرسہ قایم ہوا۔ اور اہل اسلام مدرسہ و خانقاہ مین ارام سے رہنے لگے۔ پہر
آپ نے مدرسہ و خانقاہ کی تعمیر کے بعد رحلت کی۔ اور آپ کی رحلت کے بعد سلطان محمود
غزنوی گجرات مین آیا۔ اور سومنات کو فتح کرنے کے بعد گجرات مین دین و اسلام کی
اشاعت کے لئے علما و فضلا بھیجے۔ آپ بھروچ مین مدفون ہوئے۔ چنگیز خان کے

والد عماد الملک نے آپ کے مرقد پر گنبذ بنا دیا۔ اُسی گنبذ مین چنگیز خان بھی دفن کیا گیا۔ گنبذ بھروچ مین قلعہ کے شمالی جانب مین ہے۔ یزار و یتبرک بہ۔

میران بہلول

فاروقیہ سلاطین کے قرابت دارون سے ہین۔ مجذوب سالک تھے دنیا و مافیہا سے کچھ تعلق نہین رکھتے تھے اکثر حالت جذب مین شہر سے جنگل و صحرا مین چلے جاتے تھے دو تین روز تک غائب رہتے تھے۔ جب حالت سلوک مین آتے تب شہر مین رونق افزا ہوتے۔ عابد مرتاض متقی و پرہیزگار تھے چشتیہ طریقہ طالبین کو ہدایت فرماتے تھے۔ اکثر آپ کی توجہ سے باخدا ہوئے۔ آپ کی رحلت تقریباً ۹۹۳ھ نوسو ترانوے ہجری مین ہوئی شہر برہانپور مین مدفون ہوئے۔ یزار و یتبرک بہ۔

شاہ برہان الدین علوی

آپ حضرت شاہ مرتضیٰ بن شاہ ہاشم علوی کے صاحبزادے ہین آپ نے علوم ظاہری و باطنی جدامجد سے حاصل کئے اور خلافت بھی جدامجد سے پائی۔ اور جدامجد کی رحلت کے بعد حسب وصیت مسند نشین ہوئے۔ خلائق کو ہدایت وارشاد سے سرفراز کرتے رہے آپ شہر مین مشاہیر اولیاء و مشائخ سے شمار کئے جاتے تھے۔ آپ کے حلقہ ارادت مین امراو فقرا شریک ہوتے تھے۔ سلطان محمد عادل شاہ آپکی خدمت مین حسن عقیدت رکھتا تھا۔ آپ جدامجد کے

نظیر تھے۔ آسمان ہدایت کے آفتاب منیر تھے۔ اکثر آپکی ہدایت سے حائز المرام ہوئے ہین اور درجۂ کمال کو پہنچے ہین آپ صاحب کرامت وخرق عادت تھے۔ گنج الاسرار کے مولف نے لکھا۔ کہ آپ گرکھون موضع لکھمیر روانہ ہوئے۔ مولف بھی ہمرکاب تہا حضرت موضع مذکور مین پہنچے اور ارادہ کیا کہ یہان ایک مسجد وخانقاہ تعمیر کرنا چاہی۔ اُسوقت گرمی کا موسم تہا۔ اور اُس موضع مین پانی کی قلت تھی۔ آپ نے دعا کی اے خداوند بندہ نواز اے کریم کارساز مینہہ برسا تاکہ خلائق آسودہ ہوجائے۔ اور تیر اگھر یعنی مسجد بنائی جائے دعا کرتے ہی خوب مینہہ برسا تمام جنگل ومیدان پرآب ہوا۔ خلایق کثرت بارش سے تنگ ہوئی اور حضرت سے شکایت کی۔ پہر آپ نے دعا کی مینہہ بند ہوا۔ تمّ کلامہ۔ **منقول ہے** کہ آپ نے رحلت سی چارسال قبل اپنے فرزند شاہ مرتضی حسینی العلوی کو خلافت واجازت وجانشینی عطا کی اور صاحبزادے کی تربیت وآتالیقی شاہ نعیم اللہ کے تفویض کی۔ چارسال کے بعد موضع دوندکہ ملقب بہ برہانپور کا ارادہ کیا۔ اور خادمین وملازمین کو حکم دیا کہ سفر کا زاد وراحلہ تیار کرین پہر بروز پنجشنبہ روانہ ہوئے۔ موضع برہانپور مین فرزند دلبند کو بلایا۔ اور حضور مین بٹہایا۔ دیر تک نظر وتوجہ سے سرفراز کیا۔ اور فرزند کو ایک توجہ ونظر مین کامل فرمایا۔ بعد ازان دارفنا سی دارالبقا کو رحلت کی۔ یہ حادثہ ساتوین تاریخ ماہ ذیقعدہ ۱۰۸۴ھ ایکہزار چوراسی ہجری مین واقع ہوا۔ مادہ تاریخ رحلت (ناصر اہل بہشت) ہے۔ معتقدین تجہیز وتکفین کرکے آپکا جنازہ موضع برہانپور سے بیجاپور مین لائے اور اندرون شہر جد امجد شاہ ہاشم کے گنبد مین دفن کئے۔ آپکے جنازہ کی نماز تین مقامات مین ادا کی گئی۔ اوّلاً موضع برہان پور مین۔ دوم بیرون شہر۔ سوم

اندرون شہر جنازہ کے ساتھ خلائق کا اژدہام تہا۔ امیر و فقیر صغیر و کبیر ہمراہ تھے۔ کل زار زار روتے تھے اور حضرت کو یاد کرتے۔ سالانہ آپکا عرس ماہ مذکور میں ہوتا ہے۔

شاہ برہان الدین جانم قدس سرہٗ

آپ حضرت شاہ میرانجی شمس العشاق کے صاحبزادے ہین۔ آپ نے علوم ظاہری و باطنی والد ماجد سے حاصل کئے۔ ریاضت و عبادت کے بعد والد ماجد کے مرید و خلیفہ ہوئے۔ علم طریقت مین لائق و فائق تھے۔ تصوف و سلوک مین متعدد رسائل تالیف کئے ہین۔ توحید و تصوف کے دقائق و حقائق کو خوب شرح و بسط سے بیان فرمایا ہے اکثر آپ کے فیض تعلیم و تلقین سے درجۂ معرفت کو پہنچے ہین۔ خوش خلق و نیک سیرت حلیم الطبع و لطیف المزاج تھے۔ کسر نفسی و خاکساری آپ کی شان تھی۔ عاجزی و فروتنی آپ کی عادت تھی۔ آخر آپ نے پندرہ تاریخ ماہ جمادی الثانی ۹۵۰ھ نوسو پچاس ہجری مین رحلت کی۔ والد ماجد کے گنبذ واقعہ بیجاپور مین مدفون ہوئے۔

مولانا شیخ بابا علی شیر بنگالی

آپ نور الہدیٰ ابو الکرامات کے اولاد مین سے ہین۔ آپ کے جد اعلیٰ جلال الدین مجبروؔ کے خلیفہ تہے۔ ترکستان و عراق و عجم سے ہند مین وارد ہوئے اور ہند سے بلاد و امصار مین سیر و سیاحت کی۔ اور اکثر دیہات مین اسلام کا چراغ روشن کیا اور دین

محمدی کا جھنڈا قائم فرمایا۔ بنگالہ مین سکونت پذیر تھے۔ شیخ احمد کھٹو آپ کے جد اعلیٰ کے خوشہ چینون مین سے ہین۔ آپ کا مولد و منشا ر بنگالہ تہا۔ اسوجہہ سے اوس کے طرف منسوب ہین آپ بنگالہ سے گجرات مین آئے اور قصبۂ سرکہیج مین شیخ احمد مرحوم کی خانقاہ مین فروکش ہوئے خلایق کو رہنمائی و ہدایت سے ممتاز کرنے لگے۔ آخر ۹۷۶ھ نوسو چہتر ہجری مین رحلت کی۔ قصبہ سرکہیج علاقہ احمد آباد گجرات مین تالاب کے کنارے مدفون ہوئے۔ زیارت گاہ عام ہے۔ زوار و تبرک ہے

شاہ بوریا

پنج گنج مین لکہا ہے کہ۔ آپ صاحب کشف و واقف دل تھے۔ حاضرین مریدین کے دل مین جو کچہہ گذرتا تہا۔ اوس کو فوراً بیان کر دیتے تھے۔ شہر اورنگ آباد مین شایستہ خان کے مسجد کے متصل سکونت پذیر تھے۔ اور آپ کے پاس ایک کتا مسمی پردل خان تہا۔ ایک وقت بیمار ہوا۔ ایک ہفتہ تک جگہہ سے نہین ہلا۔ وہین پڑا رہا آخر کتا فوت ہوا۔ آپ نے اوس کی نماز جنازہ پڑہی اور دفن کیا۔ شریعت پناہ نے آپ کو تنگ کیا کہ اوس کو قبر سے نکالو۔ آپ نے فرمایا اے بزرگون وہ کتا قبر مین نہین ہے۔ اولاً تحریر لکھیئے اور جہہ پر جاری کیجئے۔ پہر اوس کو قبر سے نکالئے۔ چون کہ لوگ آپ کے خرق عادات سے واقف تھے۔ اس معاملہ سے دست بردار ہوئے۔ اکثر اہل شہر آپ کے پاس آتے تہے۔ اور اپنی مراد و حاجت کے خواہان ہوتے تھے آپکی دعائی برکت سے ہر ایک کو کامیابی ہوتی تھی۔ آپ ہر ایک کی دلجوئی فرماتے

تھے۔ دل آزاری و دل شکنی سے پرہیز کرتے تھے۔ امرا و فقرا آپ سے حسن ارادت رکھتے تھے۔ آخر آپ کی وفات ۱۱۸۵ھ گیارہ سو پچاسی ہجری مین واقع ہوئی شہر اورنگ آباد مین مدفون ہوئے۔ یزار و یتبرک بہ۔

باباشاہ کوچک

پنج گنج کے مؤلف نے لکھا کہ آپ حضرت جامع الکمالات قاضی مذہب الدین بیڑ کے مرید وخلیفہ ہین۔ آپ نے ریاضت شاقہ کے بعد طریقہ سلوک کو طے کیا تہا۔ اور درجہ انتہا کو پہنچایا تہا۔ آپ صاحب کشف و کرامات و خوارق عادت تھے۔ ہمیشہ عالم تجرد مین رہے جب حضرت مخدوم سید حسینی بندہ نواز گیسو دراز قدس سرہ دولت آباد سے گلبرگہ مراجعت کی۔ راہ مین قصبہ بیڑ آئے وہان فروکش ہوئے۔ حضرت باباشاہ کوچک سے ملے اوسوقت باباشاہ دامن کوہ کے ایک درہ مین گوشہ نشین تھے۔ درگاہ کا دروازہ نہایت ہی تنگ و کوتاہ تہا۔ مخدوم دروازہ کے قریب پہنچے۔ اندر سے باباشاہ نے فرمایا اے سید محمد حسینی سر جہکا کر آئے۔ مخدوم خم ہوکر غار کے اندر گئے۔ اور باباشاہ سے ملے۔ اور تہوڑی دیر کے بعد واپس آئے۔ اور گلبرگہ روانہ ہوئے۔ چند روز کے بعد شاہ موصوف نے اس عالم فانی سے ۷۶۵ھ سات سو پینسٹھہ ہجری مین رحلت کی۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ قصبہ بیڑ کے خارج مین آپ مدفون ہوئے۔ سلاطین بہمنیہ نے آپ کی قبر پر گنبد بنوا دیا متولی و مجاور مقرر کر دئے۔ اور مجاورین و خادمین کی گذر اوقات اور مقبرہ کے

عود وگل اور عرس کے لئے روزینہ مقرر کر دیا تھا۔ سالانہ آپ کا عرس شان وشوکت سے ہوتا ہے۔ خلائق عام وخاص جمع ہوتے ہیں مقاصد ومآرب میں کامیاب ہوتے ہیں۔

پیر بابا رستم قدس سرہ

آپ مجذوب تھے۔ ہمیشہ حالت جذب واستغراق میں رہتے تھے۔ دنیا ومافیہا سے بیخبر تھے۔ جو زبان سے فرماتے تھے وہی ہوتا تھا۔ اکثر اہل گجرات آپ کے اطراف میں حلقہ کئے ہوئے رہتے تھے۔ اور اپنے حصول مقاصد ووصول مطالب کے لئے درخواست کرتے تھے۔ خلائق آپ کے فیض ظاہری وباطنی سے کامیاب ہوتی تھی۔ گجرات میں مشہور ہیں۔ آپنے ۸۳۵ھ آٹھ سو پینتیس ہجری میں رحلت کی ہے۔ ضلع بھڑونچ میں مدفون ہوئے مزار [illegible]

پیر بادشاہ

آپ سید علی صاحب کے صاحبزادے ہیں۔ نسب کا سلسلہ چند واسطہ سے شاہ جمال بغدادی سے ملتا ہے۔ آپ کا اصلی وطن موضع عرس ورنگل ہے۔ بزرگ صاحب دل روشن ضمیر تھے۔ پنج گنج کے مولف نے لکھا کہ آپ علائق دنیوی سے مبرا۔ اور آپ کا دل حسد وکینہ سے معرا تھا۔ صاف گو وخوش خو تھے۔ دنیا ومافیہا سے کچھ سروکار نہیں رکھتے تھے۔ فقرا دوست تھے۔ امیروں سے دور رہتے تھے۔ ایک روز شکر اللہ خان عامل ورنگل آپ کی ملاقات کے لئے حاضر ہوا حضرت بھی ملنے کے لئے برآمد ہوئے۔ اسی اثنا میں

عامل مذکور سوارون اور پیدل کے ملاحظہ مین مصروف ہوا۔ آپ عامل کی بے التفاتی دیکھکر
ناخوش ہوئے۔ اور ایک مرید سے مخاطب ہوکر کہا سنو ؎ تکبر عزازیل را خوار کرد
بزندان لعنت گرفتار کرد ؎ عامل بیت کے سنتے ہی متغیر ہوگیا۔ حضرت سے عذرخواہی
کی اور مکان مین آکے خدا سے دعا کی اے خدا اس عامل کو معزول کر۔ کہتے ہین کہ تین
مہینے نہین گذرے تہے کہ عامل معزول ہوگیا۔ آپ کی وفات ۲۲ ربیع الاول سنہ ۱۱۷۹
گیارہ سے انیاسی ہجریمین واقع ہوئی۔ بزرگون کے روضہ مین موضع عرس تعلقہ ورنگل مین مدفون ہوئے۔

حضرت شاہ برہان الدین راز الٰہی قدس سرہ

تاریخ خافی خانی کے مولف نے لکہا کہ شیخ برہان قدس سرہ مشاہیر برہانپور سے ہین
شاہ عیسی جند اللہ کے مرید وخلیفہ۔ مدت تک پیر کی خدمت مین حسن ارادت وعقیدت سے
رہے۔ ہمیشہ پیر کے استنجا کے لئے مٹی کے ڈلے لاتے تھے۔ پان بناتے تھے۔ مجلس سرود
وسماع مین شریک ہوتے تہے۔ وجد وحال مین مستغرق۔ آخر آپ پیر کی توجہ وخدمت کی
برکت سے درجہ کمال کو پہنچے۔ آپ کی حسن صفات واخلاق کی بابت جسقدر لکہا جائے
کم ہوگا۔ آپ خلائق خاص وعام کے ساتھ ایسا سلوک فرماتے تھے کہ ہر ایک فرقہ ومذہب کے
خاص وعام آپ کی خدمت مین اعتقاد خاص رکہتے تھے۔ انتہی کلامہ۔ تاریخ برہانپور کے
مولف نے لکہا کہ آپ متوکل وتارک الدنیا تھے۔ خلائق کی ہدایت وتربیت مین مشغول
رہتے تھے۔ اکثر عالمگیر بادشاہ۔ شاہزادگی کے زمانہ مین آپ کی خدمت مین آتا تہا۔ اور

سلطنت کے لئے ہمت و دعا چاہتا تہا۔ آخر ایک رات حسب الارشاد حضرت کے سامنے
نماز کے بعد ہندوستان کی بادشاہت ملنے کے لئے خداتعالیٰ کی درگاہ مین درخواست
کی۔ حضرت نے آمین کہی۔ اور جلوس تخت کی بشارت دی۔ اور نصیحت کی کہ عدل و انصاف سے
عدول نہین کرنا چاہیے۔ خافیخان نے لکھا کہ عالمگیر کو خداتعالیٰ نے تاج سلطنت حضرت کی
دعا سے عطا فرمایا۔ حضرت کی عادت سے تہا کہ کسی کا تحفہ و نذر قبول نہیں کرتے تھے۔ آپ
سلطنتِ قناعت کے بادشاہ تھے۔ آپ کی سلطنت ایسی تھی کہ زوال و خلل سے مبرا۔
مرآت العالم کے مولف نے لکھا کہ نواب عاقل خان رازی آپ کا مرید ہوا۔ آپ سے حسن
عقیدت رکہتا تہا۔ آپ کے ملفوظات کو جمع کر کے مرتب کیا۔ اور اس کا نام ثمرات الحیات
رکہا۔ اور حضرت کے خادمون مین سے ایک خادم نے بھی آپ کے ملفوظات جمع کئے
اور اس کا نام روائح الانفاس رکہا۔ ہر ایک ملفوظ کو رائحہ لفظ سے لکھتا ہے۔ یہہ ملفوظات
ثمرات الحیات سے تخمیناً دوچند ہے۔ اور حضرت کے تصنیفات سے اور چند رسائل مفید ہین
شرح اسماے حسنیٰ۔ و شرح آمنت باللہ وغیرہ۔ اور خافیخان نے اپنی تاریخ مین یہہ بھی
لکھا کہ جب عالمگیر بادشاہ داراشکوہ کے مقابلہ کے لئے مستعد ہوا۔ اسوقت بادشاہ نے
ارادہ کیا کہ آپ کی خدمت مین حاضر ہو کے دعائے خیر چاہئے۔ لیکن بادشاہ کو معلوم ہوا کہ حضرت
سلاطین سے ملنا پسند نہین کرتے ہین۔ بناءً علیہ رات کو بادشاہ بدون اطلاع تغیر وضع
آپ کی خدمت مین آیا۔ اور مریدین و حاضرین مجلس کے حلقہ مین بیٹھہ گیا۔ حضرت نے نووارد
شخص دیکھہ کے پوچہا۔ عرض کیا۔ اورنگ زیب ہون۔ حضرت سن کے خاموش ہو گئے۔

کچھہ توجہ نہین کی نہ کچھہ تبرک عطا فرمایا. پھر دوسرے روز بدستور دیروزہ حاضر ہوا. آپ نے فرمایا. اگر فقیر کا مکان آپ کو پسند ہے تو فرمائیے. فقیر فقرا کے لئے دوسرا تکیہ تجویز کرے. عالمگیر خاموش ہوا. پھر عالمگیر آپ کے ایک خادم خاص کے توسل سے باین شرط ماذون ہوا. کہ آپ صبح ایسے وقت آئے کہ حضرت حجرہ سے نماز کے لئے برآمد ہوتے ہین اسوقت ملاقات کھڑے ہوجائیگی پس عالمگیر مع شیخ نظام دکنی وشیخ پیر میران آپ کی خانقاہ کے دروازہ پر حاضر ہوا. آپ حجرہ سے برآمد ہوئے. بادشاہ سے مکالمہ کیا. خلد مکان نے داراشکوہ کی شکایت کی کہ وہ مقدمات شرعی مین شرع کا لحاظ نہین کرتا ہے. خلاف شرع مرتکب ہوتا ہے. اور اپنے ارادے وحسن نیت کا اظہار کیا کہ مین احکام دین ورعیت پروری کی خدمت کو فرض سمجھتا ہون. آپ سے ہمت وتوجہہ کا خواستگار ہون. آپ نے فرمایا کہ ہم فقیران کم اعتبار سے کیا ہوسکتا ہے. آپ خود بادشاہ ہین نیت پروری وعدالت گستری کی نیت خیر کرکے فاتحہ پڑھیے ہم بھی فاتحہ کے لئے ہاتھہ اٹھاتے ہین. اسیوقت شیخ نظام نے بادشاہ سے آہستہ کہا. بادشاہی مبارک ہو. پھر عالمگیر قدمبوس ہوکے رخصت ہوا داراشکوہ پر غالب ہوا. آخر تخت سلطنت پر جلوس فرمایا. آپ کے چند مریدین صادق الاعتقاد جو مرتبہ فنافی الشیخ مین پہنچ گئے تھے. عالم بیخودی مین شیخ کو خدا کہتے تھے. حضرت مریدین کو ہرچند کہ ان کلمات کے کہنے سے منع کرتے تھے لیکن وے باز نہین رہتے تھے. آخر آپ نے چند مریدین کو خانقاہ مین مقید کیا. چند ایام گذرنے کے بعد توبہ کئے اور اعتقاد فاسد سے باز آئے اور چند مریدین جو توبہ نہین کئے تھے آپ نے انکو قاضی کے پاس بھیجدیا. اور قاضی صاحب کو پیغام دیا تا وقتیکہ توبہ نکرین ہرگز رہا نہ فرمائین. آخر حد شرع ان پر جاری فرمائین. چنانچہ قاضی صاحب

انکو مدت تک مقید رکھا۔ لیکن انہون نے توبہ نہین کی آخر وہ بحکم شرع قتل کیے گئے۔ انتہی کلامہٗ

حضرت شیخ جامع اوصاف حمیدہ و اخلاق پسندیدہ تھے۔ آپ کی وضع سیدھی سادی تھی غربا پرور و مہمان نواز تھے۔ حاجتمندون کی حاجت روائی مین کوتاہی نہین فرماتے تھے مجلس سماع منعقد فرماتے تھے۔ مجلس مین مزامیر و رباب کی آواز جائز رکھتے۔ اگرچہ آپ راگ و سرود کے فریفتہ لیکن شرع کا زیادہ خیال رکھتے تھے لیکن پانچون وقت کی نماز مع جماعت ادا کرتے تھے اکثر عصر و مغرب کے درمیان مجلس سماع کو آراستہ فرماتے تھی کبھی کبھی صبحکو نماز و وظائف سے فارغ ہوکے چاشت وقت سرود سنتے تھے غرض آپ شریعت و طریقت کے پابند تھے۔ حقیقت و معرفت کے نکات پر کاربند۔

آپ کی رحلت کا ذکر

آخر آپنے ۵ تاریخ شعبان ۱۰۳۸ھ مین اس دار فانی سے عالم بقا کیطرف رحلت کی۔ انا للہ وانا الیہ راجعون مدۃ عمر ۱۰۰ سال   خانقاہ مین مدفون ہوئے آپکا سالانہ عرس ہوتا ہے۔ عرس و چراغ وغیرہ کیلیے سرکار عالی نظام مدظلہ العالی کے طرف سے ایک روپیہ روزینہ تعلقہ ملکاپور برار سے مقرر ہے۔ فی زماننا سید نور البرہان عرف بنے صاحب آپ کے سجادہ نشین تھے۔ عرس و خانقاہ کا اہتمام آپکے سپرد تھا۔ آپ کے دو صاحبزادے ہین ایک میر عابد علی صاحب دوم میر جنید علی صاحب ذی علم و اخلاق ہین۔ فقیر مولف حضرت سے ایک وقت ملنے حسن اخلاق سے ملے تھے۔

حضرت شاہ بھکاری چشتی قدس سرہٗ

تاریخ برہان پور کے مولف نے لکھا کہ اصل مین آپکا نام نظام الدین ہے۔ شاہ بھکاری عرف بھی

آپ شیخ یوسف المعروف شیخ جوسی کے فرزند ہین۔ نسب کا سلسلہ بہ ہشتم پشت شیخ فریدالدین گنج شکر سے منتہی ہوتا ہے۔ آپ کا مولد ومنشا اجودھن ہے۔ سن شعور کو پہنچ کے اجودھن کے مدرسے مین علوم ظاہری سے فارغ ہوئے۔ پس ایک رات خواب مین دیکھا کہ حضرت گنج شکر نے آپکے سر پر تاج رکھا۔ اور فرمایا اے نور چشم خدا نے تجکو فقر کا خرقہ عطا فرمایا۔ اب آپکو حرمین شریفین کو جانا چاہیے۔ طواف وزیارت سے مشرف ہونا چاہیے۔ آپ خواب سے بیدار ہوئے۔ خواب کا ذکر والد ماجد کی خدمت مین عرض کیا۔ والد ماجد نے آپکو مع شیخ بھیکن وشیخ سونا۔ وشیخ حمیدالدین۔ وشیخ محمود فرزندان شیخ حسین حرمین شریفین روانہ فرمایا۔ اور آپکے والد بھی اوہین ایام مین اجودھن سے قلعہ اسیر مین آئے اور سکونت اختیا کی۔ عینا عادل شاہ فاروقی والی برہانپور آپ کا معتقد ہوا۔ آپکے والد شاہ یوسف جب قریب مرگ پہنچے۔ تب بادشاہ فاروقی کو وصیت کی کہ میرا فرزند شاہ بھکاری خشکی کے راستہ سے حرمین شریفین گیا ہے حج وزیارت سے مشرف ہوکے یہان آئے گا۔ جب وہ یہان پہنچے گا تو آپ اُس کی خدمت مین فروگذاشت نہین کرنا۔ آپ کی جو مراد ہوگی۔ صاحبزادیکے ذریعہ سے حاصل ہوجائے گی۔ شیخ حسین کو خلافت سے مشرف کرکے ۸۰۳ھ ہجری مین فوت ہوئے۔ جب شاہ بھکاری نے حرمین شریفین سے مراجعت کی۔ موضع بنکری متصل رودآباولی مین پہنچے۔ عادل شاہ فاروقی آپ کے استقبال کے لئے آیا۔ قدمبوسی سے مشرف ہوا چند اشرفیان نذر کین۔ آپ نے قبول نہین فرمایا۔ میران عینا عادل شاہ فاروقی مذکور آپ سے اعتقاد کامل رکھتا تھا۔ اکثر اوقات آپ کی خدمت میں حاضر ہوتا تھا۔ صوم وصلوٰۃ کا پابند تھا۔ پانچون وقت کی نماز اہل اللہ کے ساتھ

جماعت سے ادا کرتا تھا۔ بزرگان اہل دل کی صحبت کی برکت سے صاحب دل ہو گیا تھا۔
دنیا و مافیہا سے بیزار۔ اکثر خاقانی کا یہ شعر پڑھتا تھا ؎ پس از سی سال این معنی محقق شد
کہ سلطانی ست درویشی و درویشی ست سلطانی ، اتفاقاً انہین ایام مین فاروقی بیمار ہو گیا
آپ کی خدمت مین حاضر ہونے سے محروم رہنے لگا۔ آپ کی جدائی سے سخت رنج و ملال ہوا۔
آپ کیخدمت مین پیغام بھیجا۔ کہ حضرت اگرچہ کسی امیر و بادشاہ کے مکان پر قدم رنجہ نہین
فرماتے ہین لیکن آپ کا خادم مشتاق دیدار ہے اگر تشریف لائین تو خادم کے شفا و نجات کا
سبب ہو گا۔ حضرت نے فاروقی کی درخواست قبول کی۔ باتباع سنت نبوی عیادۂ فاروقی
دولتخانہ پر رونق افزا ہوئے۔ نظر کشف سے مریض کی حالت دیکھی کہ قریب المرگ ہے بکمال
محبت و حسرت سے آبدیدہ ہوئے۔ اور زبان مبارک سے فرمایا۔ خدا تعالی مجکو آپ کا روز
مصیبت نہ دکھلائے۔ مریض کو تسلی و تشفی دیکے خانقاہ مین مراجعت کی۔ دوسرے دن اعزہ
و مریدین کو اپنی رحلت کی خبر دی۔ اور وصیت کی۔ آپ کی ہمشیرہ صاحبہ کلان جو عابدہ صالحہ
تھین حضرت کی دختر شیر خوار گود مین لئے ہوئے چشم گریان و دل بریان آپ کی خدمت مین
آئین اور عرض کیا کہ آپ اس بچی خورد سالہ کو کس کے سپرد فرماتے ہین۔ فرمایا اسکے لئے اللہ
جل شانہ کافی ہے۔ اور خانقاہ کا ظاہری انتظام آپ کے سپرد رہے گا ہمشیرہ صاحبہ نے
عرض کیا شیرون کے مکان کا انتظام روباہ سکین سے کیونکر ہو گا۔ مردون کا کام مردون سے
ہو سکتا ہے۔ آپ نے فرمایا آپ صفات مین مردون سے کم نہین ہین۔ آپ کی رحلت کے بعد
ہمشیرہ صاحبہ خانقاہ کا انتظام کرتی رہین۔ واردین مسافرین کی خبر گیری و مریدین و خادمان

دستگیری فرماتی تہین۔ آخر آپ وصیت کرنے کے چند روز بعد بتاریخ ۱۲۔ ماہ ربیع الاول سنہ ۹ ہجری مین بروز پنجشنبہ دنیائے فانی سے عالم بقا کے طرف روانہ ہوئے۔ انا للہ و انا الیہ راجعون۔ خانقاہ کے احاطہ مین مدفون ہوئے۔ آپکے مرید بیشمار تھے۔ اور خلفا بھی متعدد تھے منجملہ خلفا شاہ منصور مجذوب۔ وشیخ برکت اللہ۔ وشیخ شاہ حمید الدین و قاضی داؤد۔ و پیر کاکا۔ وشیخ شکر اللہ۔ وشیخ سدہارے۔ و میران سید پیارے وشاہ منجہو وغیرہم تھے۔ انتہی کلام مولف ملفوظات۔ آپ کے خرق عادات وکرامات کی اکثر نقلین برہانپور وخاندیس کے قصبات و دیہات مین مشہور ہین۔ اور عام وخاص مین سینہ بسینہ منقول ہوتی ہین۔ مورخین نے بھی سفینہ بسفینہ نقل کیا ہے۔ فقیر مولف بھی چند نقلین گزارش کرتا ہے کہ شایقین ومعتقدین استفادہ سے محروم نرہین **نقل ۹۱ ہے** کہ حضرت افطار کے وقت اقسام کے کہانے ظروف چوبین مین رکھہ کے ہاتھون مین لیکے شاہ نعمان کی خدمت مین پہنچاتے تھے۔ شاہ نعمان کہانے کو لے کے اہم نشینون پر تقسیم کرکے فرماتے تھے کہ یہ تبرک گنج شکر کے گھر کا ہے کہائے۔ اسی طرح شاہ نعمان بھی آپ کی خدمت مین افطاری پہنچاتے تھے۔ آپ بھی اپنے حاضرین مریدین پر تقسیم کرکے فرماتے کہ یہہ تبرک خواجہ مودود چشتی کا ہے۔ تناول کیجئے۔ دونون بزرگون کے مکانات کے درمیان چند میل کا فاصلہ تھا۔ طرفین سے افطاری کا پہنچنا کرامت سے ہوتا تھا۔ **نقل ۹۲ ہے**۔ شاہ نعمان نے رحلت کے وقت سید پیارا وشیخ منجہو مریدین سے فرمایا کہ علم سلوک مین آپ کی تکمیل نہین ہوئی ہے۔ میرے بعد شاہ بہکاری کی خدمت مین تکمیل ہوگی۔ شیخ منجہو نے عرض کیا

شاہ صاحب ہم سے واقف نہین ہین۔ شاہ نعمان نے فرمایا کہ آپ کے لئے سفارش کیجائیگی
حسب الحکم دونون صاحب شاہ بہکاری صاحب کی خدمت مین حاضر ہوئے۔ شاہ صاحب
نے چند قدم اُن کا استقبال فرمایا۔ اور شیخ منجھو سے کہا کہ آپ نے شاہ نعمان صاحب سے
سفارش کی کیون تکلیف دی۔ پس دونون صاحب شاہ بہکاری صاحب کی چند روزہ
توجھ سے صاحب کمال ہوئے۔ خلافت واجازت سے سرفراز۔ شاہ صاحب دونون خلفا کے
ساتھ ہاتھ مین ہاتھ ملائے ہوئے بطریق طیّ الارض برہانپور سے قلعہ اسیر مین شاہ نعمان کے
مزار پر جاتے تھے اور فاتحہ پڑھ کے کشف قبور کے ذریعہ سے شاہ نعمان سے ہم کلام
ہوتے تھے شیخ منجھو کے دل مین یہہ خطرہ ہوا کہ شاہ نعمان سے عالم برزخ کا حال دریافت
کیا جائے۔ اور شاہ بہکاری صاحب سے استفسار کی بابت کہنے کی جرات نہین ہوئی
شاہ بہکاری صاحب شیخ کے خطرہ سے واقف ہو گئے۔ اور شاہ نعمان سے سوال کیا
کہ عالم برزخ مین آپ سے کیا معاملہ ہوا۔ شاہ نعمان نے جواب دیا کہ نزع کے وقت میرے
پاس خوبصورت نیک سیرت فرشتے آئے تھے۔ منکر نکیر کے سوال وجواب مطابق قرآن
واحادیث برحق نظر آئے۔ اور مجکو حق الیقین اور عین الیقین کا مرتبہ حاصل ہوا۔ اب
اس سے زیادہ قرب الٰہی کا بیان انسان کی فہم وعقل مین آنے سے محال ہے۔ اس نقل مین
طی الارض۔ اور شاہ نعمان سے عالم برزخ کا حال بذریعہ کشف استفسار کرنا آپکی
کرامات وخرق عادات سے مشہور ہے۔ واللہ اعلم بالصواب

نقل ۵۳ ہے
کہ آپ عالم جوانی مین چند بزرگ زادے ہمراہ لیکر بیعت کے ارادے سے شاہ نعمان قدس سرہٗ

خدمت مین پہنچے۔ شاہ صاحب نے آپ کا بہت اعزاز واکرام کیا۔ پھر مراقبہ کے بعد فرمایا کہ مین نے آپ کے ہمراہیون کی بیعت قبول کی۔ لیکن آپ کی بیعت شیخ شمس الدین مانڈوی کی خدمت مین قرار پائی ہے۔ اور تمام مراتب کی تکمیل شیخ محمد صاحب سجادہ اجودھن کیخدمت مین ہوگی۔ آپ وہان سے رخصت ہو کے قلعہ مانڈو پر آئے۔ اور حضرت شیخ شمس الدین کی خانقاہ مین پہنچے۔ حضرت نے کشف سے معلوم کر کے خادم کو فرمایا کہ شاہ بھکاری خانقاہ مین آیا ہے اُسکو حاضر کرو خادم نے شاہ بھکاری شاہ بھکاری کہکے پکارا۔ کسی نے آواز نہین دی شیخ نے خادم کو فرمایا کہ شیخ نظام الدین بن یوسف آسیری جو گدائی کے لئے آیا ہے اُس کو لے آ۔ پس آپ شیخ کی خدمت مین آئے بیعت سے مشرف ہوئے آپ نے اوسی روز سے اپنا نام بھکاری قرار دیا۔ اسی کسر نفسی وانکساری کی برکت سے لفظ شاہ آپ کے لقب کا تاج ہوا۔ شاہ بھکاری لقب سے خاص وعام مین مشہور ہوئے پھر آپ وہان سے شہر اجودھن روانہ ہوئے شیخ محمد صاحب سجادہ درگاہ گنج شکر کی خدمت مین پہنچے۔ چندمدت مین مراتب سلوک کی تکمیل کی۔ اور خرقہ خلافت سے سرفراز ہوئے۔ اور وہان سے رخصت ہو کے قلعہ آسیر مین آئے۔ اور شاہ نعمان کی روحانی ملاقات سے مشرف ہوئے

نقل - معراج الولایت کے مولف نے لکھا کہ حضرت شاہ بھکاری جب برہان پور مین متوطن ہو گئے۔ روزانہ آپ کے وضو کیلئے تپتی ندی سے پانی لاتے تھے۔ اور اس کام پر شیخ محمود نام درویش مقرر تھا۔ ایک روز حضرت نے شیخ محمود کو یاد فرمایا خادمون نے کہا وہ پانی لانے کے لئے تپتی پر گیا ہے۔ آپ نے اس بات کے سننے سے افسوس کیا۔ اور

فرمایا کہ ایک کوزہ بھر پانی کے لئے بندگان خدا کو اس قدر محنت مین نہین ڈالنا چاہیے پس
جگہ سے اوٹھے اُس مقام مین (اسوقت جہان آتاولی ندی جاری ہے) عصائے مبارک کو
زمین پر مارا۔ اُسی وقت وہان کثرت سے پانی برآمد ہوا۔ پانی کے برآمد ہوتے ہی آپ مراجعت
کرنے لگے۔ ندی بھی آپ کے تعاقب مین آنے لگی۔ آپ نے پلٹ کے دیکھا کہ دریا عقب مین
آرہا ہے۔ فرمایا اے آب اوتاولی یعنی جلدی مت کر اور آہستہ ایسا چل کہ تیرا سکون ہمارے
قرب مین ہو۔ اُسی وقت پانی زمین مین غائب ہوگیا۔ اور چشمہ رواں کی طرح جاری ہوا۔
اور اوتاولی اسم سے مسمّیٰ ہوا۔ آپ کے لئے عینا عادل شاہ فاروقی نے ندی کے کنارے
ایک خانقاہ بزرگ تیار کرایا تھا۔ آپ کا مزار پُرانوار خانقاہ مین ہے۔ یزار و یتبرک بہ۔
تاریخ خورشید جاہی کے مولف نے لکھا کہ آپ کا گنبذ نہر پتی کے کنارہ پر ہے۔ الخ۔ یہہ
غلطی مولف مذکور سے سہواً واقع ہوئی۔ واقع مین آپ کا گنبذ اُتاولی ندی کے کنارہ پر ہے۔
دریائے پتی اُتاولی سے دو میل کے فاصلہ پر ہے۔ **نقل ہے** کہ آپ کے عرس
مین کثرت سے خلائق جمع ہوتی ہے۔ اور مغرب کی نماز جماعت کے اژدہام سے ہوتی ہے
مشہور ہے کہ نماز کے بعد دعا مقبول ہوتی ہے بنا بر علیہ تمام عوام وخواص نماز کے بعد
دعا پڑھتے ہین۔ اور مایحتاج کے خواستگار ہوتے ہین۔ خورشید جاہی کے مولف نے
لکھا ایک وقت مغرب کی نماز کثرت اژدہام سے ہورہی تھی کہ یکایک ندی مین طغیانی
ہوئی۔ تماشائی لوگ فرار ہوگئے۔ مگر نمازی استقلال کے ساتھہ نماز ادا کرتے رہے
اخیر کے تشہد مین بیٹھے ہوئے تھے۔ بدستور بیٹھے رہے۔ نماز سے فارغ ہوگئے صحیح سالم

پانی سے باہر نکل آئے۔ نمازیون کے برآمد ہوتے ہی طغیانی کا زور و شور دوچند ہوا۔ تمام خلائق نمازیون کی صحت پر خدا کا شکریہ ادا کرنے لگے عبادت کی برکت اور حضرت کی کرامت کے معترف ہوئے۔ آپ کی خرق عادت کی ایک نقل خزینۃ الاصفیا کے مولف نے معارج الولایت سے بیان کی ہے وہ یہہ ہے کہ جب شاہ بھکاری قدس سرہٗ کی والدہ حاملہ ہوئے بارہ برس تک وضع حمل نہین ہوا ہرچند کہ علاج کیا گیا لیکن مفید نہین ہوا آخر آپ بارہ برس گذرنے کے بعد پیدا ہوئے غسل چلے کے بعد والدہ نے فرزند کے طرف دیکھا اور مسکرا کے فرمایا اے میرے نور دیدہ مین نے بارہ سال تک تیرے لئے اکثر ادویات تلخ استعمال کین اور محنت و مصیبتین برداشت کین آپ نے آنکھین کھول کے فرمایا۔ اے امان جان آپ سچ فرماتے ہین مین نے وہ تمام ادویہ نوش کین اور بارہ سال آپ کے شکم مین معتکف رہا۔ الخ۔ والدہ صاحبہ فرزند چہل روزہ کے کلام سے حیران و متعجب ہوئی۔ پس اُسی حیرانی مین فوت ہوگئے۔ آپ کی ہمشیرہ صاحبہ کلان مسماۃ اللہ دی تربیت و پرورش کی کفیل ہوئی۔ آپ نے ہمشیرہ صاحبہ کی آغوش محبت مین پرورش پائی۔ انتہی کلامہ۔ **نقل**۔ تاریخ برہانپور کے مولف نے لکھا کہ آپ اکثر صائم الدہر و قائم اللیل رہتے تھے۔ ہر شش ماہ گذرنیکے بعد ایک جلسۂ افطاری عام فرماتے تھے اور افطار کے لئے جو کی روٹی خود دست مبارک سے پکاتے تھے۔ اُس سے افطار فرماتے تھے۔ اور حاضرین و مریدین وغیرہ کو بھی تقسیم فرماتے تھے۔ چنانچہ آپ کے دست مبارک کی روٹی تین سو روزہ دارون کو کافی ہوتی تھی۔ مشہور ہے کہ ایک وقت آپکے

مریدین وخلفا سے ایک نے درخواست کی کہ مین نان بہاکری پکانا چاہتا ہون آپنے فرمایا کہ تو نہین پکا سکیگا۔ مرید نے اصرار کیا آپ نے اجازت دی۔ وہ پکانے کے لیے مستعد ہوا۔ آگ سلگانے لگا۔ یکایک آگ مشتعل ہوئی اُسکی ڈاڑہی پر پہنچی تمام کو جلا دیا یہہ حالت دیکھ آپ نے فرمایا کیا مین نے نہین کہا تہا کہ تو بہاکری نہین پکا سکیگا بہاکری پکانا بہکاری کا کام ہے۔ انتہی کلامہٗ۔ تاریخ مشاہیر برہان پور مین مذکور ہے کہ آپکے خلفا و مریدین بیشمار تھے۔ منجملہ خلفا شاہ منصور مجذوب وشاہ حمید الدین۔ و شیخ برکت اللہ و قاضی داؤد۔ و پیر کاکا۔ و شیخ شکر اللہ۔ و شیخ سدہارے۔ و میراں سید پیارے۔ و شاہ منجہو وغیرہم۔ انتہی کلامہٗ۔

مولانا میان جموجی

آپ کا نام جمال محمد۔ اور جموجی عرف ہے۔ آپ ملک چاند گجراتی کے صاحبزادے ہین۔ آپنے عالم جوانی مین کتب درسیہ معقول و منقول گجرات کے علما و فضلا کیخدمت مین تمام کین بعالم فاضل محدث و مفسر ہوئے۔ ۹۰۷ھ نوسوسات ہجری مین حرمین شریفین کا سفر کیا حج و زیارت سے فارغ ہو کے حجاز کے علما کی خدمت مین تکمیل کی۔ اور حدیث مین محدثین کاملین سے اسناد حاصل کئے۔ اور مشایخ کرام و صلحا عظام سے بھی ملے۔ ہر ایک کی خدمت مین استفادہ کیا اور بغداد بھی گئے۔ حضرت غوث الاعظم وغیرہ مشاہیر اولیا کی زیارت سے مشرف ہوئے۔ اور حضرت محبوب سبحانی کا پیرہن کسی سجادہ نشین کے ذریعہ سے حاصل کیا۔ تبرکاً ہند مین ہمراہ

لے آئے۔ جب آپ گجرات میں پہنچے علماء و مشائخ نے آپکا اعزاز و اکرام کیا۔ اور حضرت غوث الاعظم کے پیرہن کی زیارت سے معزز ہوئے۔ اکثر امرا و فقرا آپ کے مکان پر پیرہن کی زیارت کو آتے تھے۔ پیرہن مبارک کی وجہہ سے آپ کی گجرات میں بڑی شہرت ہوئی۔ آپ علوم ظاہری و باطنی کی تدریس فرماتے تھے۔ چند روز کے بعد آپ برہانپور مین رونق افزا ہوئے سلاطین فاروقیہ نے آپ کی تعظیم و توقیر کی۔ اور آپکو برہانپور کے مدرسہ مین مقرر فرمایا۔ آپ حدیث و تفسیر کا درس دیتے تھے۔ مدۃ العمر برہانپور مین رہے مدرسی کی خدمت پر مامور ہوئے۔ آپ حلیم الطبع و سلیم الوضع تھے۔ فقرا و غربا کی دستگیری کرتے تھے۔ خاص کر کے یتامی و بیواوں کے ساتھہ حسن سلوک فرماتے تھے۔ آخر آپ نے ۹۱۸ھ نو سو اٹھارہ ہجری میں رحلت کی شہر برہانپور مین دریا خاں رومی کے باغچہ میں مدفون ہوئے۔ یزار و یتبرک بہ۔

پیر جمنا بیجاپوری

روضۂ اولیاء کے مولف نے لکھا کہ آپ بیجاپور کے متقدمین اولیا سے ہین۔ دکنی الاصل تھے کسی بزرگ کامل سے فیض باطنی پایا تھا۔ طریقت و معرفت کے رموز سے واقف اور کاملین اولیاء سے شمار کئے جاتے تھے۔ ولی کامل تھے۔ بیجاپور میں ایسے زمانہ مین آئے کہ وہان ہنود حکمران تھے۔ آپ کے ہمراہ چالیس پچاس طلبہ و خدام تھے۔ ہنود آپ سے مخالفت کرتے تھے۔ آپ ہنود کو نہایت نرمی و حسن اخلاق سے ہدایت فرماتے تھے۔ مگر ہنود آپ کو ستاتے تھے اور اکثر جنگ کے لئے تیار ہو کے آتے تھے۔ مشہور ہے کہ ہنود نے

اکثر آپ کے ہمراہیون کو شہید کیا ہے۔ آخر آپ کی وفات ۲۔ رمضان ۱۰۳۷ھ سانتستوتین ہجری مین واقع ہوئی۔ اندرون شہر پناہ نواب مصطفےٰ خان کی حویلی کے قریب مدفون ہوئے آپ رات دن اسی فکر مین گذارتے تھے کہ مشرکین ہنود کو اسلام و ایمان کے طریقہ پر لائین آپ کی کوشش وسعی سے تھوڑے سے ہنود اسلام و ایمان کے راستہ پر آئے۔ لیکن آپ کو پوری کامیابی نہین ہوئی۔ امید تھی کہ انجام کار بہتر ہوگا۔ لیکن خود غلط بود آنچہ ما پنداشتیم۔ آپ صاحب دل و ولی کامل تھے۔ اور مقبول الدعا تھے۔ آپ کے پاس صبح شام معتقدین کا مجمع ہوتا تھا۔ راگ و مزمار کے شایق تھے۔ کبھی کبھی مجلس سماع منعقد فرماتے تھے۔ سامعین و طالبین کا ہجوم ہوتا تھا۔ کوئی روتا تھا۔ کوئی وجد مین لوٹتا تھا کوئی ناچتا تھا۔ کوئی پیر کے قدمو پر گرتا تھا۔ کوئی ہوحق کا نعرہ مارتا تھا۔ حاضرین کے قلوب مین محبت الٰہی کا جوش ہوتا تھا۔ آپ کی رحلت کے بعد نہ مجلس سماع ہوئی۔ نہ وہ مجلس رہی

شیخ جلال متوکل قدس سرہ

آپ شاہ شہباز کے مرید و خلیفہ ہین۔ حقایق و معارف مین کامل و تصوف و توحید مین عارف و اصل تھے۔ رات دن ریاضت و عبادت مین مشغول رہتے تھے طالبین و مریدین کو ہدایت و ارشاد فرماتے تھے۔ آپ صاحب جلال و کرامت تھے۔ جب ذکر مین مشغول ہوتے تھے۔ تب آپ کے دہن مبارک سے شعلے نمود ہوتے تھے۔ اہل ہمسایہ آپ کے مکانین رات کو شعلون کی روشنی دیکھہ کے گمان کرتے تھے کہ آپ کے گھر مین

آگ بھڑک گئی ہے۔ دوڑکر آپ کے مکان پر آتے تھے۔ مگر جب دیکھتے کہ واقع مین آگ نہین ہے۔ بلکہ وہ محبت الٰہی کے جلال کے شعلے ہین۔ اہل ہمسایہ لوٹ جاتے تھے اور حیران ہوتے تھے۔ آخر آپ نے ۹۳۳ھ نوسو تینتیس ہجری مین رحلت کی برہانپور مین مدفون ہوئے۔ آپ کی اولاد مین میر ولایت علی صاحب مرحوم نبیرہٗ میر قدرت اللہ صاحب مرحوم رسالدار عالیجناب نواب خورشید جاہ بہادر کی پایگاہ حیدرآباد دکن مین ملازم تھے۔ تھوڑا زمانہ گذرا کہ وہ بہشت برین روانہ ہو چکے۔ اب میر صاحب کے صاحبزادے میر امانت علی صاحب سلمہ اللہ تعالےٰ عالیجناب خورشید جاہ بہادر کے پایگاہ مین کوئی خدمت پر ملازم ہین

سید جلال مقصود عالم بخاری گجراتی

تاریخ گجرات کے مولف نے لکھا کہ آپ سید محمد مقبول عالم کے صاحبزادے ہین۔ آپکی ولادت شب شنبہ پندرہوین تاریخ ماہ جمادی الثانی ۱۰۰۳ھ ایکھزار تین ہجری مین احمد آباد گجرات مین واقع ہوئی۔ وارث رسول سے ولادت کی تاریخ برآمد ہوتی ہے۔ گیارہ برس کی عمر مین حافظ قرآن ہوئے۔ اور مولانا حسین سیستانی سے کتب معقول منقول ختم کین اور بقیہ کتب علوم وفنون مولانا شیخ عبدالعزیز کی خدمت مین تمام کین فارغ التحصیل ہوئے وسلوک وتصوف کی کتابین والد ماجد سے پڑھین۔ اور اسرار معنوی حاصل کئے آپ والد کے خلف الصدق وولد الرشید تھے۔ ہمیشہ والد کی اطاعت وفرمانبرداری مین بسر کرتے تھے۔ ایام خوردسالی سے آپ کبھی والد کے مرضی کا خلاف نہین کرتے تھے

چنانچہ آپ کی رباعیات سے ظاہر ہوتا ہے **رُباعی** از کسب ہنر مراد مال است ایدل ⁂ از علم و عمل غرض کمال است ایدل ⁂ مطلوب عاشقی وصال است ایدل ⁂ مقصود رہ مستی جلال است ایدل۔ **رُباعی** خم خم می عشق را نہاں نوش رضا ⁂ وز گفتن سر عشق خاموش رضا ⁂ گر خرقۂ فقر مصطفےٰ میخواہی۔ عیب ہمہ مرا چوں مرتضیٰ پوش رضا۔

آپ کا تخلص رضا ہے۔ کبھی مقصود بھی لکھتے ہیں۔ آپنے والد ماجد کی مدح میں اکثر قصاید و رباعیات لکھے ہیں۔ از ان جملہ۔ **رُباعی** سید کہ ہمیشہ در دلم شادم اوست ⁂ انجام او واصل بنیادم اوست۔ معشوق و مصاحب خداوند ندیم ⁂ پیر پدر عاشق استادم اوست۔ آپ خوش مزاج و خوش اخلاق تھے۔ بردبار و پرہیزگار تھے تحریر و تقریر میں عدیم المثل حسن مروت و فتوت میں بے بدل تھے۔ آپنے بمقتضاے اطاعت اُولی الامر و بلحاظ انتفاع خلق اللہ شاہ جہاں بادشاہ ہند کی ملازمت اختیار کی۔ بادشاہ نے از روے قدردانی آپ کو منصب شش ہزاری و خدمت صدارت سے سرفراز فرمایا۔ آپ پنجاب مین لاہور کی صدارت پر مقرر تھے۔ خدمت مفوضہ کو نہایت امانت و دیانت کے ساتھہ ادا فرماتے تھے۔ اِنَّ اللّٰہَ یَامُرُ بِالْعَدْلِ وَالْاِحْسَانِ کا مفہوم مد نظر رکھتے تھے۔ ظاہر مین عیش و عشرت و جاہ و حشمت سے زندگی بسر کرتے تھے باطن مین اجداد ماسلف کے طریقہ پر قائم تھے۔ ریاضت و عبادت مین کوشش فرماتے تھے تہجد گذار تھے۔ تہجد کی نماز کے بعد درگاہ الٰہی مین مناجات و التجا کرتے تھے۔ خداوندا جہہ کو عدل و انصاف کی ہدایت کر اور ظلم و جبر سے دور رکھہ۔ مرأت احمدی کے مولف نے لکھا ہے کہ

آپ ۱۰۴۷ھ ایکہزار سینتالیس ہجری مین اکبرآباد گئے۔ شاہجہان بادشاہ سے ملاقات کی بادشاہ نے آپ کا اعزاز واکرام کیا۔ چند روز قیام کرکے رخصت ہوئے۔ بادشاہ نے رخصت کیوقت دس ہزار روپیہ اور ایک دستار وشال مرحمت کیا۔ اور احمدآباد گجرات کے مشائخ کیلئے چھ سو اشرفی دی کہ وہان تقسیم کرین۔ اور شب میلاد مین مجلس منعقد کرنیکے لئے اور تیس ہزار روپئے عنایت کئے۔ پھر ۱۰۴۷ھ ایکہزار سینتالیس ہجری مذکورہ مین شاہجہان بادشاہ نے آپ کو آگرہ بلایا۔ اور پانسو اشرفی انعام اور پانچہزار روپیہ عنایت کرکے گجرات روانہ فرمایا۔ شاہجہان بادشاہ آپ کی بڑی عزت وتعظیم کرتا تہا۔ اور فرماتا تہا کہ سید بزرگ صحبت و مصاحبت کے لائق ہے۔ اور آپ کی سفارش کو سنتا تہا۔ چنانچہ آپ کی سفارش سے مرزا عیسیٰ خان ترخان گجرات کا صوبہ ہوا۔ اور اوسکے بیٹے محمد صالح نے منصب سرکاری پایا۔ پھر ۱۰۵۲ھ ایکہزار باون ہجری مین شاہجہان نے آپ کو آگرہ بلایا اور پانچہزار روپیہ انعام دیا اور مصاحبین کے زمرہ مین شریک فرمایا۔ اور ۱۰۵۴ھ ایکہزار چون ہجری مین موسوی خانکی جگہ صدرالصدور کی خدمت پر مامور فرمایا۔ آپ نہایت ہی لائق ومنتظم تھے۔ اور ۱۰۵۵ھ ایکہزار پچپن ہجری مین حُسن خدمت کے صلہ مین باضافہ پانسو سوار دو منصب شش ہزاری سے ممتاز ہوئے۔ آخر آپ نے بیسوین تاریخ ربیع الثانی ۱۰۵۹ھ ایکہزار اونسٹھ ہجری مین شہر لاہور مین رحلت کی۔ چندے وہان امانتاً مدفون رہے۔ ہفتہ عشرہ کے بعد آپ کے صاحبزادے سید موسیٰ وسید علی بادشاہی عنایت سے سرفراز ہوکے لاہور سے گجرات روانہ ہوئے۔ دونون نے والد ماجد کا تابوت بھی لاہور سے منتقل کرکے گجرات لائے اور رسول آباد علاقہ

احمد آباد گجرات مین جد امجد کے قریب روضۂ ثانیہ مین دفن کئے۔ یزار و یتبرک بہ۔ آپکی تاریخ
ے جانشین حیدر کرار بود) ہے۔ اور ۱۰۵۸ سنہ ہجری مین بادشاہ سید علی کو خلعت و
جواہر خانہ کی داروغگی مرحمت کی۔ اور ۱۰۶۲ سنہ ایکہزار باسٹھہ ہجری مین منصب دوہزاری
وچارسو سوار سے سرفراز فرمایا۔ بعد ازان خلعت خاص و منصب دوہزاری و پانصدی
پانسو سوار و خطاب رضوی خان و خدمت بخشی گری و واقعہ نویسی گجرات پر ممتاز کیا اور
۱۰۶۴ سنہ ایکہزار چونسٹھہ ہجری مین بادشاہ نے پانسو اشرفی عنایت کی کہ نصف سید جعفر کو
و نصف فقرا کو تقسیم کرو۔ اور ۱۰۶۶ سنہ ایکہزار چھیاسٹھہ ہجری مین حضور مین بلایا۔ گجرات کی بخشی گری
و واقعہ نویسی پر میر محمد صفاہانی کو مقرر فرمایا۔ اور ۱۰۶۹ سنہ ایکہزار انہتر ہجری مین سیف اللہ کی
جگہ بخشی فرمایا۔ غرض آپکا کل خاندان گجرات مین معزز و مکرم رہا۔ سلاطین و امرا اعزاز و احترام کرتے رہے۔

شیخ جلال قادری

آپ کا مولد و منشا دہلی ہے آپ بتقاضائے آب و خورش وطن سے گجرات میں آئے۔ آپ
طالب علم تھے گجرات مین قیام پذیر ہوئے علما و فضلا کیخدمت مین کتب درسیہ ختم کین
پھر دلمین تصوف و توحید کا شوق اور درویشی و فقیری کا ذوق پیدا ہوا۔ کامل مرشد کی
تلاش مین گجرات سے نکلے شہر مانڈو ملک مالوہ میں شیخ بہاء الدین انصاری سمنانی تھے انکی
کیخدمت مین پہنچے۔ اور شیخ کے مرید ہوئے۔ اور کئی سال تک مرشد کی خدمت مین رہے
ریاضت و عبادت مین بسر کرتے رہتے۔ و اذکار و اشغال مین مستغرق رہتے تھے۔ ریاضتے

بعد شیخ نے آپکو خلافت کا خرقہ عطا فرمایا۔ اور ہدایت کے لئے رخصت کیا۔ آپ مانڈو سے
برہانپور خاندیس مین آئے۔ اور خلایق کی ہدایت مین مشغول ہوئے۔ اور ہنود کو دین اسلام
کا راستہ تبلایا۔ اکثر ہنود آپ کی ہدایت و رہنمائی سے مسلمان ہوئے۔ اور بت پرستی
ترک کی۔ ہنود کے ساتھہ نہایت حُسن اخلاق و حسن اشفاق سے سلوک فرماتے تھے ہنو
آپ کے حسن اخلاق و کرامات کو دیکھہ کے معتقد و موحد ہوتے تھے۔ آپ کی کرامات و
خرق عادات کی اکثر نقلین مشہور ہین۔ تاریخ مشاہیر برہانپور و تذکرہ اولیائے خاندیس مین
مذکور ہین از ان جملہ۔ **نقل ہے** کہ آپ پیر کی اجازت سے ۸۸۳ھ ہجری مین حرمین
شریفین کو گئے۔ اور راہ مین بیمار ہوگئے۔ بیماری کی وجہہ سے قافلہ سے پیچھے رہ گئے بیچین و
بیقرار تھے۔ اسی حالت مین غیب سے ایک سوار نمودہوا۔ اور آپ کی عیادت کی۔ اور آپسے
فرمایا آنکھین بند کیجئے۔ آپنے آنکھین بند کین۔ آپ فرماتے تھے کہ سوار نے میرا ہاتھہ پکڑکے
اونٹ پر سوار کیا۔ اور مجکو تہوڑی دیر کے بعد اوتارا۔ مین نے آنکھین کھولین دیکھا مسنا تھے
بازار مین ہون۔ پہر آپ حج و زیارت کر کے برہانپور مین آئے۔ خانقاہ و مکان بنوایا اور
وہان مقیم ہوئے۔ متوکل و قانع رہے کسی امیر و فقیر سے سائل نہین ہوئے۔ **نقل ہے**
کہ ایک رات مرشد نے خواب مین آپ کو فرمایا۔ کہ آپ کے پاس جو خرقہ حضرت محبوب سبحانی کا
ہے۔ اوس کو شیخ محمد ملتانی بیدری کی خدمت مین پہنچائیے۔ آپ حسب الارشاد بیدر روانہ
ہوئے تین روز کے بعد بیدر مین پہنچے۔ اور شیخ کو خرقہ عطا کیا۔ اور چند ہی روز مین برہانپور
مراجعت کی۔ **نقل ہے** کہ شیخ جلال متوکل نے ایک رات خواب مین دیکھا کہ آسمان سے

زمین پر ملایک اتر رہے ہین کشف باطنی سے معلوم کیا کہ شیخ جلال قادری کی روح کے استقبال کے لئے نازل ہورہے ہین۔ صبح کی نماز کے بعد شیخ متوکل ملک شمس الدین وزیر کی خدمت مین گئے۔ چاہا کہ شب کا ماجرا بیان کرے وزیر نے فرمایا کہ رات کو شیخ جلال قادری حالت سکرات مین تھے۔ معلوم نہین کیا حال ہے۔ شاید آج یا کل رحلت کرین گے اسی اثنا مین خبر پہنچی کہ رات کو شیخ جلال قادری کا انتقال ہوا۔ یہ واقعہ بیسوین تاریخ ماہ ربیع الاول ۹۲۵ھ نوسو پچیس ہجری مین واقع ہوا۔ شہر برہانپور مین مدفون ہوئے۔ یزار و یتبرک۔

شیخ جمال الدین عرف جمن بن شیخ رکن الدین بزرگ

شیخ جمال الدین نام۔ شیخ جمن عرف ہے۔ آپ شیخ رکن الدین بزرگ چشتی کے صاحبزادے ہین۔ نسب کا سلسلہ حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ سے پہنچتا ہے۔ آپ کی ولادت ۱۰۸۸ھ ایکہزار اٹھیاسی ہجری مین احمد آباد گجرات مین واقع ہوئی۔ ولی الاعظم سے ولادت کی تاریخ بحساب جمل برآمد ہوتی ہے۔ آپ نے نشو و نما کے بعد والد ماجد وغیرہ کی خدمتین کتب درسیہ شروع کین۔ اٹھارہ برس کی عمر مین تحصیل سے فارغ ہوئے فضایل و کمالات مین طاق معقولات مین یگانہ آفاق ہوئے۔ علوم ظاہری کی تحصیل کے بعد علوم باطنی کو حاصل کیا۔ والد ماجد کے مرید و خلیفہ ہوئے۔ درس و تدریس و تالیف و تصنیف مین مشغول ہوئے۔ اکثر طلبہ آپ کی خدمت مین فارغ التحصیل ہوئے۔ آپ اکمل اولیا و اعظم عرفا سے تھے۔ عالی ہمت و پاکیزہ طینت فرشتہ صورت و انبیا سیرت تھے

بندہ نواز وغریب پرور مہمان دوست و فقرا پرست تھے۔ کریم الطبع ونیک محضر درویش باکمال و باثر تھے۔ کثرت ریاضت وعبادت سے ضعیف البدن وقلت طعام سے نحیف تن تھے۔ صلوٰۃ خمسہ کے علاوہ رات دن مین ہزار رکعت نوافل ادا کرتے تھے۔ آپ کے چہرہ سے انوار ربانی وآثار عرفانی وحقانی عیان تھے۔ آسمان معرفت وحقیقت کے بدر منیر صاحب دل روشن ضمیر تھے۔ آپ نے اکثر رسائل اور کتب درسیہ پر حواشی وشروح لکھے ہین ازان جملہ شرح ملا وحاشیہ منہل الصافی وحاشیہ زبدہ وحاشیہ قطبی۔ وحاشیہ مسطول وحاشیہ شرح عقائد۔ وحاشیہ خیالی۔ وحاشیہ مختصر معانی۔ وحاشیہ تلویح وتوضیح وتنقیح۔ وحاشیہ تفسیر مدارک۔ وحاشیہ بیضاوی۔ وحاشیہ تفسیر محمدی وحاشیہ تفسیر حسینی۔ وتفسیر مختصر۔ وتفسیر نصیری۔ اور کتب احادیث صحاح وکتب تصوف پر بھی شروح وحواشی تحریر کئے۔ وشرح مثنوی شریف مسمّٰی بہ فتح الجمال۔ وشرح سوانح جامی۔ وشرح جام جہان نما۔ وشرح فصوص الحکم۔ وشرح اسمار الاسرار۔ مصنفہ مخدوم سید محمد حسینی گیسو دراز۔ وشرح مراتب العارفین۔ وشرح تعرف۔ وشرح عوارف المعارف وشرح آداب المریدین۔ وشرح اسرار خلوت۔ وشرح بحر الاسرار۔ اور درۃ التاج وشرح قاعدیات السلوک۔ وقرۃ العین۔ ونور الاولیا۔ ورکن الطریقہ۔ وشہد الجمال۔ وآثار الصلوٰۃ۔ ومراصد الکمال۔ وگنندہ حدت۔ وشرح تقسیم وغیرہا۔ ایک سو بیالیس کتب ورسائل ہین۔ آپ صاحب خوارق عادات ومظہر فواضل وکرامات تھے۔ تذکرہ اولیا مولفہ شیخ جلال قادری واظہار خوارق صوفیہ مین آپ کے اکثر خوارق مذکور ہین۔ اِن کنت شائقاً فلیرجع الیہما

آپ موزون الطبع تھے۔ کبھی حالت شوق و ذوق مین کلام موزون فرماتے تھے۔ اور چشتی تخلص کرتے تھے۔ کلام صوفیانہ ہوتا تھا۔ سامعین کو سننے سے لطف و مزہ آتا تھا۔ صاحب دیوان تھے۔ فارسی مین آپ کے دو دیوان ہین۔ ایک مین آپنے صوفیانہ طرز دوسرے مین شاعرانہ بندش و روش اختیار کی ہم آپ کے اشعار نمونہ کے طور پر ذیل مین گذارش کرتے ہین۔

من اشعارہ۔ اے نورِ تو در نہان پیدا ؛ در ہر چہ نگہ کنم ہویدا۔ خود جلوۂ دلبرے نہ کردی ؛ و نگہ ز جمال خویش شیدا۔ در تجرد ہمہ صلحست چہ جنگ است اینجا ؛ بگزر کار دو عالم چہ درنگست اینجا۔ عندلیبم نشود محو تماشای چمن ؛ بوی گل ہم نفس تیر خدنگ است اینجا۔ بزم عشاق بود گرم ز آہنگ دگر ؛ نگہہ خوش نگہان نغمہ چنگست اینجا چشتی از قطع رہِ عالم الفت تو مپرس ؛ گام در راہ زدن رفتن تنگست اینجا۔ ہمچنین چشتی ز ما غافل نمی باید شدن۔ لالہ زاری مید ہد چون کوہ از دامانِ ما۔ گر نہ استعداد باشد صحبتِ پاکان چہ سود ؛ کے کند آئینہ گویا طوطی تصویر را۔ پیش پائے تو می نہد گردن طوطی و قمری رکاب را ماند۔ تا گل روئے تو بدیدہ ماست ؛ اشکِ موج گلاب را ماند۔ بر کشا لب از تبسم چین بر ابرو مزن ؛ کے توانی بود ظالم غنچہ پیشانی مباش۔ چشتی آن غرت کہ در عجز است در شاہی کجاست ؛ تا توانی مور شو محوِ سلیمانی مباش۔ آپ مرض الموت مین مبتلا ہوئے۔ اعزہ و اقارب معالجہ کرتے تھے۔ مگر فائدہ نہین ہوتا تھا۔ مرض بڑھتا گیا۔ حکمائے یونانی و اطبائے مصری علاج سے دست بردار ہوئے۔ آخر جب آپ قریب الوصال ہوئے۔ اُسوقت آپ نے برادر عزیز شاہ فرخ صوفی کو سجادہ نشین کیا۔ اور نصائح و وصایا

کہیں۔ اور فرمایا عزیزی آپ میرے پاس رہیے اور کلمہ شہادت اور کوئی سورہ مبارک پڑہتے رہیے۔ اور مین جسوقت کہون اوسوقت لاحول ولاقوۃ پڑہنا۔ چنانچہ صوفی کے حکم کی تعمیل کی تہوڑی دیر کے بعد آپ نے فرمایا دیکھو۔ وہ مردود لعین آتا ہے۔ لاحول پڑہو۔ حضرت صوفی نے پڑہے۔ وہ مردود فرار ہوا۔ پہر آپنے اس جہان فانی سے عالم جاودانی کے طرف رحلت کی۔ یہ واقعہ ۶۔ ربیع الثانی ۱۱۲۴ھ گیارہ سو چوبیس ہجری مین واقع ہوا۔ شاہ پور احمد آباد گجرات مین والد کی قبر کے متصل مدفون ہوئے آپکی عمر پینتیس سال کی تھی۔ مدت خلافت نو برس

شیخ جمال الدین چشتی گجراتی

شیخ جمال الدین نام۔ عرف شیخ جمن۔ آپ شیخ محمود عرف شیخ راجن چشتی کے صاحبزادے ہین۔ آپکا مولد و منشا احمد آباد گجرات ہے۔ آپ نے نشو ونما کے بعد نو برس کی عمر مین قرآن شریف حفظ کیا۔ اور علماو فضلاو والد کی خدمت مین کتب تحصیلی ختم کین۔ جامع علوم وفنون وحاوی فروع واصول ہوئے۔ عالم افضل وادیب اکمل تھے۔ رات دن درس وتدریس مین مشغول رہتے تھے۔ اور مریدین کو ہدایت وتلقین بھی فرماتے تھے۔ مخبر الاولیا کے مصنف نے لکھا کہ ایک وقت آپسے مولانا شیخ حسین گیلانی بغدادی نے سوال کیا کہ اللہ تعالیٰ نے انسان کے ہاتھ مین پانچ انگلیان مخلوق کین۔ اسمین کیا حکمت ہے بیان کیجیے۔ آپ نے اوسی وقت فی البدیہہ جواب دیا۔ اِنَّ فِیْہَا وُجُوْہًا اَحَدُہَا اَنَّہَا تدل علی خمسۃ ایّامٍ وھی مُدّۃُ عُمرِ الآدمی اِذ یَومٌ سقطَ للوِلادۃِ ویَومٌ للموتِ

فَبَقِیَ مِنَ الْاُسْبُوْعِ خَمْسَۃٌ۔ یعنے اسمین کئی وجہین ہین۔ از انجملہ ایک یہہ ہے کہ وہ دلالت کرتے ہین پانچ دنون پر۔ اور وہ آدمی کے عمر کی مدت ہے۔ کیونکہ ہفتہ کے ایام مین دو روز ایک ولادت کا دن۔ دوسرا وفات کا دن ساقط کئے جاتے ہین۔ پس باقی پانچ دن رہے شجرہ محمودیہ کے مولف سید منیر الدین حیدرآبادی نے اس عبارت کے نقل کرنیمین غلطی کی۔ اور کہا کہ دوسری وجہہ کتاب منقول عنہ میں مذکور نہین ہے۔ حالاں کہ حضرت نے ایک ہی وجہہ بیان کی عبارت مرقومتہ الصدر سے واضح ہے اور مولف کو سہو اس وجہ سے ہوا کہ نقل عبارت مین وجوہان لکھدیا۔ اور یہ تثنیہ نہین ہوسکتا۔ اس کا مفرد وجہ اور وجہان تثنیہ ہے اور وجوہ جمع ہے۔ اور خود عبارت منقولہ مین احدہا ہے نہ احدہما۔ اور ہا ضمیر واحد غائبہ۔ راجع ہے۔ وجوہ کے طرف۔ فَانْظُرْ وَلَاتَغْفَلْ۔ آپ کی تصنیف سے ایک رسالہ مذاکرہ فارسی زبان مین ہے۔ اوس مین آپ نے حقائق و معارف کے اصول و فروع و نکات و دقائق شرح و بسط کے ساتھہ لکھے ہین اور فارسی مین ایک دیوان بھی ہے۔ آپ کا کلام معرفت و حقیقت کے مضامین مین ڈوبا ہوا ہے سامعین کو لطف آتا ہے۔ آپ صاحب خوارق عادات و مظہر کمالات و کرامات تھے متقی و مرتاض و متشرع و دیندار تھے۔ فروتنی و بُردباری کسر نفسی و خاکساری مین بے مثل تھے۔ اہل گجرات آپ کے فیض سے فیضیاب ہوتے تھے۔ آپ مہمان نواز و دوست پرور تھے۔ آپ کی خانقاہ مین مسافرین کا مجمع رہتا تہا۔ آپ ذات خاص سے تمام کے اکل وشرب کا اہتمام فرماتے تھے۔ آخر آپنے بیسوین ماہ ذیحجہ سنہ ۹۴۰ نو سو چالیس ہجری مین رحلت کی۔

شیخ پورہ احمد آباد گجرات مین مدفون ہوئے۔ **من اشعارہ**۔ صورتِ حوا و آدم آفرید ؛ در حقیقت آدم و حوا یکی است۔ گرچہ فردوس اشجار ندبیش ؛ شد محقق کاندران طوبیٰ یکی است۔ ہمچو مجنون عاشق بیحد و عد ؛ لیک پنہان و عیان لیلیٰ یکی است۔ چون بدریائے جمالش غوطہ خورد ؛ دید محسن دار دنیا و عقبیٰ یکی است۔ **ولہ** اے جلوۂ جمال تو در جملہ کائنات ؛ وے مظہر کمال تو اعیان ممکنات۔ جاری است بحر فیض وجود تو ہر طرف ؛ گر خانقاہ باشد و گر دیر سومنات۔ فی الجملہ ہرچہ ہست ہمہ حسن روئے تست ؛ گر بنگرم بدیدۂ دل در تعینات۔ **ولہ**۔ اے کہ بنمودی جمالت را باطوار دگر ؛ بہر حسنت ساختی ہر سو خریدار دیگر۔ طالب حسن خودی بر خود نظرہا میکنی ؛ نیست مارا جز محبت باخودت کار دگر۔ نہ منم آشفتہ تنہا بر رخ زیبای تو ؛ زلف تو دارد بہر موئی گرفتار دیگر۔

سید جعفر مجید عالم بخاری گجراتی

سید جعفر نام مجید عالم لقب ہے۔ آپ سید جلال حمید عالم کے صاحبزادے ہین آپ کی ولادت ۱۸ تاریخ ماہ ربیع الثانی ۱۰۸۱ھ ایکہزار ایکیاسی ہجری مین واقع ہوئی نشو نما کے بعد نو برس کی عمر مین قرآن شریف تمام کیا۔ اور والد ماجد سے علوم و فنون حاصل کئے۔ جد امجد کے مرید و خلیفہ تھے۔ اور جد بزرگوار نے آپ کو وفات کے وقت سجادہ نشین کیا تہا۔ آپ بزرگان سلف کے طرح طالبین و مریدین کو ہدایت و تلقین و درس و تدریس سے سرفراز فرماتے تھے۔ آپ کی وجہہ سے خانقاہ مین رونق و زینت تھی

آپ کی خدمت مین اکثر طلبہ کا مجمع رہتا تھا۔ متوکل علی اللہ تھے۔ امرا و اہل دنیا سے کم ملتے تھے۔ اور امرا کے جلسون مین شریک نہین ہوتے تھے۔ فقرا و غربا سے ملتے تھے اور بزرگان کرام کے اعراس و مجالس مین خوشی سے جاتے تھے صاحب وجد و حال تھے آپ کا کلام پر تاثیر تھا۔ جو زبان سے فرماتے تھے وہی ہوتا تھا۔ آپ کی عادت تھی کہ جمعہ کی نماز کے بعد بیمارون کی عیادت کو جاتے تھے غربا و مساکین کی ہمدردی و مساعدت کرتے تھے۔ آپ نے ۱۸ تاریخ ماہ محرم ۱۱۰۹ھ گیارہ سو نو ہجری مین رحلت کی۔ والد ماجد کے قبر کے متصل رسول آباد علاقہ احمد آباد گجرات مین مدفون ہوئے۔ یزار و یتبرک بہ۔

سید جلال حمید عالم بخاری گجراتی

سید جلال الدین آپکا نام۔ حمید عالم لقب ہے۔ آپ دوسری تاریخ جمادی الاول ۱۰۶۲ھ ایکہزار باسٹھ ہجری مین پیدا ہوئے آپ حضرت محبوب عالم کے صاحبزادے ہین نشو و نما کے بعد گیارہ برس کی عمر مین قرآن شریف تمام کیا۔ اور علما و فضلا سے کتب درسیہ سترہ برس کی عمر مین ختم کین۔ ذکی الطبع و ذہین تھے۔ جامع علم و ادب ماہر محاورات عرب ہوئے۔ علامہ عصر و فہامہ دہر تھے۔ درس و تدریس کا دروازہ کشادہ فرمایا۔ اور والد ماجد کے مرید و خلیفہ ہوئے۔ علم سلوک و معارف کو والد ماجد سے حاصل کیا۔ عارف کامل ہوئے۔ ہدایت و تلقین کو بھی رونق دی۔ گجرات کے دیہات و قصبات مین اسلام و دین کی اشاعت کے لئے دورہ فرماتے تھے۔ ہر ایک مقام و موضع مین وعظ و نصیحت

د توحید وحدانیت کے مسائل بیان کرتے تھے۔ آپ کی توجہ سے اکثر ہنود اسلام سے مشرف ہوئے اور اہل اسلام کے بچون کو ارکان دین و اسلام تعلیم کرتے تھے۔ آپکی کوشش و توجہ کی بدولت اطراف وجوانب میں اہل اسلام دین کے مسائل سے واقف ہوئے۔ اور صوم وصلوٰۃ کے پابند ہوئے۔ جزاہ اللہ خیر الجزاء۔ آپ کو تصنیف وتالیف کا بھی شوق تہا۔ آپ کی تصنیف سے مرات الرویا تعبیر خواب مین۔ اور مفتاح الحاجات اشتغال و وظائف مین ہے۔ آخر آپ کو ضعف ہاضمہ و معدہ ہو گیا تھا۔ غذا نہین کہا سکتے تھے۔ صرف میوہ جات پر اکتفا فرماتے تھے۔ کریم الطبع حلیم المزاج۔ تھے ہر ایک سے خوش طبعی وشگفتہ روئی سے ملتے تھے۔ فقرا و علما دوست تھے۔ آپ کی مجلس مین اکثر علمی مذاکرہ رہتا تہا۔ شہر کے مشایخ کرام و علمائے عظام آپ کی تعظیم و توقیر کرتے تھے۔ آخر آپ نے بیسوین تاریخ ماہ ذیحجہ ۱۱۰۴ھ گیارہ سو چار ہجری مین اس جہان سے بہشت برین رحلت کی۔ بیرون روضۂ ثانیہ والد ماجد مرقد کے مقابل رسول آباد علاقہ احمد آباد گجرات مین مدفون ہوئے۔ یزار و یتبرک بہ۔

حضرت سید جعفر سقّاف قدس سرہٗ

سید جعفر سقّاف نام۔ آپ سادات حضر موت سے ہین۔ سلطان محمد عادل شاہ کے زمانہ مین وطن مالوفہ سے بیجاپور مین رونق افزا ہوئے۔ چونکہ آپ سید صحیح النسب و جامع علم وادب تھے۔ بادشاہ واہل شہر نے آپ کی تعظیم وتکریم کی۔ آپ نے درس

وتدریس وہدایت وتلقین شروع کی خاص وعام آپ کے فیضان نعمت سے فیضیاب ہونے لگے ۔ اور جہلا وگمراہ آپ کی صحبت وہدایت کی برکت سے راہ راست پر آنے لگے ۔ اور آپ کی خدمت مین مناہی وذمائم سے توبہ کی ۔ آپ ہر ایک کو صوم وصلوٰۃ کی تاکید شدید فرماتے تھے ۔ شریعت محمدی وسنت احمدی کا بڑا لحاظ رکہتے تھے ۔ عارف کامل وعالم فاضل تھے پسندیدہ صفات وصاحب کمالات تھے آپ علی عادل شاہ کے روضہ مین قیام پذیر تھے ایک روز آپ روضہ کے بالاخانہ کی عمارت مین جلوس فرمائے اور قہوہ نوشی مین مشغول اوسوقت کسی بزرگ کا اُسطرف سے گذر ہوا آپ نے بالاخانہ سے بزرگ کو ایک پیالی عطا کی مشہور ہے کہ عمارت کی بلندی سے قہوہ کی پیالی بزرگ کے ہاتھ مین صحیح وسالم پہنچی شکستہ ہوئی نہ اوسمین سے قہوہ گری ۔ عوام آپکی کرامت کے قائل ہوئے ۔ روضۂ اولیائے بیجاپور کے مولف نے لکہا کہ اون دنون مین غنیم مخالف نے عادل شاہ کے شہر پر چڑہائی کی ۔ اور بیجاپور کے قلعہ کا محاصرہ کیا ۔ محصورین واہل شہر تنگ وعاجز ہوگئے تھے بادشاہ نے حضرت سے دعا وہمت کی درخواست کی آپ نے بادشاہ کی درخواست قبول کی اور فرمایا کہ آپ توپ خانہ پر حکم جاری کرین کہ فقیر کی اطلاع بغیر کوئی جنگ مین دلیری وسبقت نہ کرے ۔ بادشاہ نے حسب الارشاد حکم جاری کیا پھر حضرت قلعہ کے برج پر رونق افزا ہوئے ۔ اور غنیم کے طرف متوجہ ہوئے توپ خانہ کو گولہ اندازی کا حکم کیا ۔ حکم ہوتے ہی توپین فیر ہوئین ۔ ایک ساعت کے بعد غنیم کی فوج فرار ہوئی ۔ بادشاہ فیروزی وفتح کی خبر سے بہت خوش ہوا اور حضرت کی

خدمت شریف میں روپیوں کے چند بدرے اور چند دیہات جاگیر کے سندیں پیش کیں آپ نے بدرے رکھ لئے۔ اور جاگیر کی سندیں مسترد کیں ہر چند بادشاہ نے اصرار کیا مگر آپنے قبول نہیں فرمایا۔ اور تمام مبالغ فقرا دغربا پر تقسیم کئے۔ خیر آپنے بیسویں تاریخ ماہ ذیقعدہ ۱۰۵۷ھ ایکہزار ستاون ہجری میں دارفانی سے عالم باقی کو رحلت کی نوباغ کے اطراف میں مدفون ہوئے۔ مرقد پر چوبین سقف تعمیر کیا گیا۔ یزار و یتبرک

سید جعفر بدر عالم بخاری گجراتی

آپ سید جلال مقصود عالم کے صاحبزادے ہیں۔ آپ کی ولادت بارہویں تاریخ ماہ شعبان ۱۰۲۳ھ ایکہزار تیئیس ہجری میں احمد آباد گجرات میں واقع ہوئی۔ وارث شاہی ولادت کی تاریخ ہے۔ آپ نے سات برس کی عمر میں قرآن شریف ختم کیا۔ اور کتب درسیہ جد امجد و والد ماجد سے تمام کیں۔ اور خلافت کا خرقہ اور اجازت کا فرمان والد سے حاصل کیا۔ جد امجد نے اپنی زندگی میں سجادہ نشین کیا تھا۔ علوم ظاہری و باطنی میں اعلم العلما واکمل الکملا تھے۔ اور علم حدیث و تفسیر میں فرد فرید تھے۔ اکثر علما آپ سے حدیث میں سند و اجازت لیتے تھے۔ آپ اکثر حدیث و تفسیر و تصوف کی تدریس فرماتے تھے خوش تقریر و خوش تحریر تھے۔ محاورات عرب سے خوب واقف و ماہر تھے۔ تفسیر میں دقائق و نکات بیان فرماتے تھے۔ ہر ایک کلمہ و فقرہ کی بلاغت و فصاحت نہایت خوبی سے تقریر کرتے تھے۔ سامعین و طالبین کو لطف و مزہ آتا تھا۔ آپ صاحب التصانیف

تھے۔ اکثر رسائل و حواشی لکھے ہین۔ ایک کتاب روضات شاہی چوبیس مجلدات مین تصنیف کی۔ جلد اول فی احوال بزرگان سلف اور باقی مجلدات مین مضامین علوم و فنون لکھے ہین۔ کتاب عجیب و غریب ہے۔ فی الحال شاید گجرات کے کسی کتب خانہ مین موجود ہوگی آپ موزون الطبع بھی تھے۔ صفا تخلص فرماتے تھے۔ آپ کے اشعار دلاویز و حکمت آمیز ہوتے ہین۔ دیوان مرتب ہوگیا تہا نادر الوجود ہے۔ آپ خوش نویس و جلد نویس تھے۔ خط نستعلیق و نسخ مین اُستاد تھے۔ ایک وقت دو دن مین قرآن شریف لکھا تہا۔ اوسکو اپنے مطالعہ مین رکھتے تھے۔ جان سے زیادہ عزیز سمجھتے تھے۔ ایک روز رات کو روضۂ شاہیہ سے تہجد کی نماز پڑھ کے برآمد ہوئے۔ راہ مین ایک شخص ملا۔ اُس نے سوال کیا کہ مجھ کو تلاوت کے لئے قرآن شریف دیجئے۔ آپ نے فرمایا کل صبح کو کتب خانہ سے دون گا۔ فقیر نے کہا یہ مصحف جو آپکے پاس ہے کیا اُسکو نہین دیتے ہو آپ نے اُسوقت۔ لَنْ تَنَالُوا الْبِرَّ حَتّٰى تُنْفِقُوْا مِمَّا تُحِبُّوْنَ کا مضمون خیال کرکے اس عزیز جان کو دیدیا۔ فقیر لے کے چلتا ہوا۔ نظرون سے غائب ہوگیا۔ آپ سے شاہجہان بادشاہ اور عالمگیر حسن عقیدت رکھتے تھے۔ کئی مرتبہ ملازمت سے مشرف ہوئے ہین۔ اور آپ بھی کئی مرتبہ ملاقات کو گئے ہین۔ عنایت شاہی سے سرفراز ہوئے۔ مرآت احمدی و مآثر عالمگیری مین لکھا ہے کہ آپ ۱۰۵۴ھ ایک ہزار چون ہجری مین والد ماجد کی خدمت مین آگرہ گئے تھے۔ شاہجہان بادشاہ کی ملازمت سے سرفراز ہوئے۔ بادشاہ نے خلعت و فیل و تین ہزار روپیہ مرحمت فرمایا۔ چند روز کے بعد

گجرات مین مراجعت کی ۔ پہر آپ ۱۰۶۲ھ ایکھزار باسٹھہ ہجری مین والد کے انتقال کے بعد دوبارہ آگرہ گئے ۔ بادشاہ کی ملازمت سے مشرف ہوئے ۔ بادشاہ نے پانچہزار روپیہ مرحمت کئے ۔ پہر تیسرے مرتبہ ۱۰۶۴ھ ایکھزار چونسٹھہ ہجری مین مع عم بزرگوار سید احمد بخاری آگرہ گئے ۔ ملازمت کے بعد بادشاہ نے آپ کو خلعت و ایک زنجیر فیل و پانچہزار روپے ۔ اور آپ کے عم بزرگوار کو بھی خلعت و ایک زنجیر فیل و ہزار روپیے مرحمت کر کے رخصت فرمایا ۔ ۱۰۶۹ھ ایک ہزار اونہتر ہجری مین عالمگیر نے آپکو خلعت بہیجی اور ۱۰۷۰ھ ایکھزار ستر ہجری مین آپ اور آپ کے صاحبزادے سید محمدؐ و عم بزرگوار سید حسن عالمگیر بادشاہ کے جلوس کی تہنیت کے لئے گجرات سے اکبرآباد گئے ۔ بادشاہ کے ملازمت سے مشرف ہوئے اور چہہ مہینے تک حضور مین رہے عالمگیر بادشاہ آپ کی عزت و آبرو کرتا تہا ۔ رخصت کے وقت آپکو خلعت و یک زنجیر مادہ فیل و دو ہزار روپے انعام ۔ اور سید محمدؐ کو خلعت و یک زنجیر مادہ فیل و یکہزار روپیہ ۔ اور سید حسن کو خلعت و یک زنجیر مادہ فیل ۔ اور سید محمدؐ صالح سجادہ نشین قطب عالم کو خلعت و یک مادہ فیل اور دوسو اشرفی مرحمت کی ۔ آپ رحم دل اور متوکل تھے درویشانہ زندگی بسر کرتے تھے ۔ جاہ و حشمت سے کمال تنفر تہا حضرت مقصود عالم کے بعد شاہجہان بادشاہ نے آپکو صدرات کی خدمت کے لئے کہا ۔ آپ نے قبول نہین کیا ۔ اپنے بہائی سید علی رضوی خان کو بادشاہ سے صدارت کی خدمت دلائی ۔ اور آپ درویشی و فقیری مین رہے ۔ سلاطین و امرا آپ کا اعزاز

واحترام کرتے تھے۔ موروثی جاگیرات مدد معاش مقرر تھین اوسی مین گذر کرتے
تھے۔ راضی برضا وشاکر رہتے تھے۔ آخر آپنے نوین تاریخ ماہ ذیحجہ ۹۸۵ھ اٹھ سو اکیہتر
بچیاسی ہجری مین رحلت کی۔ گنبد ثانی واقع رسول آباد علاقہ احمدآباد گجرات مین والد کی قبر کے متصل مدفون ہوئے

سید شاہ جمال قادری ساکن پتھری

آپ سید نورالدین حسین قادری کے صاحبزادے ہین۔ آپ کے نسب کا سلسلہ حضرت محبوب
سبحانی سے منتہی ہوتا ہے۔ آپ کے والد ماجد بندر ہرمز سے دکن مین آئے۔ اور قصبہ
پتھری مین مقیم ہوئے۔ آپ کا مولد ومنشا قصبۂ مذکور ہے۔ آپ نے والد ماجد سے علوم و
فنون حاصل کئے اور والد کے مرید وخلیفہ ہوئے تھے۔ سلطان بہادر نے آپ کو گجرات مین
بلاکے خانقاہ ومسجد بنادی تھی اور وظیفہ مدد معاش بھی مقرر کیا تھا۔ آپ مدۃ العمر
خانقاہ مین طلبہ کو ہدایت وارشاد سے سرفراز کرتے رہے آخر آپنے ۲۲ شعبان ۹۷۱ھ
ہجری مین رحلت کی۔ آپ کے صاحبزادے شاہ نعیم اللہ والد کے قائم مقام ہوئے آپکی
قبر احمدآباد گجرات مین رای گڈہ دروازہ کے متصل واقع ہے۔ **نقل** ہے کہ ایک
وقت سلطان بہادر گجرات سے دکن مین آیا اور قصبہ پتھری مین آپ کی ملاقات کے لئے
گیا اور دل مین ارادہ کیا کہ اگر حضرت میری تعظیم نکرین گے۔ تو آپ کو ذلیل کردونگا۔ اس
زعوفی خیال سے ملازمت مین پہنچا۔ اور نہایت عاجزی سے قدمبوس ہوا۔ آپ نے
بادشاہ کی تعظیم وتوقیر نہین کی چونکہ آپ متوکل علی اللہ ومستغنی المزاج تھے۔ آپ کے

نزدیک امیر وفقیر مساوی تھے۔ بادشاہ قدمبوسی کے بعد رخصت ہوا۔ جب خانقاہ سے برآمد ہوا۔ مصاحبین نے کہا آپ نے خلاف عادت شاہ صاحب کی تعظیم وتوقیر کی کیا وجہ ہے بادشاہ نے کہا مین آپ کی ذلت کے فکر مین تہا۔ جب آپ کے سامنے پہنچا مجکو آپ کے دہنے وبائین طرف دو شیر دکھلائی دیے۔ مجہپر حملہ کا ارادہ کر رہے تھے مین وحشت سے خوف گہبرایا اور قدمبوس ہوا۔ اوس روز سے بادشاہ آپ کا معتقد ہوا اور آپکو نہایت منت والتجا سے احمد آباد گجرات مین لے گیا۔ جیسا کہ صدر مین مذکور ہوا۔ یزار و یتبرک بہ

سید جلال الدین ابو محمد ماہ عالم

سید جلال الدین نام۔ ابو محمد کنیت۔ ماہ عالم لقب ہے۔ آپ شاہ عالم گجراتی بخاری الاصل کے نبایئر سے ہین۔ آپ کی ولادت چہٹی تاریخ ماہ ذیقعدہ ۹۵۹ سنہ نو سو اونسٹھ ہجری مین احمد آباد گجرات مین واقع ہوئی۔ آپ نے عالم شباب مین مولانا وجیہہ الدین العلوی گجراتی وغیرہ علما سے علوم عربیہ وفنون ادبیہ حاصل کئے عالم باعمل ہوئے تحصیل کے بعد حضرت سید شیر محمد بن سید عرف شاہ بن سید محمد زاہد قدس سرہم سے سلوک وتصوف کے کتب تحصیل کین اور حضرت کے مرید وخلیفہ ہوئے۔ اور مولانا وجیہ الدین علوی سے حقایق ومعارف مین استفادہ کیا۔ عارف کامل وصوفی واصل ہوئے۔ اور حضرت شاہ عالم کی خانقاہ وخاندان کو از سر نو زندہ کیا۔ مسند مشیخت وسجادہ خلافت کو رونق دی۔ اور اکبری زمانہ مین خان اعظم صوبہ گجرات نے آپ کو

شاہیہ خانقاہ مین سجادہ نشین فرمایا۔ آپ صاحب خوارق عادات وکرامات تہے ذی مروت ومحمودہ صفات تھے۔ سخاوت وفتوت مین بے نظیر۔ کثرت سخاوت کی وجہہ سے گہر مین ظروف اور جامے نہین رکہتے تھے۔ جو کچھہ آمدنی ہوتی تھی۔ فقرا وغربا کو تقسیم کردیتے تھے ذخیرہ نہین فرماتے تھے۔ مرآت احمدی کے مولف نے لکھا کہ ایک روز مولانا سید ابوتراب شیرازی نے آپ کی ضیافت کی اوس روز ضیافت مین اور بھی علما ومشایخ مدعو تھے۔ جاڑے کا موسم تہا جاڑہ شدت سے پڑ رہا تہا۔ تمام اہل دعوت زمستانی لباس اور کشمیری اونی جبے اور عبا مین پہنکے آئے۔ اور دوشالے اور شالی رومال سر پر اور جسم پر لپیٹ کے آئے۔ آپ بھی زمستانی لباس مین رونق افزا ہوئے۔ راہ مین ایک ننگا فقیر سائل ہوا آپ نے فی الفور کشمیری جبہ اوتار کے دیدیا سائل خوش ہوا۔ صرف ایک پیرہن سے مجلس مین داخل ہوئے میزبان اور مہمانون نے آپ کا استقبال کیا۔ عظمت وشان سے مسند پر بٹہائے۔ اس وقت ہوا سرد تھی اور کہانے مین توقف تہا۔ باہم علما ومشایخ مین علمی مذاکرہ ہو رہا تہا کافی وقہوہ کا دورہ چل رہا تہا۔ اہل مجلس سے مولانا شیرازی نے آپ کے خانقاہ کے مہتمم سید محمد امین کو کہا کہ حضرت کے لئے دوشالے منگوائے اسوقت سردی شدت سے ہے۔ سید محمد امین مجلس سے اوٹھ کے باہر آیا اور فکر کرنے لگا کہ دوشالا کہان سے لاون بالفعل ہمارے سرکار مین موجود نہین ہے۔ اسی تردد مین تہا کہ مریدون مین سے ایک شخص محمد امین کے پاس آیا۔ اور دوشالا پیش کیا اور کہا مین یہ حضرت کے لئے نیاز وہدیہ لایا ہون بہت دیر سے

منتظر کھڑا ھون محمد امین نے دو شالہ کو لیا۔ اور لا کے حضرت کو اوڑھایا۔ چند روز کے بعد احباب سے یھ ماجرا بیان کیا۔ سب حضرت کی کرامت کے معترف ھوئے۔ جب تک آپ زندہ رہے درویشانہ زندگی بسر کرتے رہے متوکل علی اللہ تھے۔ کسی امیر و فقیر سے کبھی التجا نہین کی۔ آخر آپ نے چودہ تاریخ ماہ ذیقعدہ وقت شب ۱۰۰۳ھ ایکھزار تین ہجری مین اس دار فانی سے دار النعیم کو رحلت کی۔ جد اعلیٰ کے روضہ مین پائین مرقد شریف موضع بٹوہ احمد آباد مین مدفون ھوئے (نور از جہان رفت) وصال کی تاریخ بر آمد ھوتی ہے۔ یزارو یتبرک بہ۔

شاہ جمال الدین عرف شاہ جمن چشتی

شیخ جمال الدین نام۔ شاہ جمن عرف ھے چشتی المشرب حضرت شیخ محمود عرف شاہ راجن کے مرید و خلیفہ تھے۔ آپ عارف کامل تھے۔ خلائق سے مستور الاحوال رہتے تھے۔ لیکن کشف و کرامت کی وجہ سے اظہر من الشمس تھے۔ قصبہ جانپانیر گجرات مین سکونت پذیر تھے۔ طالبین و مریدین کو ہدایت فرماتے تھے آپ کی خانقاہ مین علما و صلحا کا مجمع تہا۔ آپ کی توجہ نہایت ہی زبردست تھی طالبین قلیل مدت مین واصل الی اللہ ہوتے تھے۔ اور آپنے عم بزرگوار شیخ نصیر الدین ثانی عرف شیخ خواجہ سے بھی استفادہ کیا ہے اور خلافت کا خرقہ بھی پایا آپ موزون الطبع تھے۔ اکثر حقانی مضامین مین کلام موزون فرماتے تھے آپ کا دیوان یادگار ہے۔ آخر آپکی رحلت ۲۹ ماہ ربیع الاول ۹۸۲ھ نوسو بیاسی ہجری مین واقع ہوئی۔ جانپانیر گجرات مین مدفون ھوئے۔ یزارو یتبرک بہ۔

سید شاہ جمال بغدادی ورنگلی مدفنًا

سید شاہ جمال نام۔ اور معشوق ربانی لقب ہے۔ اور آپ کے نسب کا سلسلہ حضرت محبوب سبحانی رضہ سے پہنچتا ہے۔ سید صحیح النسب تھے۔ اور آپ بارہ برس کی عمر مین والدہ ماجدہ کی اجازت سے نکلے۔ آپنے سفر اسوجہ سے اختیار کیا کہ آپ کے والد ماجد جو فرزند ہونہار معلوم ہوتا تہا۔ اوسکو فرماتے تھے سیان آرام کردہ فی الفور فوت ہوجاتا تہا۔ والدہ نے خیال کیا میرا یہ فرزند خارق عادت ہے۔ کہین ایسا نہو کہ یہ بھی اور فرزندون کے طرح فوت ہوجائے محبت مادری نے اس بات کو پسند کیا کہ کہین رہے مگر زندہ رہے۔ آپ بغداد سے حرمین شریفین کو روانہ ہوئے حج وزیارت سے فارغ ہوکر مع چند خدام مدینہ منورہ گئے حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت سے مشرف ہوئے۔ معشوق ربانی خطاب پایا سرور عالم کی اجازت سے ورنگل دکن مین آئے۔ آپ کے ہمراہ فقرا کا مجمع کثیر تہا بشتر یا اسّی فقرا تھے باربرداری کے لئے ایک ہاتھی بھی آپ کے ہمراہ تہا۔ آپ ورنگل مین بارہ برس تک رو بقبلہ ہوکر ایک پیر پہ کہڑے رہے۔ جب بارہ برس ختم ہوئے چلہ کشی واستغراق سے برآمد ہوئے پہاڑی سے اترکر موضع عرس کے مقام مین جو ورنگل کے قلعہ کے متصل ہے رونق افزا ہوئے۔ بھوبن کوٹ جو اب بھونگیر مشہور ہے اوسکے قریب آئے۔ اوسوقت پیر سے نعلین نکالے دوڑتے ہوئے راہی ہوئے ہمراہی حیران تھے کہ کیا وجہ ہے کسیکو استفسار کی جرأت نہوئی مگر شاہ کمال بانوا جو آپکا خاص خلیفہ تہا اوسنے حضرت سے سوال کیا کہ کیا معاملہ ہے آپ پابرہنہ تیز قدم مین

آپ نے جواب دیا۔ شاہ کمال ایدھر آؤ۔ آپ آئے۔ اور آپ کو بغل مین لیا۔ اور فرمایا
دیکھو۔ کیا دیکھتے ہیں کہ ہزارہا اولیا اللہ و شہدا کی روحین جمع ہین۔ عالم ارواح ورنگل کے
اطراف مین ہے۔ فرمایا کہ تغلق بادشاہ جب پرتاب رودر راجہ سے جو صاحب استدراج
تہا۔ مقابلہ کے لئے آیا۔ چند سال لڑتا رہا آخر اولیا اللہ کی مدد و اعانت سے کامیاب
ہوا۔ اکثر اولیا لڑائی مین شہید ہوئے ہین تمام قلعہ کے اطراف مین شہدا و اولیا
مدفون ہین۔ قدم رکہنے کو جگہ نہین ہے۔ اس لئے مین نے پاؤن سے نعلین کو نکالا
تاکہ بے ادبی نہو۔ جب معشوق ربانی موضع عرس مین آئے۔ وہان بھی ایک پہاڑ ہے
اوسپر اور بارہ سال تک چلہ نشین ہوئے۔ صاحب انوار الاخیار لکھتے ہین کہ سید شاہ
جمال البحر معشوق ربانی ثانی قطب شاہیہ زمانہ مین بغداد سے دکن مین آئے موضع
ہنمکنڈہ مین فروکش ہوئے۔ اوس مقام مین ایک کافر صاحب استدراج تہا۔ اور
پہاڑی پر پرستش گاہ بناکر سکونت پذیر تہا۔ اکثر خوارق باطلہ اوس سے نمایان ہوتے
تھے۔ حضرت بھی اوسی پہاڑ پر ذکر و شغل مین مشغول ہوئے۔ اوسکو خبر ہوئی۔ جادو
زور سے ایک بڑا پتھر اوٹہاکر آپ کے طرف پھینکا۔ آپ نے اوس پتھر کو ایک انگلی سے
دور کیا۔ وہ مقابلہ کے لئے آمادہ ہوا آپ نے اوسکو جہنم مین پہنچایا۔ آپ چلہ کے بعد
پہاڑی سے اُترے اور گانون مین آئے۔ وہان قاضی ضیاء الدین ملتانی کا گنبذ تہا۔
قاضی صاحب سلطان تغلق کے زمانہ مین شہید ہوئے تھے۔ موضع عرس سابق مین موسوم
بہ قاضی پور تہا۔ فی الحال کثرت عرس کی وجہ سے موسوم بہ عرس ہوا۔ آپ قاضی کے

گنبذ مین آئے اور فاتحہ پڑہے ایک پوست کے بقدار جگہ کی درخواست کی قاضی صاحب نے
جواب دیا کہ آفتاب کے سامنے چراغ کی کیا حقیقت و تاب ہے آپ آفتاب ہین مین چراغ
ہون آپ کی روشنی کے مقابلہ مین میرا چراغ گل ہوگا۔ آپ نے فرمایا قاضی صاحب
میری اولاد آپ کے روضہ پر عود و گل چڑہائے گی قاضی صاحب نے آپ کو اجازت
دی آپ رونق افزا ہوئے۔ چند قدم کے فاصلہ پر اپنی برچہے کو رکہا اور فرمایا کہ یہان
میرا مرقد ہوگا۔ پہر وہان سکونت پذیر ہوئے آپ سے خوارق عادات بیشمار نمایان
ہوئے ہین از انجملہ **نقل ہے** کہ ایک روز وہان کا راجہ آپ کی ملاقات کو گیا۔
ایک عمدہ گہوڑا عربی قیمتی نذر گذرانا۔ فقرا نے شدت فاقہ کی شکایت کی ارشاد ہوا کہ
گہوڑہ موجود ہے ذبح کرو اور کہاؤ۔ فقرا نے حسب ارشاد ذبح کیا اور کہایا۔ یہ
بات رفتہ رفتہ راجہ کو معلوم ہوئی۔ ناخوش ہوا اور پیغام بہیجا کہ گہوڑا واپس بہیجو حضرت نے
جواب دیا کہ تو نے ہمکو نذر دیا ہم اوس کے مالک تہے۔ آپ کو اب کیا حق ہے جو طلب
کرین راجہ نے کہا بحث و تکرار سے کچہہ کام نہین مجکو گہوڑا چاہئے۔ ہر چند کہ عذر
کیا گیا لیکن مفید نہوا۔ اوس سنگدل پہ کچہہ اثر نہ کیا۔ آخر آپ کا جوش جلال
جمال پر غالب ہوا فرمایا۔ استخوان جمع کر کے لاؤ مریدون نے حاضر کیا۔ آپ نے
دیکہا اور زبان مبارک سے قم باذن اللہ فرمایا۔ گہوڑا فی الفور زندہ ہو کر کہڑا ہوگیا
حضرت نے فرمایا گہوڑا راجہ کو دیدو۔ راجہ حضرت کی یہ کرامت دیکہکر خوف زدہ
ہوا اور قدم مبارک پر سر رکہدیا۔ اور معافی چاہی۔ عفو جرائم کے بعد ایک تالاب

نام زد رنگا سمندر جو موضع عرس مین واقع ہے۔ فقرا پر وقف کیا۔ یہ تالاب خانقاہ کی

مِلک مین پھلی ہی ملک ہے۔ حضرت درنگل مین چلّوں سے فارغ ہوئے۔ تب آپ کو

خانہ داری کا خیال ہوا۔ دو نکاح کئے دونون بیویون سے ایک لڑکی اور دو لڑکے

نقل فوت فرزندان

پیدا ہوئے۔ تینون بچے خوردسالی مین فوت ہو گئے۔

مشہور ہے کہ آپ خانقاہ مین رونق افزا تھے۔ بڑے صاحبزادے بھی صحن مین جلوہ پرس

فرما تھے۔ ایک چیل نے صاحبزادے پر بچال کیا۔ اوسی وقت صاحبزادے نے

نظر جلال سے چیل کو دیکھا۔ وہ جل کر زمین پر گری۔ حضرت نے فرزند کا خرق عادت

ملاحظ فرمایا۔ کہا فقیر کو اپنا حال ظاہر کرنا لازم ہے۔ مگر ابھی صاحبزادہ اظہار کے لائق

نہین ہین پس آپ کے لئے بہتر ہو گا کہ عالم وجود سے عالم معدوم کے طرف سفر کرین

نقل فوت فرزند دوم

اوسی وقت صاحبزادہ کی روح جسم خاکی سے پرواز ہوئی۔

مشہور ہے کہ آپ کے دوسرا صاحبزادہ دیوار پر سوار تھا خوش طبعی سے بچونکی

طرح دیوار کو کہا چل گھوڑے۔ فی الفور دیوار حرکت کر کے روانہ ہوئی یہ بات حضرتکو

معلوم ہوئی ناخوش ہوئے۔ صاحبزادے سے فرمایا۔ میان آرام کرو۔ اوسی وقت

نقل فوت دختر نیک اختر

صاحبزادہ کی روح قالب عنصری سے نکلی۔

مشہور ہے کہ ایکروز آپ کی دختر نیک اختر بالون کو کنگی سے سنوار رہی تھی بیویون نے

دیکھا کہ آپ کے بالون سے سوتیا و چنبیلی کے پھول گر رہے ہین حضرت نے بھی ملاحظ

فرمایا۔ دختر سے مخاطب ہو کر کہا کہ تم اس جہان سے سدھارو اوسی وقت اونکی بھی روح

عالم بالا کو روانہ ہوئے آپ کے تینوں بچون کی مزار گنبذ شریف کے نیچے واقع ہین مشہور ہے کہ ان حوادث کے بعد آپ کو ایک صاحبزادہ مسمی شاہ معین الدین حسن پیدا ہوا۔ نشو نما کے بعد والد ماجد کا خلیفہ و مرید ہوا۔ حاصل کلام حضرت معشوق ربانی صاحب خوارق عادات و صاحب ولایت و کرامت تھے۔ آپ کی وفات ۲۲ رجب ۹۹۹ھ نو سو ننیانوے ہجری مین ہوئی عرس تو ابع ورنگل حیدر آباد مین ہوتا ہوئے۔ آپ کی قبر شریف خلایق کی زیارت گاہ ہے۔ عرس مین بڑا مجمع ہوتا ہے دس بیس ہزار آدمی جمع ہوتے ہین۔ خلایق کو آپ سے اعتقاد کامل ہے۔ الحمد للہ کہ معتقدین آپ کے فیض سے کامیاب ہوتے ہین۔ شوق سے نذرانہ مرقد مبارک پر چڑہاتے ہین آپ شاہ ابدال حموی کے معاصر تھے۔ آپ اور شاہ صاحب کے مابین ربط و ضبط تہا۔

نسب کا شجرہ

سید شاہ جمال معشوق ربانی بن سید شاہ حسن عبد القادر ثانی۔ بن سید احمد۔ بن سید یوسف۔ بن سید محمد۔ بن سید حیدر ہلال الدین۔ بن سید شہاب الدین۔ بن شاہ محمد اصغر۔ احمد۔ بن سید عماد الدین ابی صالح نصر۔ بن سید تاج الدین۔ عبد الرزاق۔ بن غوث الثقلین سید عبد القادر جیلانی قدس سرہم۔

جان اللہ شاہ قدس سرہ

جان اللہ شاہ نام ہے۔ آپ کا مولد و منشا بیجاپور ہے۔ آپ کے آباء کرام بادشاہی

منصبداروں میں سے تھے۔ اور آپ بھی صیغہ منصب میں مامور تھے۔ اور جان اللہ خان
نام سے مشہور تھے۔ باپ کی وفات کے بعد نوکری و منصب سے دست بردار ہوئے
اور حضرت شاہ محی الدین بن شاہ خداوند ہادی کے خدمت میں۔ قصبہ چنچولی میں آئے
اور بیعت سے مشرف ہوئے۔ کتنے سال تک مرشد کی خدمت میں ریاضت و عبادت
کرتے رہے اور جذب کی حالت حاصل کر کے شہر حیدرآباد میں تشریف لائے
اور چارمینار میں سکونت اختیار کی۔ آپ معرفت کے دریا میں غریق اور محبت کے
شعلہ سے حریق تھے۔ مجذوبانہ وضع میں بسر کرتے تھے۔ کسی سے سائل و طالب
نہیں ہوتے تھے۔ قناعت کے گوشہ میں عافیت سے رہتے تھے۔ دنیادار آتے
تھے اور مقاصد اور مطالب کے وصول کی درخواست کرتے تھے۔ حسن اعتقاد کے
بدولت اور آپ کی توجہ کی برکت سے فائز المرام ہوتے تھے۔ انوار الاخبار کے
مولف نے لکھا کہ آپ قوم شیخ سے تھے مجذوب کامل تھے۔ جذب میں اسقدر
بڑھے ہوئے تھے کہ مطلقاً عالم شہود سے بیخبر تھے عالم سکوت میں رہتے تھے۔
ہمیشہ چارمینار میں جمے رہتے تھے۔ کبھی باہر قدم نہیں رکھتے تھے۔ جب آپکی رحلت کا
زمانہ قریب پہنچا تب سکونت گاہ سے حرکت کر کے شہر میں گشت کرتے تھے آخر پانچویں
تاریخ ماہ رجب ۱۱۴۱ھ گیارہ سو اکتالیس ہجری میں چارمینار سے مکہ مسجد میں تشریف
لائے اور مسجد میں جان بحق ہوئے۔ موسٰی ندی کے کنارہ قریب افضل گنج مدفون
کیئے گئے۔ فی الحال وہ مقبرہ آپ کے نام سے مشہور ہے۔ آپکے مزار پر انوار

خلایق کا زیارت گاہ ہے۔ آپ کی قبر پر ایک چوبین چہت بطور جالی مرتب ہوا تہا
اور سنگین فرش بنایا گیا تہا وہ چہت و فرش ابتک موجود ہے۔ موسی ندی کی
طغیانی سے متعدد واقعات مین بڑے بڑی عمارتین منہدم ہوئین۔ مگر آپ کی
عمارت بدستور درست ہے۔ اور زمانہ کے حوادث سے محفوظ ہے۔ یہہ بات آپکی
کرامت اور بزرگی کی علامت ہے۔ حضرت بندگان عالی سرکار نظام مدظلہ العالی کے
طرف سے سالانہ سوا سو روپیہ مقرر ہے سالانہ عرس ہوتا ہے مشایخ اور فقرا جمع ہوتے
ہین اور معتقدین بھی جوق جوق آتے ہین زیارت سے مشرف ہوجاتے ہین مولف کو بھی زیارت سے شرف حاصل ہوا ہے

چیونٹی شاہ

چیونٹی شاہ نام۔ یہہ بزرگ دکنی لااصل تھے۔ جنگل و ویرانے مین آوارہ پھرتے تہے۔
بمصداق درویش ہر کجا کہ شب آمد سرای اوست۔ آپکے لئے کوئی مقام و مسکن مقرر نہین تہا
اکثر دنیادار آپکے ساتھہ حصول مراد کے امید پر پھرتے تھے۔ کوئی مریض صحت کیلئے کوئی
مفلس معشیت کے لئے درخواست کرتا تہا۔ اور کوئی فرزند کے ولادت کی دعا چاہتا تہا
آپ آری بلے کہدیتے تھے معتقدین کے لئے یہ آپ کا فرمانا باعث تسلی و دلجمعی ہوتا تہا
آہستہ آہستہ آپ کی ولایت کی شہرت ہوئی۔ مغفرت منزل اعلیحضرت افضل الدولہ بہادر
شاہ دکن آپ کے دیدار کے مشتاق ہوئے۔ آپ کو بادشاہ کیخدمت مین پہنچایے
بادشاہ حسن ارادت سے ملے آپکی تعظیم و تکریم کی۔ کئی سو روپیہ نقد عطا فرمایا۔ آپ فقیری سے درجہ انکار کو پہنچے

چندمدت آپکی پیری مریدی کا سلسلہ جاری رہا۔ آخر آپ ۱۲ ہجری مین اس عالم فنا سے بہشت برین کے طرف روانہ ہوے

چمن علی شاہ

چمن علی شاہ نام۔ درویش نیک نام اور عالی مقام تھے۔ اہل شہر کے عوام اونکی بزرگی کے معتقد اور اون کے ولایت کے مرید تھے۔ آپکے پاس اکثر اہل شہر آمدورفت کرتے تھے۔ کہتے تھے کہ یہ زبردست عامل ہین۔ یہان کے لوگ عمل و تعویذ پر بڑا اعتقاد۔ اور دم اور دعا پر پختہ اعتقاد رکھتے ہین۔ اس وجہ سے آپ بھی بہت مشہور ہو گئے۔ شہر مین آپکی کرامت کا تازہ چمن اور آپکے ولایت کا گلزار شگفتہ ہوا۔ اس چمن کے پھول ہر ایک مجلس و بازار میں دست بدست تھے۔ رفتہ رفتہ مغفرت منزل حضرت افضل الدولہ بہادر نظام بہادر شاہ دکن کے دربار مین پہنچے۔ اعلیحضرت فردوس منزلت نے آپکو پہلی ہی ملاقات مین زرو جواہر بیشمار دئے۔ چمن علی شاہ کے چمن آرزو کو مال و دولت کے شگوفون سے تازہ و شاداب کردیا۔ آخر اس چمن کی بہار چند ہی روز رہی۔ یکایک عین بہار مین چمن کمر پر مرگ کی خزان آئی۔ یہ واقعہ تخمیناً ۱۲۸۴ھ مین واقع ہوا۔ ایس مرحوم کے فرزند دل بند مسمی بہادر علی شاہ والد ماجد کے جانشین و سجادہ ہوئے۔ فراغت سے زندگی بسر کرنے لگے۔ ایک ظریف الطبع بزرگ نے کہا کہ یہہ طرفہ بہار ہے کہ بدون چمن گلزار ہے

شاہ چندا حسینی

سید جلال الدین آپ کا نام۔ شاہ چندا حسینی عرف ہے۔ سید سادات صحیح النسب والحسب ہے

ہیں آپ دکن کے اولیائے متقدمین سے ہیں۔ آپ یوسف عادل شاہ بانی سلطنت عادل شاہی کے زمانہ میں ہند سے دکن میں آئے موضع گوگی علاقہ بیجاپور میں فروکش ہوئے اسوقت موضع مذکور میں بادشاہی لنگر خانہ قائم تھا اکثر علما و فقرا وہاں رونق افزا ہوتے تھے آپ نے گوگی میں ہدایت و تلقین و تدریس و تعلیم شروع کردی اور اسلام کی اشاعت میں ایسی کوشش فرمائی کہ اکثر ہنود آپ کی توجہ سے مسلمان ہوگئے آپ صاحب خوارق عادات و کرامات تھے۔ یوسف عادل شاہ آپ سے حسن عقیدت و نیک ارادت رکھتا تھا۔ اور ہمیشہ آپ کی خدمت میں حاضر ہوتا تھا اور نذور و نیازات پیشکش کرتا تھا۔ آپ اطمینان سے خلایق کو ہدایت فرماتے تھے۔ جب تک زندہ رہے ہدایت و ارشاد میں مشغول رہے آخر آپ نے دس تاریخ ماہ شعبان ۸۵۸ھ آٹھ سو اٹھاون ہجری میں بہشت برین کو رحلت کی گوگی میں مدفون ہوئے عادل شاہ نے مرقد مبارک پر گنبد پختہ تعمیر کیا۔ چونکہ عادل شاہ آپ سے بیحد اعتقاد رکھتا تھا۔ رحلت کے بعد نہایت غمگین ہوا اور وصیت کیا کہ مجکو وفات کے بعد حضرت کے پائین روضہ دفن کرنا چنانچہ وزرا و امرا نے بادشاہ کو انتقال کے بعد حسب الوصیت گوگی میں آپکے مرقد کے متصل دفن کیا۔ مجمع الانساب کے مولف سید محی الدین قادری نے آپکے نسب کا شجرہ لکھا ہے۔

نسب کا شجرہ

سید جلال الدین عرف چندا حسینی بن سید علی جہان شیر بن سید خضر بن سید محمد بن سید احمد بن سید یحیی بن سید زید بن سید حسین بن سید سراج الدین بن سید شرف الدین بن سید زین الدین بن سید ابوالحسن بن سید عبداللہ بن سید محمد بن سید عمر اسرار اللہ۔ بن

سید یحییٰ بن سید حسین الدمقہ بن سید ابو الحسین بن سید اصغر بن سید علی اصغر بن سید امام زید بن الشہید المظلوم بن امام زین العابدین بن سید الشہدا امام حسین شہید دفنت کربلا

آپ کے ارادت کا سلسلہ

آپ شیخ عارف بن ضیا کے مرید و خلیفہ۔ وہ شیخ فریدالدین ضیار کے وہ شیخ سعد بجانی وہ مخدوم علاءالدین ملک گنج بنات کے وہ شیخ اخی سراج الدین کے۔ وہ نصیرالدین چراغ دہلی کے وہ شیخ نظام الدین اولیا کے الخ

جعفر الصادق بن علی بن زین العابدین بن عبداللہ بن الشیخ بن شیخ عبداللہ العیدروس رضی اللہ عنہم۔ آپ کی ولادت تریم مین سنہ ۹۹۷ ہجری مین ہوئی۔ وہان کی آب و ہوا کی آغوش مین نشو و نما پایا۔ اور والدین کے سایۂ عاطفت مین تربیت و پرورش پائی آٹھ نو برس کی عمر مین قرآن شریف و مختصرات نحو و صرف حفظ کیے۔ اور والد ماجد سے مدت دراز تک علوم و فنون کی کتابین پڑھتے رہے۔ اور اپنے چچا زاد بھائی شیخ عبدالرحمٰن سقاف بن محمد العیدروس و الشیخ علامہ ابوبکر بن عبدالرحمٰن بن شہاب و الشیخ الشہیر زین بن حسین بافضل وغیرہم رحمہم اللہ سے علوم کثیرہ حاصل کیے۔ تفسیر و حدیث و فقہ و تصوف و حساب و فلکیات وغیرہا مین عالم متبحر ہوئے۔ دین و دنیا مین سعید کہلائے۔ سعادت و اقبال کے ساتھہ زندگی بسر کرنے لگے حسن فہم و ذکاوت طبع و جمال صوری و کمال معنوی سے موصوف تھے اقران و امثال مین بیمثل تھے باوجود این صفات خدا تعالیٰ نے آپ کو مقبول خاص و عام کیا۔ دور دور کے شہرون سے طلبہ آپ کی خدمت مین آتے تھے علم و فضل سے بہرہ یاب ہوتے تھے

آپ کی ذات مرجع آفاق تھی. خلایق آپ کی خدمت مین مستفید ہوتی تھی. آفتاب کی طرح اپنی شعاع فیض سے محروم نہیں فرماتے تھے. کریم الاخلاق عمیم الاشفاق تھے. اور نظم ونثر لکھنے مین ایسے ادیب کامل تھے کہ زمانے نے ادب کی کتب مین اُن کا نظیر نہین پایا. شرع الردی کا مولف لکھتا ہے کہ میرے والد ماجد وصاحب ترجمہ کے درمیان باہم محبت کامل تھی. پھر آپنے حرمین شریفین کا ارادہ کیا حج وزیارت سے فارغ ہوکے حرمین مین علما وعرفا کی خدمت سے مستفید ہوئے. پہر وطن مالوفہ یعنی شہر تریم مین مراجعت کی. آپ کو ایسی قبولیت عامہ حاصل تھی کہ جب آپ تریم مین پہنچے تو تریم کا والی اور وہان کے اہالی کیا ادانی و العوالی آپ کی پیشوائی کے لئے آئے. آپکو شہر مین اعزاز واکرام وتعظیم واحترام سے لیگئے. اور ارباب الدفوف دف بجاتے تھے. اور آپکی مدح وثنا مین اشعار گاتے تھے. آپ تریم مین تہوڑے دن بسر کرکے ہند کی سیر وسیاحت کے لئے نکلے. ہند مین آنے سے آپ کی غرض یہ تھی کہ علوم عقلیہ کی تکمیل کرین ہندوستان اوس زمانہ مین دار العلوم والحکم تہا. مختلف مقامات کے علما کا مجمع تہا اولا بندر سورت مین آئے اور اپنے چچا محمد العیدروس سے علم معقول کی تکمیل کی اور وہان سے دکن کا عزم کیا کہ دکن کے مشایخ کرام سے علوم باطنی حاصل کرے اسوقت دکن مین طوائف الملوکی کا آفتاب چمک رہا تہا. ہر ایک سلاطین بہمینہ کا صوبہ دار اپنا ملک کا مدعی بنگیا تہا. اُسوقت ملک عنبر حبشی دکن مین وزیر اعظم تہا. آپ عنبر کی خدمت مین آئے. عنبر آپ سے نہایت اکرام واحترام سے ملا. آپ کی تعظیم وتوقیر مین ایک دقیقہ

فروگذاشت نہین کیا۔ اور آپ کو بارگاہِ کل کے ایک کمرہ مین تعظیم کے ساتھہ اوتارا اور مصاحبین کے زمرہ مین شریک فرمایا۔ آپ کا بخت یاور چمکا۔ آپ نے علمائے بارگاہِ عنبری سے متفرق علوم وفنون مین عنبر کے سامنے مناظرہ کیا تمام علماء وفضلاء پر غالب ہوئے ہر ایک سے بحث وتکرار کی تمام آپکا تبحر علم دیکھہ کے حیران ہوئے بعض تو عالم سکتہ مین تھے پھر آپ نے درس تدریس کا بازار سر دگرم کیا۔ علوم کے رسوم مندرسہ کو از سرِ نو ترمیم فرمایا۔ اور فنون وفضائل کے دروازے کھولدیئے اور آپنے ہند مین تھوڑی ہی مدت مین زبان فارسی سیکھہ لی اور لکھنے پڑہنے کی مہارت حاصل کرلی۔ جب آپ فارسی زبان مین لائق ہو گئے تب اہل دکن نے آپ سے درخواست کی کہ آپ رسالہ العقد النبوی جو آپکے جد امام شیخ بن عبداللہ کا تالیف کیا ہوا ہے فارسی مین ترجمہ کر دیجئے۔ آپ نے رسالہ عربیہ کو فارسی مین ترجمہ کر دیا۔ اور دارا شکوہ بن سلطان شاہجہان کے رسالہ موسومہ سفینۃ الاولیا کا ترجمہ عربی مین کیا اور اُسکا نام تحفۃ الاصفیا ترجمہ سفینۃ الاولیاء رکہا۔ ملک عنبر علم دوست وغریب پرور تہا۔ آپکی بہت خاطر ومدارات کرتا تہا عنبر کے پاس سادات علویہ وعلماء یمنیہ کا ایک مجمع تہا آپ ملک عنبر کے ساتھہ ہمیشہ خوشحال وفارغ البال رہے۔ ملک عنبر کے فوت ہونیکے بعد اُس کا فرزند مسمی فتح خان باپ کی جگہ قائم ہوا۔ باپ سے زیادہ آپ کی عزت وتعظیم وتکریم کرنے لگا۔ پھر فتح خان کی امارت مین زوال آیا۔ آپ نے بندر سورت مین مراجعت کی اور اپنے چچا محمد العیدروس کے پاس رہے درس تدریس وہدایت صراط مستقیم مین مشغول ہوئے

اور چچا چاند کور کے جانشین ہوئے۔ چچا کے جاگیرات و اموال سے جو کچھہ آمدنی ہوتی تھی وہ تمام واردین و صادرین پر صرف کرتے تھے۔ آپکی نظم و نثر ایسی فصیح و بلیغ ہوتی تھی کہ ناظرین و سامعین محظوظ ہوتے تھے۔ آپ صاحب دیوان ہین۔ اور چند رسائل فنون متفرقہ آپ کے یادگار ہین۔ آپ کا دیوان و رسائل نادر الوجود ہین۔ شاید کہین گوشۂ گمنامی مین ہونگے۔ آپ صاحب کرامات و خرق عادات تھے۔ مدۃ العمر عزت و آبرو سے رہے۔ آخر ۱۰۶۶ع ہجری مین دار دنیا سے دار الاخری روانہ ہوئے۔ اپنی چچا محمد العیدروس کے قبر کے نزدیک سو رہتین دفن ہوئے

شیخ چکن کھنڈوتی قدس سرہٗ

شیخ چکن نام۔ آپ کا مولد و منشا قصبہ کہنڈوت۔ جلال پور ضلع کالپی ہے۔ آپ درویش باکمال و فقیر صاحب وجد و حال تھے۔ پارسائی و نفس کشی۔ زہد و ریاضت کشی مین منفرد تھے۔ حالت وجد و جذب مین صحرا و جنگل مین دورہ کرتے تھے۔ اخبارات ماضیہ و آیندہ سے آگاہ فرماتے تھے صاحب کشف و کرامات تھے۔ ہمایون بادشاہ آپ سے حُسن اعتقاد رکھتا تہا۔ آپ اکثر ہمایون کو فوج کشی کے وقت رقعہ لکھہ کے بہیجتے تھے ہمایون آپکی تحریر کی تعمیل کرتا تہا۔ آخر آپنے سنہ ۹۶۱ نوسو اکسٹھہ ہجری مین رحلت کی قصبہ کہنڈوت جلال پور ضلع کالپی مین مدفون ہوئے

باب سید شاہ حسن عبد القادر الحار

آپ شاہ اولیا سلطان الفقرا کے صاحبزادے ہین۔ والد ماجد کے بعد مسند نشین ہوئے ہدایت و ارشاد سے خلایق کو بہرہ مند کئے۔ صاحب کشف و کرامات تھے۔ عارف کامل و بزرگ عامل تھے۔ مشہور ہے کہ آپ موضع عرس کو حیدرآباد سے چند ہی ساعت میں

جاتے تھے۔ اور جلد ہی ساعت میں لوٹ آتے تھے۔ سید محمد صاحب مجذوب برہنہ آپکے معاصرین حالت جذب میں مستغرق رہتے تھے۔ سید شاہ حسن کی سواری اگر ادہر سے گذرتی تو ستربدن فرماتے تھے۔ جب لوگوں نے مجذوب سے پوچھا مسکرائے۔ اور سائل کو بغل میں دبایا۔ کہا ملاحظہ کر سائل نے دیکھا کہ بازار و راستہ کے اطراف میں تمام جانور ہیں کوئی انسان نہیں ہے مگر صرف شاہ حسن صاحب عرف قادر شاہ۔ پھر مجذوب نے کہا انسان سے ستر عورت ضرور ہے حیوان سے ضرور نہیں۔ آپکے کمال بیشمار ہیں مجلس سماع کو جائز رکھتے تھے۔ اکثر اوقات راگ سنتے تھے۔ بلکہ آپنے نزع و سکرات کی حالت میں بھی راگ سنا اور اسی وجد و حال میں فوت ہوئے۔ یہ واقعہ ۲۲۔ ماہ جمادی الثانی سنہ میں واقع ہوا۔ جد بزرگوار کی قبر کے متصل مدفون ہوئے۔ علیحدہ چبوترہ پر زیر آسمان قبر ہے۔ مدفن حیدرآباد ہے۔ یزار و یتبرک بہ

مولانا سید حبیب اللہ صبغۃ الٰہی بیجاپوری

مولانا حبیب اللہ نام۔ آپ مولانا احمد بن مولانا خلیل اللہ کے صاحبزادے ہیں نجیب الطرفین صحیح النسب والحسب ہیں۔ آپ کا مولد و منشا بیجاپور دکن ہے۔ آپکی ولادت شب عید الفطر ۹۷۹ سنہ ہجری میں واقع ہوئی۔ خود آپ نے اپنی ولادت کی تاریخ منظوم کی

ع شدم توام سعادت باولادت + بتاریخ ولادت باسعادت۔ ۹۷۹

آپ نے نشو و نما کے بعد۔ اولاً مخدوم قاضی علی سے جو جامع علوم عقلی و نقلی تھے کسی قدر کتب ابتدائیہ تحصیل کیں۔ پھر میاں حبیب اللہ شہر اُستاد کی خدمت میں مطول تک

و کتب درسیات ختم کین اور مولانا شیخ حسن نجفی سے جو علامہ و حکیم تہا۔ شرح حکمت العین پڑہی
پھر آپ نے ملا حبیب اللہ شہر استاد کے فرمانے سے درس و تحصیل کو موقوف کر کے بیجاپور سے
سفر اختیار کیا۔ موضع بہبوندی مین حضرت قاضی محمد کلیانی کیخدمت میں گئے۔ قاضی
صاحب عالم فاضل و عارف کامل تھے۔ قاضی صاحب نے آپکی خاطرداری و مدارات کی
اور باہم عہد و مواخات قائم کیا۔ اور فرمایا کہ مجھکو قیامت کے دن اپنے ہمراہ رکھیے گا
اور آپ کو کتاب براہین کے دو تین سبق پڑہائے۔ اور فرمایا کہ باہم یہہ نسبت قائم رہنا
چاہیے۔ پھر آپ نے موضع مذکور سے وطن مین مراجعت کی اور کتب متداولہ کی تدریس
شروع کی۔ اور آپ ہمیشہ مطالعہ مین مصروف رہتے تھے۔ آپکی طبیعت مین ذکاوت
و فراست موجزن۔ اور فطانت و کیاست شعلہ زن تھی۔ شہر مین آپ کے کمالات کی
بڑی شہرت تھی لوگ آپ کو نفس قدسیہ سے تعبیر کرتے تھے۔ شہر مین آپکی درس و تدریس کا
بازار گرم تہا۔ شہر آپ کے فیضان نعمت سے معمور و آباد تہا۔ اور آپ نے حضرت
شاہ محمد میرزا المشہور میران صاحب بابا نگری کی خدمت مین فیض پایا ہے۔ اور
اکثر علمائے فضلاء و فقرائے عرفا سے مثلاً شاہ تاج الحق و عبد الوہاب عرف
شیخ بابوجی۔ خلیفہ شاہ حسن دوہ وغیرہ سے عالم مشاہدہ مین اور شیخ علی و شاہ
محمد غوث گوالیری۔ و شاہ وجیہ الدین علوی وغیرہ سے عالم روحانی مین ملے
ہین اور ہر ایک سے فیض پایا ہے۔ ابراہیم عادل شاہ پادشاہ بیجاپور آپ کی
بڑی عزت و تعظیم کرتا تہا۔ ہمیشہ آپ سے اپنی نیابت و کالت کی درخواست

کرتا تہا۔ مگر آپ نے کبھی قبول نہین کیا۔ آپ دنیا و مافیہا سے نفرت کرتے تھے۔ امرا و سلاطین کی صحبت سے دور رہنا چاہتے تھے۔ اکثر امرا آپ کے دروازہ پر حاضر ہوتے تھے۔ اور دنیوی و دینی فوائد سے مستفید ہوتے تھے۔ بیجاپور مین جب کوئی جدید عالم فاضل وارد ہوتا تہا تو بادشاہ آپ کو علمار کی مہمانی و پذیرائی کے لئے مقرر کرتا تہا۔ آپ بادشاہ کے حکم کی تعمیل کرتے تھے۔ اور علمار کا اعزاز و احترام پورے طور سے ادا فرماتے تھے۔ اور بادشاہ کیخدمت مین ہر ایک عالم۔ و فاضل کے کلمۃ الخیر کہتے تہے بادشاہ آپ کے ارشاد کے موافق عمل کرتا تہا۔ اکثر علمار آپ کے ذریعہ سے کامیاب ہوئے ہیں اور فائز المرام ہوکے اوطان مالوفہ کو مراجعت کئے ہین۔ تذکرہ حبیب اللّٰہی مین مولانا عبدالقادر نے لکھا کہ۔ آپ ابراہیم عادل شاہ کے طرف سے سفارۃً سلاطین تیموریہ کے پاس گئے تھے۔ راجہ مانسنگہ وغیرہ امرا آپکی بڑی تعظیم و توقیر کرتے تھے۔ آمد و رفت کے وقت تعظیماً۔ استقبال و مشایعت کرتے تہے۔ راجہ باتفاق امرا کہتا تہا کہ مولانا ہم یہ تعظیم آپ کی علم و فضل کے لحاظ سے کرتے ہین اگر عادل شاہ خود آتا تو ہم اسقدر اعزاز کرتے اور سفارت کے زمانہ مین آپ اکثر اوقات میرزا عبدالرحیم خان خانان سے بھی ملے ہین۔ خوب باہم علمی مذاکرہ رہتا تہا۔ ایکروز خان خانان نے آپ کو اپنی یہ رباعی سنائی ؎

اے دوست نہ دشمنی دل آزاری چیست	خوئی تو نہ بد تراست ستمگاری چیست
چشم تو نہ بخت ماست در خواب چراست	بخت تو نہ چشم ماست بیداری چیست

آپ نے فرمایا اے خان خانان بیداری بخت کے مناسب نہایت ہی خوب ہے خانخانان نے

سکوت کیا۔ یہ کچھ جواب نہین دیا۔ مشکوۃ النبوہ کے مولف نے لکھا کہ سنہ ۹۹۹ نوسو ننیانوے
ہجری مین آپ کے دل مین ایسا خیال پیدا ہوا کہ تمام روئے زمین کا سفر کرون تاکہ کوئی ولی
کامل ملے۔ آپ اس سفر کے مشورہ کے لئے میران صاحب باباتگری کیخدمت مین گئے
میران صاحب سے تمام اپنا ارادہ بیان کیا۔ میران صاحب نے آپکا قصہ سنا اور آپ کو
ایک میل کے فاصلہ پر صحرا مین لے گئے۔ فرمایا کہ عنقریب ایک کامل بزرگ یہان آنے والے
ہین آپ صبر کیجئے۔ مولانا نے سفر کا ارادہ فسخ کیا۔ آخر سنہ ۱۰۰۱ ایکہزار ہجری مین حضرت شاہ
صبغۃ اللہ صاحب قدس سرہ بیجاپور مین آئے۔ تمام امرار و فقرا آپ کی خدمت سے
فیضیاب ہوئے۔ حضرت نے اہل شہر کے علمار و فضلا کے نسبت استفسار کیا۔ اور
شہر کی حالت دریافت کی حاضرین نے عرض کیا۔ ملا حبیب اللہ بن ملا احمد فاضل و کامل ہے
حضرت نے سنتے ہی فرمایا کہ اوسکو میرا سلام کہو کہ وہ یہان آئے۔ آپ سنتے ہی سوار ہوئے
اور خدمت مین حاضر ہوئے۔ ملا حبیب اللہ آپ کی تقریر سنکر حیران ہوئے۔ پہر حضرت کی
خدمت مین از سر نو پڑہنا شروع کیا۔ چند ہی روز مین درجۂ کمال کو پہنچے۔ آخر حضرت کے
مرید بھی ہوئے مولانا صبغۃ اللہ نے کبہی آپکو چلہ کشی کا حکم نہین کیا۔ ایکوقت ملا کے دلمین
خیال ہوا کہ شاید مین اس لایق نہین ہون حضرت نے اس خیال کو سمجہکر فرمایا کہ اکثر آدمی
چلہ کشی کرتے ہین۔ پہر ویسے ہی رہتے ہین جیسے چلہ کشی کے قبل تھے۔ میری ایک نظر سو
چلہ سے بہتر ہے۔ پہر حضرت صبغۃ اللہ شاہ نے آپکو بیعت کی اجازت عطا کی۔ آپنے حضرت سے
کہا حضرت میرا مرید اللہ کے نزدیک موجد ثواب ہوگا یا نہین آپنے فرمایا بیشک ہوگا۔

آپکا مرید میرے مرید کے برابر ہوگا۔ مابہ الامتیاز کچھہ نہوگا۔ پھر حضرت نے فرمایا۔ مریدون کے شجرون مین میرا نام صبغۃ اللہ ہے مین نے یہ نام تمکو عطا کیا۔ آپ نے عرض کیا کہ مین آپکا نام اور میرا نام لکھون فرمایا۔ بہتر بلکہ آپ کو شجرہ مین فرزند حقیقی صبغۃ اللہ لکھا۔ روضۃ اولیائے بیجاپور مین مذکور ہے کہ آپ حضرت شاہ صبغۃ اللہ قدس سرہٗ کی خدمت مین پانچ برس تک رہے۔ بعد ازان حضرت شاہ موصوف نے ۱۰۰۵ھ ایکہزار پانچ ہجری مین بیجاپور سے مدینہ منورہ کا سفر کیا۔ دوم منزل موضع نکوٹہ جو بیجاپور سے چھہ کوس کے فاصلہ پر ہے وہان حضرت شاہ نے ملا حبیب اللہ کو اذکار و اشغال کی تلقین کی۔ ملا موصوف نے تلقین کی تاریخ کہی۔ ؎ تلقین شاہ چون شدہ انجام دستگیر ٭ تاریخ این خواست کہ تلقین گہ فقیر۔ ملا موصوف کا ارادہ تہا کہ حضرت کے ہمرکاب رہے۔ حضرت نے فرمایا فی الحال آپ یہان قیام کرین پھر مین آپکو بلاؤنگا۔ آپ حسب الارشاد رہگیے۔ بعد ازان حضرت کی رحلت کے بعد ۱۰۴۰ھ ایکہزار چالیس ہجری مین سید اسعد بلخی خلیفہ شاہ صبغۃ اللہ کا خط آپ کے نام سے آیا۔ اوسکا مضمون یہ تہا کہ مین آپکو حسب اشارہ حضرت نائب رسول اللہ لکھتا ہون کہ آپ یہان جلد تشریف لائیے۔ آپ بمصداق مصرع ؎ از دوست یک اشارہ وما ز ابسر دویدن۔ سفر کی تیاری کرنے لگے اوسوقت آپ کی عمر ترسٹھہ ۶۳ سال کی تھی۔ اسی اثنا مین آصف خان وزیر سپہہ سالار شاہجہانی بیجاپور پر حملہ آور ہوا اور شہر کا محاصرہ کیا۔ شہر مین تاخت و تاراج کے خوف سے کہلبلی پڑی تھی۔ اور آپ کو شدت سے بخار عارض ہوا۔ معالجہ ہوتا تہا مگر

مرض روز بروز بڑھتا جاتا تھا۔ آپ کی زوجہ محترمہ و خلف الرشید شاہ صاحب نے آپکی
بیماری کی بابت عرض کیا کہ کیا فکر کرنا چاہیے آپ نے تسلی و دلاسا دیا۔ کہ تمکو مغل کی
فوج سے کچھہ صدمہ و آفت نہین پہنچیگی۔ پھر آپ نے مرض الموت مین شیخ اسمٰعیل ملازم سے
فرمایا کہ مجھہ کو عالم علوی لیگئے تمام علویات کو دکھلائے مگر سوت نہین دکھلائے۔ شیخ
اسمٰعیل نے عرض کیا کہ اولیاء اللہ زندہ ہین آخر آپ نے شب دوشنبہ وقت اول
مغرب نو تاریخ شعبان ۱۱۴۱ھ ایکھزار ایک سو اکتالیس ہجری مین رحلت کی جسب الوصیت
والدہ ماجدہ کے قبر کے متصل زہرہ پور مین بروز دوشنبہ مدفون ہوئے۔ آپ کی تاریخ قطب
آخر الزمان ہے۔ آپ کی رحلت کے بعد بارہ تاریخ ماہ مذکور آصف خان نے محاصرہ کو
ترک کیا اور ہندروانہ ہوا۔ خلایق کو آفات سے نجات ملی۔ تذکرہ حبیب اللٰہی کا مولف
لکھتا ہے کہ محاصرہ حضرت کی دعا کی برکت سے دفع ہوا۔ پھر شاہ محمد صبغۃ اللہ عرف
شاہ صاحب بن مرحوم نے ارادہ کیا کہ لاش مبارک کو مدینہ منورہ روانہ کرے آپ نے
خلف الصدق سے عالم خواب مین فرمایا کہ مین مدینہ منورہ مین مرشد کے پاس موجود ہون
یہان تابوت کی ہیجا ضرورت نہین۔ شاہ صاحب نے واقعہ کے بعد آپ کے گنبد مبارک کی
تعمیر کی اور گنبد کے اندر والد ماجد کے پہلو مین اپنی بھی قبر بنائی آپکا روضہ نہایت ہی خوشنما
و پر فضا مکان مصفا و دلکشا ہے خلایق کا زیارتگاہ ہے سوتی گنبد کے لقب سے مشہور ہے۔ بزاروں بے
آپ کے خلفا بیشمار تھے۔ از انجملہ مندرجہ ذیل ہین۔ سید شاہ محمد صبغۃ اللہ عرف شاہ صاحب
خلف الصدق۔ حضرت شاہ جمال الدین صفوی۔ بن حضرت نور الدین صفوی۔ و

شاہ مصطفےٰ جنیدی سجادہ حضرت شیخ عین الدین گنج العلوم شیخ ندیم الدین شمس الدین صبغتہ اللّٰہی۔ شیخ ابو الفتاح حبیب اللّٰہی جامع ملفوظ آنحضرت قدس سرہٗ۔ ہمکو مولانا حبیب اللہ صاحب سلمہ اللہ تعالےٰ سے جو آپکی اولاد مین ہین مندرجۂ ذیل نسب کا شجرہ ملا۔ وہ یہ ہے

نسب کا شجرہ

مولانا سید حبیب اللہ القادری الشطاری البیجاپوری۔ بن مولانا احمد بن مولانا خلیل اللہ بن شاہ محمد الحسینی القادری۔ بن شاہ خلیل اللہ الحسینی بن سید محمد بلخی۔ بن سید علی بن سید عبد اللطیف بن سید معین الدین۔ بن سید خطیر الدین بن شاہ اسمعیل۔ بن بایزید پارسا۔ بن خواجہ فرید الدین عطار۔ بن احمد صادق۔ بن سید نجم الدین۔ بن تقی الدین بن امام محمد تقی۔ بن ابو بکر۔ بن اسمعیل ثانی۔ بن امام جعفر الصادق۔ بن امام محمد باقر بن امام زین العابدین۔ بن سید الشہدا امام حسین بن امیر المومنین علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہم

شاہ حبیب اللہ قادری

آپ شاہ پیر محمد بن محمد اکبر کے صاحبزادے ہین آپ کی نسب کا سلسلہ حضرت محبوب سبحانی سے منتہی ہوتا ہے۔ آپ شاہ مرتضی قادری ساکن جنیر کے مرید و خلیفہ تھے۔ بارہ برس تک صحرا و جنگل مین ریاضت کرتے رہے تکمیل کے بعد بالکنڈہ مین آکے مقیم ہوئے پھر وہان سے گلبرگہ مین متوطن ہوئے اتفاقاً یا د شاہ عالمگیر کے بعد مرہٹہ غنیم نے گلبرگہ پر حملہ کیا شہر مین ہلچل پڑی۔ اوسوقت شاہ حسین صاحب کلان مخدوم سید محمد حسینی گیسو دراز کے سجادہ نے آپکو کہلا بھیجا کہ آپ کا مکان مستحکم و محفوظ نہین ہے غنیم کی آمد ہے

اگر آپ خانقاہ میں تشریف لائیں تو مناسب ہے۔ آپنے فرمایا حضرت ذکریا نے درخت کے نیچے پناہ لی اونکے سر پر آرہ چلا مین حفظ الٰہی کے سوا کسی چیز کو پسند نہیں کرتا ہوں۔ پھر آپنے گھر مین مستورات سے کہا کہ کفار حملہ آور ہین اگر ننگ و ناموس کی حفاظت منظور ہے تو خانقاہ میں جاؤ مگر آپ گھر میں ہی رہے غنیم کی فوج کا سردار آیا آپ اسوقت مراقبہ میں تھے دیکھکر خاموش ہوا دیر تک آپ کیخدمت مین کھڑا رہا۔ شاہ موصوف نے مراقبہ سے سر اوٹھا کر کہا تیرا مقصود حاضر ہے یعنی گھر کا اسباب لیجا اوس نے عذر کیا آپ نے فرمایا اگر تو نہ لیگا تو تیرے حق میں بھتر نہ ہوگا اوسنے نہین لیا واپس گیا اسی وقت غنیم کے پیٹ مین درد ہونے لگا۔ دل میں خیال کیا فقیر کا کلام سچ ہے لوٹ آیا تمام اسباب اوٹھالیا۔ درد اسی وقت موقوف ہوا۔ آپ کو نجات حاصل ہوئی پھر اس فساد کے بعد گلبرگہ مین سخت قحط واقع ہوا جوار فی روپیہ ایک سیر فروخت ہوتی تھی آپ کے گھر مین جوار کا انبار تھا۔ آپ نے اوسوقت مسجد کا کام شروع کیا ہر ایک مزدور کو روزا ایک سیر جوار کا آٹا دیتے تھے تھوڑے زمانہ مین مسجد تیار ہوگئی اور قحط کا زمانہ تمام ہوگیا آپ چھ مہینہ تک مسجد میں عبادت الٰہی کرتے رہے پھر آپ مع متعلقین حیدرآباد میں آئے محلہ مستعد پورہ مین مقیم ہوئے۔ اور منا نامی چوبینہ فروش کے مکان پر بسر کئے اکثر اہل اسلام آپ کی بیعت سے مشرف ہوئے چھ برس تک مستعد پورے میں گزارے آپ کے صاحبزادہ شاہ ولی اللہ والد ماجد اور دوسرے اعزہ کیخدمت میں حاضر رہتے تھے سب حوایج ضروری مہیا کرتے تھے آخر آپ بیسوین تاریخ ماہ ربیع الثانی ۱۱۴۴ھ گیارہ سو چوالیس ہجری میں فوت ہوئے

دفن کے لئے مقام تلاش کرنے لگے آپ کی مرید گلاب خاتون نے اپنی جگہ جو متصل مکان
حضرت سید عبدالقادر عرف حضرت صاحب کی تھی دفن کے لئے نذر کی شاہ ولی اللہ وغیرہ
مریدین نے دفن کرنا چاہا۔ قادری صاحب مانع ہوئے معمارون کو منع کیا۔ کہ کوئی قبر نہ کھودے
آخر آپ کے مریدون نے قبر ہاتھ سے کھودی اور اوس مقام مین دفن کیا۔ تیسرے دن
سب مشایخ جمع ہوئے فاتحہ و قرآن خوانی ہوئی۔ آپ کی قبر مبارک مثل آفتاب کے روشن
و تابان معلوم ہوتی تھی۔ اوسکے دیکھنے سے معتقدین کا اعتقاد زیادہ ہوا۔ قبر پر اژدحام
عوام ہونے لگا۔ روشنی چھ مہینے تک رہی۔ پھر مفقود ہو گئی۔ آپ صاحب تصرف و خوارق
عادات تھے۔ **اولاد** سترہ صاحبزادہ تھے۔ شاہ ولی اللہؒ۔ شاہ امینؒ۔ شاہ
نوراللہؒ۔ سید یعقوبؒ۔ شاہ عمرؒ۔ سید عارفؒ۔ شاہ مرادؒ۔ شاہ طاہرؒ۔ و شاہ
طاہر الدین۔ وغیرہ تھے۔ والد ماجد کے قائم مقام شاہ ولی اللہ ہوئے۔ مزار و تبرک بہ

شاہ حمید اللہ داماد سید علی صاحب بن شاہ چشتی

آپ سید علی صاحب کے مرید و خلیفہ تھے۔ جامع کمالات صوری و معنوی صاحب خوارق
عادات و کرامات تھے۔ ہمیشہ ذکر و شغل میں رہتے تھے۔ تقویٰ و پرہیز گاری مین مشہور
و معروف تھے۔ کھانے پینے میں بڑی احتیاط کرتے تھے۔ کسی کے گھر کا کھانا نہین کھاتے
تھے۔ آخر زمانہ مین خود ہی کھانا ہاتھ سے تیار کر کے تناول فرماتے تھے۔ ایک روز ماما نے
آپکا کھانا بغیر طہارت تیار کیا اور آپ کے سامنے رکھا آپ نے نہین کھایا اور فرمایا
کہ کھانا بدون طہارت تیار ہوا ہے۔ فقیر کے کھانیکے لائق نہین ہے۔ اوسی روز سے

کھانے کا اہتمام خود بدولت کرتے تھے۔ عارف کامل تھے۔ آپ کی وفات ۱۱۶۷ھ گیارہ سو چھیہتر ہجری کے قریب مین ہوئی۔ قصبہ بلغرب علاقہ حیدرآباد مین امانتاً دفن کئے گئے۔ چھ مہینہ کے بعد شہر مین نعش مبارک کو لائے۔ نعش صندوق مین تھی۔ حیدرآباد کے مشائخ مثلاً شاہ درویش صاحب وغیرہ نے فرمایا کہ بجنسہ صندوق کو دفن کرنا چاہیے۔ سید جمال الدین بن شاہ درویش و سید محمد مدنی قادری نے جنازہ کو دیکھا معلوم ہوا کہ نعش مبارک صحیح و سالم ہے پھر آپ کو صندوق سے باہر نکالے تازہ میت کے طرح تھے سید میران جی شاہ کی گنبد مین دفن کئے آپکا مزار خلایق کا زیارتگاہ ہے۔ بزار و تبرک وبہ

شاہ حسین مجذوب اورنگ آبادی

شاہ حسین نام۔ آپ کو جذبہ ذاتی تھا۔ مادرزاد مجذوب تھے۔ اکثر امرار آپ کے معتقد تھے خصوصاً نواب خانعالم خان آپ پر فریفتہ تھے پس نواب آپکو اورنگ آباد سے بسنت نگر لیگئے۔ وہان آپ سے بیشمار خوارق ظاہر ہوئے ایک روز آپ نواب کے مکان پر آئے اور مسند پر بیٹھے۔ فرمایا مجھے قضائے حاجت کی ضرورت ہے۔ نواب نے فرمایا بیت الخلا حاضر ہے آپ نے فرمایا نہین آپ کے مسند پر رفع حاجت کرتا ہون۔ آپ نے دونون قدمون کو قدمچہ بنا کر کہا۔ زہے قسمت مسند پر حضرت فراغت سے رفع حاجت کرین مجذوب نے رفع حاجت کیا۔ پھر فرمایا طہارت آپ کرین نواب نے قبول کیا۔ ہاتھ مین آفتابہ لیکر خادم سے کہا پاک کر۔ مجذوب نے فرمایا میرے فضلہ کو سونگ نواب نے سونگھا۔ فرمایا کہ عطر سے زیادہ خوشبو دار تھا۔ نواب نے آپکے

بیعت کرنی چاہی۔ آپ نے فرمایا چند روز تامل کیجئے۔ عنقریب میرے نانا آتے ہین ہفتہ
نہین گذرا کہ شاہ درویش محی الدین قادری حیدرآباد سے آئے۔ نواب مجذوب کی
ملازمت مین حاضر ہوا۔ مجذوب ہشیار ہوئے۔ فرمایا کہ میرے نانا آئے ہین مین اُن کی
پیشوائی کو جاتا ہون خان عالم نے عرض کیا۔ آپ ٹھرین مین خود لے آتا ہون آپنے
منع کیا۔ نواب نے نہین مانا۔ آخر نواب نے آپ کو حجرہ مین بند کر دیا۔ خود نواب
شاہ صاحب کی خدمت مین روانہ ہوا۔ دیکھا کہ حضرت پالکی مین آرہے ہین۔ اور مجذوب
بھی ہمراہ ہین۔ مجذوب نے کہا اے خانعالم تو نے مجھکو قید کیا تھا مین نانا کیخدمتمین
آیا ہون نواب حیران ہوا۔ حضرت کے خدمت مین پہنچا اور دل مین امتحانًا خیال
کیا۔ کہ اگر حضرت عارف کامل ہین تو جو کچھہ میرے دلمین ہوگا بیان کرین گے دونون
بزرگ نواب کو دیکھہ کر مسکرانے لگے پھر جو کچھہ نواب کے دل مین تھا بیان فرمایا۔
نواب اسی وقت مرید ہوا قدمون پر سر رکھدیا پھر حضرت کو گھر پر لایا۔ پالکی کے
ایکطرف نواب تھا۔ اور دوسرے طرف حسین شاہ مجذوب تھے حجرہ کے محافظین سے
دریافت کیا کہ حسین شاہ مجذوب حجرہ سے کس طرح برآمد ہوئے۔ سب نے کہا اندر
ہین جب نواب نے دروازہ کھلوایا تو آپ کو وہین پایا۔ مجذوب نے نواب سے کہا کہ مین نے محافظین کے
لحاظ سے یہان اجعت کی آخر ۱۱۵۵ھ گیارہ سو پچپن ہجری مین فوت ہو بسنت نگر مین مدفون ہوئے زیارتگاہ خلق ہے

شاہ حمزہ حسینی

آپ کے نسب کا سلسلہ میر سید محمد گیسو دراز سے پہنچتا ہے۔ صاحب انوار الاخبار

لکھتا ہے کہ آپ ابتدامین سلاطین زمانہ کی خدمت مین ملازم تھے۔ آپ کا عروج جاہ وحشمت مین ترقی پر تہا۔ یکایک آپ کے دلمین محبت الٓہی کا دلولہ پیدا ہوا اجمیر شریف گئے۔ وہان شیخ احمد مجد شیبانی سے ملاقات ہوئی۔ چندروز آپکی صحبت مین مستفید ہوئے پھر وطن مالوفہ دہرسو جو نارنول کے علاقہ مین ہے۔ واپس آئے آپ کے والد نہایت ہی ہمدرد قوم و نیک نیت تھے۔ وہان کے غربا و فقرا کے بچے جو غیر مہذب تھے ایک اوستاد عربی و فارسی کا اون کے تعلیم کے لئے مقرر کیا تہا۔ اور آپ بھی طلبہ و فقرا کے ساتھ ہمدردی فرماتے تھے۔ اونکی تربیت و تعلیم مین مصروف رہتے تھے جو کچہہ آمدنی ہوتی تھی فقرا و غربا کو نذر کردیتے تہے آمدنی مین سے تہوڑا سا حصہ عیال و اطفال کو بہی دیتے

آپ کے کلمات

دنیا آتش است ہمان قدر بس ست کہ از وے چیزے پختہ خورند۔ ودروقت سردی گرم شوند چون زیادہ شود بسوزد و ہلاک کند۔

نقل ہے

آپ کا ایک مرید مرشد کی اجازت سے جنگل مین گیا۔ اور وہان پانی نہین تہا مرید پر تشنگی غالب ہوئی۔ اوس کے دل مین خیال آیا کہ حضرت کے تمام مرید خانقاہ مین پانی کی جگہ شربت و دودہ پیتے ہین سیراب و شاداب ہوتے ہین مین اس بیابان لق ودق مین تشنگی کے مارے ہلاک ہوتا ہون۔ اسی اثنا مین ایک چرواہا نظر پڑا۔ اوس کی بغل مین ایک مشکیزہ تہا۔ مرید اوس کے پاس گیا اور اس سے کہا

کہ مین پیاسا ہون مجھکو تھوڑا پانی دیجئے۔ چرواہے نے کہا کہ یہان پانی کہان مشکیزہ مین دودہ ہے اوسمین سے تھوڑا سا دودہ دیا۔ مرید نے پیا۔ سیراب ہوگیا تھوڑی دیر کے بعد پھر تشنگی کا غلبہ ہوا۔ یکایک پانی کا چشمہ نظر آیا اوس مین نہایت شیرین وسرد پانی تہا۔ نہایت ذوق سے پیا شاداب ہوئے اور دل مین سمجھا کہ مرشد کی توجہ کا کرشمہ ہے بیشک یہ حضرت ہی کی کرامت تھی۔ لطائف قادری مین لکھا ہے کہ حضرت سید ابدال لاابالی صاحب شہر حما سے کرنول دکن مین آئے آپ کی دختر نیک اختر سے نکاح فرمایا تہا۔ آپ کی صاحبزادی کے بطن سے دو صاحبزادے ایک شاہ عبد اللہ قادری۔ دوسرے شاہ عیسیٰ قادری پیدا ہوئے تھے آپکی وفات ۲۵ تاریخ ماہ ربیع الثانی ۹۵۷ھ نوسوستاون ہجری مین ہوئی موضع دہرسو۔ تعلقہ نارنول مین مدفون ہوئے۔ اور جو شاہ حمزہ بیجاپور مین تھے اون کا سلسلہ میر اشرف جہانگیر سمنانی سے پہنچتا ہے۔ بیجاپوری نارنولی سے متقدم گذرے ہین بعض تذکرہ نویسون نے دونون مین فرق نہین کیا۔ یزار دیتبرک بہ۔ خزینۃ الاصفیا کے مولف نے آپ کو شیخ الاسلام بہاء الدین زکریا ملتانی کی اولاد سے۔ اور طریقت مین بندہ نواز سید محمد حسینی گیسو دراز سے لکھا ہے۔

حسین شاہ ولی قدس سرہ

مورخین آپ کے نسب کی ترتیب سلسلہ مین مختلف الاقوال ہین۔ اور تمام اس بات مین متفق ہین کہ آپ کی نسب کا سلسلہ حضرت مخدوم حسینی بندہ نواز گیسو دراز سے منتہی

ہوتا ہے۔ فقیر مولف کو آپ کے سجادہ نشین سے نسب نامہ صحیح ملا اوسکی صحت مین کسیطرحکا شک وشبہہ نہیں ہے

هُوَ هٰذَا

حسین شاہ ولی بن شاہ سفیر اللہ عرف صفی اللہ ثانی بن اسد اللہ بن عسکر اللہ بن سفیر اللہ عرف صفی اللہ اولی بن شاہ محمد اکبر الحسینی بن مخدوم سید محمد الحسینی بندہ نواز گیسو دراز قدس سرہم ۔ مشکوۃ النبوۃ کے مولف نے اسطرح لکھا ۔ حسین شاہ ولی بن شاہ صفی اللہ بن اسد اللہ بن اسد اللہ بن صفی اللہ بن سید محمد اکبر الحسینی بن سید محمد الحسینی بندہ نواز گیسو دراز انتہی کلامہ ۔ اور انوار الاخبار کے مولف نے لکھا ۔ حسین شاہ بن سفیر اللہ بن اسد اللہ بن عسکر اللہ بن محمد اکبر الحسینی بن سید محمد الحسینی بندہ نواز ۔ الخ ۔ آپ کی کنیت ابو عبد اللہ ۔ حسین نام ۔ نصیر الدین لقب ۔ حسین شاہ ولی عرف ہے ۔ آپ صاحب کرامت وعارف معرفت تھے ۔ آپ کا مولد ومنشا شہر بیدر ہے ۔ آپ کے جد امجد کو حضرت بندہ نواز کے روضہ متبرکہ کی تولیت مقرر تھی اور میان ید اللہ کی اولاد کے نام سجادگی کی خدمت معین تھی عالمگیر بادشاہ کے زمانہ تک یہی سلسلہ جاری رہا ۔ جب عالمگیر بادشاہ ۱۰۹۶ھ سنہ ہجریہ مین بیجاپور کی فتح کے بعد گلبرگہ مین حضرت بندہ نواز کی زیارت کے لئے آیا اوسوقت قطبی صاحب سجادہ نشین کو جو میان رحمن اللہ بدری کے اولاد سے تھے ملاقات کیلئے بلایا قطبی صاحب نے بخیال کسر نفسی ودرویشی بادشاہ کی ملاقات سے انکار کیا عالمگیر سجادہ صاحب کے انکار سے ناخوش ہوا اونکو سجادگی سے معزول کر کے متولی صاحب کو سجادگی کیخدمت کی سند وخلعت از سرنو اپنی دستخط خاص سے مرحمت کی اسوقت سے

ابتک حضرت کے خاندان مین سجادگی و تولیت کا سلسلہ برابر جاری ہے۔ ابتدا مین یعنی عالم شباب مین آپکا یہ خیال تہا کہ خلق سے پوشیدہ رہون اور گوشۂ تنہائی مین معتکف ہو کے یاد الہی مین مشغول رہون اور اسرار الٰہی کی حفاظت کرون گلبرگہ سے گولکنڈہ مین تشریف لائے اوسوقت قلعہ مین ابراہیم قطب شاہ تلنگانہ کا بادشاہ تخت نشین تہا ابراہیم قطب شاہ دکن کے سلاطین طوائف الملوک سے تھا۔ یہہ طوائف الملوک جبتک بہمنیہ سلاطین کا زور و غلبہ رہا بظاہر سنّی المذہب تقیۃً رہے۔ بہمنیہ کا زور و غلبہ کم ہونیکی صورت مین صراحتہً امامیہ مذہب ہو گئے لیکن سنّی امرا و رعایا سے خوف زدہ رہتے تھے کوئی امر ایسا نہین کرتے تھے جس سے سنّی آمادہ فساد ہون سنیونکی دلداری و دلجوئی مین ذرہ برابر کوتاہی نہیں کرتے تھے۔ سنّی و شیعہ کو برابر سمجتے تھے سنیونکو نظام اہل شیعہ پر ترجیح دیتے تھے خوف کرتے تھے کہ ہنگامہ و فساد مین کہین ایسا نہو کہ ہماری سلطنت درہم برہم ہو جائے سنّی المذہب اکثر افاغنہ و حبوش تھے۔ ابراہیم قطب شاہ سنّی و شیعہ کے فتنہ فرو کرنیکے لئے اکثر علما و اولیا سنّی المذہب کی بہت ہی تعظیم و تکریم کرتا تہا اور اون کے لئے وظائف معتدبہ مقرر کر دیتا تہا۔ جب بادشاہ کو معلوم ہوا کہ حسین شاہ ولی تشریف لائے ہین۔ آپ کی تشریف آوری کی خبر سنتے ہی آپکی خدمت مین معتمدین وزرا و امرا بھیجے۔ معتمدین نے حسب الحکم آپ کی مہمانی و مدارات کا عمدہ انتظام کیا۔ اور آپ کو اعزاز کے ساتھ بادشاہی دربار مین لائے بادشاہ حضرت سے ملا۔ اول ہی ملاقات مین آپ کو دس ہزار فوج کی سپہ سالاری و تعمیرات کی معتمدی عطا کی

اور اپنی دختر نیک اختر سے شادی کر دی دامادی کی عزت سے ممتاز جاگیر و منصب سے سرفراز فرمایا۔ حضرت کے تعلق سے سنی المذاہب بہت خوش ہوے اور بادشاہ کی خوش بینی و روش صلح کل کی تعریف کرنے لگے۔ تمام مساجد بنا کردہ قطب شاہیہ شمول مکہ مسجد و جامع مسجد وغیرہا سنیون کے تصرف مین تہین کوئی شیعہ ان مساجد مین نہین داخل ہوتا تہا۔ صرف گولکنڈہ کے محمدی باغ کی مسجد امامیہ کے قبضہ مین تھی۔ اوس مین اہل شیعہ نماز ادا کرتے تھے۔ سلاطین طوائف الملوک کی طرز صلح کل تھی۔ فتنہ و فساد سے متنفر لوگ دور رہتے تھے۔ کبھی کبھی باہم فریقین مین فساد ہولے اوس فساد کے باعث واقع مین بیرونی علمائے ایرانی ہوتے تھے۔ ملایان بے تدبیر نے اکثر اوقات ہنگامہ فساد و فتنہ کی آگ بھڑکائے لیکن شاہان نیک محضر و خوش تدبیر نے حسن رائے و تدبیر سے فتنہ و فساد کی بھڑکتی آگ کو بجہایا۔ اور بھڑکنے نہین دیا۔ رفتہ رفتہ دکن مین امامیہ کی قوت بڑہ گئی۔ اور سنیون کی قوت گھٹ گئی۔ باوجود کمی سنی المذاہب اہل تشیع کسی امر مین زیادتی نہین کرتے تھے بدستور دونون فریق ایک ہی حال پر رہے۔ بہمنہ سلاطین کے باقیات الصالحات سے محمود شاہ ثانی تہا۔ برید کے دست قدرت مین کاٹ کا پتلا تہا۔ نام کا بادشاہ تہا۔ کوئی کام بغیر برید نہین کر سکتا تہا۔ برید سفید و سیاہ کا مالک و مختار تہا۔ حسین شاہ ولی کو بادشاہ کی دختر کے بطن سے ایک لڑکا پیدا ہوا تہا۔ بادشاہ نے اوس کو امام الملک خطاب دیا تہا وہ لڑکا ہونہار عین عالم شباب مین فوت ہو گیا۔ جد امجد و والد ماجد کو سخت رنج و غم ہوا۔ حسین شاہ ولی سراپا عقل و دانش تھے۔ بلکہ یہ کہنا چاہیے کہ عقل کے پتلے تھے عقل مجسم شکل آدم

نمود ہوئے تھے۔ آپ نے سلاطین وقت سے تعلق و تقرب اسلیئے پسند کیا تھا کہ جیکے توسل سے
عوام الناس کی حاجت روائی ہو۔ ہر ایک امیر و فقیر کو بادشاہ وقت سے نفع پہنچے۔ آپ
بباطن فقیر بظاہر امیر تھے۔ آپ کا دربار شاہانہ تھا۔ اور مزاج فقیرانہ۔ آپ کے دربار مین
کسی قسم کی روک ٹوک نہین تھی۔ نہ در پر دربان تہا نہ بارگاہ مین پاسبان ہر کس و ناکس
بدون مزاحمت آپ سے مل سکتا تھا اور اپنی حاجت کے نسبت عرض کر سکتا تہا۔ اکثر
آپ کے توسل سے کامیاب ہوتے تھے۔ دیکھو اسوقت کے مشایخ کرام کی کیا شان عظمت
کیا ہمدردی وہمت تھی کہ بادشاہون کا تقرب خواہش نفسانی و عیش زندگانی کے لئے
نہین چاہتے تھے بلکہ محض عوام الناس کے نفع رسانی کے لئے پسند کرتے تھے اسوقت کے
بزرگون و مشایخ کو ما سلف کے بزرگون سے سبق لینا چاہیے اور اون کے قدم بہ قدم چلنا
چاہیے۔ درویشی مین قدم چاہیے نہ دم۔ بزرگان سلف فنا فی الشیخ و فنا فی الرسول و فنا
فی اللہ کے مراتب طی کرتے تھے۔ فی زمانہ فنا فی الدنیا ہین۔ بزرگی کا دم مارتے ہین اور
معاف اضافیہ پہ ناز کرتے ہین۔ خدائے تعالٰے تمام کو نیک ہدایت کرے۔

بنائے حسین ساگر۔ و آبادی خیرت آباد کا ذکر

تاریخ نظامی کے مولف نے لکھا کہ ابراہیم قطب شاہ نے سنہ ہجری مین خیرت آباد
اپنی دختر نیک اختر خیرۃ النسا بیگم کے نام پر آباد کیا۔ اوسمین اکثر عمارات شاہی سنگین و پختہ
بنائین۔ اور ایک مسجد پختہ و بازار بھی تعمیر کرایا۔ یہہ مقام نہایت پر فضا تھا۔ آب و ہوا درست
و معتدل تھی۔ خیرۃ النسا اسی مقام پر فضا مین رہتی تھی بادشاہ بھی اکثر اوقات تفرجاً آمد و رفت

کرتا تھا۔ اسی آبادی پر فضا کے کنارے پر ایک پانی کا چشمہ تھا لیکن نہایت مختصر چھوٹا کنڈہ کہلاتا تھا۔ بادشاہ کے دل مین یہ خیال پیدا ہوا کہ اس کنڈہ کو تالاب بزرگ بنانا چاہیئے تاکہ اس تالاب سے قرب وجوار کی زراعت سیراب و تازہ ہو جائے۔ اور خلایق کو فائدہ عام پہنچے۔ حسین شاہ ولی معتمد تعمیرات کو بلایا اور آپ سے تالاب کی بابت مشورہ کیا۔ آپ نے بادشاہ کی رائے سے اتفاق کیا۔ بادشاہ نے آپ کے زیر اہتمام تالاب کی تعمیر کا کام شروع کرایا۔ آپ کے اہتمام سے تخمیناً دو سال کی مدت مین تالاب تیار ہو گیا۔ بادشاہ نے اس تالاب کا نام ابراہیم ساگر تجویز کیا تھا۔ لیکن تعمیر کے زمانہ مین معمار و قلی باہم مکالمہ کرتے تھے ایک دوسرے سے پوچھتا تھا کہ کہان کام کرتے ہو دوسرا جواب دیتا تھا کہ حسین ساگر پر۔ تیار ہونے کے قبل ہی بنام حسین ساگر مشہور ہو گیا۔ ہر چند کہ وزرا و کارکنان بادشاہی نے کوشش کی کہ ابراہیم ساگر نام سے مشہور ہو کسی کی کوشش مشکور نہین ہوئی۔ بمصداق زبان خلق نقارۂ خدا حسین ساگر ہی رہا۔ بادشاہ نے کہا خیر یہ تالاب آپ ہی کے نام پر رہے۔ ہم دوسرا آباد کرین گے۔ پھر بادشاہ نے جل پلی کا تالاب اپنے نام پر تعمیر کرایا اور اوس موضع کا نام ابراہیم پٹن اور تالاب کا نام ابراہیم ساگر رکھا۔ وہان بھی قدیم سے ایک تالاب تھا۔ اوسی تالاب کو پختہ و کلان بنادیا فی زماننا دونون تالاب۔ اوس زمانہ سے ابتک زندہ و جاری ہین۔ خلایق اون سے مستفید ہوتی ہے یہ فیض جاری ہے مفید عام ہے۔ مدت تک باقی رہے گا۔ چند مدت کے بعد بادشاہ کی دختر خیرۃ النسا بیگم کا انتقال ہو گیا۔ بادشاہ کو لخت جگر کا سخت غم

ورنج لاحق حال ہوا۔ اوس مرحومہ کو حسب الحکم بادشاہ خیرتاباد مین مسجد کے بازو مین امانتاً
دفن کئے۔ اور مرحومہ مدفونہ کی قبر پر ایک پختہ گنبذ حسین شاہ ولی کی زیر نگرانی تعمیر کرایا گیا
چند ایام کے بعد صندوق لاشہ کو قبر سے نکال کے کربلاے معلے روانہ کیا خالی گنبذ ابتک موجود اُ
خیرۃ النسا کا یادگار ہے۔ حسین شاہ ولی فن سپاہگری و تیراندازی و نشانہ زنی مین استاد تھے
مزاج مین چستی و چالاکی تھی۔ اکثر نشانہ زنی مین تیزہدف تھے۔ **نقل ہے** کہ آپ کو ایک روز
شاہزادہ محمد قلی قطب شاہ کی سواری مین ہمرکاب تھے شاہزادہ کی سواری مع جمعیت شان و
عظمت کے ساتھ راستہ سے گذر رہی تھی۔ ایک چیل نے بادشاہ زادہ پر پیخال کیا آپنے
فی الفور چیل تران پر بندوق فیر کی۔ چیل کباب سوختہ کی طرح نیچے گری شاہزادہ و دیگر
مصاحبین شاہزادہ آپ کی چستی و چالاکی دیکھہ کے بہت خوش ہوئے۔ شاہزادہ آپکا
اعزاز و اکرام باپ سے زیادہ کرنے لگا۔ بعض مورخین نے اس نقل کو اسطرح لکھا کہ آپنے
چیل کے طرف غضب ناک نگاہ سے دیکھا۔ اوسی وقت چیل کباب سوختہ کی طرح نیچے
گری اوسوقت شاہزادہ و امرا آپ کی کرامت و خرق عادت کے معترف و معتقد ہوئے۔
وَاللہُ اَعلم بالصّواب۔ آپ مت تک پادشاہی خدمات پر مقرر رہے۔ آخر خدمات سے
مستعفی ہو کے یاد الٰہی مین مشغول ہوئے۔ آپ کی عمر سو برس سے زیادہ تھی۔ آپکی وفات
چودہ تاریخ ماہ جمادی الثانی ۱۰۶۸ھ سنہ ہجری مین واقع ہوئی۔ کسی شاعر نے تاریخ کہی ہے
رفت از دنیا حسین پاک دین ۞ مرقد مبارک قلعہ گولکنڈہ کے قریب ایک کوس کے
فاصلہ پر پہاڑی کے نیچے ہے۔ بزار و تبرک بہ دکن کے لوگ آپ کو بہت مانتے ہین۔

آپ کے مزار پر ہر جمعرات و جمعہ کو مجموعہ رہتا ہے۔ معتقدین مرقد پر گل چڑھاتے ہین۔ عود و لوبان جلاتے ہین۔ مشکوۃ النبوۃ کے مولف نے لکھا کہ آپ اوائل ہین ابراہیم قطب شاہ کے ملازم تھے۔ دس ہزار سپاہ کے سپہ سالار تھے۔ ابراہیم کی رحلت کے بعد عبداللہ قطب شاہ کے زمانہ مین عسکری صیغہ مین مامور تھے۔ اور آپ کی رحلت کو ۱۴ ماہ جمادی الثانی ۱۰۳۵ھ سنہ ہجری لکھی۔ انتہی کلامہ۔ میرے نزدیک مولف کی تحریر مین سہو کاتب معلوم ہوتا ہے۔ اس لئے کہ عبداللہ قطب شاہ ۱۰۳۵ھ سنہ ہجری مین تخت نشین ہوا۔ اور بقول مولف مذکور آپ کی رحلت کا بھی وہی سنہ ہے عبداللہ کے عسکری صیغہ مین کیونکر ہون گے۔ مولف مذکور کے قول مین گڑبڑ ہے۔

شیخ حمید قادری قدس سرہٗ

شیخ حمید نام۔ آپ کا مسقط الراس و مولد سندھ ہے۔ آپ عالم شباب میں سندھ سے برآمد ہوئے۔ احمد آباد بیدر میں آئے۔ شیخ محمد گنج بخش خلیفہ مخدوم جی کے مرید و خلیفہ ہوئے۔ اور پیر کی اجازت سے بلدہ بیجاپور میں پہنچے۔ اوسوقت ابراہیم عادل شاہ ثانی جگت گرو تخت نشیں تہا۔ اہل شہر آپ کی تشریف آوری سے بہت خوش ہوئے اور بادشاہ قدردانی سے بھی آپ کی عزت و آبرو کی اور آپ کو بادشاہی نوباغ میں اوتارا۔ آپ باغ میں دل جمعی سے یاد الہی میں مشغول ہوئے۔ آپ خلوت گزیں و عزلت نشیں تھے۔ کثرت خلایق و صحبت اغنیا سے نفرت کرتے تھے۔ اور بادشاہ نے آپ کو نوباغ سکونت کے لئے عطا فرمایا۔ اور اوس میں ملکہ جہاں فاطمہ سلطان زوجہ علی عادل شاہ نے ایک مسجد و گنبد و باولی تیار کر کے وقف کی

اور مسجد کے متصل دو گنبذ خورد بچوں کے لیئے تیار کئے تھے۔ آپنے مسجد میں بستر ڈالا۔ اور فرمایا یہ مسجد و گنبذ موقوفہ ہمارے لئے کافی ہیں بادشاہ آپ کے اس کلام سے بہت خوش ہوا اور منظور کیا۔ علاوہ مکانات موقوفہ میں جو زمین قلعہ سے فصیل تک واقع تھی وہ سب زمین حضرت کے نذر کی۔ آپ نے بادشاہ کی نذر منظور کی۔ مقام مذکورہ میں متوطن ہوئے۔ عبادت الٰہی میں تا عمر مشغول رہے۔ آپ عالم و حافظ و قاری تھے۔ قرآن شریف عمدہ لہجہ و الحان سے پڑھتے تھے۔ اوسوقت میں آپ اہل اللہ کی مجلس کے چراغ تھے۔ اکثر چراغ آپ کے چراغ سے روشن ہوئے ہیں۔ ترک و تجرید میں یگانہ۔ و توکل و قناعت میں مشہور زمانہ تھے۔ آخر بائیسویں تاریخ ذیحجہ سنہ ۱۱۰۱ ایکہزار گیارہ ہجری میں بہشت بریں روانہ ہوئے۔ شفیع قیامت۔ تاریخ ہے اور فیض سبحان بھی تاریخ ہے۔ مرقد اوسمقام میں ہے جہاں آپنے سکونت کی تھی۔

مخدوم شیخ حسام الدین پروانہ ملتانی پٹنی

شیخ عثمان نام۔ حسام الدین لقب ہے۔ پروانہ خطاب ہے۔ آپ شیخ داؤد فاروقی ملتانی کے صاحبزادے ہیں۔ نسب کا سلسلہ حضرت امیر المومنین عمر بن الخطاب سے پہنچتا ہے آپ عالم فاضل تھے۔ ملتان سے حضرت شیخ نظام الدین اولیا کی خدمت میں آئے اور مرید و خلیفہ ہوئے عارف کامل و صاحب کرامت تھے مخدوم کی اجازت و ہدایت سے پٹن گجرات میں رونق افزا ہوئے۔ جامع مسجد کے حجرہ میں فروکش ہوئے۔ صائم الدہر و قائم اللیل رہتے تھے۔ ریاضت و عبادت میں بسر کرتے تھے۔ درویشی کے اسرار و فقیری کے امور کو چھپاتے تھے۔ آپ کی وضع سیدھی سادھی تھی۔ ایک لنگ و چادر رکھتے تھے اور

سر پر ٹوپی اوس پر رستی کا فیتہ بندہا ہوتا تہا۔ طلبہ کو ابتدائی کتب پڑہاتے تھے اور ارکان اسلام یاد کراتے تھے۔ اسلام و دین محمدی کی اشاعت مین ستعد کمر بستہ رہتے تھے۔ اسلام کی حمیت و دین کی ہمدردی مزاج میں موج زن تھی۔ اور آپ روزی کسب حلال سے پیدا کر کے کہاتے تھے۔ ایک سوداگر سے بافتہ کا سفید طاقہ قیمت سے خرید کر کے شام کو چوک میں لیجاتے تھے اور خریدار سے طاقہ کا مقدار طولاً و عرضاً اور اصلی قیمت ظاہر کر کے فرماتے کہ مین اسمین دو گز منافع لونگا اگر منظور ہو تو لیجئے ورنہ تشریف لیجائیے۔ اور شام کو افطار کے وقت خود ہاتھہ سے دو روٹیاں تیار کرتے ایک آپ کہاتے اور دوسری فقیر کو دیتے مدت العمر آپکی یہی عادت جاری رہی

نقل ہے

کہ ایک روز حضرت شیخ نظام الدین اولیا کے حضور مین شیخ نصیر الدین محمود چراغ دہلی و شیخ حسام الدین ملتانی و مولانا جمال الدین نصرت خانی۔ و مولانا شرف الدین و مولانا برہان الدین غریب دولت آبادی وغیرہم حاضر تھے۔ مخدوم نے فرمایا۔ روزہ رکہنے مین روٹی بچتی ہے اور نماز ادا کرنی زن بیوہ کی مزدوری ہے۔ اور خدا کے ذکر مین مشغول رہنا انسان کا کام ہے۔ اور چند روز کے بعد ذکر خدا کی شغولی کی تفصیل بیان کی خدا کی شغولی کے چھہ رکن۔ ایک خلوت نشینی۔ دوسرے ہمیشہ باوضو رہنا۔ تیسرے روزہ رکہنا چوتھے خاموشی۔ پانچوین دل کو شیخ سے مربوط کرنا۔ چھٹے۔ دل کو دوئی حق سے پاک کرنا۔ اور فرمایا کہ دہلی کی حمایت شیخ حسام الدین کے تفویض ہے۔ پھر مخدوم نے درویشی ہردری ظاہر و درویشی ہردری باطن کی تفصیل بیان کی۔ فرمایا درویشی ہردری ظاہر سے یہ

مراد ہے کہ فقیر مخلوق کے دروازہ پر گدائی کرے۔ اور درویشی ہر دری باطن سے یہ مراد ہے کہ درویش خلوت مین بیٹھے۔ اور اوس کا دل امرا کے دروازہ پر بھٹکتا پھرے یہ بہت بری بات ہے درویش کو چاہیے کہ ایک در گیر و محکم گیر پر کاربند رہے۔ آپ کے خلفا پیر کی نصایح پر عمل کرتے تھے حضرت شیخ حسام الدین خارق عادت تھے۔ ہنود آپ سے عداوت رکھتے تھے۔ آپکے مسجد کے قریب ایک بتخانہ تھا۔ وہان ایک مہنت ہیما جتی نامی رہتا تھا۔ وہ ساحر یا صاحب استدراج تھا۔ آپ سے سخت مخالفت کرتا تھا۔ ایک روز آپ پر افترا کیا کہ آپکے تلامذہ بت خانہ مین استنجا کے کلوخ ڈالتے ہین تمام اپنے چیلون کو فساد پر آمادہ و برانگیختہ کیا۔ اور آپکو بلا کے کہا کہ تم مین کچھہ کرامت ہو تو ظاہر کرو نہین ہم آپ کو سزا دین گے آپ نے فرمایا تو اول اپنے کرامت دکھلا۔ وہ ساحر پتھر کی چوکی پر سوار ہو کے آسمان کے طرف روانہ ہوا اور سب کی نظر سے غایب ہوا۔ آپ نے پیر کے کھڑاون کو اشارہ کیا دونون شہباز کی طرح اوڑے۔ اور اوس ساحر کے سر پر پہنچے۔ آپ نے فرمایا بزن اور ابر زمین بیندازد۔ نعلین چوبین نے اوس کو زمین پر گرا دیا۔ آخر وہ مع چوکی زمین پر گرا۔ چوکی کے نیچے زمین مین دہس گیا۔ اوس کے اکثر چیلے مسلمان ہوئے۔ اور بعض ندامت سے چلے گئے۔ بتخانہ آپ کے قبضہ مین آیا۔ آپ نے وہان سکونت اختیار کی۔ ہنود ابتک پتھر کی چوکی پر تیل و سیندور لگاتے ہین۔ آپ کی یہ کرامت گجرات مین مشہور ہے۔ آخر آپ نے ۲ تاریخ ماہ ذی قعدہ ۷۳۶ھ سات سو چھتیس ہجری مین رحلت کی پٹن گجرات مین مدفون ہوے مزار زیارت گاہ ہے

شیخ حسن خطیبؒ

آپ مخدوم شیخ نظام الدین اولیاء کے مرید و خلیفہ ہین ۔ صاحب کشف و کرامت تھے دہلی سے
مع چند مریدین گجرات میں آئے ۔ دہولقہ علاقہ احمد آباد گجرات میں سکونت پذیر ہوئے خلایق کو
ہدایت و تلقین کرنے لگے ۔ چند مدت کے بعد دہولقہ سے جونپور گئے شیخ عیسیٰ جونپوری سے
فیض باطنی حاصل کیا ۔ اور خلافت کا خرقہ بھی حاصل کرکے دہولقہ گجرات میں مراجعت کی آپنے
ایک طالب علم مسمی شیخ بہار الدین کو کیمیا کا نسخہ عطا کیا ۔ اوس نے قبول نہیں کیا ۔ اور عرض کیا
مجھے کیمیا باطن عطا کیجیے ۔ آپ نے اسکو کیمیای باطن کی تلقین شروع کی چند روز میں ۔ ریاضت و مجاہدہ
کے بعد کامل ہوا پھر اوسکو جونپور مرشد کی خدمت مین روانہ فرمایا ۔ وہان اوسنے تکمیل کی
اور معرفت الٰہی کو پایا ۔ آخر آپنے سترہ تاریخ ماہ ذیقعدہ ۷۶۴ھ سات سو چونسٹھ ہجری مین
رحلت کی ۔ دہولقہ گجرات مین مدفون ہوئے ۔ مزار زیارت گاہ ہے ۔

حضرت حیات قلندر قدس سرہ منگلوری

آپ کا نام سید احمد کبیر ۔ شاہ بدر الدین لقب ہے ۔ حیات قلندر عرف ہے ۔ آپ کا اصلی وطن
ملک روم مین موضع بطایح ہے آپ کو طریقہ رفاعیہ مین بیعت تھی اور اسی طریقہ مین خلافت بھی
پائے تھے ۔ دوسرے سلاسل و طریق کی بھی اجازت حاصل کی تھی ۔ آپ کے والد ماجد کا نام سید
یحیٰ رفاعی تھا ۔ آپ کو بیعت و خلافت عم بزرگوار سے حاصل ہوئی تھی آپ وطن مالوفہ سے سیاحت
و سیر کرتے ہوئے ہند مین وارد ہوئے ۔ ہند سے ملک برار دکن مین آئے ۔ آپ کی تشریف آوری کے
وقت برار مین کہین اسلام کا جھنڈا قائم نہین ہوا تھا فقرا و تجار اسلام کی آمد شروع تھی آپ کے
ہمراہ چند فقرا تھے آپ یاد الٰہی میں مصروف ہوئے ۔ ہنود آپ کے خرق عادات سے معتقد ہونے لگے

حضرت کو سادو کہتے تھے. بعض آپ کی خدمت مین اسلام سے بھی مشرف ہوتے تھے
آپ کے ملفوظ سے معلوم ہوتا ہے کہ وہان ایک راجہ منگلیا نام رہتا تہا یہ شہر اوسی کے نام سے
مشہور ہے۔ وہ اہل اسلام سے نفرت رکھتا تہا۔ بناءً علیہ حضرت کی ایذا رسانی مین مصروف
ہوا۔ اور چاہتا تہا کہ حضرت کو شہر سے خارج کرے آپ سے مقابلہ کے لئے مستعد ہوا۔ آپ بھی
تیار ہوئے۔ آپ کی تائید پر عنایت الٰہی تھی۔ آپ نے مقابلہ مین اوسکو قتل کیا۔ راجہ کے
قتل کے بعد ہنود فرار ہوئے۔ اور حضرت سے مصالحہ کیا۔ آپ دل جمعی سے رہنے لگے آپکی
خانقاہ مین مجمع اہل اسلام تہا۔ آخر آپ نے ۲۲۔ جمادی الثانی ۶۹۵ھ چہہ سو پچانوے
ہجری مین رحلت کی مقام فرودگاہ میں مدفون ہوئے۔ رحلت کی تاریخ لفظ (یا ترحم) سے
برآمد ہوتی ہے۔ بعض کا گمان ہے کہ یہ مزار مصنوعی ہے کسی بزرگ کا چلہ گاہ ہے
یہ گمان غلط ہے۔ اوسکی کچہہ اصل نہین۔ آپ کے بعد سلاطین اسلام نے روضہ کے مصارف کے
لئے جاگیر وقف کردی بحال و برقرار ہے۔ ۱۱۴۶ھ گیارہ سو چہتالیس ہجری مین محمد شاہی عہد مین
حضور آصفجاہ نے سکان چوبین کی تعمیر کرائی تھی۔ آپکا سالانہ عرس ۲۲۔ جمادی الثانی کو ہوتا ہے
برار کے بلاد و اطراف سے معتقدین بے شمار جمع ہوتے ہین حضرت کے خوارق سے ہے کہ قصبہ
مذکور مین طوائف و شراب خانہ و بتخانہ ہنومان نہین ہے نہ وہان ہو سکتا ہے۔ ہنود تقریب
شادی مین عروس و داماد کو حضرت کی درگاہ مین تسلیم و نیاز کو لاتے ہین اور نذر و نیاز چڑہاتے
ہین۔ آپ کے مزار کے اطراف اکثر فقرا، اہل اللہ کے مزارات ہین عجب مقام پر فضا و خوشنما ہے زیارت گاہ

سید حسام الدین قتال زنجانی

سید حسام الدین نام ـ کفّار کے ساتھہ جہاد و قتال کے وجہ سے قتّال آپ کا لقب ہے اور کوکن مین سید السّادات کے خطاب سے مشہور ہین ـ آپ میر اشرف جہانگیر سمنانی کے مرید و خلیفہ ہین ـ معتقدین اولیاء دکن سے شمار کئے جاتے ہین ـ آپ طریقہ چشتیہ کے پیرو تھے بلاد و امصار کی سیر و سیاحت کرتے ہوئے شہر پونہ مین وارد ہوئے ـ ہنود آپ سے مخالفت کرتے تھے ـ آپ پر حملہ آور ہوئے ـ آپ نے مع مجاہدین و طالبین ہنود سے متعدد جنگ کئے اور غالب ہوئے بت خانے توڑے ـ اور مساجد بنوائین ـ آپ کے روضہ کے اطراف مین ندی کے کنارے بت خانون کے آثار موجود ہین ـ آپ صاحب کرامت و کرشمہ تھے اکثر ہنود آپ کی ہدایت سے مسلمان ہوئے ہین اور بیشمار توحید کے مقر ہوئے اور بت پرستی کو ترک کیا ـ آپ کی وجہ سے کوکن مین اسلام نمود ہوا ـ آخر آپ نے غرہ ماہ رجب ۷۶۳ھ سات سو ترسٹھہ ہجری مین رحلت کی شہر پونہ مین مدفون ہوئے ـ یزار و متبرک بہ ـ آپ کا سالانہ عرس ماہ رجب کی پہلی تاریخ سے پانچوین تک ہوتا ہے ـ اطراف و جوانب کے ہنود و مسلمان نذر و نیازات چڑہاتے ہین ـ آپکی اولاد مین قاضی جانصاحب احمد نگری سلمہ اللہ تعالے موجود ہین ـ جو معاش عرس کے لئے سلاطین اسلام سے مقرر ہے اوسپر قابض و متصرف ہین ـ

سید حسین خادم عریض

سید حسین نام ـ اور عریض عرف ہے ـ آپ کے نسب کا سلسلہ سید محمود بن سید کبیر الدین بن سید محمد سے ـ اور سید محمد کا سلسلہ چند واسطہ سے سید علی العریض بن امام جعفر الصادق سے منتہی ہوتا ہے آپ خواجہ نظام الدین اولیا کے مرید و خلیفہ ہین حضرت خواجہ نے مخدوم شیخ

حسام الدین ملتانی کو ہدایت و تلقین کے لئے ولایت گجرات روانہ کیا۔ اور سید حسین کو اطراف کے دیہات و قصبات مین متقرر فرمایا چنانچہ آپ خواجہ کے ارشاد کے موافق ۷۰۷ھ سات سو سات ہجری مین پٹن گجرات مین رونق افزا ہوئے۔ دیہات و قصبات مین اسلام کی اشاعت کرنے لگے۔ آپ کی توجہ و کوشش سے اکثر مشرکین موحد ہوئے۔ اور راہ راست پر آئے۔ آپ کریم الاخلاق و عمیم الاشفاق تھے۔ صاحب ولایت و کرامت تھے۔ ہنود کی تالیف قلوب کرتے تھے۔ آخر آپنے غرہ جمادی الثانی ۷۹۸ھ سات سو اٹھیانوے ہجری مین ایکسو بیس برس کی عمر مین رحلت کی شہر پٹن گجرات مین سہلنگ تالاب کے کنارہ مدفون ہوے۔ یزار و یتبرک بہ۔

شیخ حسین بغدادی

شیخ حسین نام۔ بغداد وطن۔ آپ کی نسب کا سلسلہ حضرت امام اعظم ابوحنیفہ کوفی رحمۃ تک پہنچتا ہے۔ آپ نے علوم عقلی و نقلی بغداد کے علما سے حاصل کئے۔ علامہ عصر و فہامہ دہر تھے۔ میر غیاث الدین منصور نے آپ کو بغداد سے شیراز بلایا۔ آپ بغداد سے شیراز گئے۔ ابراہیم خان حاکم شیراز نے آپ کی تعظیم و توقیر کی اور غیاث الدین منصور نے آپکی تشریف آوری کی خوشی مین ایک بڑا جلسہ منعقد کیا۔ اوس مین شیراز کی علما و سادات مدعو تھے۔ علما جمع ہوئے باہم نہایت محبت و حسن اخلاق سے ملے۔ اور مجلس مین علمی مباحثہ شروع ہوا۔ شیخ حسین نے علما کے تنازع کا فیصلہ کیا۔ مدلل طور سے تقریر کی شیراز کے علما شیخ کی تقریر سے بہت خوش ہوئے۔ آپ شیراز مین میر موصوف کے مہمان رہے۔ مدرسہ منصوریہ مین طلبہ کو درس و تدریس سے سرفراز کرتے تھے۔ اکثر

شیراز کے علما آپ سے مستفید ہوئے ہین۔ پھر آپ شیراز سے حرمین شریفین آئے حج و زیارت سے فارغ ہو کے عازم ہند ہوئے۔ اولًا دہلی مین پہنچے وہان علما و فضلا سے ملے پھر دہلی سے سیر کرتے ہوئے احمد آباد گجرات مین آئے۔ حکیم عثمان یونانی سندھی اور مولانا عبد القادر بغدادی آپ کے ارشد تلامذہ سے ہین۔ آپ احمد آباد گجرات مین درس و تدریس فرماتے رہے بتوکل و قانع تھے سلاطین اسلام حسن سلوک و آپکی اعانت فرماتے تھے۔ آخر آپنے ۹۷۰ھ نوسو ستہتر ہجری مین رحلت کی رسول آباد ضلع احمد آباد مین مدفون ہوئے زیارتگاہ ہے۔

شاہ حسین مجذوب

آپ کو شاہ حسین لکڑ بھی کہتے تھے۔ آپ کے والد ماجد سپاہ پیشہ مرد صالح تھے کسب حلال سے یعنے ہیزم فروشی سے زندگی بسر کرتے تھے۔ آپکا اصلی وطن نادیڑ دکن ہے آپ شاہ عبد القادر عرف میان صاحب کے مرید و خلیفہ تھے اور میان صاحب کے نسب کا سلسلہ شیخ محمد ملتانی بیدری سے پہنچتا ہے۔ عاشورہ محرم کے دن علم کو ہاتھ مین تھام کر اوچھل رہے تھے ایک بزرگ مقابل مین ہوئے اور علم پر ہاتھ مارا آپ اسیوقت بیہوش ہو کر زمین پر گرے۔ ایک ہفتہ تک مریض رہے صحت کے بعد آپ کی اور ہی حالت ہوئی حالت موجودہ و سابق مین زمین و آسمان کا فرق ہو گیا۔ آپ سے اکثر خوارق عادات ظاہر ہونے لگے۔ آپ بھی والد ماجد کے طرح ہیزم فروشی فرماتے تھے۔ کچھ عار و ننگ نہین کرتے تھے۔ کسی حاکم کا احسان نہین اٹھاتے تھے۔ بیشک مردان خدا و جوان مرد باصفا ایسا ہی کرتے ہین۔ آپ صاحب تصرف تھے۔ سال مین دو تین دفعہ طعام عام دیتے تھے

غربا و فقرا و امرا و اعزہ کے ساتھ ایک ہی طریقہ تہا۔ آپ کے مکان پر عوام کی دعوت کی
پخت و پز کا تمام اسباب مثلاً دیگہائے مسّی و ظروف وغیرہ موجود تھے۔ آپ طامع و ریاکار
نہین تھے۔ متقی و پرہیزگار تھے۔ صاف گو تھے کسی کی رعایت نہین کرتے تھے۔ سماع کے
شایق تھے مجلس سماع مین وجد و حال فرماتے تھے۔ حالت جذب مین جنگل کی راہ لیتے تھے
ہفتہ عشرہ تک مفقود ہو جاتے تھے۔ اور مستی جذب مین برہنہ تن ہوتے تھے۔ عریانی
بدن کو لباس تصور کرتے تھے۔ سے تن عریانی سے بہتر نہین دنیا مین لباس ۞ یہ
وہ جامہ ہے کہ جس کا نہین سیدھا اُلٹا۔ ہوش آنے کے بعد لباس زیب بدن فرماتے
تھے۔ رقیق القلب و رحم دل تھے۔ راستہ مین اگر کوئی بوڑہیا یا بوڑہا۔ کمزور لکڑیونکا
بوجہہ لئے ہوئے نظر آتا تو آپ اوس کا بوجہہ اپنے سر پر اوٹہا لیتے تھے۔ اور اوس کے
مکان کو پہنچا دیتے۔ حضرت موسیٰ شاہ قادری سے بہت محبت و نیاز رکہتے تھے ایکوقت
حضرت نادیڑ گئے۔ شاہ صاحب سے ملے دونون بزرگون مین خوب اتفاق رہا۔ شاہ
مجذوب نے آپ سے ایک وقت التجا کی۔ کہ آپ مجہکو پان کہا کے اوگال عنایت کیجئے
حضرت موسیٰ شاہ اس بات سے انکار کرتے رہے لیکن وہ مجذوب نہین مانا۔ آخر آپ نے
پان کہایا اور اوسکا اوگال مجذوب کو مرحمت کیا مجذوب نے نہایت ہی رغبت سے
نوش فرمایا۔ آپ یعنے موسیٰ شاہ قادری مجذوب صاحب کے مہمان چار دن تک
رہے۔ خواجہ مومن خان بہادر ناظم نادیڑ نے پیغام بھیجا کہ اگر کل جاتے ہین تو مین آپکو
بلاؤن گا۔ اور آپ سے ملون گا۔ آپ کو خواجہ کی یہ بات ناگوار ہوئی کچھہ پروا نہین کی

وہان سے چلتے ہوئے۔ خواجہ سومن خدمت مین حاضر ہوا۔ معذرت کی۔ اور کچھ بارچہ ہدیۃً گذارا۔ مگر غیب مین حضرت کے نسبت طعن کرتا تھا۔ چندہی روز گذرے کہ صدر سے اوسکی معزولی کا حکم پہنچا۔ لوگون نے ناظم سے کہا کہ حضرت کی پھٹکار ہے۔ بزرگون کو برا نہین کہنا چاہیے۔ حاصل کلام شاہ حسین مجذوب اکمل اولیاء واجل عرفا سے تھے ۱۲۵۶ھ بارہ سوچھپن ہجری مین فوت ہوئے۔ ناویڑہ مین مدفون ہین۔ مزار دیتبرک ہے۔

شیخ حسام الدین عرف خوب میان چشتی گجراتی

شیخ حسام الدین نام۔ وخوب میان عرف ہے۔ آپ شیخ رشید الدین مودود لالہ چشتی کے فرزند دلبند ہین۔ آپ کی ولادت ۱۲۰۳ھ بارہ سوتین ہجری مین شہر احمد آباد گجرات مین واقع ہوئی۔ آپ نے سن شعور وتمیز کے بعد والد ماجد کی خدمت مین کتب درسیہ علوم متعارفہ ختم کین۔ اور تصوف وسلوک کی بھی تکمیل والد ماجد سے کی۔ ریاضت وعبادات مین مصروف ہوئے۔ چند مدت کے بعد صاحب کمال وصاحب الوجد وحال ہوئے۔ عالم فاضل وصوفی کامل وعارف واصل تھے۔ متقی ومرتاض ومتدین ومتشرع تھے صاحب مکاشفہ ومجاہدہ وخداوند مراقبہ ومشاہدہ تھے۔ آبائے کرام وبزرگان ذی احترام کے طریقہ پر قائم تھے۔ سیر وخصائل مین شیوخ ماسلف کے ہمقدم تھے۔ خلایق کی تعلیم وتربیت آپ کا کام تھا۔ آپ کی ہدایت وتلقین کا فیض عام تھا۔ آپ نے تعلیم وتربیت کا دروازہ کشادہ کیا۔ بلاد وامصار سے جوق جوق طلبہ آتے تھے۔ آپ کے حلقہ درس مین شامل ہوتے تھے۔ آپ فقرادوست وطلبہ پرست تھے۔ مہمان وغربا پرور تھے طالبین

و وار دین کی خبر گیری خاص ذات سے فرماتے تھے ۔ ہر ایک کی دستگیری خوراک و
پوشاک سے کرتے تھے ۔ اکثر طلبہ آپ کے فیضان نعمت سے فائز المرام ہوئے ہین
آپ حسن اخلاق و کسر نفسی مین بے نظیر آسمان عرفان کے بدر منیر تھے ۔ صاحب خوارق
عادات و مظہر کشف و کرامات تھے ۔ رسالہ معتبرہ کے مولف نے آپ کی خوارق عادات کی
نقلین و حکایتین اکثر لکھی ہین از ان جملہ ۔ جب حضرت جہاز مین سوار ہو کے عازم
حرمین شریفین ہوئے ۔ آپ کا جہاز دریائے سقوطرہ مین پہنچا ۔ وہان مخالف ہوا کی
وجہ سے طوفان مین گرفتار ہوا ۔ اہل جہاز مضطرب الحال ہوئے اور آپ کی خدمت مین
عرض کی کہ آپ مقبول الدعا ہین جناب باری تعالی سے دعا کیجیے کہ ہم کو طوفان سے
نجات ملے ۔ جہاز مین اشخاص اس قسم کے تھے کہ وہ اولیا کے خوارق و دعا کے منکر تھے
سب نے کہا حضرت سے التجا کرنا فضول ہے ۔ یہ بات حضرت کو معلوم ہوئی آپ نے
فرمایا اولیاء اللہ کے کرامات حق ہین اور اون کی دعا مقبول ہے ۔ خدائے تعالی رحیم و کریم
ہے ۔ پھر آپ نے دعا کی دعا کرتے ہی طوفان دفع ہوا اور جہاز چلا ۔ چند ہی روز مین
مع الخیر و العافیہ جدہ مین پہنچے ۔ اہل جہاز معتقد ہوئے ۔ آپ حرم محترم مین داخل ہوئے
زیارت و طواف سے فراغت پائی اوسوقت ایک بزرگ آپ کی خدمت مین آئے
اور ملاقات سے مشرف ہوئے ۔ اور ملاقات کر کے روانہ ہوئے ۔ سید عبد اللہ قدس سرہ
جو حرم کے قطب تھے ۔ اون سے معلوم ہوا کہ وہ بزرگ بیت المقدس کے قطب و شیخ تھے
پھر آپ مدینہ منورہ گئے ۔ وہان سید گل محمد جو قطب الاقطاب و اکمل اولیا تھے آپ کے

استقبال کے لئے آئے۔ اور نہایت حسن اخلاق سے ملے اور فرمایا کہ مجھکو حضرت سے بشارت ہوئی کہ میرے طرف سے ولدی خوب میاں کو کہو۔ مرحبا بک و خیر مقدم۔ آپ نے تعظیماً و تکریماً سر تسلیم کو جھکایا۔ اور روضہ منورہ مین زیارت کے لئے گئے۔ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت سے مشرف ہوئے۔ جب تک مدینہ مین رہے ہر روز زیارت و سلام سے مشرف ہوتے تھے بیشمار فوائد حاصل کئے۔ پھر جد امجد حضرت قطب المدینہ شیخ یحیٰی معشوق اللہ کی زیارت سے بھی معزز ہوئے۔ اور مرقد مبارک پر مراقبہ فرمایا۔ معلوم ہوا کہ قطب المدینہ فرماتے ہین ولدی طوبیٰ لک آپ درگاہ ایزدی و بارگاہ صمدی مین مقبول ہوئے۔ آپ نے دوگانہ شکریہ ادا کیا پھر آپ حرمین شریفین سے وطن مالوفہ احمدآباد گجرات مین مراجعت کی مع الخیر والعافیہ پہنچے اعزہ و اقارب و معتقدین و مریدین سے ملے سب آپ کی تشریف آوری سے خوش و خرم ہوئے آپ بدستور ہدایت و ارشاد مین مشغول ہوئے۔ چند مدت کے بعد حضرت علام نصیر الدین عرف کالے میاں صاحب بن مولانا قطب الدین بن مولانا فخر الدین دہلوی حرمین شریفین سے احمدآباد گجرات مین رونق افزا ہوئے۔ آپ سے نہایت ادب سے ملے آپ نے حضرت موصوف کی بڑی خاطر و مہمانداری کی اور اپنے مکان پر فروکش کیا اتفاقاً انہین ایام مین مخدوم کمال الدین بن شیخ جمال الدین بن شیخ رکن الدین ثانی کی شادی ہو رہی تھی حضرت موصوف بھی شادی مین شریک ہوئے برات کے ہمراہ پیادہ پا تھے ہرچند کہ آپ مانع ہوئے مگر حضرت موصوف نے نہین مانا۔ الغرض عقد کے بعد حضرت کالے میاں صاحب نے دلہن کو گیارہ عدد اشرفی و گیارہ روپے اور دولے کو سات اشرفی اور سات روپیہ اور ایک دستار اور ایک دوشالہ

اور ایک تہان کمخواب دیا۔ اور شادی کے بعد آپ سے تجدیداً بیعت کر کے خلافت کا خرقہ لیا اور آپ کو اکتالیس اشرفی اور ڈیڑ سو روپیہ ایک ململ ایک کمخواب کا تہان و ایک دوشالہ پیشکش کیا۔ اور آپ نے رخصت کے وقت ایک تہان کمخواب اور دو تہان ململ و سفید دوشالہ مرحمت کیا۔ حضرت کالے سیان پٹن ہوتے ہوئے دہلی گئے رسالہ معتبرہ مین لکھا ہے کہ چند روز کے بعد آپ بزرگان کرام کی زیارت کے لئے دہلی گئے آپکے ہمراہ شیخ محی الدین عباسی شیخ شمس الدین چشتی وسید یوسف حسینی وغیرہم تھے مخدوم خواجہ نصیر الدین چراغ دہلی کے خانقاہ مین فروکش ہوئے۔ بزرگون کی زیارت سے مشرف ہوئے دہلی مین چھ مہینے تک رہے اکبر شاہ بادشاہ ثانی تین مرتبہ آپ کی ملازمت سے مشرف ہوا اور درخواست کی کہ آپ یہان سکونت اختیار کرین پانسو روپے ماہوار خدام کے لئے حاضر ہے آپ نے قبول نہین کیا اور وہان سے روانہ ہوئے۔ بادشاہ نے رخصت کے وقت دو اشرفی اور ایک مروارید کی تسبیح نذر کی اور سات کوس تک مشایعت کی۔ آپ اجمیر شریف ہوتے ہوئے۔ احمد آباد گجرات آئے اہل گجرات آپ کی تشریف آوری سے خوش ہوئے۔ انتہی کلامہ۔ آخر آپنے ۹ تاریخ ماہ ذیقعد روز پنجشنبہ ۱۲۵۷ھ بارہ سو ستاون ہجری مین اس عالم فانی سے فردوس برین کو رحلت کی شاہپور احمد آباد گجرات مین خانقاہ مین مدفون ہوئے یزار و یتوسل و بہ۔ مدۃ عمر چون برس۔ مدۃ خلافت گیارہ برس

آپ کی اولاد

حضرت شیخ محمود میان۔ حضرت شیخ برہان الدین۔ حضرت شیخ فخر الدین خلیفہ۔ برادر بزرگ۔

خلفا

دو فرزند۔ اور شہاب الدین چشتی۔ محمد احمد پنجابی شیخ معین الدین بن شیخ رشید الدین محمود دولا اللہ

شیخ حسن محمد چشتی گجراتی

شیخ حسن محمد نام ۔ ابو صالح کنیت ۔ آپ شیخ احمد عرف میان جیو کے صاحبزادے ہین ۔ آپ کی ولادت سنہ ۹۳۰ نوسوتیس ہجری مین شہر احمدآباد گجرات مین واقع ہوئی ۔ آپکا نشو و نما شہر مذکور مین آب و ہوا مین ہوا ۔ ایک روز حسن اتفاق سے شیخ محمد علی بن نوربخش قادری آپ کی خانقاہ وارد ہوئے آپ کے والد نے خاطر و مدارات کی اوسوقت آپ بھی وہان کھیل رہے تھے آپ کی عمر ڈہائی سال تھی ۔ بات چیت خوب کرتے تھے ۔ شیخ نے آپکو کشف باطنی سے پہچانا کہ یہ فرزند صالح ولی کامل ہوگا ۔ اپنے پاس بلایا سورہ کوثر پڑہائی ۔ اور والد ماجد کو کہا ۔ یہ لڑکا عارف باللہ ہوگا ۔ مین نے ارادہ کیا تہا ۔ کہ اسکو قادریہ طریقہ مین مرید کرون مگر غیب سے الہام ہوا کہ حرمین شریفین سے مراجعت کے بعد کرو بعد ازان شیخ حرمین شریفین کو روانہ ہوئے جب آپ پانچ برس کے ہوئے اوس وقت آپ کو عم بزرگوار شیخ جمال الدین عرف شیخ جمن نے خلافت عطا کی ۔ اوسوقت آپ کے والد گھر مین نہین تھے ۔ جب گھر مین آئے شیخ جمن نے کہا بہائی مین نے آپ کے صاحبزادے کو خلافت عطا کی والد ماجد بہت خوش ہوئے بازار سے شیرینی منگوا کے تقسیم کی اور شیخ محمد علی بن نوربخش بھی حرمین شریفین سے آئے اور آپکو طریقہ قادریہ و نوربخشیہ کی خلافت عطا کی ۔ آپ نے عالم شباب مین علوم صوری و معنوی علما و عرفا سے حاصل کئے ۔ عالم فاضل و عارف کامل ہوئے خلائق کو ہدایت و ارشاد سے ممتاز فرماتے تھے ۔ آپ کی بزرگی و کرامت نے ایسی شہرت پائی کہ سلطان محمود بادشاہ و امرا آپ کے معتقد ہوئے بادشاہ نے آپ کے لئے چودہ مواضع اسادرہ وغیرہا جاگیر

مدد معاش مقرر کر دئے اور شاہپور بھی۔ آپ کے قبضہ مین تہا۔ آپ ظاہر مین بڑی شان و عظمت سے رہتے تھے۔ اور آپ کی سواری تجمل و طمطراق سے نکلتی تھی۔ باوجود جاہ و حشمت باطن مین درویش تھے۔ جو کچھہ آمدنی ہوتی تھی مشایخ کے اعراس و فقرا کے وظائف مین صرف کرتے تھے۔ ایک پیسا بھی جمع نہین رکھتے تھے۔ اگر آپ کا دیوان پسنداز کرکے خزانہ مین جمع کرتا تہا تو آپ اوس رقم کو کوئی کار خیر مین صرف کر دیتے تھے۔ چنانچہ آپنے اندرون شہر شاہ پور دروازہ کے قریب کلان مسجد تیار کی۔ آپ کی یادگار ہے۔ آٹھہ نو سال تک مسجد کا کام برابر جاری رہا۔ ایک لاکھہ روپیہ اوس پر خرچ کیا۔ ابھی مسجد کے منار تیار نہین ہوئے تھے کہ گجرات کی سلطنت مین تغیر و تبدل واقع ہوا۔ تمام شہر تاخت و تاراج ہوا مسجد کے مینار باقی رہ گئے۔ کامل تعمیر نہین ہوئی مسجد کی بنا کی تاریخ محراب کے بائین طرف کندہ ہے

ہُوَ ھٰذا

قطب زمانہ شیخ حسن ساخت مسجدے	کانجا کنند اہل عبادت دعا رشیخ
چون شیخ دین رفیع مکان را بنا نمود	تاریخ سال روز قضا شد بنائے شیخ

بنائے شیخ مادہ تاریخ ہے سنہ ۹۷۳ ہجری۔ گلزار ابرار کے مولف نے آپ کی تقسیم اوقات کو اسطرح لکھا کہ صبح کی نماز کے بعد دوپہر تک تلاوت و وظیفہ فرماتے تھے اور دوپہر کو فقرا کے ساتھہ تھوڑا کھانا تناول کرتے۔ پھر قیلولہ سے فارغ ہو کے ظہر کی نماز ادا کرتے ظہر کے بعد سے عصر تک مریدین و طالبین کو وعظ و نصیحت و نماز و روزے کے احکام ارشاد فرماتے تھے اور عصر سے مغرب تک وظائف اور مغرب سے عشا تک ذکر بالجہر۔ عشا کے بعد حجرہ مین عبادت کرتے

تہجد پڑھ کے محل مین رونق افزا ہو کے ماحضر تناول کر کے آرام فرماتے تھے ہمیشہ بدین النظم اسی طرح زندگی بسر کی۔ انتہی۔ آپ صاحب التصانیف تھے منجملہ ایک تفسیر محمدی اس تفسیر مین آپنے مثنوی شریف کی ابیات کو آیات سے مطابق کیا۔ اور بیضاوی پر ایک حاشیہ لکھا۔ آپ کی عمر اونسٹھہ سالہ تھی۔ ایکتالیس برس سجادہ نشین رہے سات سال والد کے حضور مین اور چودہ برس والد کی وفات کے بعد۔ آخر آپ ۲۸ تاریخ روز شنبہ شہر ذیقعدہ سنہ ۹۸۲ نوسو بیاسی ہجری مین اس دار ناپائیدار سے بہشت برین کو روانہ ہوئے۔ شاہ پور احمدآباد گجرات مین مدفون ہوئے۔ اور خزینۃ الاصفیا کے مولف نے آپکی وفات سنہ ۹۸۰ نوسو اسی ہجری مین لکھی قول سابق معتبر و مستند ہے

اولاد چار لڑکے اور دو لڑکیاں

شیخ کمال محمد۔ شیخ قطب محمد۔ شیخ محمد صالح۔ شیخ محمد چشتی محجوب الیہ۔ بی بی خدیجہ۔ بی بی عائشہ۔

شیخ حسن محمد چشتی ثانی فاروقی

آپ شیخ محمد بن حسن محمد چشتی کے صاحبزادے ہین۔ آپکا مولد و منشا احمدآباد گجرات ہے آپ نے کتب درسیہ والد ماجد سے ختم کین اور والد سے خلافت کا خرقہ بھی پایا۔ والد کی جانب سے طالبین کو تعلیم و تلقین فرماتے تھے۔ متقی و پرہیزگار متشرع و دیندار تھے شبانہ روز خدائے تعالی سے ایمان کامل اور عاقبت خیر کی دعا مانگتے تھے۔ خدا کا خوف آپ پر غالب تھا۔ ہر وقت کثرت خوف و عذاب غضبی کی دہشت سے روتے رہتے تھے۔ اور والد ماجد سے نہایت ہی محبت رکھتے تھے۔ اور فرماتے تھے کہ اگر مین والد ماجد کے سامنے اس عالم فانی سے رحلت کرون تو بہتر ہوگا۔ کیونکہ مین والد کے غم و الم کی برداشت نہین کر سکون گا چنانچہ

ویسا ہی ہوا۔ جو آپ کا منشا تہا۔ یعنے آپ بھی والد کے سوم کے روز فوت ہوئے۔ جس وقت
آپ کے والد ماجد نے رحلت کی آپ اوسوقت سخت بیمار تھے۔ آپکو اطلاع ہوئی سنتے ہی
بیہوش ہوئے۔ پھر ہوش مین نہین آئے۔ ہر چند کہ معالجہ کیا گیا۔ مگر مفید نہوا۔ آخر تیسرے
دن روز شنبہ غرہ ماہ ربیع الثانی سنہ ۱۰۴۰ھ ایکہزار چالیس ہجری مین جان بحق تسلیم کی والد کی
فاتحہ کے بعد تجہیز و تکفین کر کے شاہ پور احمد آباد گجرات مین والد ماجد کے قریب دفن کئے۔ یزار و تیرک

شیخ حسام الدین محمد فرخ صوفی چشتی گجراتی

محمد فرخ نام۔ حسام الدین لقب شاہ فرخ عرف۔ صوفی تخلص ہے۔ آپ شیخ رکن الدین
بزرگ کے دوسرے صاحبزادے ہین۔ آپ کی ولادت باسعادت سنہ ۹۵ ایکہزار پچیانوے
ہجری مین احمد آباد گجرات مین واقع ہوئی۔ آپ کی والدہ بی بی مراد بخت بنت شیخ سعد اللہ
حافظ۔ عابدہ صالحہ تھی۔ نشو و نما کے بعد فرزند دلبند کی تعلیم شروع کی آپ ذہین و فطین تھے
والدہ کی حسن تعلیم و تربیت کے بدولت سات برس کی عمر مین حافظ قرآن ہوئے۔ اور کتب
متداولہ والد ماجد اور برادر معظم شیخ جلال الدین و مولانا سید محمد مشہدی وغیرہ علما سے
ختم کین۔ علوم ظاہری کی تحصیل سے فارغ ہو کے علوم باطنی کے اکتساب مین مصروف
ہوئے۔ اور ریاضت و عبادت مین مشغول ہوئے۔ چند مدت کے بعد باکمال و صاحب
عرفان ہوئے۔ درس و تدریس و ہدایت و ارشاد کا دروازہ کشادہ کیا۔ طالبین و مریدین
کو ارشاد و تلقین سے درجہ کمال کو پہنچایا۔ آپ کی تعلیم و ہدایت کی برکت سے اکثر طلبہ
لائق و فائق ہوئے۔ آپ کو خلافت کا خرقہ والد ماجد سے ملا تہا۔ اور برادر بزرگ سے

بھی استفادہ کیا تہا۔ بہائی کی رحلت کے بعد سجادہ نشین ہوئے تھے۔ خانقاہ کو آپ کی
ذات بابرکات سے رونق ہوئی تھی۔ آپ فخر خاندان تھے۔ آپ کی مشیخت و فضیلت مسلم
الثبوت تھی۔ مشایخ کرام آپ کو قطب زمانہ کہتے تھے۔ آپ صاحب کشف و کرامت مظہر
مشیخت و ولایت تھے۔ رضا و تسلیم کے طریقہ مین ثابت قدم شریعت و طریقت مین راسخ دم تھے
متوکل علی اللہ تھے۔ مدۃ العمر کسی سے سوال نہین کیا۔ بلکہ اگر کوئی ارادت مند کچھ
نذر و ہدیہ پیشکش کرتا تو آپ رد فرماتے تھے۔ اگر زیادہ اصرار کرتا تو رکھہ لیتے۔ اسی وقت
فقرا و غربا پر تقسیم کر دیتے تھے۔ گہر مین ذخیرہ نہین فرماتے۔ اگر آپ گہر مین کوئی چیز نہین
پاتے تو خوش ہوتے تھے۔ اگر کہین کوئی چیز ماکولات مشروبات و ملبوسات سے زاید
پاتے تو فرماتے میرا گہر فرعونی محل ہے۔ آپ ہمیشہ شرع محمدی کا ادب و لحاظ کرتے تھے
صوم و صلوٰۃ کے پابند سنت نبوی کے متبع تھے۔ اہل بدعت کی صحبت سے متنفر و دور
رہتے تھے۔ کبہی اون کی مجالس مین شریک نہین ہوتے تھے ہر ایک طالب و مرید کو
اتباع و سنت کی ہدایت و تاکید فرماتے تھے۔ آپ مقبول الدعا تھے۔ ایک وقت احمد آباد
گجرات مین باران کا امساک ہوا شہر کے تمام علما و فضلا مسجد مین جمع ہوئے اور نماز
استسقا پڑھی اور دعا کی تین دن تک جناب باری تعالیٰ مین دعا کرتے رہے مگر اوس کا کچھہ اثر
نہین ہوا آخر مسجد سے اوٹھکر گھرون کو چلے آئے۔ آپ کے ایک خادم مسمی موٹا بھائی نے
آپ سے باران کی درخواست کی آپنے وضو کر کے کعبہ کے طرف توجہ کی اور صلوٰۃ و دعا پڑھی۔ ابھی دعا سے
فارغ نہین ہوئے تھے کہ بارش شروع ہوئی اسقدر مینہ برسا کہ ندیان اور نالے و تالاو چشمے لبریز ہو گئے

نقل ہے

ایک روز آپ کے نبیرہ مولانا رشید الدین عرف دولا لا نے حضرت سے عرض کی حضرت کہانا کہلائے اسوقت آپکے گھر مین کہانا نہین تھا آپ نے فرمایا لالا صبر کرو جب حکیم رزاق بھیجیگا تب مین آپکو کہلاؤنگا تھوڑی دیر کے بعد کہین سے تورہ آیا آپنے فرمایا لولالا کہاؤ۔ حکیم نے تمہارے لئے بھیجا ہے۔

نقل ہے

کہ ایک روز آپ خانقاہ مین تشریف رکھتے تھے ایک بہاٹ آیا۔ کہا حضرت بھانگ دیجئے آپنے فرمایا بہانگ تو نہین اور جو کچھہ مانگے تو ہم دیتے ہین عرض کی کہ وہ کیا ہے آپ نے فرمایا وضو کرکے آ۔ وہ بہاٹ وضو کرکے آیا۔ آپ نے اوس کو روبرو بٹھایا۔ ایک ساعت توجہ کی۔ وہ اٹھا اور آپ کے قدمون پر سر رکہا۔ اور یہ دوہرہ پڑھا۔ ؎

چشتی دین و دنی کی پشتی مٹھی ملے نہ بہانگ رہے ٹوٹے جھونپڑے مین عرش پر دیوین بانگ

خلاصہ وہ بہاٹ آپکی توجہ سے کامل ہوا۔ آپ موزون الطبع تھے حقانی مضامین مین کلام موزون فرماتے تھے۔ ہم چند اشعار ذیل مین گزارش کرتے ہین۔

من اشعارہ

در ملک فنا سر ملوکیم در کشور فقر شہریاریم

در ساغر جان شراب مستیم در کاسۂ تن می خماریم

ولہ

مسکن و ماوی ما عرش برین فسحت روئی زمین میدان ماست

طائر قدسیم اندر لامکان ہر زمان بے بال و پر طیران ماست

اکہ ابر جود تو بر پست و بالا ریختہ — ولہٗ — لطف تو ہر زمان باران لغما ریختہ

بود ما مستور و مخفی بود اندر ذات تو — رحمت عامت وجود ما ہویدا ریختہ

لمعۂ از حسن رویت جملہ عالم را گرفت — پرتوی از سوز عشقت شد ہمہ جا ریختہ

ہر نفس جلوہ سے کند دلدار — ولہٗ — روئے او را دام بینایم

صوفیم صافیم نہ قلایم — عارفم عاشقم نہ ملایم

سید حسن شاہ برہنہ

سید حسن شاہ نام. شاہ برہنہ لقب ہے۔ آپ کا اصلی وطن عراق عجم ہے۔ ابتدا مین وطن سے دہلی مین آئے۔ اور حضرت صوفی سرمد کے خلیفہ و مرید ہوئے۔ مرشد کی طرح ہمیشہ برہنہ رہتے تھے۔ اسی وجہ آپکا لقب برہنہ مشہور ہوا سلطان عبداللہ قطب شاہ کے زمانہ مین دلی سے دکن مین آئے۔ شہر حیدرآباد کے مشرقی جانب دو کوس کے فاصلہ پر فروکش ہوئے۔ فی الحال آپکا مزار اُسی مقام مین ہے مجذوب کامل تھے صاحب کشف و کرامات و خوارق عادات تھے۔ ارباب دکن آپ سے کامل اعتقاد رکھتے تھے حسن ارادت و صدق عقیدت سے آپکی خدمت مین حاضر ہوتے تھے مشہور ہے کہ ایک روز نواب معالی پرست خان کے باغ کا مالی حضرت کی خدمت مین گیا۔ اور حضرت سے عرض کیا۔ کہ حضرت میری بیوی حاملہ ہی۔ آج کل بچہ پیدا ہونے والا ہے اور میرے پاس خرچ کے لئے درم ہے نہ دینار آپ مدد کیجئے۔ حضرت نے جذب کیحالت مین

فرمایا۔ کہ جاؤ اللہ مدد کرے گا۔ جب مالی گہر مین آیا معلوم ہوا۔ کہ گھر مین فرزند نرینہ پیدا ہوا ہے۔ گہر کے گوشہ مین جو بچہ زائیدہ کی آنول وغیرہ وآلایش پڑی ہوئی ہے اُٹھا کر باہر دفن کرنیکے لے گیا۔ ایک مقام مین ایک گڑہا کہودا۔ یکایک ایک دیگچہ ہن سے بھرا ہوا برآمد ہوا۔ نہایت خوشی سے اُسکو گھر لے آیا۔ اور ضروری اخراجات مین صرف کیا۔ اور یقین کیا کہ یہ خزانہ حضرت کی عنایت سے ملا حضرت کی خدمت مین زیادہ اعتقاد رکھنے لگا۔ اور ہمیشہ حسن ارادت سے آپکی خدمت مین آمد ورفت کرتا رہتا تہا۔ ایک روز مالی نے اپنے مالک نواب معالی مرتبت خان سے حضرت کے کشف وکرامات کی کیفیت بیان کی۔ خان صاحب سُن کے بہت خوش ہوئے حسن عقیدت سے حضرت کی خدمت مین حاضر ہوئے اور حضرت سے اولاد کی درخواست کی حضرت نے فرمایا خدا دینے والا ہے۔ اور ایک پیالہ پانی یا شربت بہرا ہوا عنایت کیا۔ خان صاحب نے فی الفور نوش فرمایا۔ خانصاحب کے محل مین تین حرم محترم تہین یعنے خواص مملوکہ تہین کسیکو اولاد نہ تھی۔ تمام لاولد تہین آخر خان صاحب کو حضرت کی دعا کی برکت سے اولاد کثیر ہوئی۔ ایکروز خان صاحب عبداللہ قطب شاہ کے دربار مین باریاب تھے۔ سلطان نے خان صاحب سے پوچھا آپ کے کئی فرزند ہین خان صاحب نے جواب دیا حضور اِس وقت مجھے یاد نہین۔ کل منشی سے دریافت کر کے سب کے نامون کی فہرست پیش کرونگا سلطان بہت ہنسا اور تعجب سے پوچھا کہ آپکو کوئی لڑکا نہین تھا۔ اب اسقدر کس طرح ہوے خانصاحب نے اپنی سرگذشت اور حضرت کی توجہ عرض کی حقیقت سُننے کے بعد بادشاہ کے دل مین

یہ خیال پیدا ہوا کہ اگر میں بھی حضرت کی خدمت میں لڑکے کی درخواست کروں تو کچھ عجب نہیں کہ مجھے بھی خدا حضرت کی دعا کی برکت سے فرزند نرینہ عطا کرے۔ سلطان نے خان صاحب کے ذریعے حضرت کی خدمت میں درخواست کی۔ حضرت نے فرمایا کہ سلطان سے کہو کہ بیگم صاحبہ کو یہاں بھیجو۔ خان صاحب نے حضرت کا پیغام بادشاہ کی خدمت میں پہنچایا۔ بادشاہ فرزند نرینہ کی آرزو میں محو تھا حضرت کے حکم کی تعمیل کی یعنی ایک روز بیگم صاحب کو ہمراہ لیکر مع چند مصاحبین حضرت کی خدمت میں حاضر ہوا۔ دو چھوٹے چھوٹے ہال قائم کئے گئے تھے۔ ایک میں بادشاہ تھا دوسرے میں بیگم صاحبہ تھیں حضرت بیگم صاحبہ کے ہال میں گئے یاد الٰہی میں مصروف ہوئے اور بیگم صاحب علحدہ ایک پلنگ پر آرام کر رہی تھیں۔ بادشاہ کے دل میں یہ خیال پیدا ہوا کہ خفیہ طور سے اس راز کو دریافت کرنا چاہئے۔ خود بدولت ہال کے قریب آیا ایک گوشہ چاک کر کے دیکھنے لگا دیکھا کہ حضرت مراقبہ میں غرق ہیں اور بیگم صاحبہ ایک شیر خوارہ بچہ لئے ہوئے۔ پلنگ پر آرام کر رہے ہیں۔ سلطان کے دیکھتے ہی بچہ ماں کے آغوش سے غائب ہو گیا! اور بیگم صاحبہ چلا کر رونے لگیں گویا یہ عالم مثال کا واقعہ بادشاہ نے مشاہدہ کیا۔ راز مخفی کے ظاہر ہوتے ہی حضرت مراقبہ سے اٹھکر چلدئے پھر سلطان علی الصباح حضرت کیخدمت میں حاضر ہوا اور نہایت عاجزی سے التجا کرنے لگا۔ اور اپنی شوخی کی معافی چاہی۔ حضرت نے فرمایا تو نے جلدی کی۔ میں تیرے خاندان کی بقا کے لئے قیامت تک کا بندوبست کر رہا تھا۔ تو راز الٰہی کے اظہار کے درپے ہوا اس کا یہ نتیجہ ہوا۔ کہ ہاتھ سے

مرادکو بیٹھا۔ پھر بادشاہ نے بے نصیبی کے ساتھ وہان سے دار السلطنت گولکنڈہ
مین مراجعت کی ہمیشہ تا زندگی اپنے عمل پر افسوس و حسرت کرتا رہا۔ آخر حضرت نے
۱۶ جمادی الثانی ۱۰۶۱ھ ہجری مین اس دارفانی سے بہشت برین کو رحلت کی
جس مقام مین آپ فروکش تھے وہین مدفون ہوئے۔ سالانہ آپ کا عرس و صندل بڑے
دھوم دہام سے ہوتا ہے۔ ارباب دکن کا مجمع کثیر ہوتا ہے معتقدین حسن اعتقاد سے
زیارت سے مشرف ہوتے ہین۔ آپ کے مقبرے کے اطراف مین مرشدزادون اور
صاحبزادون کے مقبرے ہین۔ فقط معالی پرست خان کا ایک لڑکا سہ سالہ فوت ہوا تھا
وہ حضرت کے روضہ کے قریب مدفون ہے معالی پرست خان نے آکی قبر پر گنبد بنادیا
تھا اب تک موجود ہے۔ ہذہ ماخوذۃ من مشکواۃ النبوۃ

حاجی رومی بیجاپوری

روضۃ الاولیاء کے مصنف نے آپکا ذکر بیجاپور کے اولیاء متقدمین مین سب سے اول کیا۔
آپ رومی الاصل تھے۔ آپ کا اصلی نام معلوم نہین ہوا۔ حاجی رومی لقب سے مشہور ہین
آپ بیجاپور مین مع چند مریدین اُس زمانہ مین آئے کہ اُس وقت بیجاپور مین ہندو راجا حکمران
تھا اسلام و ایمان کا نام و نشان نہین تھا۔ ہر ایک محلہ و بازار مین بتکدے قائم تھے ہنود
پرستش کرتے تھے۔ ہنود متعصب آپکو اور آپ کے مریدین کو ایذا و تکلیف پہنچاتے تھے آپ
صبر فرماتے تھے۔ آخر ہنود نے باہم اتفاق کیا کہ کوئی اِن سے داد و ستد اور غلہ کا خرید و فروخت

نکرے تاکہ یہ ناچار ہوکر یہان سے چلے جائین۔ آپ کے مُریدین کو تین روز تک غلّہ کہین نہین ملا۔ سب عاجز ہوئے اور فاقون سے ہلاک ہونے لگے حضرت سے عرض کیا کہ اب ہم بہوک و پیاس کی برداشت نہین کر سکتے۔ اتفاقاً اُس وقت راجہ کی ایک گائے نظر آئی۔ نہایت فربہ و درست تھی حضرت نے حکم دیا کہ اسکو ذبح کرکے کہاؤ مگر اسکا پوست و ہڈیان حفاظت سے رکھو۔ مُریدون نے حکم کی تعمیل کی راجہ کے ملازم شام کو گائے تلاش کرنے لگے۔ لیکن کہین گائے کا پتا نہین ملا۔ دوسرے دن گمان کیا کہ یہ قوم ترک نے ذبح کیا ہوگا۔ اُن سے دریافت کرنا چاہیے۔ آپکے خدام کو ماخوذ کیا اور دریافت کرنے مین بہت سختی کی۔ خدام نے بالکلیہ انکار کیا۔ سب حضرت کے سامنے پیش ہوئے گائے کی بابت عرض کیا آپ نے ہنود سے کہا۔ کہ تمنے اہل اسلام پر غلّہ کی خرید و فروخت کا دروازہ بند کیا۔ سب لاچار تھے۔ حالتِ مجبوری مین تمہاری گائے کو ذبح کرکے تناول کیا ہے۔ اب مین تمکو گائے اس شرط پر زندہ کرکے دیتا ہون کہ آئندہ غربا کو ایذا و تکلیف نہ دینا۔ ہنود نے قبول کیا۔ آپ نے گائے کا پوست و ہڈیان منگوائین۔ آپ نے پوست کو زمین پر رکھا۔ سر اور پانون کو بھی اپنے اپنے مقام و محل پر رکھا۔ اور عصائے موسوی کو اسپر مارا گائے کھڑی ہوگئی۔ آواز کرکے روانہ ہوگئی۔ تمام ہنود حضرت کی کرامت دیکھکے قدمبوس ہوئے۔ جبتک آپ رہے کبھی خلاف عہد نہین کیا۔ اکثر آپ کی خدمت مین آمد و رفت کرتے تھے۔ مشہور ہے کہ آپ نے ۲۲ ذیحجہ ۳۲۲ھ ہجری مین رحلت کی آفتاب ولیاء رحلت کی تاریخ ہے۔ اور مشائخ مین اس بات کی بھی شہرت ہے کہ آپ اور حاجی علی وسیف الملک

اور صلاح الدین المتوفی ۵۹۰ھ ہجری مین باہم مواخات تھی۔ اور سب شیخ نظام الدین اولیاؑ
کے خلفا سے ہین آپ کا مرقد شاہ پیٹھ کے حصار کے اندر قلعہ کی خندق کے قریب ہے
اور حاجی کی کا عرس اکیسوین ماہ ذیحجہ کو ہوتا ہے اُن کا مزار موضع تکونہ علاقہ بیجاپور مین ہے
اور حاجی سیف الملک کا مرقد موضع حیدرہ علاقہ بیجاپور اور شیخ صلاح الدین کا مزار یونہ
مین زیارتگاہ ہے انتہی کلامھم میرے نزدیک شہرت غلط ہے اسلئے کہ شیخ نظام الدین
اولیاء کی رحلت ۷۲۵ھ ہجری مین۔ اور حاجی رومی کی رحلت ۵۳۲ھ ہجری مین واقع ہوئی
سنتین مین دو سو سات برس کا فاصلہ ہے۔ حاجی رومی کی رحلت کے وقت شیخ نظام الدین
عالم ارواح مین تھے ۶۳۳ھ ہجری مین عالم وجود مین آئے۔ اور شیخ صلاح الدین اور حاجی کی
مین بھی ایسا ہی فاصلہ ہے۔ فافہم۔

شاہ حبیب اللہ کرمانی بیجاپوری

تذکرہ اولیائے بیجاپور کے مولف نے لکھا کہ آپ شاہ خلیل اللہ بت شکن بن شاہ نعمت اللہ
ولی کرمانی کے صاحبزادے ہین۔ احمد شاہ بہمنی مشائخ و فقرا سے حسنِ ارادت رکھتا تھا۔ ہمیشہ
درویش کامل کا جویا رہتا تھا۔ اُنھین ایام مین شاہ نعمت اللہ ولی کی کرامت و خرق عادت
کی کیفیت سُنی چند علما و صلحا کو مع تحائف شاہانہ شاہ موصوف کی خدمت مین بھیجے۔ اور
ہمت و دعا کی درخواست کی۔ شاہ نعمت اللہ نے علمائے سفرا کی خاطر و مدارات کی۔ اور
اپنے مرید ملا قطب الدین کرمانی کو مع تاج سبز دوازدہ ترک علمائے مذکور کے ہمراہ دکن
روانہ فرمایا مشہور ہے کہ احمد شاہ نے فیروز شاہ کے مقابلہ کے وقت عالم رویا مین دیکھا تھا

کہ ایک شخص نے اسکو تاج سبز دوازدہ ترک دیا اور فرمایا کہ یہ تاج شاہی ہے تجکو ایک
بزرگ گوشہ نشین نے مرحمت کیا ہے۔ بادشاہ خواب سے بیدار ہوا۔ خواب کی تعبیر مین مشوش
تہا کہ چند روز کے بعد ملا قطب الدین بادشاہ کی خدمت مین پہنچا۔ بادشاہ دیکھتے ہی چلایا کہ یہ
وہی درویش ہے جس نے مجکو خواب مین تاج سبز دیا ہے۔ القصہ ملا قطب الدین بادشاہ کے
قریب آیا بادشاہ نے تعظیم و تکریم کی۔ ملا نے صندوق سے تاج سبز نکال کے دیا بادشاہ
نے سر پر رکہا اور ارکانِ دولت سے کہا کہ یہ وہی تاج ہے جسکو مین نے خواب مین دیکھا تہا
بعد ازان بادشاہ نے چند علما و اعیانِ دولت حضرت شاہ نعمت اللہ ولی کی خدمت مین
بہیجے اور درخواست کی کہ حضرت ایک بزرگ اولادِ امجاد مین سے یہان روانہ کرین تاکہ مین
ملازمت سے سعادت دارین حاصل کرون۔ شاہ صاحب کو صرف ایک ہی فرزند شاہ
خلیل اللہ تھے۔ لخت جگر کی مفارقت کے متحمل نہین ہوئے۔ میر نور اللہ بن خلیل اللہ نبیرہ کو
روانہ فرمایا جب میر نور اللہ احمد آباد بیدر کے اطراف مین پہنچے بادشاہ نے نہایت عظمت سے
استقبال کیا اور شہر مین اعزاز و احترام سے لایا۔ اور اپنی دامادی سے ممتاز کیا۔ بعد ازان
۸۳۴ سنہ ہجری مین شاہ نعمت اللہ ولی نے رحلت کی۔ والد کی رحلت کے بعد شاہ خلیل اللہ
مع دو صاحبزادگان شاہ حبیب اللہ و محب اللہ احمد آباد بیدر مین آئے بادشاہ نے تعظیم و توقیر
کی شاہ حبیب اللہ کو اپنی لڑکی کو منسوب کیا۔ اور شاہ محب اللہ کی شادی اپنی پوتی بنت
سلطان علاء الدین بہمنی سے کردی۔ دونون صاحبزادے عالم فاضل تھے شاہ حبیب اللہ
صاحب ترجمہ کے مزاج مین سپاہ گری متمکن تھی بہادری و امارت کے طرف زیادہ

مائل تھے اسوجہ سے آپ نے برادر خورد شاہ محب اللہ کو سجادہ نشین فرمایا اور پیری مریدی کی اجازت دی۔ شاہ محب اللہ موصوف درویش صاحبدل و تارک الدنیا تھے۔ علاء الدین بہمنی ثانی کے فوت ہونے کے بعد ہمایون شاہ برادر حسن خان تخت نشین ہوا۔ اکثر امرا اور رعایا ہمایون کی تخت نشینی سے ناخوش تھے۔ اور اُسکی بدمزاجی و سفاکی و ستمگاری سے گریان و نالان تھے۔ تمام امرانے حسن خان کو اس بات پر آمادہ کیا کہ ہمایون کو تخت سے اُتارے اور خود تخت نشین ہو جائے اور حضرت حبیب اللہ صاحب ترجمہ حسن خان کے مددگارون مین اول مددگار رہے پس حسن خان نے ہمایون شاہ سے سلطنت کی بابت نزاع شروع کی اور جنگ و جدال کا بازار گرم کیا۔ سوار و پیادہ کی جمعیت بھی فراہم کر لی بعض مقامات مین مقابلہ کے وقت ہمایون کی فوج کو شکست ہوئی۔ حضرت کی توجہ و برکت سے حسن خان کو فیروزی۔ ہمایون شکست سے آگ بگولا بنگیا۔ اور جوش قہر و غضب سے بیتاب ہوگیا۔ فوج جرار روانہ کیا۔ جدال و قتال کے بعد ہمایون کو فیروزی حاصل ہوئی حسن خان مع دیگر مصاحبین قتل کیا گیا اور حضرت کو گرفتار کر کے قیدخانہ مین بھیجدیا۔ چند مدت قیدخانہ مین رہے پس آپنے چند مریدین و محافظین محبس کی عنایت و توجہ سے فرار کا راستہ اختیار کیا۔ پوشیدہ پوشیدہ بیجاپور مین پہنچے۔ وہان سراج خان جنیدی تہانہ دار آپ سے ملا اور آپ سے ظاہر مین اپنے حسن ارادت و عقیدت کا اظہار کیا مگر باطن مین پختہ ارادہ کیا کہ آپ کو حکمت عملی سے گرفتار کر کے ہمایون شاہ کے پاس روانہ کرے۔ آپ اسکے فریب و دغابازی سے واقف ہوئے فی الفور تیر و کمان ہتھیار کو درست کر کے مقابل ہوئے آخر آپ کشت و خون کے بعد شہید ہوئے۔ یہ واقعہ ۸۶۲ھ ہجری مین واقع ہوا۔ تہانہ دار نے

آپ کا سر مبارک تن سے جدا کر کے ہمایون کے پاس بہیجا۔ ہمایون نے تشہیر کی۔ تن بیجاپور مین اور سر
بیدر مین دفن ہوا۔ شاہ حبیب اللہ عالم فاضل و جوانمرد و دلیر و بہادر تہے۔ سید طاہر استرابادی نے
تاریخ شہادت بصنعت تخرجہ کہی یعنے اگر عدد روح مادہ تاریخ کے مجموعہ سے خارج کیے جائین
تو تاریخ شہادت باقی رہجائے گی۔ **ہو ہذہ**

حبیب اللہ غازی کامیاب مثواہ — بہ شعبان شہادت یافت در ہند

برآمد روح پاک نعمت اللہ — روان طاہرش تاریخ مے جست

٨٦٤ سنہ ہجری

آپکو بہمنیہ سلاطین نے ضلع بیدر مین جاگیر التمغا عنایت کی تہی۔ آپ نے بیدر مین ایک خانقاہ بنوائی
تہی اس مین جو واردین و صادرین ممالک دور دراز سے آتے تہے فروکش ہوتے تہے۔ آپکے
عہد مین خانقاہ مین ایک لنگر خانہ بہی تہا غربا و فقرا کو وہان صبح و شام کہانا ملتا تہا مسافرین و
طالبین آپ کے زیر سایہ آرام سے بسر کرتے تہے۔ بعد مین لنگر خانہ موقوف ہوگیا۔ آپکے عہد مین جو
خانقاہ کو رونق حاصل تہی بعد مین اُسکا عشر عشیر بہی نہین رہا بعض تواریخ سے معلوم ہوا کہ خانقاہ
مذکور بیدر مین موجود ہے۔ مجاورین و سجادہ نشینون کی اولاد سے خانقاہ کے متولی موجود ہین مجہے
اس بات کی پوری تحقیق نہین معلوم ہوئی کہ خانقاہ کے متولی انکی اولاد سے ہین یا دیگر۔ اور انکی جاگیرین
کسقدر ہین۔ فقیر مولف نے محبوب الوطن تذکرہ سلاطین دکن کے حصہ اول مین آپ کا حال مستقل ہمایون
شاہ ظالم کے بیان مین لکھا ہے۔ واللہ اعلم بالصواب۔ ان کنت شائقاً فلیرجع الیہ۔

باب الخاء

شیخ خواجہ رکن الدین چشتی کان شکر

شیخ رکن الدین نام۔ بابا فرید عرف ابوالمظفر کنیت کان شکر لقب ہے۔ آپ شیخ فرید شکر گنج کے نبائر سے ہین۔ آپ صاحبِ عشق وشوق ومحبت وذوق تھے عالمِ جوانی مین علوم ظاہری وباطنی سے فارغ التحصیل ہوئے شیخ زاہد چشتی سے بیعت وخلافت حاصل کی عارف باکمال وعاشق وجد وحال تھے مجالسِ سماع مین بیخود ومدہوش رہتے تھے مقبول خلایق وخلاق تھے آپ نے گجرات مین ہدایت وتلقین کا چراغ روشن کیا تہا۔ صدہا طلبا آپ کے چراغ سے روشن ضمیر ہوئے۔ آخر آپ نے عالمِ جوانی مین ۲۲ر شوال ۷۲۸ھ ہجری مین فردوس برین کو رحلت کی۔ اور بیرونِ پٹن گجرات مین مدفون ہوئے۔ آپ کے جنازے کے ہمراہ خلایق کا بیشمار ہجوم تہا۔ قصبات، ودیہاتِ قریبہ کے معتقدین جنازے مین شریک تھے حسرت وافسوس کرتے تھے سلطان احمد بانی احمد آباد ایکامرید تہا مرات احمدی مین لکھا ہے

آپ کے نسب کا شجرہ

رکن الدین کان شکر بن علم الدین محمد بن علاءالدین یوسف گنجروان بن بدر الدین سلیمان بن حضرت شیخ فرید الدین شکر گنج فاروقی۔

شاہ خرم قتال

آپ شیخ نظام الدین اولیاء کے مُرید وخلیفہ ہین صاحبِ علم وعمل وصوفی اکمل تھے حضرت منتجب الدین زرزری بخش کے ہمراہ دہلی سے دکن مین آئے ارنڈول صوبہ خاندیس آپ کے تفویض ہوا۔ آپ قصبہ مذکور مین معہ چند نفر اسکونت پذیر ہوئے۔ اور ہدایت وتلقین شروع

کی۔ ہنود کو اسلام کی دعوت کی جو سعید تھے خوشی سے اسلام قبول کئے۔ جو شقی تھے منکر
ہوئے اور حضرت سے مقابلہ کرنے کے لئے مستعد ہوئے حضرت مع مریدین مدافعۃ
و مجاہدۃ مقابل ہوئے۔ ہنود مغلوب اور آپ غالب۔ ہنود اور آپ مین متعدد جنگ ہوئے
چونکہ تائید الٰہی اسلام و اہل اسلام کی موید تھی۔ ہر جنگ مین آپ کامیاب ہوتے رہے
ہنود آپ کی قوت و کرامت سے خوف زدہ ہوئے۔ اور آپ سے مصالحہ کیا۔ اور آپ کے
طرف رجوع ہوئے۔ اور ایذا رسانی سے باز آئے۔ بعد ازان آپ نے ارنڈول مین ایک
مسجد عالیشان تعمیر کی مسجد مین اکثر بتخانون کے پتھر لگائے گئے۔ اکثر بتخانے اہل اسلام نے
جنگ کے وقت توڑے تھے صلح کے بعد اہل اسلام نے کوئی بتخانہ نہین توڑا۔ نہ کسی ہنود
کو قتل کیا۔ بلکہ آپ ہنود کی تالیف قلوب فرماتے تھے۔ اور توحید و اسلام کے مسائل اور
بت پرستی اور شرک کے عیوب مدلل بیان فرماتے تھے۔ اور طریقہ عقل سے اُن کو عاجز
کرتے تھے۔ آپ کی تقریر سنکے اکثر ہنود اسلام کے دائرے مین شریک ہوتے تھے۔ اور شرک
سے توبہ کرتے تھے۔ آخر آپ نے تقریباً ۴۴۳ھ ہجری مین رحلت کی۔ ارنڈول مین مدفون
ہوئے۔ آپ کی مسجد ابتک موجود ہے۔ ارنڈول مین اسلام آپ کے وقت سے رائج و شروع
ہوا۔ جزاہم اللہ خیر الجزا۔

شیخ الاسلام خواجہ احمد بن ڈوس قدس سرہٗ

خواجہ احمد نام۔ آپ شاہ عالم کے اعظم خلفا سے ہین۔ اور آپ کو مرشد نے اجازت نامہ
مین مسکین احمد لقب سے ملقب فرمایا تھا۔ اور آپ کی نسبت فرمایا کہ وہ حاجت کے وقت

کسی مخلوق کو زندہ نہین سمجہتا کہ اُس سے التجا کرے۔ یعنے خواجہ خدا کے سوائے کسی سے التجا نہین کرتے تھے کیونکہ وہ حی قیوم ہے۔ آپ جامع علوم ظاہری و باطنی تھے خلایق کو ہدایت و تعلیم سے سرفراز فرماتے تھے۔ آپ کی وفات مرشد کی رحلت کے بعد تقریباً ۱۳ شوال ۸۵۰ھ ہجری مین واقع ہوئی شاہ پور دروازے کے قریب احمد آباد گجرات مین مدفون ہوئے۔ یزار و تبرک بہ۔ فقیر مولف کو لفظ ڈوس جو آپکے والد کا نام ہے تحقیقاً معلوم نہین ہوا

حافظ خواجہ محمد علی صاحب خیرآبادی

خواجہ محمد علی نام۔ آپ مولانا شمس الدین کے صاحبزادے ہین۔ آپ کی ولادت ۱۱۹۲ھ مین واقع ہوئی۔ آپ کا مسقط الراس موضع کہیری ضلع خیرآباد ہے۔ اور منشا و مسکن خیرآباد۔ آپ عالم شباب مین کتب درسیہ علوم ظاہری سے فراغت حاصل کرکے حضرت شاہ سلیمان تونسوی المتوفی ۱۲۶۳ھ ہجری کی خدمت مین حاضر ہوئے۔ اور حضرت کی بیعت سے مشرف ہوئے اور ریاضت و عبادت کے بعد درجہ کمال کو پہنچے حضرت نے آپکو خلافت کا خرقہ عنایت کیا آپ حضرت کی خدمت سے رخصت ہو کے خیرآباد آئے خلایق کو ہدایت و تلقین فرمانے لگے۔ قادریہ و چشتیہ وغیرہ طرق مین مرید کرتے تھے۔ ہزارہا ذکور و اناث آپ کے فیضان نعمت سے کامیاب ہوئے آپ مقتدائے زمانہ و منتخب یگانہ تھے۔ حقایق و معارف سے آگاہ فنا فی الرسول و فنا فی اللہ تھے۔ حافظ قرآن تھے مثنوی شریف کا درس فرماتے تھے۔ امور خفی و جلی نہایت شرح و بسط کے ساتھ بیان کرتے تھے۔ سامعین کو لطف و فرحہ آتا تھا۔ عابد شب زندہ دار و زاہد بیدار تھے۔

گوشہ نشین رہتے تھے۔ خانقاہ سے کبھی باہر قدم نہین رکھتے تھے۔ مگر بزرگون کے اعراس مین جاتے تھے۔ حضور بندگانِ عالی ناصر الدولہ بہادر کے زمانہ مین خیرآباد سے حیدرآباد دکن مین آئے۔ محلہ اُردو مین گاڑی خانے کی مسجد مین فروکش ہوئے۔ ذکر و شغل مین مشغول رہتے تھے۔ کسی امیر و فقیر کے مکان پر نہین جاتے تھے۔ لیکن اعراس کے مجالس مین حسب استدعائے مشائخ شریک ہوتے تھے۔ حیدرآباد کے امرا و علما و مشائخ آپکی تعظیم و تکریم کرتے تھے۔ آپکے مزاج مین عام ہمدردی تھی ہر ایک کے ساتھ حسن سلوک فرماتے تھے۔ ایک شخص مہاراجہ چندو لعل کے مواخذے مین گرفتار رہا۔ بیچارہ عاجز و تنگ تھا معتقد کے ورثہ نے آپ سے اُسکی رہائی کی بابت التجا کی۔ آپ کے دل مین ترحم کا دریا موجزن ہوا۔ خود ورثہ کو ہمراہ لیکر مہاراجہ کی ڈیوڑھی پر پہنچے۔ مہاراجہ آپکی ملازمت کے آرزومند تھے اور چاہتے تھے کہ حضرت میرے مکان پر قدم رنجہ فرمائین۔ آپ منظور نہین کرتے تھے۔ یکایک مہاراجہ کو معلوم ہوا کہ حضرت ڈیوڑھی پر رونق افروز ہین سُنتے ہی خوش ہوا۔ اور کہا یہ تو فتوحات غیبی ہے۔ راجہ دھرراج بہادر کو استقبال کے لئے بھیجا۔ اور خود بنگلہ کے دروازے تک آیا حضرت کو باعزاز و احترام سے دیوان خانے مین لیگیا۔ اور مسند پر بٹھایا اور خود مع فرزندان خدام کی طرح بیٹھا۔ ایک سو پانچ اشرفی سکہ حالی نذر دی۔ آپ نے فرمایا مین مسافر غریب متوکل علی اللہ ہون قوت لایموت جس گھر سے پہنچتا ہے کہا لیتا ہون۔ اور کوئی غرض و احتیاج نہین رکھتا ہون۔ قبول نہین فرمایا۔ اور کہا کہ اگر آپ یہ زر محتاجین و غربا پر تقسیم کرین تو خدا کی خوشنودی کا سبب ہوگا۔ آپ جو اسقدر خیرات

یہ سب سپاہ کا حق ہے وسے ملک و مال کے محافظ ہین۔ آپ اس بات پر زیادہ خیال رکھے

آپ کے حق مین بہتر ہوگا۔ آئندہ آپ مختار ہین۔ ہمارا کام کہہ دینا ہے آپ مانین یا نہ مانین۔

مہاراجہ بہادر آپکی تقریر سے بہت معتقد و خوش ہوئے اور حضرت کو اعزاز و اکرام سے رخصت

کیا۔ آپ پھر کبھی نہین ملے یومیہ و روزینہ بھی مقبول نہین کیا۔ آپ جس مقید کی رہائی کیلئے

مہاراجہ کے پاس گئے تھے اُسکی رہائی کی بابت کہا مہاراجہ نے اُسی وقت مقید کو آپ کی

سفارش سے رہا کیا جو کچھ محاسبہ اُسکے ذمہ تھا معاف کیا مقید کے ورثا اور مقید

آپ کے شکر گذار ہوئے۔ نواب قطب یار جنگ بہادر و نواب محی الدولہ احمد یار خان بہادر

و دیگر امرا امثال مرزا شیخ حیدر خان و محمد اکبر خان وغیرہ آپ کے مُرید و حاضر باش تھے آپ

ماہ شوال ۱۲۵۹ ہجری مین حیدرآباد سے وطن مالوفہ خیرآباد روانہ ہوئے معتقدین کو آپ کی

مفارقت کا سخت رنج ہوا مولوی حسن زمان خان صاحب مرحوم آپ کے مُرید و خلیفہ تھے۔

آخر آپ نے وطن مالوفہ مین اُنیسوین تاریخ ماہ ذیقعدہ ۱۲۶۲ ہجری مین اس دار فانی سے

فردوس برین کو رحلت کی خیرآباد مین مدفون ہوئے مزار متبرک ہے۔ آپ مہمان نواز و

غربا پرور تھے۔ ہر روز آپ کے دسترخوان پر پچاس ساٹھ غربا شریک طعام ماحضر رہتے تھے جزاہم اللہ خیر الجزا

حضرت خواجہ وفا قدس سرہ

خواجہ وفا۔ آپ کا عرف ہے۔ حافظ محمد صالح نام ہے آپ کشمیری المولد والمنشا ہین۔ حافظ قرآن

و قاری تھے۔ علم تجوید مین مہارت کاملہ رکھتے تھے کشمیر سے اکبرآباد مین آئے۔ آپ درویش کامل

و مرشد ہادی کی جستجو مین تھے۔ حضرت امیر عبد اللہ قدس سرہٗ جو عارف باللہ تھے اُنکی خدمت مین
حاضر ہوئے حضرت نے آپ کو امام مسجد بنایا اور تعلیم و تلقین بھی شروع کی۔ آپ سایہ کی طرح پیر
کی خدمت مین ملازم و مستعد رہتے تھے حضرت امیر جب دکن مین بطریق سیر و سیاحت آئے
تو آپ ہمرکاب رہے۔ حضرت نے انتقال کے قرب مین حضرت امیر ابو العلا قدس سرہٗ سے فرمایا
کہ خواجہ وفا کی تعلیم سلوک ناتمام ہے آپ تمام کرادین پس حضرت مرشد کے انتقال کے بعد خواجہ صاحب
حضرت امیر ابو العلا قدس سرہٗ کی خدمت مین مستفید ہونے لگے۔ تھوڑی ہی مدت مین درجۂ
کمال کو پہونچے حضرت نے آپ کو خلافت و اجازت سے سرفراز فرمایا! اور اورنگ آباد دکن خلائق
کی ہدایت و تعلیم کے لئے روانہ کیا۔ آپ حسب الحکم پیر و مرشد اورنگ آباد دکن مین آئے ہدیت
و رہنمائی کا سلسلہ جاری فرمایا۔ اہل دکن آپ کی خدمت سے مستفید ہونے لگے مدۃ العمر آپ
اورنگ آباد ہی مین رہے۔ آپکی عمر تخمیناً سو برس کے قریب تھی۔ آخر آپ نے بتاریخ ۱۴ ماہ ربیع الاول
۱۱۰۸ھ ہجری مین دار دنیا سے عالم بقا کی طرف رحلت کی انا للہ و انا الیہ راجعون۔ اورنگ آباد
مین مدفون ہوئے کسی تاریخ مین آپ کے مدفن کا خاص مقام و مقبرہ معلوم نہین ہوا۔ آپ
صوم و صلواۃ کے پابند تھے شرع شریف کا زیادہ لحاظ رکھتے تھے۔ علما و مشائخ سے حسن سلوک
فرماتے تھے، علما و مشائخ بھی آپ کی بزرگی کو مانتے تھے۔ ورد و وظائف سے فارغ ہو کے طلبہ کو
قرآن شریف و رسائل تجوید پڑھاتے تھے! اور کتب تصوف بھی شائقین آپکی خدمت مین پڑھتے
تھے۔ آپ معرفت و وحدت کے نکات نہایت وضاحت کے ساتھ بیان فرماتے تھے۔
طلبہ و شائقین آپکے حسن تقریر سے محظوظ ہوتے تھے جزاہم اللہ خیر الجزا۔

شاہ خاموش قدس سرہٗ

شاہ خاموش آپ کا لقب ہی۔ آپ دکن کے مشاہیر مشائخ سے تھے۔ آپ کا اصلی وطن شہر بدیر دکن ہے۔ نسب کا سلسلہ بندہ نواز گیسو دراز سے منتہی ہوتا ہے! آپ علاء الدین شاہ علی صاحب چشتی کے سجادہ کے مُرید و خلیفہ تھے مدت تک ہند مین پیر و مرشد کی خدمت مین رہے عبادت و ریاضت مین نہایت مشقت و جفاکشی کی بارہ برس تک عالم سکوت مین رہے کسی سے ہم کلام نہین ہوئے اسی وجہ سے ملقب بشاہ خاموش ہوئے۔ دائم الصوم قائم اللیل رہتے تھے۔ آپ نے ہند و پنجاب وغیرہ ممالک مین بہت سیاحت کی اکثر بزرگان اہل اللہ سے ملے ہر ایک مقام سے استفادہ کیا۔ اخر حضور ناصر الدولہ بہادر نظام الملک آصفجاہ چہارم کے زمانے مین ہند سے حیدرآباد دکن مین آئے۔ مکہ مسجد کے عقب مین جو خانقاہ ہے۔ اُس مین سکونت پذیر ہوئے۔ اہلِ دکن آپ کے فیضان نعمت سے مستفید ہونے لگے۔ روز بروز مریدونکی تعداد بڑھنے لگی۔ آپ کے کشف و کرامت نے دکن کو مسخر کیا۔ آپ کے خرق عادت نے دکن کے بلاد و امصار مین عمل و دخل کیا۔ آپ اہلِ دکن کے قلوب پر حکمرانی کرتے تھے آپکی اخلاقی حالت نہایت ہی درست تھی سراپا مجسّم اخلاق تھے کسر نفسی و ہمدردی مین عدیم المثال تھے۔ ہر ایک صغیر و کبیر کی تالیف قلوب و دلداری فرماتے تھے آپکی ذات مجمع الحسنات تھی ہمیشہ آپ کے یہی امر مدِ نظر رہتا تھا۔ کہ خلائق کو نفع پہونچے۔ غربا و فقرا کی حاجت روائی ہوجائے جو کوئی آپ کی خدمت مین حاضر ہوتا تھا حسب اتفاق کامیاب ہوکر آتا تھا شہر کے امرا آپ کی بزرگی کو مانتے تھے! اور آپ سے حسن ارادت رکھتے تھے۔ بیشک آپ پاک طینت

وفرشتہ خصلت تھے حضور ناصر الدولہ بہادر مرحوم کے بعد حضور افضل الدولہ بہادر تخت نشین ہوئے حضور ممدوح فقرا دوست و پیر پرست تھے۔ فقرا و مشایخ سے حسن اعتقاد رکھتے تھے ہمیشہ فقیر کامل و عارف واصل کے جویا رہتے تھے۔ کسی نے شاہ صاحب کا بھی ذکر خیر بادشاہ کے حضور مین کیا۔ اُسی وقت آپ کو بُلایا آپ ملازمت مین باریاب ہوئے بادشاہ نے آپ کی بڑی تعظیم و توقیر کی۔ بے شمار زر و جواہر نذر کیا۔ آپ فقیر تھے مگر دل امیر تہا۔ جو کچہ حضور سے آپ کو ملا۔ آپ نے تمام مُریدین اور معتقدین پر تقسیم کر دیا۔ ہمیشہ آپ کی یہی عادت تھی۔ جو کچہ آمدنی ہوتی تھی وہ سب فقرا و غربا کو عطا کرتے تھے۔ ایک پیسا بھی نہین رکھتے تھے آپنے ایک روز بندگان عالی حاتم ثانی سے عرض کیا کہ مکہ مسجد کا فرش شکستہ و ریختہ ہو گیا ہے نمازیون کو تکلیف ہوتی ہے آپ فرش سنگین بنوا دیجئے۔ حاتم زمان نے تیس ہزار روپیے اس کام کے لئے عنایت کئے۔ شاہ صاحب نے مسجد کا تمام صحن سنگین بنوا دیا۔ عند اللہ ماجور۔ وعند الناس مشکور ہوئے۔ آپ نے اس ریاست مین اور بھی بہت سے کام کئے جو یادگار ہین شہر مین بلکہ کل ممالک دکن مین ہزارہا آپ کے مُرید و معتقد ہین۔ آپ کی ذات من ینفع الناس کا مصداق تھی۔ آپ نے مدت العمر کسیکو نہین ستایا ہمیشہ راضی برضا عین ہستی مین فنا فی الفنا تھے۔ آپ کے ذریعہ و توسل سے ہزارہا حاجتمند کامیاب اور اکثر فقرا امراہو گئے۔ آپ کی خانقاہ غربا و فقرا کا مرجع تھی۔ جو کوئی شہر مین غریب الوطن آتا تہا۔ آپکی خانقاہ مین فروکش ہوتا تہا۔ آرام سے رہتا تہا کھانا پینا اطمینان سے پاتا تہا۔ غریب کو خانقاہ مین وطن کا لطف و مزہ حاصل ہوتا تہا۔ آپ موزون الطبع تھے۔ کبھی کبھی سخن موزون کرتے تھے آپکے

کلام سے عرفان و توحید عیان ہے اور وجد و حال کا مضمون نمایان ہے۔ ہم ذیل مین آپ کے دیوان مطبوعہ سے چند اشعار گزارش کرتے ہین تاکہ ناظرین اُس سے مستفید ہو وین آخر آپ نے تاریخ ۲۲ ماہ ذیقعدہ ۱۳۰۲ھ ہجری مین اس جہانِ فانی سے انتقال کیا۔ یوسف شاہ صاحب کے تکیہ کے قریب اپنے باغ مین مدفون ہوئے۔ سالانہ آپ کا عرس بڑے شان و عظمت سے ہوتا ہے دو روز تک مجلس سماع ہوتی ہے قوّال و گویئے وجدانی غزلین گاتے ہین۔ سامعین وجد و حال مین مست ہوتے ہین آپ کی مسند پر آپ کے برادرزادے حضرت جامع الکمالات والحسنات محمد شاہ صاحب مدظلہٗ جانشین ہین پیری مُریدی کا سلسلہ بدستور برابر جاری ہے صاحب سجادہ نشین لایق و صاحب دل ہین اس شہر مین اِن کا دم غنیمت ہے اکثر امرا کے پاس آمد و رفت رکھتے ہین کبھی کبھی حاجتمندون کو سفارش سے کامیاب فرماتے ہین۔ مکہ مسجد کی خانقاہ مین مقیم ہین۔ ہر جمعہ کو نماز کے بعد سماع کی مجلس ہوتی ہے اکثر مُریدین و طالبین سماع مین شریک رہتے ہین۔

من اشعارہ قدس سرّہ

شکل انسان مین خدا تھا مجھے معلوم نہ تھا		حق مین ناحق مین جدا تھا مجھے معلوم نہ تھا
گمنامی ہماری ہے یہی نام ہمارا	ولہ	آغاز ہمارا ہے نہ انجام ہمارا
کوئی جانے کیا عزّ و شانِ محمدؐ	ولہ	خدا آپ ہے رتبہ دانِ محمد
آشیان اپنا گلستان سے اُٹھالے بلبل	ولہ	باغ کو چھوڑدے جنگل کی ہوا لے بلبل
حمدِ خدائے پاک زبان پر جو لائین ہم	ولہ	یا نعتِ مصطفےٰ مین اگر لب ہلائین ہم
ستم کو ترے کب ستم جانتا ہون		عنایات و لطف و کرم جانتا ہون

دو عالم کی ہستی ہے موہوم ساری | جسے دیکھتا ہون عدم جانتا ہون
اگر شکل گل ہون اگر خار ہون مین ولہ | گلستانِ قدرت کا اظہار ہون مین
حور و غلمان چاہئے یا رونہ رضوان چاہیے ۔۔ | عاشقون کو راز اپنا جانِ جانان چاہیے
منصور کو جب سولی چڑہانیکے دن آئے ۔۔ | خوش تہا کہ مرا رتبہ بڑہانیکے دن آئے
تحیر مجھے ہے تری جستجو ہے ۔۔ | تو آئینہ سا خود مرے روبرو ہے
عاشقون کے درد کی دارو ہے درمان اور ہی ۔۔ | درد ظاہر کے لئے فکر طبیبان اور ہے
کہو اس یار سے کیون ایسا ستاتا ہے مجھے ۔۔ | آپ آتا بھی نہین اور نہ بلاتا ہے مجھے
بوالہوس کو محفل جانان مین جانا منع ہے ۔۔ | شل پروانہ مگس کو یہ بلانا چاہیے
ہم گرچہ نہین لائق دربار تمہارے ۔۔ | مشہور تو ہین بندہ سرکار تمہارے

خواجہ صاحب

خواجہ صاحب نام۔ آپ دیوانہ وضع تھے لیکن کار خود ہشیار۔ آپ کی عمر ستر سے متجاوز تھی۔ بظاہر ہوش وحواس سے بری۔ اور دستار ولباس سے عاری تھے۔ ہمیشہ شہر حیدرآباد کے کوچہ وبازار مین سرگردان وحیران پہرتے تھے۔ خدام دربار ایسے اولیاء کے جویا رہتے تھے۔ بادشاہ صاف دل اعلیٰحضرت قدر قدرت افضل الدولہ بہادر کی خدمت مین عرض کئے کہ یہ بزرگ مجذوب ہین۔ گویا یہ دکن کے قطب ہین شاہِ حاتم دل مجذوب کے دیدار کے شایق ہوئے اور حکم دیا کہ حاضر کرو۔ حاضر کئے۔ اعلیٰحضرت خلد منزل کو مجذوب کے دیوانے حرکات وسکنات سے

مجذوبیت محقق ہوئی بیشمار زر عطا کیا۔ مگر دیوانے کے ہاتھ مین زر و جواہر سے کچھ نہین آیا لیکن پہنچانے والے مالدار ہو گئے۔ آخر دیوانہ مال و زر کی حسرت مین شہر سے دس بارہ میل کے فاصلہ پر چلا گیا۔ چند روز وہین ادہر اودہر بھٹکتا رہا پہر کسی نے اُس کا ذکر نہین کیا آخر وہین فوت ہو گیا۔ تردد کرتا تہا کوئی اسکا پرسان حال نہین ہوا نہ کسی نے حضور مین اُسکا ذکر کیا بیچارہ غریب دیوانہ مقام فرودگاہ مین فوت ہوا۔ یہ واقعہ خلد منزل کی رحلت سے دو تین سال قبل گذرا

سید خوندمیر

آپ سید بڈہا ابن سید یعقوب عیضی کے صاحب زادے ہین۔ آپ سادات عیضی صحیح النسب سے ہین آپ کے جدّ اعلیٰ ولایت عجم سے گجرات مین آئے اور پٹن مین متوطن ہوئے سید حسین خنک سوار خلیفہ شیخ المشایخ نظام الدین اولیا اور آپ کے جدّ اعلیٰ سید محمود کبیر باہم حقیقی بہائی ہین۔ چند مدت کے بعد فوت ہوئے پٹن مین مدفون ہین۔ آپ کی ولادت پٹن مین واقع ہوئی۔ آپ کی والدہ بی بی جیو عابدہ زاہدہ تہین۔ تازہ وضو کر کے دوگانہ ادا کرتی تہین اور درگاہ الٰہی مین مناجات کرتی تہین۔ خداوندا اگر یہ لڑکا تیرے مقبول بندون سے ہو تو اس کو محفوظ رکھ نہین تو اسکو نیست و نابود کر۔ بعد ازان دودہ پلاتی تہین جب آپ ڈہائی سال کے ہوئے۔ والد نے رحلت کی۔ والدہ ماجدہ نے آپ کی تعلیم و تربیت کی اور آپ کے چچا سید شادی بن یعقوب نگرانی فرماتے تھے۔ اور تعلیم بھی کرتے تھے جب آپ نے گیارہوین سال مین قدم رکہا عم بزرگوار نے اپنا مرید و خلیفہ و جانشین کیا چند روز کے بعد

عم بزرگوار نے بھی رحلت کی۔ دوسرے عم اور بنی اعمام نے سجادگی کے بابت آپ سے تنازع وتخالف شروع کیا۔ آپ حسب بشارت مخدوم سید حسین قدس سرہٗ مع والدہ پٹن سے احمد آباد گجرات مین آئے اور یہان علما و فضلا سے کتب درسیہ ختم کین اور مشائخ کرام سے فیض باطنی حاصل کیا۔ حضرت قطب عالم اور حضرت سید علاء الدین سے بھی استفادہ کیا۔ آپ فرماتے تھے۔ مین نے جو کچھ نعمت حاصل کی اُس کے تین حصے تقسیم کیے ایک اپنے لیے۔ دوسرا فرزندون کے لیے۔ تیسرا مریدین وطالبین کے لیے۔ آپ حقیقت و معرفت مین ڈوبے ہوئے تھے۔ سراپا عرفان تھے صاحب خوارق عادات وکرامات تھے۔ فقرا و غربا دوست مہمان نواز تھے۔ واردین وصادرین کی خاطر و مہمان داری فرماتے تھے۔ جہانتک ہوسکے اعانت و مساعدت کرتے تھے اور احمد آباد مین آپ نے والدہ کے اصرار سے ایک صالحہ بی بی سے عقد کیا سلطان احمد والی گجرات کا وزیر ملک شعبان آپ کا معتقد تھا حضرت کا مرید رشید تھا۔ قلت فرصت کی وجہ سے حاضر نہین ہوسکتا تھا۔ اپنے فرزند ملک خوش باش کو ہمیشہ آپ کی خدمت مین بھیجتا تھا۔ ایک روز آپ کی والدہ نے آپ سے کہا کہ مقبرے کے لیے ملک شعبان سے زمین طلب کیجیے۔ آپ نے ملک خوش باش سے کہا خوش باش نے عرض کیا مین نے آپ کے لیے مقبرہ تیار کیا ہے۔ اگر پسند ہو تو لیجیے۔ آپ کی والدہ بہلی مین سوار ہوکے مقبرے مین گئین اور مقبرہ دیکھا۔ فرمایا یہ جائے میرے ہی لیے ہے۔ ملک خوش باش نے عرض کیا میرا گنبد جو تیار ہے اُس مین اپنے لیے قبر تیار کرین۔ آپ کی والدہ نے فرمایا جو اول فوت ہوئے گنبد مین دفن کیا جائے۔ تقدیر ایزدی سے ملک خوش باش اول

فوت ہوا۔ اسکو گنبد مین دفن کئے آپ کی والدہ نے آپ سے بیعت کی عابدہ زاہدہ صالحہ رابعہ ثانیہ تہین۔ چہاردہم جمادی الثانی کو فوت ہوئین۔ بی بی پورہ مین مدفون ہوئین اور آپ نے بھی دسوین تاریخ ماہ ربیع الثانی ۱۱۸۲ھ ہجری مین رحلت کی والدہ کے مقبرہ واقع بی بی پورہ احمد آباد گجرات مین مدفون ہوئے۔

نسب کا شجرہ

سید خوند بن سید مٹہا بن سید یعقوب بن محمود کبیر برادر سید حسین خنگ سوار۔ یزار و بترک بہ۔

مولوی خیر الدین سورتی شاگرد مولوی فخر الدین اورنگ آبادی رح

آپ محدث و فقیہ و واعظ تھے آپ کی قوت بیانیہ نہایت درست تھی اور آپ کی تقریر دلپذیر پر تاثیر تھی۔ وعظ مین جب چاہتے سب کو رُلاتے جب چاہتے سب کو ہنساتے۔ گویا قلوب خلایق کی باگ آپ کے دستِ قدرت مین تھی نقشبندیہ طریق مین مُرید تھے۔ مجالس بدعت مین کبھی شریک نہین ہوتے تھے اکثر لوگ آپ کے مُرید تھے عصر و مغرب کے مابین مُریدون کو توجہ سے سرفراز فرماتے تھے۔ تہوڑی ہی مدت مین سالک منزل مقصود کو پہنچتا تہا۔ اکثر علما آپ سے حدیث مین سند حاصل کرتے تھے طلبہ کو نہایت محبت و تلطف سے پڑہاتے تھے خوش خلق و خوش وضع تھے حلیم و بردبار تھے متقی و پرہیزگار تھے زمانہ داری مین مشہور و زنگار تھے۔ آپ کی خانقاہ سورت مین تھی۔ اکثر حجاج آپ کے مکان پر فروکش ہوتے تھے آپ مہمان نواز تھے۔ غربا و فقرا کے ساتھ نوازش فرماتے تھے حیدر آباد

واورنگ آباد مین آتے جاتے تھے سب امراے دکن آپ کی تعظیم وتکریم کرتے تھے۔ اہل مکہ ومدینہ بھی آپ کو خیر الدنیا والدین لکھتے تھے۔ آپ کی وفات ۱۱۲۰ھ ہجری مین واقع ہوئی۔ بندر سورت مین مدفون ہوئے۔ چونکہ آپ کو اولیاء دکن سے تعلق رہا ہے اس وجہ سے مین نے اولیاء دکن مین شریک کیا۔ اور نیز سابق مین گجرات دکن مین شمار کیا جاتا تھا۔

مولوی خیر الدین خان کی امانت داری کی نقل

آپ کے شاگرد نے آپ کے پاس ایکہزار روپیہ امانت رکھا۔ اور اُس مین تصرف کرنے کی اجازت دی آپ نے زر معلوم کو خرچ کر دیا۔ شاگرد رشید چندروز کے بعد آیا۔ اور زرامانت کو طلب کیا۔ آپ نے فرمایا صبر کرو چندروز مین بندوبست کر دیتا ہون اُس نالائق نے کہا۔ یہ بات آپ کی شان کے لائق نہین۔ بہرحال جلد دیجئے نہین تو آپ کے حق مین بہتر نہوگا۔ آپ نے عذر کیا۔ اور مہلت چاہی اور نارشید نے قبول نہین کیا۔ آپ کے مکان پر چند جوان مقرر کردئے اور آپ کو مُنھ سے بُرا بھلا کہنے لگا۔ آخر اس عرصہ مین کہین سے رقم آپ کے پاس آگئی۔ فی الفور دیدئے۔ اور شاگرد سے ناخوش نہین ہوئے۔ واہ کیا صاف دل وصاف باطن تھے۔ پھر اُس شاگرد کو سفر درپیش آیا۔ استاد کے پاس آیا اور عرض کیا رقم حاضر ہے امانت رکھئے اور میرا قصور معاف کیجئے۔ آپ نے فرمایا عزیزی مین تیرا ممنون ہون تم کس بات کی معافی چاہتے ہو۔ اگر امانت رکھتے تو مین امین ہوتا ہون۔ مگر مجھکو تصرف کی اجازت مت دو۔ اب مین آئندہ تیری امانت مین تصرف نہین کرونگا۔ سُبحان اللہ اُس وقت

مین کیا پاک طینت و نیک سیرت بزرگ تھے کہ اُمنیں غرور و نفسانیت کا نام و نشان نہین ہوتا تھا

آپ کی ہمدردی مسافر کے ساتھ

نقل ہے کہ سورت مین ایک مسافر غریب الوطن حج کے ارادے سے آیا تہا۔ زادِ راحلہ کافی نہین رکھتا تہا۔ حجاج جہاز پر سوار ہو گئے۔ غریب بھی آخر پہنچا۔ ناخدا نے کہا کہ جہاز مین پانی کم ہے۔ اب ایک آدمی کی گنجایش نہین بیچارہ مایوس ہُوا۔ اور مولوی صاحب کی خدمت مین آیا اور عرض کیا کہ آپ مالکِ جہاز سے جو قوم نصاری ہے چل کر میری سفارش کر دیجئے۔ وہ آپکی سفارش سے مجکو ضرور سوار کرے گا۔ آپ اُس کے ساتھ ہوئے اور کپتان کے گھر پر آئے کپتان مدت سے آپ کی ملازمت کا مشتاق تہا۔ کئی مرتبہ درخواست کی تھی کہ مین حاضر ہوتا ہون۔ آپ نے فرمایا تہا کہ میرے پاس مت آؤ مین نہین ملون گا۔ کپتان مکان مین کرسی پر بیٹھا ہوا تہا۔ آپ بھی فرش پر بیٹھ گئے۔ وہ انگریز آپ کی سیرت و نام سے واقف تہا مگر کبھی آپ کی صورت نہین دیکھا تہا۔ آپ نے غریب کے لئے سفارش کی نہین مانا۔ آپ نے نہایت انکساری و زاری سے مکرر سہ کرر کہا مگر اُس نے نہین سُنا بلکہ کہا یہ بزرگ عجب عقلمند ہے کہ میرا کہنا نہین سُنتا۔ آخر آپ رنجیدہ ہو کر وہان سے چلے دروازے تک نہین پہنچے تھے کہ کپتان کو معلوم ہوا کہ آپ مولوی خیرالدین تھے اُسی وقت دوڑا اور آپ سے ملا۔ سر سے ٹوپی نکالی اور عرض کیا۔ اگرچہ جہاز مین پانی کم ہے مگر مجکو آپکے حکم کی تعمیل مقصود ہے اُسی وقت غریب مسافر کو جہاز پر سوار کیا۔ مولوی صاحب ہمدردی و اعانت مین بے نظیر فرد تھے۔ بیزار و بترک بر

حضرت خاکی شاہ قدس سرہٗ

خاکی شاہ نام۔ شاہ عبدالقادر لنگ ہند کے مُرید۔ نواب عماد الملک بہادر خان صوبہٗ حیدرآباد کے زمانہ مین زندہ تھے حالتِ جذب وسلوک مین مستغرق رہتے تھے ابتدائے حال مین بنگ خانہ مین پہر رات تک گذارتے تھے پہر اپنے سکونت گاہ پر جو حسین ساگر کے کنارے واقع تھی تشریف لاتے تھے معتقدین مین سے ہمیشہ دو شخص بنگخانہ سے آپکے ہمرکاب ہوتے تھے۔ آپ تالاب کے چوتہائی حصہ تک دونون کو ہمراہ آنے دیتے تھے اور وہان سے اُن کو رخصت کرکے آپ تنہا مکان پر آتے تھے۔ ایک روز دونون نے خیال کیا کہ حضرت ہمکو یہان سے رخصت کرتے ہین اور آپ تنہا جاتے ہین۔ کیا بات ہے آج چھپکر دیکہنا چاہیے اُس روز معمول کے موافق چوتہائی تالاب تک ہمراہ رہے اور ظاہر حضرت سے رخصت ہوکر تالاب کے کٹّے مین پوشیدہ ہوگئے اور پانچ لمحے کے بعد کیا دیکھتے ہین کہ خاکی شاہ تالاب کے پانی پر خرامان خرامان اِس طرح چل رہے ہین جیسا کوئی آدمی خشکی پر چلتا ہے ایک آن مین مکان پر پہونچگئے۔ دونون یہ خرق عادت دیکھکر آپ کے معتقد ہوئے۔ دوسرے دن معمول کے موافق حضرت اور دونون شخص بھی بنگ خانہ مین آئے دونون شخص حضرت کے قدم پر گرے اور پابوس ہوئے اور رات کا پورا قصہ بنگ خانہ مین حریفان مشرب سے بیان کیا۔ یہ بات سُنتے ہی حضرت نے رکا کا رستہ لیا اور اُسی دن سے بنگ خانے کا جانا ترک فرمایا۔ انوار الاخیار مین لکھا ہی کہ حضرت خاکی شاہ اسم بامسمّی تھے عالم تسلیم و رضا مین مقیم تھے اور آپ کی ذات اِس مضمون کے

(خاکساری مین ہماری خاکساری ملگئی) مصداق تھی۔ ایک روز ایک بے ادب نے شوخی وگستاخی سے آپ کے چہرۂ مبارک پر تھُوک کر کے بلغم پھینکا آپ اُس کے اس بیہودہ حرکت سے ذرا بھی متغیر نہوئے اور بلغم کو بھی چہرۂ مبارک سے دور نہین فرمایا۔ اُس شخص کے طرف دیکھا تک نہین جب ایک دوسرے شخص نے بلغم کو چہرۂ مبارک سے دور کیا تب بھی کچھ التفات نہ کی تسلیم و رضا مین اس قدر محو تھے کہ خودی سے بیخود خوشی و غمی سے بیخبر تھے۔ آپکی وضع فقیرانہ تھی کبھی رنگین کبھی سفید کبھی خاکی لباس پہنتے تھے۔ آخر دوسری تاریخ ماہ رجب ۱۳۰۰ ہجری مین اس عالم خاک سے عالم پاک کو روانہ ہوئے حسین ساگر کے کنارے سکونت گاہ مین مدفون ہوئے آپ کی قبر زیارت گاہ خلایق ہے۔ آپ کے عرس کے لئے سرکار عالی نظام مدظلہ العالی کے طرف سے وظیفہ سالانہ مقرر ہے۔ عرس بڑے عظمت سے ہوتا ہے مشائخ اور فقرا کی مجلس منعقد ہوتی ہے سب فیضیاب ہوتے ہین۔

باب الدّال

حضرت داؤد بادشاہ صاحب قدس سرہٗ

آپکا اصل وطن دکن ہے زمانۂ خوردسالی سے آپ کو علم سلوک کے طرف رغبت تھی آہستہ آہستہ آپکی نوبت مرتبہ جذب کو پہونچی۔ مجذوب کامل ہوئے کبھی مجذوبانہ کبھی سالکانہ کلام کرتے تھے۔ خلایق کے مرجع تھے ارباب دکن آپ کے خوارقِ عادات کے معتقد تھے انوار الاخبار مین لکھا ہے کہ اورنگ آباد سے کوئی سپاہی زادہ معاش کی تلاش مین نکلا مدت کے بعد حیدرآباد مین پہونچا اور دیر تک امرا کے در پر پھرتا رہا لیکن کوئی اُسکے داد کو نہ پہنچا آخر مایوس ہو کر

حضرت کی خدمت بابرکت مین آیا۔ اور اپنا حال عرض کیا حضرت نے اُسکو اسماء الٰہی میں سے
ایک اسم کی اجازت دی کہ تو اُسکی مواظبت کر اور اپنے وطن مالوفہ اورنگ آباد کو لوٹ جا
تجھے اس اسم کی برکت سے بہت دولت وحشمت حاصل ہوگی یہ شخص حضرت کے حکم سے اورنگ آباد
مین آیا اور جس مریض پر اُس اسم کو دم کرتا تھا وہ فوراً صحت پاتا تھا۔ اورنگ آباد مین اُس کی
بہت شہرت ہوئی۔ اور اُس کو اسقدر دولت وحشمت حاصل ہوئی کہ وہ شہر مین معززین
سے شمار کیا جاتا تھا۔ اور صاحب انوار الاخبار نے یہ بھی لکھا ہے کہ آپ پانی کو برنگ شراب
اور شراب کو برنگ آب کر دیتے تھے۔ آپ مغفرت مآب حضور آصفجاہ اول کے آخر زمانہ
تک زندہ تھے آپ کی وفات قریب ۱۱۵۰ھ ہجری مین واقع ہوئی۔ بالائے شاہ علی بندہ
بر سر راہ مدفون ہوئے آپ کا مزار زیارت گاہ خلائق ہے۔ آپ کے عرس کے لئے سرکار عالی
نظام مدظلہ العالی سے سالانہ رقم معتدبہ ملتی ہے۔ عرس کا عمدہ جلسہ ہوتا ہے فقراء ومشائخ مجمع
ہوتے ہین اور معتقدین بھی حاضر ہوتے ہین اور حاجات کو پاتے ہین۔

شاہ درویش بن شاہ ولی اللہ عرف شاہ راجی

آپ اولاد مین سید محمد حسینی بندہ نواز گیسو دراز کے ہین۔ والد کے مرید وخلیفہ تھے کیمیا و
علم تصوف والدہی سے حاصل کیا تھا تقویٰ وزہد مین مشہور تھے ہمیشہ گوشۂ تنہائی مین رہتے تھے
مابین عصر ومغرب خانقاہ مین تشریف لاتے تھے۔ کوئی حاجتمند طالب آتا تھا تو بہرہ یاب ہو جاتا تھا
مزاج مین تیزی زیادہ تھی۔ کئی رسائل تصوف مین دکنی زبان مین لکھے ہین مسائل صوفیہ کو خوب

واضح طور سے بیان کئے ہین۔ آپ کے دو صاحبزادے ایک شاہ عبد النبی عرف صاحب بادشاہ دوسرے شاہ ولی عرف پیران صاحب تھے۔ آپ کی وفات ۱۴ رجمادی الاول ۹۷۲ھ ہجری مین واقع ہوئی۔ اندرون شہر جوہری گلی کے متصل والد کے روضہ مین مدفون ہوئے زار وبترکہ

شاہ داول قدس سرہٗ

آپ کا نام شیخ عبد اللطیف اور داور الملک خطاب اور شاہ داول عرف ہے آپ شیخ محمود قریشی کے صاحبزادے ہین۔ مرآت سکندری کے مولف نے لکھا کہ آپ سلطان محمود بیگرہ کے امرا مین تھے اور داور الملک کے خطاب سے مخاطب تھے پسندیدہ صفات وحمیدہ آیات تھے۔ فقرا دوست وعلما پرست دنیا کی جاہ وحشمت سے متنفر تھے۔ فقرا کی صحبت کی بدولت آپ کے دل مین محبت الٰہی کا شوق پیدا ہوا۔ تمام جاہ وحشمت ومال ودولت سے علیحدہ ہوئے درویشی اختیار کی اور شاہ عالم کی خدمت مین بیعت کی اور ریاضت وعبادات مین مشغول ہوئے شاہ عالم نے آپ کو وضو کے پانی کی خدمت تفویض کی مدت تک اس خدمت پر مامور رہے

نقل ہے

کہ ایک روز شاہ عالم وضو کر رہے تھے۔ اور داور الملک مخدوم کے ہاتھ پر پانی ڈال رہے تھے اُس وقت کوئی امیر زادہ جو مرض مین مبتلا تھا۔ آپ کے پاس آیا شفا کی درخواست کی شاہ عالم نے وضو کے بعد چند قطرے اپنے ہاتھ سے امیر زادے پر ڈالے اُسکو شفا ہوئی۔ پھر شاہ عالم نے داور الملک کو فرمایا کہ اکثر اوقات افراد خلائق مطالب کے لئے حضرت مخدوم خواجہ معین الدین چشتی کی خدمت مین آتے تھے اور درخواست کرتے تھے۔ خواجہ موصوف خلائق کے مطالب کو سالار مسعود غازی

کی روح پرفتوح کے حوالہ کرتے تھے۔ اور خود فارغ رہتے تھے۔ مجکو بھی ویسا ہی کرنا چاہیے اُسوقت
داور الملک کے دل مین یہ خیال پیدا ہوا۔ کہ یہ امر کس کے لئے ظاہر ہوتا ہے۔ شاہ عالم کشف باطنی
سے داور الملک کے خیال و خطرے پر واقف ہوئے۔ فرمایا خداتعالیٰ تجکو یہ مرتبہ عطا کریگا
اور تو درجۂ شہادت کو پہنچے گا۔ اور تجہ سے خلایق کی حاجت روائی ہو گی۔ چنانچہ چند روز کے بعد
سلطان محمود نے آپ کو قصبہ کامرون کا تہانہ دار کیا۔ آپ اُس قصبہ مین گئے اور اہل قصبہ
کو مطیع کیا۔ قوم گراسیہ جو اسند کافر و سیاہ دل تھے آپ کی خدمت مین آمد و رفت
کرتے تھے اُن مین سے ایک شخص نے آپ کو فریب بکر کہا کہ فلان شخص کے پاس تلوار
بےمثل ہے جب وہ آپ کے پاس آوے آپ اُسکو ملاحظہ کرنا۔ پس داور الملک کو تلوار دیکھنے
کا شوق ہوا۔ اور اُسی شخص نے مالک تلوار سے کہا کہ حاکم تجکو فریب سے قتل کرنا چاہتا ہے
جب حاکم تجہ سے تلوار مانگے اُسوقت ہوشیار رہنا چاہیے۔ چنانچہ مالک تلوار نے تمام
اپنے قرابت دارون کو اس امر سے مطلع کیا کہ مین داور الملک کے پاس جاتا ہون جب وہ
میری تلوار مانگے گا تم سب اُس پر حملہ کرکے اُس کا کام تمام کرنا۔ غرض وہ گراسیہ آپ کی
خدمت مین آیا اور آپ نے اُسکی تلوار ملاحظہ کے لئے مانگی۔ اُسی وقت اُسکے اقارب نے
آپ پر حملہ کیا اور آپ کو شہید کیا۔ یہ واقعہ ماہ ذیقعدہ ۸۰۹ھ ہجری مین واقع ہوا۔ اور
قصبۂ کامرون مین مدفون ہوئے۔ آپ اکمل اولیاء سے ہین برار و خاندیس اکثر مقامات
مین آپ کے چلّے قائم ہین۔ اور ہر ایک مقام مین سالانہ آپ کا عرس ہوتا ہے۔ خاص و عام
آپ کے ساتھ عقیدہ واثق رکھتے ہین۔ دکن مین آپ کی شہرت سالار مسعود غازی کی طرح ہے

شاہ درویش محی الدین قادری

شاہ درویش نام۔ محی الدین لقب ہے اور دستگیر صاحب عرف ہے آپ شاہ عبد محی المحی الدین
کے فرزند ہیں۔ والد ماجد آپ کی خوردسالی میں فوت ہوئے۔ آپ کی عمر اُس وقت چار برس
کی تھی جد بزرگوار شاہ محی الدین ثانی نے آپ کی تربیت و تعلیم کی۔ آپ علوم ظاہری و
باطنی میں کامل ہوئے ایک روز جذبہ محبت الٰہی کے شوق میں جد بزرگوار سے بعیت
و خلافت کی اجازت چاہی۔ آپ نے فرمایا بابا ابھی نوکری کیجئے۔ پھر درویشی میں قدم
رکھئے۔ آپ نے جد بزرگوار کے حکم سے نوکری اختیار کی۔ مقرب خان کی تعناتی میں رہے
کئی معرکوں میں لڑے۔ کئی زخم اُٹھائے۔ پھر نوکری ترک کی۔ اور جد بزرگوار کی خدمت
میں آئے مُرید ہوئے مدّت تک آپکی خدمت میں رہے اور خلافت کا خرقہ عم بزرگوار شاہ
عبد اللطیف ثانی سے لیا اور مرشد کی رحلت کے بعد سجادہ نشین ہوئے چوبیس سال
تک مریدین طالبین کی ہدایت کرتے رہے۔ آپ کے اکثر خلفا مثلاً شاہ عارف خدانما
و شاہ توکل وغیرہ صاحب کمال تھے۔ حقایق و معارف میں کامل تھے۔ خانعالم کلان
و امین خان احتشام جنگ وغیرہ امرا آپ کے مُرید تھے۔ علی الخصوص امین خان محقق
وقت تہا۔ انوار الاخبار میں مرقوم ہے کہ درویش محی الدین درویش کامل و عارف فاضل تھے
متقی و پرہیزگار یگانہ روزگار تھے اکثر دکن کے امرا آپ کے مُرید تھے۔ نظام الملک آصفجاہ بھی آپ سے
نہایت ادب سے ملتے تھے۔ شہر کے تمام مشائخ آپ کی تعظیم و تکریم کرتے تھے۔ حضرت صاحب قادری
آپ کے معاصر تھے۔ حیدرآباد میں آپ مشاہیر مشائخ سے شمار کئے جاتے تھے مستعد پورہ میں

سکونت پذیر تھے۔ آپ متوکل و قانع راضی برضا و تسلیم تھے۔ کسی سے جاگیر و معاش کا سوال
نہین کرتے تھے۔ ایک روز قاضی میر خلیل اللہ خان بن قاضی بابا مرحوم نے جو آپ کی
خدمت مین ارادت رکھتے تھے۔ اتارپور کی جاگیر کا پروانہ بھیجا۔ محاصل جاگیر کا دو ہزار
روپیہ تھا۔ پروانہ مُہری دستخط خاص آصفجاہ سے تھا۔ آپ اُسوقت بھنت نگر مین تھے
اُسی وقت فرزند غلام محی الدین کو بلایا۔ اور فرمایا کہ قاضی صاحب کو لکھو کہ مین آجتک
آپ کو مخلص دوستون سے جانتا تھا۔ فی الحال مفسدون سے تصور کرتا ہون۔ اگر فقیر اسکو
قبول کرے گا تا بزندگی فارغ البال رہے گا۔ مگر میرے بعد اولاد مین ترکہ کی وجہ سے
عداوت ہوگی۔ اور سرکار جاگیر ضبط کرلے گی۔ میری اولاد دربدر پھرے گی اس سے بڑھ کر
کیا فساد ہوگا۔ فقیر کو امرا کا روزینہ نہ چاہیے۔ اگر آپ میرے دوست ہین تو آئندہ ایسی حرکت
نکرینگے۔ پھر پروانہ کو چاک کیا۔ ملفوف کرکے واپس کیا۔ پھر آپ ارکاٹ مین شاہ صبغۃ اللہ
ثانی کی ملاقات کے لئے گئے راہ مین کڑپہ آیا۔ وہان کا حاکم عبد العزیز خان عرف موجہ میان
استقبال کے لئے آیا۔ اُس روز خان صاحب کے والد کی فاتحہ تھی۔ دیوان سے کہا جو
فقیر آوے اُسکو فی نفر ایک روپیہ اور ایک چادر دی جائے۔ نواب صاحب آپکی
خدمت مین تھے اتنے مین ایک فقیر آیا اور کہا نواب تیرے وزیر نے مجکو نہین دیا۔
نواب نے کہلا بھیجا اور فقرا کی طرح اس فقیر کو بھی دو۔ وزیر نے کہا یہ فقیر دوبارہ مانگتا ہے
نواب نے کہا یہ فقیر حریص ہے۔ آپ نواب کا یہ کلمہ سُنتے ہی غضبناک ہوئے۔ نواب قدمون
پہ گرا نادم ہوا۔ آپ نواب کی سرحد سے نکلے۔ سُبحان اللہ آپ کو فقرا کا کسقدر لحاظ

تہا۔ نواب کی عظمت وشان کو بالائے طاق رکھا۔

نقل ہے

کہ آپ ایک روز مسعود پورے مین بالاخانے پر بیٹھے تھے۔ دیکھا کہ کوتوالی کے سپاہی ایک شخص کو پہولون کے ہار پہنائے لیجائے جاتے ہین۔ آپ نے دریافت کیا کون ہے اہل ہنگامہ نے عرض کیا حضرت یہ مجرم ہے۔ یکہ مسجد مین علی علیہ السّلام کا نام لیا اور اصحاب ثلاثہ کا ذکر نہین کیا۔ شاید یہ امامیہ ہے واجب القتل ہے قتل کے لئے لیجاتے ہین۔ آپ نے فرمایا ٹہرو۔ فرمایا اے مسلمانون اگر کوئی حضرت علی کا نام لیوے تو واجب القتل ہوتا ہے اور اُسکو قتل کرتے ہو مین تو حضرت کی اولاد مین ہون مجکو قتل کرو پہر مجرم کو۔ تمام نادم وپشیمان ہوئے۔ بیچارے سیّد نے موت کے پنجے سے رہائی پائی۔

نقل ہے

ایکروز آپ کی خدمت مین ایک بزرگ امامیہ آئے اور کلمہ امامیہ طریق سے پڑہا آپ سُنکے خاموش ہوئے حاضرین مجلس نے عرض کیا حضرت یہ کلمہ کیسا؟ آپنے فرمایا اے صاحبو ہمارے مذہب سُنّت جماعت مین علی ولی اللہ کہنا بدون انضمام کلمہ طیّبہ درست ہے۔ امامیہ اُسکے انضمام کے قائل ہین صوفیون کا قول ہے کہ رسالت وولایت وحدانیت کے دو گواہ ہین۔ توحید لا آلہ الا اللہ رسالت محمّد رسولؐ اللہ وولایت علیؑ ولی اللہ آپ صاحب تصنیف وتالیف تھے۔ آپکے مکتوبات عجیب وغریب ہین تصوف کے مضامین کو نہایت خوبی کے ساتہہ لکھے ہین مشکوٰۃ النبوۃ مین چند مکتوب مذکور ہین۔ ہمنے طوالت کی وجہ سے نہین لکھا اگر کسی طالب شائق کو مطالعہ

کرنا منظور ہو تو کتاب مذکور مین ملاحظہ کرے۔ آپ کی وفات ۲۴ ماہ ذیقعدہ ۱۱۵۲ھ ہجری مین ہوئی۔ مرقد بیرونِ شہر متصل کاروان مغربی جانب مین ہے۔ خان عالم خان نے آپ کی قبر پر ایک گنبد تعمیر کیا خلایق کی زیارت گاہ ہے عجیب مقام پُر فضا و خوشنما ہے قاضی میر خلیل اللہ نے تجہیز تکفین کا خرچ جیب خاص سے فرمایا رحلت کے بعد آپ کے گھر مین تجہیز و تکفین کے لئے ایک پیسا بھی برآمد نہین ہوا آپ سعدی کے شعر کے مصداق تھے

قرار در کفِ آزادگان نگیرد مال   نہ صبر در دلِ عاشق نہ آب در غربال

آپکی اولاد مین سید محی الدین احمد۔ سید محی الدین محمد۔ و سید عبد اللطیف ثانی۔ تینون عالم کامل تھے

نسب کا شجرہ

شاہ درویش محی الدین بن شاہ عبد الحی الدین بن محی الدین ثانی الملقب بہ پیر شاہ صاحب بن عبد اللطیف لاابالی بن سید شاہ طاہر الحموی بن سید علاء الدین علی الحموی۔ بن سید عارف الحموی بن شاہ ہاشم الحموی بن سید شاہ قطب الدین محمد الحموی بن سید شاہ شہاب الدین احمد الحموی بن سید شاہ بدر الدین حسن الحموی بن سید علاء الدین علی الحموی بن سید شاہ شمس الدین محمد الحموی۔ بن سید شاہ سیف الدین یحیٰ الحموی۔ بن سید شمس الدین احمد بغدادی۔ بن سید ظہیر الدین ابو المسعود احمد بغدادی بن سید شاہ عماد الدین ابی صالح نصر البغدادی۔ بن سید قطب الآفاق تاج الدین عبد الرزاق بغدادی۔ بن حضرت غوث الثقلین قدس سرہم۔

باب الراء

مخدوم شیخ رحمت اللہ چشتی صدیقی

آپ شیخ عزیز اللہ متوکل علی اللہ کے صاحب زادے ہین۔ آپ نے احمد آباد گجرات مین علما و فضلا کی خدمت مین کتب تحصیلی سے فراغت پائی اور اولا والد ماجد سے خلافت کا خرقہ واجازت کا فرمان حاصل کیا۔ ثانیاً شیخ مجد الدین چشتی احمد آبادی گجراتی سے بھی استفادہ کیا۔ اور مرید و خلیفہ ہوئے۔ فرادیس فرختشاہی کے مولف نے لکھا۔ کہ آپ فرماتے تھے کہ مجکو نعمت شیخ المشائخ مجد الدین سے ملی۔ آپ متقی و پرہیزگار متشرع و دیندار تھے ریاضت و عبادت مین بے مثل شرافت و نجابت مین بے بدل تھے سلطان محمود بیگڑہ آپ کا مرید تھا آپ نے شیخپورہ آباد کیا۔ بادشاہ نے اُس مین آپ کے لئے خانقاہ و مسجد بنا کر دی تھی۔ آپ ہمیشہ طالبین و مریدین کو درس و تدریس و ہدایت و تلقین سے سرفراز فرماتے تھے آخر آپ نے ۲۶ تاریخ جمادی الثانی ۹۶۵ھ ہجری مین رحلت کی شیخپورہ مین مدفون ہوئے بادشاہ نے گنبد بنا دیا۔ بزار و متبرک ہے۔

شیخ رکن الدین احمد ثانی چشتی گجراتی

شیخ رکن الدین احمد ثانی نام۔ آپ شیخ حسام الدین شاہ فرخ چشتی کے فرزند دلبند ہین آپکی ولادت باسعادت ۱۳ تاریخ ماہ صفر ۱۱۴۲ھ ہجری مین شہر احمد آباد گجرات مین ہوئی۔ آپکے والد ماجد نے خوشی مین مجلس سماع منعقد کی شہر کے علما و کملا مجلس مین شریک ہوئے۔

اور تمام نے آپ کو مبارکباد دی۔ مجلس میں کسی بزرگ کامل نے فرمایا یہ قطب زمان ہوگا۔
نشو ونما کے بعد آپ نے والدہ ماجدہ سے سات برس کی عمر میں قرآن شریف حفظ کیا۔
مخدوم رحمت اللہ بن سید احمد قادری نے آپ کے حفظ کی بابت مبالغہ کیا ہے۔ پھر آپ نے
علوم وفنون والد ماجد و علما کی خدمت میں حاصل کئے! ور علم تصوف کو خاص والد ماجد سے
حاصل کیا اور خلافت کا خرقہ بھی پایا۔ والد کی رحلت کے بعد سجادہ نشین ہوئے۔ علوم ظاہری
و باطنی میں علامہ متبحر تھے۔ وحدت الوجود کے دریا میں ڈوبے ہوئے تھے۔ سرود سماع
کے فریفتہ وجد و حال کے شیفتہ تھے۔ کریم النفس و نیک محضر حلیم الطبع و حمیدہ سیر تھے۔ علما
دوست و فقرا پرست تھے۔ آپ کی مجلس میں علما و فقرا کا مجمع رہتا تھا باہم علمی مذاکرہ ہوتا تھا۔
کوئی ہمہ اوست کو ترجیح دیتا تھا۔ کوئی ہمہ از وست کو۔ آپ عاشق رسول اللہ و عارف باللہ
تھے۔ فانی فی اللہ باقی باللہ تھے۔ آپ نے ہدایت وارشاد کا دروازہ کشادہ کیا طالبین و
مریدین فیضیاب و فائز المرام ہوتے تھے۔ آپ کے فضائل و کمالات کی شہرت سن کے
بلاد و امصار کے طلبا خدمت فیضدرجت میں حاضر ہوتے تھے اور نعمت حاصل کرتے تھے۔

نقل ہے

کہ ایک درویش مع چند غربا آپ کی خدمت میں آیا اور آپ سے ملاقات کی آپ نے پوچھا
کہاں سے آئے ہو جواب دیا بغداد سے۔ ہم بغداد گئے۔ حضرت محبوب سبحانی کے روضہ پر
معتکف ہوئے۔ ہمکو حضرت محبوب کا ارشاد ہوا کہ گجرات میں شیخ رکن الدین کے پاس جاؤ
تمہارا حصہ انکے تفویض ہے۔ بناء علیہ ہم حاضر ہوئے آپ نے سب کو بیعت سے مشرف کیا

وہ سب چند مدت آپ کی خدمت میں رہے۔ استفادہ کر کے بغداد مراجعت کی۔

نقل ہے

کہ آپ نے ماہ شعبان مین اعتکاف کیا۔ یکایک مرض وبا مین مبتلا ہو کے جان بحق تسلیم کی۔ آپ وظائف عقد انامل پر پڑہتے تھے انتقال کے وقت وظیفہ جاری تہا۔ انتقال کے بعد بھی بدستور عقد انامل جاری و متحرک تہا۔ یہ امر آپ کے خوارق سے تہا۔ شہر مین شہرت ہوئی۔ کاکاجی حاکم بڑودہ یہ خبر سُنکے مع چند اطبّا حاضر ہوا اطبّا نے ملاحظہ کر کے کاکاجی حضرت جان بحق ہوئے۔ عقد انامل کا متحرک ہونا آپ کی کرامت ہے۔ آپ کو اُسی حالت مین دفن کئے۔ آخر آپ نے ۲۵ شعبان ۱۰۹۸ھ ہجری مین رحلت کی۔ محلہ شاہ پور احمد آباد گجرات مین والد ماجد کے قریب مدفون ہوئے۔ آپ کی عمر ستاون سالہ تھی اور مدت خلافت تیئیس سال آپ کے چار فرزند تھے شیخ رشید الدین مودود لاچشتی شیخ جمال الدین ثالث گجراتی چشتی شیخ فرید میان حسینی۔ حضرت بڑے میان چشتی۔ یزار و تبرک بہ۔

شیخ رشید الدین چشتی گجراتی

شیخ رشید الدین نام۔ آپ شیخ رکن الدین بزرگ کے تیسرے صاحبزادے ہین۔ آپ کا تولد احمد آباد گجرات مین ہوا۔ آپ نے والد ماجد سے علوم ظاہری و باطنی حاصل کئے۔ اور خلافت و اجازت بھی والد ماجد سے پائی۔ عالم و فاضل و عارف کامل ہوئے آبا کرام کی طرح درس و تدریس و ہدایت و تلقین مین مصروف رہتے تھے۔ جوان صالح و صوم و صلوٰۃ پابند تھے۔

سخی وکریم تھے۔ فقرا و غربا کے حال پر مہربانی فرماتے تھے حسن سیرت و خوبصورت
تھے۔ لباس کے شائق فاخرہ لباس پہنتے تھے۔ خاص و عام آپ کو امیر تصور کرتے
تھے۔ واقع مین آپ فقیر روشن ضمیر اور ظاہر مین امیر بے نظیر تھے۔ سرود و سماع پر فریفتہ
تھے۔ سماع کی مجلس منعقد کرتے تھے۔ فقرا و مشائخ سرود و سماع کی مجلس مین شریک
ہوتے تھے۔ سماع سے حالت وجد و حال مین بے ہوش بے خبر ہوتے تھے۔ جو کچھ
نذر و نیازات کی آمدنی تھی تمام مستحقین کو عطا کرتے تھے۔ عالی ہمت و صاحب عظمت
تھے۔ آپ کی گذر اوقات کا مدار توکل پر تھا۔ برخلاف عادت آپ نے کبھی کسی سے
سوال نہین کیا۔ موزون الطبع و شعر فہم تھے۔ آپ کا کلام حقانی مضامین مین ڈوبا ہوا
ہوتا تھا۔ کبھی کبھی موزون فرماتے تھے۔ تلامذہ آپ کے اشعار کو نوٹ کی طرح حفاظت
سے رکھتے تھے۔ رفتہ رفتہ متفرقہ اشعار بے شمار ہوگئے۔ آپ کے کسی تلمیذ معتقد نے
متفرقہ اشعار کو ترتیب سے جمع کرکے اُس کا نام نورالبصر رکھا۔

من اشعار

اے نظرگاہِ جلالت دل بے برگ و نوا	فکر در راہِ تو و لنگ سخن بے سر و پا
تا بہ دل آتشِ شوق گرفت است مرا	طبع چون غنچہ تصور نمیگردد و
خندۂ گل صد نشہ زہر دانہ اشکم	خاصیت جام است نگہ چشم ترم را
آشفتہ ورانِ تو ہمہ محرم رازاند	از نکہتِ گل پرس کہ یابی خبرم را
شب زشوق زلفت سخنے کردم	کارہا با دلِ دیوانہ چہ ابتر کردم

خستہ سنبل از پریشان زلف کیست	غنچہ چون از گوشۂ دستار کیست
لالہ از حال من خبر دارد	کہ شہید خدنگ مژگانم
ناتوانی چہ کردہ تدبیرم	پیر ناگشتہ و عصا گیرم

آخر آپ نے بیسوین تاریخ ماہ ذیقعدہ روز پنجشنبہ سنہ ا ہجری مین اس دار فانی سے عالم باقی کو رحلت کی محلہ شاہ پور احمد آباد گجرات مین مدفون ہوئے۔ یزار و یتبرک بہ

شیخ راجی محمد شطاری

شیخ راجی محمد نام۔ آپ کا اصلی وطن احمد آباد گجرات ہے۔ آپ نے سن شعور کے بعد علما و فضلا کی خدمت مین کتب درسیہ ختم کین تحصیل کے بعد درویشی کا شوق ہوا شیخ صدر الدین ذاکر کی خدمت مین حاضر ہوئے۔ ریاضت و عبادت مین مصروف ہوئے ہمیشہ حجرہ مین عزلت گزین رہتے تھے۔ اہل دنیا و اغنیا سے کم ملتے تھے۔ متوکل علی اللہ و صابر تھے چندروز کے بعد شیخ صدر الدین کے مرید و خلیفہ ہوئے۔ خلایق کو مرید کرنے لگے گجرات مین آپ کے بیشمار مرید تھے آخر آپ نے ۹۹۴ھ ہجری مین رحلت کی بڑودہ گجرات مین مدفون ہوئے۔ آپ کے ایک صاحبزادے ولی محمد تھے والد کے قائم مقام ہوئے صاحب کرامت تھے

مولوی رفیع الدین قندہاری

آپ محمد شمس الدین کے فرزند مین۔ آپ کا مولد و منشا قندہار ضلع ناندڑ ہے۔ آپکی ولادت

سنہ ۱۱۶۴ ہجری مین ہوئی۔ آپ کے والد خوش خلق و نیک مرد تھے۔ مخدوم حاجی سیاح کی مسجد مین معتکف تھے۔ کہ مخدوم نے عالم رویا مین ایک رکابی کہانے کی دی اور بشارت دی۔ کہ تجکو فرزند ہوگا۔ میرا نام رکہنا چنانچہ آپ پیدا ہوئے۔ سیاح کے حکم کے موافق نام غلام رفاعی رکہا عرف محمد رفیع الدین۔ آپکا نشو ونما قندہار مین ہوا سن شعور کے بعد چودہ برس کی عمر مین وطن مالوفہ مین شرح ملا جامی تک تحصیل کی مخدوم موصوف نے آپ کو عالم رویا مین ایک کتاب عنایت کی۔ آپ کا اصل طریقہ اویسیہ روحانیت سے مستفید ہوئے تھے۔ مگر تکمیل حاجی رحمت اللہ صاحب سے ہوئی۔ مگر آپ کو طالب علمی کا شوق تھا۔ آپ ورنگ آباد گئے۔ مولوی قمرالدین صاحب مرحوم و مولوی نورالہدیٰ صاحب و مولوی سید غلام نور صاحب وغیرہ علما و فضلاے اورنگ آباد سے کتب تحصیلی تا حاشیہ بیضاوی و قدمیہ تمام کین حسب الطلب والد ماجد قندہار آئے استخارے کے موافق مرشد کے طلب مین رحمت آباد گئے اور حاجی رحمت اللہ نقشبندی کی صحبت مین ایک سال تک رہے۔ طریقہ قادریہ و نقشبندیہ کی اجازت حاصل کی۔ اور خلافت کا خرقہ لیا۔ مراجعت کے وقت پانچ سال تک حیدرآباد دکن مین رہے پہر حیدرآباد سے حرمین شریفین کو گئے حج و زیارت کے بعد مدینہ منورہ گے محمد بن عبد اللہ مغربی سے صحاح ستہ کی سند لی۔ پہر قندہار مین واپس آئے اور وہان ایک خانقاہ بنام امام حسین و حضرت غوث الثقلین و حضرت خواجہ بہاء الدین نقشبندی بنائی و رقندہار مین مقیم ہوئے گلزار آصفی کے مولف نے لکہا کہ حضرت رفیع الدین صاحب قدس سرہ مغفرت منزل کے

عہد مین قندہار سے حیدرآباد مین رونق افزا ہوئے۔ اہل شہر آپ کی خدمت مین جوق جوق آنے لگے۔ اور بیعت سے مشرف ہونے لگے۔ اور اہل شہر چاہتے تھے کہ حضرت ہمیشہ شہر مین سکونت اختیار کرین تاکہ شہر و اہل شہر آفات و بلیات سے محفوظ رہین لیکن اعظم الامرا نے حضور مین عرض کیا کہ ایسے بزرگ جنکے مُرید بیشمار ہین شہر مین رہنا مناسب نہین اندیشہ ہے کہ مبادا حضور کے حکم کی تعمیل مین خلل واقع ہو جائے۔ اور بھی دوسرے امور کا احتمال ہے جنکی اصلاح ہرگز نہو گی حضور نے حکم دیا کہ مولوی صاحب اپنے وطن مالوفہ قندہار تشریف لیجائین پس حضرت حسب الحکم بندگان عالی حضور وطن مالوفہ روانہ ہوئے پس چندروز کے بعد اعظم الامرا ارسطو جاہ بعالم فنا روانہ ہوا۔ اور حضرت مولوی صاحب باستدعا شمس الامرا امیر کبیر بہادر دوبارہ بلدہ حیدرآباد مین رونق افزا ہوئے۔ جان علیخان مرحوم کے باغ مین فروکش ہوئے۔ بینائی سے معذور ہو گئے تھے۔ گوشہ نشین رہتے تھے۔ بطور سابق خلائق کی بھی کثرت نہین تھی کم کم خاص لوگ خدمت مین حاضر ہوتے تھے اور حضرت کثرت خلائق کو پسند نہین فرماتے تھے۔ آپ موزون الطبع تھے شعر بھی کہتے تھے اور شعر مین قدرت اللہ بلیغ سے اصلاح لیتے تھے

من اشعار

یار در بر دارم و مشتاق دیدارم ہنوز
میدہی اے دل چرا در وصل آرامم ہنوز

خواندہ ام بر لوح دل حرف تجلی کسے
محو ار خود گشتہ ام محتاج تکرارم ہنوز

بیا بیا کہ شہید تو بے دفن باقیست
برنگ شمع بفانوس در کفن باقیست

ز روے لطف بکس بوسہ وادہ شاید
کہ ہمچو شبنم گل نقش بر دہن باقیست

سپند دار ز سوز نالہا کردم	سخن تمام شد و آخر سخن با قیست

آپ کی وفات سنہ ۱۱۲۱ ہجری مین واقع ہوئی۔ قندہار مین مدفون ہین۔ امیر کبیر شمس الامرا بہادر نے مرقد مبارک پر گنبد عالیشان بنا کیا۔ آپ کے دو صاحبزادے محمد دائم صاحب و محمد قائم صاحب تھے۔ نواب شمس الامرا بہادر وغیرہ امرا آپ کے مرید تھے۔ آپکا سالانہ عرس تکلف سے ہوتا ہے فقرا و مشائخ و معتقدین جمع ہوتے ہین ہزارون تبرک بٹ

شاہ راجو حسینی

آپ شاہ صفی اللہ بن شاہ راجو حسینی کے فرزند ہین۔ آپ مولداً بیجاپوری و مدفناً و مسکناً حیدر آبادی ہین۔ آپ کے نسب کا سلسلہ حضرت سید محمد الحسینی بندہ نواز گیسو دراز سے پہنچتا ہے۔ آپ ولی کامل صاحب دل تھے۔ سلطان عبداللہ شاہ کے زمانے مین بیجاپور سے حیدر آباد دکن مین تشریف لائے۔ سلطان نے آپکا بہت اعزاز و اکرام کیا۔ اور مدد معاش کے لئے یومیہ مقرر کر دیا۔ آپ فراغت سے یاد الٰہی مین مشغول ہوئے سلطان آپ کا بڑا معتقد تھا۔ اور لوگ بھی جوق جوق آپ کے مرید ہوتے جاتے تھے۔ آپ کی ذات سے کیا امیر و کیا فقیر مستفید ہوتے جاتے تھے۔ اور ہر ایک ارادت کے موافق دنیوی و دینی فائدہ پاتا تھا۔ آپ کا وجود فائض الجود خلایق کے لئے باعث برکت تھا اور حاجتمند کے لئے چشمہ فیض تھا۔ آپ کی خانقاہ مین درویشون و مریدون کا مصداق ہے

ہر کجا چشمہ بود شیرین	مردم و مرغ و مور گرد آیند

مجمع کثیر رہتا تھا حضرت سب کی خبر گیری و خدمت کرتے رہتے تھے۔ اور درویشون اور مریدون کے ساتھ بہت کچھ ہمدردی فرماتے تھے۔ اور آپ سے بہت خوارق عادات ظہور مین آئے ہین مشہور ہے کہ حسن اتفاق سے ایک روز شاہ راجو حسینی برآمد ہوئے۔ اور اُس چمن مین کہ جو خانقاہ کے صحن مین تھا خرامان خرامان آئے طرح طرح کے پہولون اور شگوفون کا ملاحظہ کر رہے تھے اور بعض بعض شگوفے جو مرغوب ہوتے تھے دستِ مبارک سے چن لیتے تھے۔ اسی اثنا مین تاناشاہ حجرے سے نکل کر حضرت کی خدمت مین آیا۔ نہایت حسن عقیدت و عجز سے تسلیم کے لیے سر خم کیا اور قدم مبارک کا بوسہ لیا حضرت نے فرمایا اے ابوالحسن آج بادشاہ کی لڑکی کی حنابندی ہے۔ آؤ ہم تمہاری بھی حنابندی کرین۔ گل مہندی و گل عباس کے پہول و شگوفے جو آپ کے دستِ مبارک مین چنے ہوئے تھے۔ ابوالحسن تاناشاہ کا ہاتھ اپنے ہاتھ مین لیکر پہولون کو اُس پر دیر تک ملتے رہے۔ اسی عرصہ مین یکایک خانقاہ مین بادشاہی چوبدار وہالدار پالکی لئے ہوئے پہنچے اور استفسار کیا کہ ابوالحسن تاناشاہ کہان ہے حضرت نے فرمایا تاناشاہ جاؤ ہمنے تمہاری شادی باشاہ کی لڑکی سے کردی۔ چوبدار تاناشاہ کو پالکی مین سوار کرکے بادشاہی حمام مین لے گئے۔ نہلا دہلا کر خلعت فاخرہ پہنا کر شاہی دربار مین لائے وہان سب سامان شادی کا تیار تہا سلطان نے قاضی صاحب کو اجازت دی خوشی و خرمی کے ساتھ بادشاہ کی لڑکی سے تاناشاہ کا نکاح ہوگیا سلامی کی توپین فیر ہونے لگین اور مبارکبادی کی نوبت و نقارے بجنے لگے۔ اور سید سلطان کربلائی بھی عقد کے لئے

سازو سامان وتجمل کے ساتھ آنے کے لئے تیار رہتا۔ اور اس واقعہ غریبہ سے بیخبر تھا۔ یہان تاناشاہ کا نکاح ہوگیا۔ سید سلطان نے شادی کی سلامی کی آواز سنی تعجباً مصاحبین سے کہنے لگا کہ ہم ابھی یہان موجود ہین اور سلامی کی توپین فیر ہو رہی ہین۔ کسی نے کہا کہ آپکے منسوبہ کا نکاح ابوالحسن سے ہوگیا۔ اور آپ محروم ہوئے۔ اور تمام قصہ بیان کیا۔ سید جوش غضب سے افروختہ اور کثرت حسرت سے حواس باختہ ہوا۔ اور نہایت حسرت و درد سے ہاتھ مل کے کہتا تھا۔ افسوس صد افسوس جی کی آرزو جی ہی مین رہی۔ جان سے ہاتھ دہو کے دنگہ و فساد کرنے پر مستعد ہوا۔ مصاحبین نے روکا۔ اور کہا بجز پشیمانی کچھ حاصل نہو گا۔ دنگہ و فساد کرنا مناسب نہین۔ آخر لاچار ہوکر عالمگیر بادشاہ کی خدمت مین گیا۔ عالمگیر نے سید کربلائی کی دلداری و خاطر کی اور امرا کے زمرے مین شریک فرمایا۔ رفتہ رفتہ سید کربلائی نے ہفت ہزار منصب تک ترقی کی اور چند مدت کے بعد میر جملہ کی لڑکی سے شادی کی۔

تاناشاہ کی شادی کی مختصر کیفیت

سلطان عبداللہ قطب الملک کی اولاد مین صرف تین لڑکیان تھین۔ ایک محمد سلطان بن اورنگ زیب عالمگیر سے منسوب تھی۔ دوسری مولانا سید نظام الدین احمد شیرازی مدنی سے جو مشاہیر علما سے تھا منسوب تھی اور تیسری چھوٹی لڑکی کی نسبت سید محمد سلطان کربلائی سے جو سید نظام الدین احمد کا شاگرد و رفیق تھا۔ قرار پائی۔ شادی کی تیاری بڑی شان شوکت سے شروع ہوئی۔ شادی شروع ہونے کے بعد جشن حنابندی کے روز سید نظام الدین احمد

نے اور اُسکی بیگم جو بادشاہ کی بڑی بیٹی تھی۔ مخالفت کی اور دونون نے باہم اتفاق کر کے
کہا۔ کہ کربلائی سے منسوب نہین کرنا چاہیے۔ اگر آپ کربلائی سے کر دینگے تو ہم یہان سے
نکل کر عالمگیر بادشاہ کی پناہ مین جائین گے! اور یہان ایک لمحہ نہین ٹھہرینگے۔ بادشاہ
نے میر جملہ وغیرہ وزرا کو جمع کر کے اس معاملہ مین ہر ایک سے رائے لی۔ ہر ایک نے اپنی
اپنی رائے ظاہر کی۔ مگر آخر مین میر جملہ نے عرض کیا۔ کہ کربلائی کا قطع تعلق کرنا مناسب
ہے۔ کیونکہ اگر آپ قطع نظر فرمائینگے تو ضرور سید نظام الدین احمد اور اُن کی زوجہ
جو آپ کی بڑی صاحب زادی ہے بر واشتہ خاطر ہو کے عالمگیر بادشاہ کی خدمت
مین چلے جائین گے! اور عالمگیر بادشاہ جو ایسے موقع کا جویا ہے ضرور اُنکے ساتھ ہمدردی
کرے گا! اور عہدۂ جلیلہ پر مامور فرمائے گا نہین تو آئندہ صاحبزادی اور سید احمد کی وجہ
سے سلطنت مین کیا کیا پیچیدگیان پیدا ہونگی ہم اُن کا تدارک مشکل سے کرینگے۔ بادشاہ
اور امرا نے میر جملہ کی رائے پسند کی۔ پھر بادشاہ نے کہا شادی کا سامان مہیا کیا گیا ہے
کیا کرنا چاہیے۔ میر جملہ نے کہا کہ امرا و شرفا مین سے کسی کو تجویز کر کے عقد کر دینا چاہیے۔ بادشاہ
محل مین گیا اور حرم محترمہ سے ذکر کیا اُس وقت بیگم نے موقع پا کے عرض کیا کہ
ابو الحسن تاناشاہ شریف و نجیب زادہ ہے اور ہم سے قرابت بعیدہ رکھتا ہے۔ لایق
فایق سیرت و صورت مین بہتر ہے اُس سے عقد کر دینا چاہیے۔ بادشاہ فی الفور محل سے
برآمد ہوا۔ اور میر جملہ سے ابو الحسن کا ذکر کیا۔ میر جملہ نے عرض کیا کہ مناسب ہے! اور سید احمد
نے بھی اتفاق کیا۔ اُسوقت بادشاہ نے حکم کیا کہ ابو الحسن کو تلاش کر کے لے آو

ابو الحسن تانا شاہ درویشانہ اپنے پیر و مرشد شاہ راجو حسینی کی خانقاہ مین جو قلعہ کے متصل
تھی رہتا تھا۔ باقی وہی مضمون ہے جو صدر مین مذکور ہوا۔ اور نیز حضرت شاہ راجو قدس سرہ کے
خوارق سے بیان کرتے ہین۔ کہ آپ نے ایک روز ابو الحسن تانا شاہ کو ایک انار کی قاش
دی اور فرمایا اس مین کتنے دانے ہین شمار کرو۔ تانا شاہ نے شمار کرکے عرض کیا کہ چودہ
دانے ہین۔ فرمایا نوش کر تمہاری سلطنت چودہ برس رہیگی۔ آخر ویسا ہی ہوا۔ جیسا کہ
حضرت نے فرمایا تھا۔ یعنے چودہ برس کے بعد سلطنت منقرض ہوئی۔ سنہ ۱۰۹۹ ہجری مین
عالمگیر بادشاہ نے ابو الحسن تانا شاہ کو قید کرکے دولت آباد کے قلعہ مین روانہ کیا۔ قلعہ
مین ماہ ربیع الثانی سنہ ۱۱۱۲ ہجری مین فوت ہوا۔ غرض کہ حضرت راجو حسینی اپنے وقت کے
اکمل اولیا مین سے تھے۔ شاہ محمود نعمت اللہی۔ آپ کے معاصرین مین سے ہین۔ آپ کا
انتقال تانا شاہ کی زندگی مین بقول بعض مورخین سنہ ۱۰۹۲ ہجری مین واقع ہوا۔ اور بعض
کہتے ہین کہ سنہ ۱۰۹۶ ہجری مین حضرت حیدرآباد مین فتح دروازے کے باہر مشرقی جانب مین
مدفون ہوئے۔ تانا شاہ نے مرقد مبارک پر ایک بڑا عالی شان گنبد سنگین تعمیر کرادیا۔ ابھی
تعمیر نہین ہوئی تھی کہ عالمگیری ہنگامہ شروع ہوا۔ اس وجہ سے حضرت کا گنبد ناتمام رہا تھا
حضرت نظام الدولہ آصف جاہ ثانی۔ اور حضور ناصر الدولہ بہادر نظام الملک نے اس
گنبد کی مرمت و سفیدی کرائی۔ سرکار نظام کی طرف سے حضرت کا عرس ماہ صفر تاریخ
کو ہوتا ہے۔ خانقاہ و گنبد کے خادمون و سجادون کے لئے ایک گانون جاگیر ملے تانا شاہی
زمانے مین سولہ گانون جاگیر تھے۔ زمانے کے انقلابات اور ورثہ کے باہم خصومات سے

جاگیرات برباد ہوگئین - فی الحال آپ کے خاندان مین سید گیسودراز حسینی سجادہ نشین ہین اللہ تعالیٰ اُن کو خوش و خرّم رکھے - تاریخ خورشید جاہی مین مرقوم ہے کہ آپ حسین شاہ ولی کے بھائی ہین - اور ابراہیم قطب شاہ کے زمانے مین موجود تھے - اور اُسی تاریخ مین یہ بھی ہے کہ آپ تاناشاہ کے پیر تھے یہ سراسر غلط ہے شاید کاتب کو سہو واقع ہوا ہے - کیونکہ ابراہیم اور تاناشاہ کے زمانے مین پانچ سلطنتین قائم ہوئی ہین ابراہیم قطب شاہ المتوفی ۹۸۷ھ ہجری - دوسرا سلطان قلی بن ابراہیم المتوفی ۱۰۲۰ھ ہجری تیسرا محمد قطب شاہ المتوفی ۱۰۳۵ھ ہجری - چوتھا عبداللہ المتوفی ۱۰۸۳ھ ہجری مین پانچوان تاناشاہ ابوالحسن المتوفی ۱۱۲۲ھ ہجری اور شاہ راجو کی وفات کا سن ایکہزار بیانوے ہے - اور حسین شاہ ولی کے بھائی المسمی راجو شاہ جو گذرے ہین اور وہ بیجاپور مین اقامت گزین تھے - اور گولکنڈے سے خدابندہ خان برادر سلطان کے تنازع کے وقت مین دشمنون کی عداوت و شکایت کی وجہ سے متہم ہوگئے تھے ناخوش ہوکر بیجاپور چلے گئے ابراہیم عادل شاہ آپ کا معتقد تھا عمدہ طرح سے خدمت کرتا تھا وجہ کفاف خانقاہ کا مقرر کر دیا تھا شاہ صفی اللہ ابن شاہ راجو بیجاپوری - و شاہ راجو ثانی بن صفی اللہ دونون باپ بیٹون کا مولد بیجاپور ہے اور نشو و نما بھی اُسی شہر مین ہوا ہے - مدت کے بعد حضرت راجو حسینی عبداللہ شاہ کے زمانے مین بیجاپور سے گولکنڈے مین آئے جیسا کہ صدر مین مرقوم ہوا ہے واللہ اعلم بالصواب -

سید رفیع الدین احمد غریب نواز

ابن سید مجد الدین احمد بن سید محمد احمد بن ابوالقاسم سلیم اللہ بن سید حسین ابوالفتح
بن سید احمد الحلبی المغربی۔ بن سید سیف الدین حسن بن سید محمد موسیٰ۔ بن سید
علی ابوالعزت بن ابوسعید محمد بن ابی محمد حسن۔ بن ابو محمد احمد بن عماد الدین ابی صالح
نصر بن سیدنا قطب الآفاق تاج الدین عبد الرزاق۔ الخ آپ منجملہ مشائخ قادریہ
تھے۔ آپ بغداد سے دکن مین سلطان عبداللہ قطب شاہ کے زمانے مین آئے۔ مسجد مین
جو گولکنڈے کے قلعہ کے متصل ہے فروکش ہوئے۔ آپ کے ہمراہ بیوی صاحبہ و
صاحبزادہ سید عبدالرزاق ثانی اور ساٹھ مرید تھے اُس وقت مین صاحبزادہ
کی عمر بارہ برس کی تھی جب آپ کی تشریف آوری کی خبر بادشاہ کو معلوم ہوئی۔ اسد خان
وزیر کو آپ کی خدمت مین بھیجا۔ وزیر مذکور محبوب سبحانی کے معتقدین مین سے تھا۔ چونکہ
آپ محبوب کی اولاد مین تھے نہایت عاجزی سے قدمبوس ہوا۔ زیارت کے بعد دل
مین خیال کیا کہ حضرت کچھ مجکو تبرک عنایت کرین خیال کرتے ہی آپنے بستر کے نیچے
سے شکر پارہ یا نبات عطا فرمایا۔ وزیر بہت خوش ہوا مراجعت کر کے بادشاہ کی خدمت
مین آپ کی حقیقت بیان کی۔ اور مصری کی عطیہ کا ذکر بھی کیا۔ خود بادشاہ نے مصری
مین سے ایک ٹکڑا لیا اور دوسرا ٹکڑا محل مین بہجا۔ چونکہ امامیہ مذہب تھا قادریہ طریقہ
کا نام سُنکے آپ سے نہین ملا۔ چند مدت کے بعد آپ کے خوارق عادات کی شہرت
سُن کے ملازمت کے لئے حاضر ہوا۔ راستہ مین اسد خان سے کہا اگر حضرت صاحب
کرامات ہین تو میری مریضہ لڑکی کو صحت ہو جائے تو مین حضرت کی تصدیق کرونگا

کہتے ہین کہ بادشاہ کی لڑکی نابینا ولنگڑی تھی۔ جب بادشاہ امتحاناً آپ کی مجلس مین آیا
آپ حالت استغراق مین غرق تھے۔ جب ہوش مین آئے خدام نے بادشاہ کا سلام
عرض کیا۔ آپ نے جواب دیا۔ آپ فرش زمین پر تھے۔ بادشاہ بھی زمین پر بیٹھا۔ اسد خان
نے عرض کیا کہ حضرت بادشاہ کی لڑکی اندھی ولنگڑی ہے آپ دعا کیجئے۔ بینا وتندرست
ہوجائے۔ حضرت غریب نواز نے دعا کی۔ اور بادشاہ کی خاص صراحی منگوائی اُس پر
کچھ دم کیا۔ فرمایا لڑکی کو پلاؤ۔ خدا شفا دے گا۔ بادشاہ نے لڑکی کو پلایا صحیح وسالم
ہوگئی۔ بادشاہ آپ کا معتقد ہوا۔ اور لڑکی کو آپ کی نذر گذرانا۔ آپ نے فرمایا یہ لڑکی
میری لڑکی ہے۔ صاحبزادہ عبدالرزاق کے عقد مین دیجائیگی۔ بادشاہ نے عرض کیا
کہ آپ قلعہ مین یا شہر مین تشریف لائیے۔ آپ نے فرمایا یہی مقام کافی ہے۔ پھر آپ
مسجد سے اُٹھکر پہاڑی پر جہان آپ کا مزار ہے رونق افزا ہوئے۔ بادشاہ بھی اُسی روز
ہم رکاب تھا۔ جب ٹیلے پر پہنچے بادشاہ نے دل مین خیال کیا اگر آج حضرت کچھ طعام
مرحمت کرین تو حضرت کا تصرف معلوم ہوگا۔ اُسی وقت آپ نے ایک خادم سے
فرمایا کوئی کھانے کی چیز موجود ہو تو لاؤ۔ خدام نے عرض کی تین روز سے فاقہ ہے
مگر ایک فقیر نے کھچڑی تیار کی ہے حاضر ہے۔ فرمائے لاؤ۔ دیگچی کو لایا آپ نے تمام
حاضرین کو کھانا تقسیم کیا۔ سب نے کھایا خوب سیر ہوئے۔ پھر بادشاہ سے سوال کیا
کہ محبوب سبحانی نے معاویہ کو کسی مقام مین خلیفہ لکھے ہین۔ اس سے کیا مراد ہے۔
غریب نواز نے فرمایا۔ اگر مین بیان کرون گا۔ تو تجھکو یقین نہو گا۔ مین آپ کو مدلل طور سے

سمجھاتا ہون آپ نے اُنکی دونون آنکھون پر ہاتھہ رکھدیا - اُسی وقت بادشاہ حضرت محبوب کی مجلس مین موجود ہوا - بالمشافہ حضرت سے پوچھا - حضرت محبوب نے فرمایا کہ نعمت باطنی حضرات خمسہ یعنے پنجتن کا حصہ تہا - دنیوی نعمت دنیاداروں کو دیگئی - معاویہ کی خلافت سے امارت مراد ہے - بادشاہ نے حضرت سے جواب سُنا - جو گمان تہا وہ دور ہوا آپ کی ولایت وکرامت کا معتقد ہوا **نقل ہے** - ایک وقت غریب نواز کی خالہ زاد بہائی سید محمد آئے اور حضرت سے فاقہ کشی کی شکایت کی حضرت نے فرمایا کہ یہ سنگریزے جو پہاڑی پر ہین ریزۂ زر ہین اُٹھا اور خرچ مین لا - واقعی سنگریزے آپ کے فرمانے سے ریزۂ زر ہوگئے فقرا نے بقدر ضرورت اوٹہالئے سید محمد نے عرض کیا حضرت آپ تمام خیر وشر مین قادر ہین - ایسی چیزون کے ظہور سے شریعت مین فساد واقع ہوگا - درعالم مین بھی درہمی پیدا ہوگی - آپ کو اخفا کرنا چاہیے - آپ نے فرمایا مین نے کیا کہا صرف یہ لفظ کہا - یہ تمام سنگ گار ہین سفید صاف وشفاف ہین - جب آپکی زبان سے لفظ گار نکلا اُسی وقت سے پہاڑی پر سنگریزے تمام گار ہوگئے ابتک موجود ہین -

نقل ہے

کہ ایک روز ایک ہندو کا جنازہ جلانے کے لیے لیجاتے تھے اور اُسکی زوجہ ستی ہونیکے لئے ہمراہ تھی - آپ کے سامنے سے گذرا عورت نے آپکو سلام کیا - آپنے دعا دی تم میان بیوی مین موافقت رہے - عورت نے یہ عرض کیا کہ میرا خاوند مُردہ ہے اور مین بھی اُسکے ساتھہ جلکے ستی ہوتی ہون - موافقت ومحبت کس طرح ہوگی - آپ کو اِس کیفیت کے سُننے سے رحم آیا -

جنازے کو منگوایا۔ لاٹھی مار کے فرمایا قم باذن اللہ۔ مُردہ اُسیوقت زندہ ہوگیا۔ زندہ ہوتے ہی عورت پر غصہ و غضب کرنے لگا۔ کہ تو مجمع مین کیسی آئی۔ اُس نے کہا کہ تو فوت ہو گیا تھا تجکو جلانے کے لئے لائی تھی اور مین بھی ستی ہونے کے لئے ہمراہ آئی تھی۔ مگر حضرت نے تجکو زندہ فرمایا۔ زندہ نے اُسی وقت آپ کے قدم چومے۔ عورت و مرد دونون مسلمان ہوئے آپکی کرامتین بے شمار ہین۔ آپکی وفات ۷ ماہ شعبان روز شنبہ ۹۱۰ سنہ ہجری مین ہوئی اور موضع شیخ پیٹھ علاقہ حیدرآباد مین قلعہ کے متصل مدفون ہوئے۔ آپ کے مزار کے اطراف مین حصار ہے۔ مزار و متبرک ہے۔

شیخ راجی محمد عینی

شیخ راجے محمد نام عینی نسبت ہے طرف عین۔ آپ شیخ خان مالوی کے صاحبزادے ہین آپ نسب کا جدی سلسلہ شیخ محمد ہمدانی سے پہنچتا ہے آپ گیارہ برس کی عمر مین طالب العلمی کے لئے مالوہ سے برہانپور ندبار مین آئے دو چار سال مین کتب درسیہ برہانپور کے علماء سے ختم کین تحصیل کے بعد آپکو درویشی و علوم باطنی کا شوق ہوا پیر و مرشد کی تلاش مین برہان پور سے سفر کیا۔ دکن مین آئے اُس وقت دکن مین شیخ محمد مُلتانی کی بڑی شہرت تھی۔ آپ شہر بیدر مین شیخ کی خدمت مین پہنچے مُرید و خلیفہ ہوئے بارہ برس تک خانقاہ کے حُجرے مین گوشہ نشین رہے۔ ریاضت و عبادت ذکر و شغل مین مصروف رہتے تھے بارہ برس کے بعد درجۂ کمال و مرتبۂ جلال کو پہنچے۔ اور حضرت غوث الاعظم محبوب سبحانی سے فیض اویسیہ حاصل کیا۔ پیر کے حکم سے خلایق کی ہدایت کے لئے اپنے وطن مالوہ مین آئے۔ شہر اوجین مین سکونت

اختیار کی طالبین و مُریدین کی رہنمائی مین ہمہ تن مصروف رہے اور تدریس علوم بھی جاری رکھے۔ پچاس برس تک تلقین و تعلیم مین گذارے جامع علوم و فنون و حاوی فروع و اصول تھے۔ صاحب کشف و کرامت تھے آخر آپ نے ۲۷ رمضان ۹۸۲؁ ہجری مین رحلت کی اوجین مین مدفون ہوئے۔ مزار و یتبرک بہ۔

شیخ رکن الدین

آپ شیخ محمود بیانوی کے صاحبزادے ہین۔ آپ نے کتب درسیہ قصبہ بیانہ مین والد ماجد وغیرہ علمائے ختم کی تھین۔ علامہ عصر تھے امثال و اقران مین عدیم المثال شمار کئے جاتے تھے۔ عارف باللہ و عاشق رسول اللہ تھے متوکل و قانع تھے ہمیشہ درس و تدریس مین مصروف رہتے تھے وطن مالوفہ سے شہر مانڈو مین آئے۔ طالبین و مُریدین کو ہدایت و تعلیم سے ممتاز کئے۔ مانڈو مین بائیس برس تک مسندِ درس پر جلوس فرمارہے اہل مالوہ و خاندیس آپ کے فیض سے مستفید ہوئے۔ آخر آپ نے ۲۴ جمادی الاول ۹۹۲؁ ہجری مین رحلت کی۔ مانڈو ملک مالوہ مین مدفون ہوئے۔ مزار و یتبرک بہ۔

شاہ راہی صاحب قدس سرہٗ

شاہ ولی اللہ صاحب نام۔ شاہ راہی صاحب عرف ہے۔ نسب کا سلسلہ نوین پشت مین حضرت خواجہ بندہ نواز گیسو دراز سے ملتا ہے۔ انوار الاخیار مین آپ کے نسب کا سلسلہ اس طرح لکھا ہے

شاہ ولی اللہ بن شاہ برہان الدین بن شاہ بندگی حسینی بن شاہ ید اللہ بن شاہ گیسو دراز
ثانی بن شاہ حسن بن سید قبول اللہ حسینی بن سید اصغر حسینی بن حضرت سید خواجہ
بندہ نواز حسینی قدس سرہم - آپ مرید و خلیفہ والد ماجد کے تھے - اور آپ کو خرقہ خلافت
قادریہ بھی بواسطہ سید علی صاحب قدس سرہٗ شاہ جمال معشوق ثانی سے ملا تھا شاہ
ولی اللہ صاحب نام شاہ راہی صاحب ہے نسب کا سلسلہ نوین پشت مین حضرت
خواجہ بندہ نواز گیسو دراز حسینی سے ملتا ہے مشکواۃ النبوۃ مین آپ کے نسب کا سلسلہ
اس طرح سے لکھا ہے - شاہ ولی اللہ بن شاہ برہان الدین بن شاہ درویش بن شاہ محمد بندگی
حسینی بن شاہ ید اللہ بن شاہ گیسو دراز ثانی بن شاہ حسن بن شاہ قبول اللہ حسینی بن شاہ
محمد اصغر الحسینی ابن حضرت مخدوم المشائخ سید محمد گیسو دراز الحسینی قدس اسرارہم بعض مولفین
لکھتے ہین کہ آپ کے جد اعلی کو سلطان محمد قلی قطب الملک نے گلبرگہ شریف سے شہر
حیدر آباد مین بخواہش تمام بلایا بتر کا آپ کے لئے حیدر آباد مین سکونت گاہ و خانقاہ
بنا دی - آپ کے جد اعلی حسب خواہش قطب شاہ مع عیال و اطفال شہر مین آئے - بادشاہ
نے آپکی تعظیم و تکریم کی اور چند مواضع بطور انعام کے نذر کئے آپ نے قبول نہین فرمایا -
مگر ان مواضع کو بطریق مقاطع لیا - اور مقاطع کی سندین سلطانی حاصل کین ابتک انکے
خاندان مین اسانید قطب شاہیہ موجود ہین - اور عالمگیر بادشاہ غازی نے بھی مقاطع کو بدستور
قطب شاہیہ اسی خاندان مین قائم رکھا - اور سندین تازہ بادشاہی مہر سے عنایت کین - شاہ راہی
صاحب مرید اور خلیفہ سید احمد عرف صاحبجی بن سید شاہ علی خلیفہ حضرت حسین شاہ ولی قدس سرہٗ

کے ہین سید احمد صاحب قدس سرہٗ آپ کے نانا ہین۔ انوار الاخیار مین لکھا ہے کہ سید احمد
صاحب آپ کے ماموں ہین۔ اور آپکو خرقۂ خلافت قادریہ بھی شاہ جمال البحر مشعوق
ثانی سے سید علی صاحب کے واسطہ سے ملا ہی۔ آپ دونون طریقون مین مرید فرماتے
تھے آپ علوم ظاہری مین اچھی استعداد رکھتے تھے اور فن طب وحکمت مین فاضل جید تھے
اس وقت تمام صاحبان کمال آپ کو طبیب حاذق اور حکیم فلسفی کہتے تھے بعض رسائل
طب وحکمت و تصوف مین بزبان دکنی آپ کی تالیفات سے ہین۔ ایک دور آپ سے
شاہ امین الدین ثانی برلب نل پر ملے۔ شاہ صاحب نے آپ سے سوال کیا کہ مشاہدے
سے معاینہ تک کیا فرق ہے۔ آپ سالک تھے کسیقدر بیان کیا۔ لیکن بیان کامل
نہ تھا شاہ امین الدین نے فرمایا کہ آپ کا عرف یعنی راہی وصف واقعی ہو۔ اُس وقت سے آپ شاہ
امین الدین کی خدمت مین آنے لگے۔ اور فیض سے مستفید ہوتے رہے۔ آپ خلایق کو
دعا اور دوا سے فیض یاب فرماتے تھے۔ آخر آپ کا انتقال ۱۶ تاریخ محرم ۱۱۷۳ھ ہجری مین
بسر حد ارکاٹ ہوا۔ وہان آپ کو ایک خاص مقام مین امانتاً رکھا۔ ایک سال کے بعد آپکی
نعش مبارک شہر حیدرآباد لائے استقبال جنازے کے لئے تمام مشایخ بلدہ مجتمع ہوئے
تھے۔ سب نے دیکھا آپ کا جسم مبارک تازہ میت کی طرح تھا کسی قسم کا اُس مین فرق نہین
ہوا تھا۔ اندرون شہر متصل جوہری گلی دفن کئے گئے۔ مزار متبرک ہے۔ آپ کے یادگار تین
صاحب زادے تھے۔ ایک شاہ درویش صاحب دوسرے شاہ محی الدین صاحب شاہ فقیر صاحب
رحمہم اللہ تعالے تھے ایکا سالانہ عرس ہوتا ہے۔ فقرا اور معتقدین حسن ارادت سے جمع ہوتے ہین۔

شیخ رکن الدین بزرگ چشتی

شیخ رکن الدین بزرگ نام - آپ شیخ یحیے چشتی کے صاحبزادے ہین - آپ کی ولادت شب یکشنبہ ۹۵۰ھ ہجری مین واقع ہوئی - شیخ رشید الدین نے شیخ یحیے سے سوال کیا بہائی یہ لڑکا مجکو دیجئے مین اسکو اپنا فرزند بناؤن گا شیخ نے قبول فرمایا - رشید الدین لاولد تھے - مولود مسعود کو فرزندی مین لئے اور اُسکی تربیت و پرورشی مین مصروف ہوئے - جب آپ کی عمر سات برس کی ہوئی شیخ رشید الدین نے رحلت کی - تب شیخ یحیے التعلیم و تربیت کے کفیل ہوئے - آپ نے ایک برس مین والد ماجد سے قرآن شریف ختم کیا بعد ازان والد ماجد و مولانا فرید الدین مدرس وغیرہ علما کی خدمت مین کتب درسیہ علوم و فنون تمام کین - فارغ التحصیل ہوئے - عالم بے مثل و فاضل اکمل ہوئے - اور مثنوی شریف مولانا سید عبد الفتاح عسکری گجراتی سے پڑہی - اور تصوف و سلوک کو والد ماجد سے حاصل کیا اور خلافت کا خرقہ بھی والد ماجد سے پایا - ہدایت و ارشاد مین مشغول ہوئے اور شیخ فتح محمد کی لڑکی مسماۃ راجی مراد سے شادی کی شیخ کے نسب کا سلسلہ شیخ حمید الدین ناگوری سے پہونچتا ہے بعد ازان حضرت شیخ یحیے حرمین شریفین روانہ ہوئے اور آپ کو اپنا قائم مقام فرمایا - آپ حضرت کی رخصت کے لئے سورت تک ہمراہ آئے حضرت کو جہاز پر سوار ہوتے وقت فرمایا مجکو بھی ہمراہ لیتے چلئے حضرت نے فرمایا کہ مین نے تمکو یہان خلائق کی ہدایت کیلئے رکھا ہے کہ آپ سے دین و اسلام کی اشاعت ہوگی اور حضرت شیخ محمد چشتی محبوب اللہ کی مسند کو رونق ہوگی - اور مجکو حضرت سے اشارہ ہوا کہ آپ جاتے ہین اور رکن الدین کو بھی

لیجاتے ہین۔ ہماری مسند خالی رہیگی۔ بنا ؑ علیہ مین نے آپ کو یہان رکہا۔ آپ مجکو اپنے دور نہ سمجہین۔ آپ جہان ہونگے مین وہان ہونگا۔ بعد ازان آپ کو اپنا خاص ایک بقچہ سے نکال کرمرحمت کیا۔ آپنے حضرت کو جہاز پر سوار کرکے احمد آباد مراجعت کی۔ فخر الاولیا کے مولف نے آپ کی تقسیم اوقات کو اس طرح لکھا۔ کہ صبح کی نماز کے بعد اشراق تک تلاوتِ قرآن و وظائف مین مشغول رہتے تھے۔ چاشت کی نماز ادا کرکے محل مین جاتے تھے اور قہوہ نوش کرکے خانقاہ مین برآمد ہوتے اور طلبہ کو کتب حدیث و تفسیر و تصوف و مثنوی وغیرہ کے متعدد سبق پڑہاتے تھے درس سے فارغ ہوکے گھر مین آتے تھے اور ماحضر تناول کرکے قیلولہ فرماتے قیلولے کے بعد مسجد مین آتے اور ظہر کی نماز جماعت سے ادا کرکے حجرے مین اذکار و اشغال وکتب بینی مین مشغول ہوتے پہر عصر کے وقت برامد ہوتے عصر کی نماز ادا کرکے مسجد مین مغرب تک تدریس و مطالعہ مین بسر کرتے تھے۔ مغرب کی نماز کے بعد محلِ مبارک مین رونق افزا ہوکے خاصہ تناول فرماتے کبہی عشا کی نماز مسجد مین کبھی گھر مین ادا کرتے تھے! اور نصف شب تک کتب کے مطالعہ مین مصروف رہتے تھے۔ بعد ازان تہجد پڑھ کے استراحت فرماتے انتہی کلامہ

نقل ہے

شجرہ طیبہ کے مولف نے لکہا کہ مدینہ منورہ مین قطب المدینہ سے شیخ احمد قشاشی نے دریافت کیا۔ کہ ہند مین آپ کی اولاد مین سجادہ نشین کون بزرگ ہین تا کہ انکے لئے دعا کی جاے۔ قطب المدینہ نے آپ کا نام ظاہر کیا۔ رکن الدین ہماری خاندان کا

چراغ ہے۔ ہمارا خاندان اسکی وجہ سے روشن ہے آپ اُسکے لئے دعا کیجئے شیخ نے
آپ کو جواب مین لکھا۔ انت یحیٰ یحی المولیٰ من زار ک فہو غنی۔ اور آپ کے نام کے خط مین
یہ الفاظ لکھے تھے۔ انت کبیر انت کبیر آپکا چشتیہ خاندان اُن کے وجود مبارک سے روشن
ہوگا اور طلبہ کامیاب ہونگے۔ اور اللہ تعالیٰ آپ انکو قطب العارفین کیا۔

نقل ہے

مرات یحیاویہ کے مولف نے نقل کیا۔ کہ ایک تاجر مع خُدام واسباب جہاز مین سوار
ہو کے عرب کو روانہ ہوا۔ راستہ مین جہاز مین طوفان واقع ہوا۔ تاجر آپ کا معتقد و
مرید تہا۔ اضطرابی وبیقراری کی حالت مین آپ کا نام لے کے استعانت کی۔ آپنے
تاجر کی درخواست کو کشف باطنی سے معلوم کیا اور جہاز کو طوفان سے بچایا۔ تاجر
مع الخیر والعافیہ عرب مین پہنچا جب عرب سے احمد آباد گجرات مین مراجعت کی آپ کی
خدمت مین حاضر ہوا۔ اور جہاز کی کیفیت عرض کی اور آپ کا شکریہ ادا کیا۔ اُس وقت
آپ کی مجلس مین علما و فقرا کا مجمع تہا۔ آپ نے کسر نفسی سے فرمایا۔ فقیر یہان سے
کہین گیا نہ آیا یہ سب تمہارا حسن اعتقاد و حُسن ظن ہے خدائے تعالیٰ نے اپنا فضل
کیا تاجر کے خدام واحباب حضرت کے مُرید ہوئے۔ آپ صاحب خوارق عادات
ومظہر کرامات وبرکات تھے۔ آپ کی کرامتین گجرات مین مشہور ومعروف ہین حلیم الطبع
وسلیم الوضع تھے۔ کریم النفس ونیک محضر تھے وعلما دوست وفقرا پرست مہمان نواز
وفقرا پرور تھے۔ جو کچہ آمدنی ہوتی تھی وہ سب فقرا وغربا کو دیتے تھے۔ سرمایہ وذخیرہ

نہین فرماتے تھے۔ امرا وسلاطین آپ سے حسن ارادت وعقیدت رکھتے تھے آپ غربا ومحتاجین کی سفارش مین دریغ نہین فرماتے تھے۔ وزرا وامرا آپ کی سفارش کی فی الفور تعمیل کرتے تھے۔ اکثر غربا آپ کے توسل سے فائز المرام ہوتے تھے۔ آخر آپ نے چودہوین تاریخ ماہ ربیع الاول ۱۱۵ھ ہجری مین اس عالم فانی سے بہشت برین کو رحلت کی۔ شاہپور احمد آباد گجرات خانقاہ خورد مین مدفون ہوئے۔ آپکی عمر پچپن ۵۵ برس کی تھی۔ مدت خلافت چھبیس سال۔ کسی شاعر نے آپکی رحلت کی تاریخ لکھی ہ

شیخ رکن الدین چو رخت خویش بست	بستہ شد بر خادمان دریائے فیض
چونکہ از ذاتش جہان شد فیض مند	سال وصلش نیز دان دریائے فیض

ایضاً

شہ دین رکن الدین چشتی	جہان بے وفا را کردہ بدرود
چو جستم سال تاریخش خرد گفت	بُدہ ثانی نصیر الدین محمود

ایضاً

والی ملک ہدایت گوہر درج ہدیٰ	آفتاب برج ہمت نیر عز وعلا
شیخ افضل پیر اکرم مرد دانا رکن دین	درۃ التاج مشائخ خاص شاہ کبریا
روح پاکش گشت چون عنقا قاف قرب حق	بود از شیران شدہ تاریخ ران شیر خدا

آپ کی اولاد وامجاد چھ فرزند تھے

شیخ جمال الدین عرف حمن ثانی چشتی شیخ عبد الرشید چشتی شیخ حسام الدین فرخ صوفی چشتی شیخ صلاح الدین چشتی شیخ سعد الدین چشتی شیخ عبد الرحمن چشتی خورد سالی مین فوت ہو گئے۔ باقی تمام صاحبزادے علما و فضلا و کملا تھے۔

آپ کے خلفا

پانچون صاحبزادے شاہ فاضل بن فیروز مولف مفتاح الکرامات و اذکار یحیاویہ شیخ عبد اللہ چشتی شیخ محمد کاظم سید علاء الدین چشتی مجاور قبر قطب المدینہ۔

شیخ رشید الدین مودود لالا چشتی گجراتی

شیخ رشید الدین نام رشید میان عرف مودود لقب دلالا خطاب ہے۔ آپ رکن الدین احمد ثانی کے فرزند دلبند ہین آپ کی ولادت ۶ ماہ رجب ۱۰۱۶ھ ہجری مین احمد آباد گجرات مین ہوئی۔ والد ماجد نے مظہر پاک سے ولادت کی تاریخ نکالی رشید الدین احمد مظہر پاک ؛ نشو و نما کے بعد آپ نے والد ماجد اور گجرات کے علما و فضلا کی خدمت مین کتب درسیہ ۱۰۳۵ھ ختم کین معقول و منقول مین عالم متبحر و علامہ عصر ہوئے خلائق کی تعلیم و تلقین مین مصروف ہوئے تصوف و توحید کی کتب والد ماجد و جد امجد سے تحصیل کین۔ آپ سولہ برس کی عمر مین جامع علوم ظاہری و باطنی ہوئے۔ والد ماجد کے مرید و خلیفہ تھے وجد امجد سے استفادہ کیا تہا۔ ریاضت شاقہ و مجاہدت شدیدہ کے بعد

درجہ کمال کو پہنچے۔ صاحب خوارق و کرامت تھے آپکے خوارق عادات بیشمار ہیں۔ ازان جملہ

نقل ہے

کہ سید عبداللہ عطاش ترمی آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ حضرت میرا برادر زادہ جہاز سے ہند روانہ ہوا تھا۔ سننے میں آیا کہ جہاز تلاطم امواج و طوفان میں گرفتار ہے آپ دعا کیجئے کہ خدائے تعالیٰ جہاز کو طوفان سے نجات دیوے اور میرا برادرزادہ صحیح و سالم آوے۔ آپ نے فرمایا کہ تمہارا برادرزادہ بمبئی میں صحیح و سالم پہنچ گیا ہے۔ عنقریب ہے کہ تمہارے پاس آئیگا۔ خلاصہ کلام اُن کا برادرزادہ پندرہ دن کے بعد احمد آباد گجرات میں مع الخیر والعافیہ پہنچا۔ اور عم بزرگوار سے ملا۔ اور عم بزرگوار سے جہاز کا واقعہ بیان کیا۔ کہ ہمارا جہاز قریب الغرق تھا ہم سب زندگی سے مایوس تھے۔ یکایک ایسا معلوم ہوا کہ چند بزرگون نے ہمارے جہاز کو غرق ہونے سے بچا لیا۔ اور ہمکو مقام ہلاکت سے نجات دی حضرت شیخ محمد صالح جو صاحب کشف و کرامت تھے وہ بھی جہاز میں تھے۔ بزرگون کو کشف باطنی سے پایا۔ اور استفسار کیا کہ آپ بزرگ کس کے ماتحت ہیں۔ بزرگون نے جواب دیا کہ ہم شیخ رشید الدین چشتی احمد آبادی کے مطیع ہین۔ اُن کے حکم سے آئے اور تمہارے جہاز کو اس مہلکہ سے بچایا۔ شیخ عطاش نے تاریخ و دن کو ملایا۔ آپ کے ارشاد کا دن اور جہاز کی نجات کا دن مطابق و برابر ہوا۔ شیخ عطاش کا برادر آپ کی خدمت میں حاضر ہوا اور یہ تمام واقعہ بیان کیا۔ اُسکے بعد شیخ محمد صالح بھی حاضر ہوئے اور حضرت کی اعانت کا شکریہ ادا کیا

آپ نے فرمایا بفضل اللہ ما یشاء، وبایزید شیخ محمد صالح آپ کا مرید ہوا۔ آپنے خلافت کا خرقہ بھی عنایت کیا

نقل ہے

کہ آپ اجمیر شریف مین حضرت مخدوم خواجہ معین الدین چشتی قدس سرہ کی زیارت کیلئے
گئے۔ مرقد مبارک پر حاضر ہوئے تسلیم کی اور فاتحہ پڑھی۔ مرقد مبارک سے آپ کے
گوش مبارک مین یہ آواز پہونچی۔ یا ولدی مرحبا بک آپ نے ہمارے چشتیہ خاندان
کو رونق دی۔ آپ سید احمد کے دختر زادے ہین واقع مین سبھی سے ہین چنانچہ
آنحضرت نے حسنین کو اپنے فرزند فرمایا مین بھی تمکو اپنا فرزند قرار دیتا ہون مخدوم
کی یہ آواز بزرگان حاضرین مثلاً سید غیاث الدین درویش و سید عثمان و سید قاف
و شیخ محمد درویش وغیرہم نے سنی سب آپ کے قدمبوس ہوئے۔ اور عرض کئے کہ آپ
ہمارے لئے اپنے جد امجد سے عرض کیجئے کہ ہم مقاصد کو پہنچین۔ آپ نے سب کو
حضرت کے سامنے پیش کیا اور روضہ سے برآمد ہوئے۔ اسی اثنا مین میر علی اصغر جناب
سجادہ آئے آپ کی ملازمت سے مشرف ہوئے اور مولوی فخر الدین دہلوی کو لکھا
کہ صاحبزادہ بلند اقبال یہان رونق افزا ہین مولوی صاحب نے اکتالیس اشرفی
اور ڈیڑہ سو روپیہ اور ایک دوشالہ اور کمخواب کا ایک تھان ہمراہ سید بدیع الدین
آپ کی خدمت مین روانہ کیا۔ اور شجرہ جدیہ و خلافت نامہ طلب کیا۔ اور عرض کیا
کہ آپ بھی یہان قدم رنجہ فرمائیے۔ آپ نے سید بدیع الدین کو شجرہ جدیہ و خلافت نامہ
عطا کیا۔ اور لکھا کہ وطن مین والد ماجد سخت بیمار ہین اور میرا انتظار کر رہے ہین

اسلئے مین وہان نہین آسکتا معذور ہون سید بدیع الدین دہلی روانہ ہوئے۔ اور آپ دوسرے دن وطن مالوفہ روانہ ہوئے۔ آپ وطن مین پہنچے اور والد ماجد سے ملے۔ اور تمام واقعات بیان کئے۔ والد نے فرمایا اے فرزند آپ میرے پاس رہو۔ آپ ہر وقت حضوری مین رہے۔ آپ کو والد نے سجادہ نشین کیا اور عالم بقا کو روانہ ہوئے آپ صاحب التصانیف والتصنیف تھے۔ آپ کی تالیفات کی تعداد ایک سو پچپن ۱۵۵ سے زیادہ ہے ازان جملہ ربیع المعارج و عروۃ الوثقیٰ و مجمع الاولیا و برہان المشیخہ و منشور الشریف و شرح مثنوی و شرح فصوص الحکم و شرح فتوحات مکی و شرح لوایح وغیرہ ہین۔ آخر آپ مرض موت مین مبتلا ہوئے۔ اطراف کے باشندے جوق جوق آتے تھے۔ اور بیعت سے مشرف ہوتے تھے۔ آپ صاحبزادے بلند اقبال کے انتظار مین تھے۔ خادم نے عرض کیا کہ اگر حکم ہو تو مین صاحبزادے کو قصبہ دہولقہ سے لے آؤن آپ نے فرمایا اسکو خواجہ حسن خطیب و حضرت بابا روانہ کرینگے دلون بزرگون نے صاحبزادے شیخ حسام الدین عرف خوب میان کو لکہا جلد جاؤ احمد آباد مین تمہارے والد منتظر ہین صاحبزادے فی الفور روانہ ہوئے والد ماجد کی خدمت مین حاضر ہوئے۔ آپ نے صاحبزادے کو خاص حجرہ کی کلید عنایت کی گویا وہ کلید خزانہ کرامت تھی۔ اور وصیت کی اور فرمایا میر الکفن تیار ہی اسکو پہناکے دفن کرنا۔ بعد ازان بہشت برین کو روانہ ہوئے۔ یہ واقعہ ۲ رجب ۱۰۴۲ ہجری وقت مغرب سے تاریخ برآمد ہوتی ہے۔ عمر چوہتر سال مدۃ مشیخت چوالیس سال تجہیز و تکفین کرکے شاہپور احمد آباد گجرات مین دفن کئے قبر پر چہتری سنگین تعمیر کیگئی۔

آپ کی اولاد

حضرت خوب میان شیخ معین الدین مجذوب۔

خلفا

حضرت خوب میان شیخ معین الدین۔ حسام الدین کرٹہی۔ سید یوسف بندہ نوازی چشتی شیخ محی الدین عباسی۔ سید قادری چشتی جمالپوری۔ حافظ قاسم قدس سرہم بزار ولی بیتو سیاہ

شاہ رضا صاحب قدس سرہٗ

شاہ رضا علی خان نام۔ شاہ رضا صاحب عرف ہے سادات رضویہ سے ہین۔ والد کا نام میر بندہ علی خان منصبدار ہے۔ نواب ثابت خان مرحوم کے قرابت دار تھے۔ نواب نے میر صاحب کو فوج کی بخشی گری پر مقرر کیا تہا۔ میر صاحب قلعہ کرٹپے کے معرکہ مین نواب مذکور کے ہمراہ شہید ہوئے اور روبروے قلعہ مدفون ہوئے عوام مین بندو شہید کے لقب سے مشہور ہین۔ سالانہ عرس ہوتا ہے معتقدین و فقرا جمع ہوتے ہین۔ آپ نے چار فرزند یادگار چھوڑے تھے۔ میر رضا علی سب سے چھوٹے تھے۔ شہید کے بعد ترکہ باہم بھائیون مین تقسیم ہوا۔ آپ کو والد ماجد کا سخت رنج والم تہا حصہ کی کچھ پرواہ نہ کی صحرا نوردی و درویشی پسند کی ہرچند کہ نواب صاحب اور بھائیون نے منایا سمجھایا مگر کسی کی نہین سُنی درویشون اور صوفیون کی صحبت اختیار کی۔ اتفاقاً چند جوگیون سے ملاقات ہوئی۔ مدت تک اُنکے ساتھ سیر و سیاحت مین گذارے تبت و تاتار کے پہاڑون مین بلا قصد ہائے

کے غارون مین بسر کئے۔ آخر شہر دہلی مین آئے حضرت شیخ المشائخ محبوب الہ خواجہ نظام الدین اولیاء کے روضہ مین معتکف ہوئے اور حضرت سے ہدایت وارشاد کی درخواست کی۔ تیسرے دن عالم رویا مین ارشاد ہوا کہ شاہ اسرار اللہ گجراتی کی خدمت مین جایئے آپ کا حصہ اُنکے پاس ہے۔ وہان سے اُٹھے اور ارادہ کیا کہ حضرت اسرار اللہ کی خدمت مین پہنچایا جانا چاہئے اس فکر مین روضہ کے قریب جو چشمہ ہے اُسپر آئے کیا دیکھتے ہین کہ اسرار اللہ صاحب رونق افروز ہین آپ اُن سے ملے اور عالم رویا کا ماجرا بیان کیا۔ اسرار اللہ صاحب آپکو سلطان المشائخ کے مزار مقدس مین لیگئے اور بیعت سے مشرف فرمایا۔ زیارت اور بیعت کے بعد گجرات روانہ ہوئے۔ شاہ رضا بھی آپ کے ہمراہ آئے۔ چند مدت تک مرشد کی خدمت مین رہے وہیں فیض نعمت سے کامیاب ہوئے۔ ایک روز مرشد نے آپ سے کہا میان رضا در کیا ہے۔ انوار الٰہی کی سیر ہے۔ یہ کہکے جنگل کی راہ لی اور میان رضا بھی پیچھے ہوئے۔ ایک میدان مین پہنچے وہان ایک املی کا پرانا درخت مجوف بہت بڑا تھا۔ اور اُسکے قریب ایک پانی کا چشمہ بھی جاری تھا۔ فرمایا یہان ایک چلہ بیٹھو اور دعائے حیدری کو پڑھو آپ نے قبول کیا۔ پھر مرشد نے دعائے حیدری کی تعلیم کی اور تھوڑے بھونے چنے غذا کے لئے دیئے آپ نے دعائے حیدری کا عمل ختم کیا۔ چالیسوین روز جب آپ وضو کر کے درخت کے جوف مین آنے لگے۔ درخت اپنے مقام سے علیحدہ ہونے لگا اسی اثنا مین مرشد اسرار اللہ وشاہ نجم الدین نظر آئے۔ اور فرمایا میان رضا دعائے حیدری کا نتیجہ حاصل ہوا بس آپ وہان سے اُٹھے اور حضرت کے ہمراہ ہوئے۔ چند روز بدستور خدمت مین رہے

پھر دکن کی طرف چلے۔ اولاً اورنگ آباد میں آئے اعزہ و اقارب سے ملے پھر حیدر آباد پہنچے۔ پھر دلی کا ارادہ مصمم کیا۔ اسی اثنا مین مرشد کا حکم آیا کہ اے رضا اس ملک کی حفاظت آپ کے سپرد ہے یہین رہو۔ آپ مرشد کے حکم کی تعمیل کے لئے شہر مین سکونت پذیر ہوئے اہل شہر کو آپ سے حسن اعتقاد تھا۔ اکثر ارادت صادق سے مرید ہونے لگے آپکی کرامتین مشہور ہوئین۔ سب آپکی ذات بابرکات سے فیض پاتے تھے۔ انوار الاخیار مین لکھا ہی کہ آپکی ذات فقیرانہ تھی۔ آزادی پسند دنیوی تعلق سے متنفر تھے۔ سماع سے بہت رغبت رکھتے تھے مجلس سماع مین جو کچھ آمدنی ہوتی تھی وہ سب قوالون کو تقسیم کر دیتے تھے۔ حضور نظام الملک آصفجاہ بہادر ثانی و رکن الدولہ مدار المہام و حیدر جنگ وغیرہ روسا و امرا آپ کے معتقد تھے اکثر اوقات خدمت فیض درجت مین حاضر ہوتے تھے۔ نہایت ادب و خاکساری سے قدمبوسی حاصل کرتے تھے پنج گنج مین لکھا ہے کہ آپ محبت الٰہی مین دیوانہ اور شمع نور محمدی کے پروانہ تھے۔ فرشتہ سیرت و پاکیزہ صورت۔ صاحب خرق عادت تھے۔ و ہدایت و ارشاد کے آفتاب تھے۔ آپکی ہدایت کی روشنی نے ظلمت کفر کو زمانے کے صفحے سے مٹا دیا۔ ہزارون گمراہون نے ہدایت کا راستہ پایا۔ خوش خلقی نے ایک عالم کو بندۂ بے دام و درم بنا یا۔ خلق کیا تھا جادو تھا۔ خلایق کے دلون کا مسخر تھا کوئی دل ایسا نہ تھا جو آپکی محبت مین پھنسا نہو۔ ہر ایک کے دل پر آپ کی محبت کا سکہ تھا جو دل اس سکہ سے خالی تھا وہی کھوٹا تھا۔ غربا پرور و فقرا دوست تھے۔ ہر وقت انہین کی خدمت کرتے تھے۔ **نقل** ہے کہ ایک روز رکن الدولہ مدار المہام آپکی خدمت مین آیا

بہت سے چوبدار وخدمتگار ہمراہ تھے۔ خدمگارون نے فقرا کو آنے سے ممانعت
کی۔ آپ کو یہ بات سخت ناگوار ہوئی غضبناک ہو کر فرمایا اے رکن الدولہ تیرے
آنے سے میرے اعزہ فقرا کو تکلیف ہوتی ہے اگر تجکو میرے پاس آنا منظور ہو تو عوام الناس
کے طرح آ۔ دیکھو اُس وقت کے بزرگون کی کیا شان تھی کہ امرا سے متنفر اور فقرا سے
مانوس رہتے تھے۔ امرا کے در پر کبھی نہین جاتے تھے جو امرا آتے تھے اُن سے بھی بیزار
ہوتے اب نہ وہ مشائخ ہین نہ امرا نقل ہے کہ آپ بعض وقت حالت سماع مین وجد و
رقص فرماتے تھے۔ وجد مین اکثر اہل مجلس کے عمامے قوالون کو دیتے تھے۔ دوسرے
دن ہر ایک کو نیا عمامہ منگوا کے عنایت فرماتے تھے۔ آپ ہر شب سماع کی مجلس منعقد
فرماتے تھے صبح تک نے جد و حال مین مستغرق رہتے تھے مجلس مین معتقدین مریدین
کثرت سے جمع ہوتے تھے مجلس مین اہل مجلس کے دلون مین آپ کا رعب اسقدر ہوتا تھا
کہ کوئی آہستہ بات نہین کرسکتا تھا تمام عالم سکوت مین رہتے رہتے! ایک روز نواب
حیدر جنگ نے بارہ سو روپیہ نذر گزرانے۔ آپ نے قبول کیا۔ وہ سب روپیہ خانقاہ کی
محراب مین رکھدیا گیا جو کوئی آتا تھا اُسکو سو دسو روپیہ دیتے تھے۔ ایک دو روز مین تمام تقسیم
کر دیا اور ایسا ہی ایک روز سماع کے وقت نواب وقار الدولہ نے ایکہزار روپیہ نذر پیش
کیا آپ نے وہ سب قوالون کو دیدیا ایسا ہی ایک شخص نے ایک اشرفی نذر دی۔ آپ نے
لیکر خادم کو دی۔ اُسیوقت ایک شخص آیا اور عرض کیا۔ کہ حضرت میری لڑکی کی شادی
ہے کچھ دلائیے آپ نے خادم سے اشرفی لیکر اُسکو دیدی خادم رنجیدہ خاطر ہوا۔ آپ نے

فرمایا صبر و شکر اختیار کر۔ اللہ دینے والا ہے۔ تھوڑی دیر نہین گذری کہ کسی امیر کے پاس سے سات خوان کا تورہ آیا۔ آپ نے خادم سے کہا۔ لے کہانا آیا ہے۔ کچہ فکر مت کر فراغت سے کہا اور خدا کا شکر کر۔ آخر آپ درد گردے سے بیمار ہوئے۔ بہت کچہ معالجہ کیا گیا لیکن صحت نہوئی۔ تبدیل آب ہوا کے لئے پہاڑ پر تشریف رکہتے تھے۔ ستائیسوین ماہ جمادی الثانی ۱۲۵۸ھ ہجری مین اس دار فانی سے عالم بقا کو روانہ ہوئے۔ خادمون نے جنازہ حیدرآباد مین لاکر متصل تالاب میر جملہ اندرون شہر دفن کیا۔ آپ کا مرقد زیارت گاہ خلق ہے آپکے تین فرزند تھے لعل اللہ شاہ۔ بادشاہ صاحب۔ شاہ صاحب۔ امر اللہ شاہ والد ماجد کی جگہہ مسند نشین ہوئے۔ صاحب جد و حال تھے۔ گوشہ نشین رہتے تھے کسی امیر و فقیر کے گہر نہین جاتے تھے۔ امرا آپ کی قدمبوسی کے لئے آتے تھے۔ ایک روز غفران مآب آصفجاہ دوم کے اصرار سے مشایخین کے جلسہ مین جو خلوتخانہ مبارک مین منعقد ہوا تھا تشریف لائے تھے۔ حضور آپکی تشریف آوری سے بہت خوش ہوئے۔ اعزاز و اکرام کے ساتھ رخصت فرمائے جب حضرت آصفجاہ دوم کہڑلے سے واپس آئے۔ آپ یعنے امر اللہ شاہ فوت ہوئے۔ والد مرحوم کے گنبد کے صحن مین مدفون ہوئے۔ تینون فرزندون کے باقیات صالحات موجود ہین مگر فقیر مولف اُنکے حالات سے واقف نہین ہے بنا بر علیہ اسی قدر مرقوم الصدر پر اکتفا کیا۔ فی زماننا مشایخ زادے اپنے حالات دینے مین عذر کرتے ہین۔ مولفین کو جس قدر تواریخ سے بزرگان سلف کے حالات دستیاب ہوتے ہین گذارش کر دیتے ہین۔ رضا علی شاہ کا عرس بڑے شان و شوکت سے ہوتا ہے۔

مشائخ اور فقرا کا ہجوم رہتا ہے۔ سرکار نظام ظلہ العالی کے طرف سے عرس کے لئے مبلغ مقرر ہین۔ ہر سال روضہ کے سجادہ صاحب کو ملتا ہے۔ یزار وپیتر کہ بہ۔

شاہ رحمت اللہ قدس سرہٗ

آپ سادات حسینی سے ہین۔ آپ کے والد ماجد توران سے ہند مین وارد ہوئے۔ چند مدت نواب آصفجاہ کے ہمراہ رہے۔ موضع بلگانون ضلع بیجاپور مین سکونت پذیر ہوئے۔ وہان نکاح بھی ہوا۔ آپ یعنے شاہ رحمت اللہ صاحب اُس بیوی سے پیدا ہوئے والدہ آپکی خوردسالی مین فوت ہوگئین۔ پھر آپ کے والد نے دوسرا عقد کیا۔ والدہ ثانی آپ سے موافق نہین تھی۔ آپ نے مہاجرت اختیار کی قصبہ کرنول مین آئے۔ خالہ کے مکان پر فروکش ہوئے۔ خالہ نے آپ کی تربیت و تعلیم مین بہت کوشش کی آپ تھوڑے عرصہ مین کامل و لائق ہوئے۔ آپ کے افعال و اقوال سُنّت نبوی کے موافق تھے چند مُدّت کرنول کے حاکم کے پاس ملازم رہے۔ یکایک محبت الٰہی کے جذبہ نے آپ کو سید علوی بیجاپوری کی خدمت مین پہنچایا۔ آپ علوی صاحب کے مرید ہوئے۔ مُدّت تک اوراد و وظائف مین مصروف رہے لیکن وظائف سے کچھ فائدہ نہین ہوا۔ ایک رات ہشیاری خواب مین آنحضرت صلعم کو دیکھا کہ آپ فرماتے ہین رحمت اللہ حبیب اللہ آ۔ اور سید اشرف مکی کی طرف اشارہ کیا کہ آپ کا حصّہ اُن کے پاس ہے اور سید اشرف کو بھی بشارت دی کہ رحمت اللہ ہندی آتا ہے

جو اُسکا حِصّہ تیرے پاس ہے عطا کر۔ آپ خواب سے ہوشیار ہوئے اور سفر کا سامان مہیّا کر کے حرمین شریفین کو روانہ ہوئے۔ راہ مین میلاپور مین سیّد احمد رفاعی سے ملاقات کی اور استفادے کی درخواست کی سیدنے فرمایا آپ کا حِصّہ سیّد اشرف کے پاس ہے مراجعت کے بعد ما حضر عطا کیا جائے گا۔ آپ ملیوار سے کشتی مین سوار ہوئے چند روز کے بعد جدّے کو پہونچے اور وہان سے دو روز مین مکّہ کو گئے۔ حج و عمرہ سے فارغ ہو کر سیّد اشرف کو تلاش کیا سید موصوف کو جبل ابی قبیس پر پایا مراقبہ مین تھے آپ مودب بیٹھے رہے جب سیّد کو افاقہ ہوا اُس وقت نہایت ادب سے السّلام علیکم کہا سیدنے جواب دیکر فرمایا رحمت اللہ آئے۔ مین حضرت صلی اللہ علیہ وسلّم کے حکم سے آپ کا منتظر تہا۔ پہر سیدنے دوگانہ ادا کر کے آپ کو معارف و حقایق سے آگاہ کیا اور خلافت کا خرقہ عنایت کر کے کہا رحمت اللہ یہ اصول اجمالی ہین اگر زیادہ تفصیل منظور ہو تو سید عبد القادر بیجاپوری کی خدمت مین جائیے اور استفادہ کیجئے سید عبد القادر میرا خلیفہ ہے صاحبدل و کامل ہے آپ سید صاحب سے رخصت ہوئے اور مدینہ منوّرہ مین آئے۔ زیارت کے بعد وطن مالوفہ کو مراجعت کی بندر سورت مین پہنچے۔ وہان شاہ علی رضا گجراتی سے ملے اور اُن سے طریقۂ نقشبندیہ مین اجازت لی اور شاہ علی رضا صاحب نے آپ سے قادریہ طریقے مین اجازت لی۔ پہر سورت سے کرنول مین پہنچے۔ چند مدّت وہان مقیم رہے چند آدمی آپ کی صحبت مین باکمال ہوئے۔ کرنول کے باہر ایک متبرک زیارتگاہ

تھی ایک فقیر بدعتی وہان جاکے بدعت برپا کرتا تہا اور آپ اسکو منع کرتے تھے۔ مگر نہین مانتا تہا آخر آپ نے فقیر کو سزا دی۔ آپ کرپہ مین آگے۔ اور ایک مسجد مین مقیم ہوئے ایک روز شادی کا شب گشت مسجد کے طرف سے مع باجہ ڈہل وتاشہ نمود ہوا۔ اور وہ سب مسجد مین آئے آپ نے سب کو مسجد کے پتھرون سے سنگسار کیا پہر حضرت وہان سے آنا سمندر کی ایک پہاڑی پر سکونت پذیر ہوئے چند مدت تک وہین رہے خلایق آپ کے فیض سے مستفید ہوئے سید عبدالقادر خان اودگیر کا قلعہ دار آپکی خدمت مین آیا اور بعیت سے مشرف ہوا۔ اور چاہا کہ دو تین گانون جاگیر پیش کرے آپ نے قبول نہین فرمایا۔ پہاڑی کے اطراف کی زمین خرید کے آباد فرمایا۔ اور اُس کا نام رحمت آباد رکہا اور اُس مین ایک مسجد مسمی مدینہ مسجد بنا کے اور مسجد کے قریب مدرسہ وخانقاہ بھی تعمیر کرایا۔ آپ پانچ وقت نماز جماعت سے ادا کرتے تھے کوئی نیاز بدعتی قبول نہین فرماتے تھے۔ آپ سُنّت نبوی کے پابند تھے۔ آپ کی مجلس مین حدیث وتفسیر وفقہ کا تذکرہ رہتا تہا۔ خلوت مین مریدون کو تصوف کے امور تلقین فرماتے تھے۔ نصیر الدولہ ایک عالم متبحر مثنوی خوان ہمراہ لیکر آپ کی خدمت مین حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ حضرت مثنوی مین چند ابیات مشکل ہین کہ جو ہماری فہم وعقل سے خارج ہین آپ اُن کے مطالب حل کر دیجئے۔ مولوی صاحب نے کہا مولانا رومی فرماتے ہین ؎

جملہ معشوق است وعاشق پردۂ ۔۔۔ زندہ معشوق است وعاشق مردۂ

آپ نے فرمایا نصیر الدولہ عاشق سے مراد اعیان ثابتہ ہین اور معشوق سے مراد مرتبۂ احدیت ہے اعیان ثابتہ بحکم الاعیان ثابتہ ماشمت رائحۃ الوجود۔ بوی از وجود نشنیدند اندر ہمون ذات بحث است کہ بخیدین لباس متلبس شدہ نصیر الدولہ خاموش ہوا اور عالم نے ظاہری معنی بیان کیا ناقص فہم سمجھے کہ مولوی صاحب کا معنی حضرت کے پہلے معنی سے بہتر ہے آپ غضبناک ہوئے اور فرمایا مولوی صاحب معنی اول درست ہے۔ اور ثانی معنی درست نہین اور فرمایا قال سے حال کے طرف رجوع ہونا چاہیے پھر اسی وقت مراقبہ فرمایا اور تمام اہل مجلس وجد کی حالت مین مستغرق ہوئے کسی کا ہوش باقی نہین رہا۔ آپ خلوت مین چلے گئے نصیر الدولہ نے سوار ہو کر گھر کے طرف مراجعت کی۔ کہتے ہین کہ مجلس مین تین روز تک اہل مجلس پر یہی حالت رہی کہ چشم گریان و دل بریان رہے **کرامت** مولوی رفیع الدین قندہاری جو آپ کے خلیفہ تھے بیان کرتے ہین کہ مین نے سُنا بارش کے موسم مین انا سمندر کا تالاب ٹوٹ گیا اہل موضع گھبرائے اور بھاگنے لگے آپ تالاب کے کنارے پر آئے اور اہل قصبہ کو بلایا تمام آپ کے اطراف مین جمع ہوئے آپ نے پانی کی آمد کی جگہ ایک کلوخ رکھدیا وہ فی الفور بند ہوگیا۔ دریا کا پانی تھم گیا پھر سب نے پتھر و مٹی سے مضبوط باندہ دیا۔ آپ با وجود کمال کبھی ذکر و شغل سے خالی نہین رہتے تھے۔ بلکہ سراپا ذکر تھے آپ کی عمر اسی سال سے زیادہ ہو گئی تھی آپ عبد القادر خان کی درخواست سے اودگیر مین رونق افزا ہوئے۔ وہان تپ و لرزے مین مبتلا ہوئے اور عارض مبارک پر ایک قرحہ عارض ہوا۔ بیماری مین آپ ہر وقت ذکر مین مستغرق

رہتے تھے۔ مگر نماز جماعت سے گذارتے تھے۔ جب وقتِ رحلت قریب پہنچا تب پند و نصائح کرنا شروع کیا۔ اور کسیکو اپنا جانشین نہین فرمایا۔ آپ کی زوجہ محترمہ نے کہا کہ کوئی خلیفہ سجادہ نشین کیجئے۔ فرمایا میرے خلیفہ بے شمار ہین۔ جہان میرا خلیفہ ہوگا وہان نعمت ظاہر ہوگی ہم رضا و تسلیم کے تابع ہین۔ پھر آپ نے ایک مہینے کے بعد اُسی مرض سے اودگیر کے قلعہ مین پنجشنبہ کے دن ۲۶ ماہ ربیع الاول ۱۱۹۵ھ مین بہشت برین کو رحلت کی جمعہ کی شب کو تجہیز و تکفین کر کے دوسرے دن جمعہ کے روز جنازہ رحمت آباد مین لائے۔ مسجد کے صحن مین شبِ شنبہ کو دفن کیا مرقدِ اشرف نزول رحمت ہے اور سید اشرف مکی مکہ مین سلخ ذیحجہ ۱۱۴۹ ہجری مین خلد برین داخل ہوئے آپ خلیفہ شاہ محمد طاہر کے تھے اور وہ شاہ محمد کے خلیفہ اور وہ شمس الدین مقبلی کے اور وہ شیخ آدم بنوری کے اور وہ مجدد الف ثانی احمد سرہندی کے تھے۔ اور یہ آپکی خلافت کا شجرہ ہے۔ زیارت و تبرک بہ

باب الزا

سید شاہ زین الدین بیجاپوری

سید شاہ زین الدین نام۔ عرف شاہ صاحب آپ سید میران سید محمد مدرس بیجاپوری کے بڑے فرزند اور سید شاہ موسیٰ قادری بیجاپوری کے داماد تھے مدرس صاحب نے دوم مرتبہ یا سوم مرتبہ حرمین شریفین کے سفر کا ارادہ کیا اُس وقت فرزند یعنی صاحب ترجمہ سے

کہاکہ سجادہ نشینی اختیار کرو آپ نے عذر کیاکہ مین اس لایق نہین ہون۔ اور دیگر
صاحبزادون مثلاً شاہ عبدالرحمن اور شاہ کریم محمد نے بھی یہی عذر کیا۔ پھر آپ نے
ارادہ کیاکہ محمد زبیر ثانی جو آپ کے داماد ہین اُنکو جانشین کرنا چاہیئے۔ میان عبدالعلی
نے جو آپ کا خلیفہ تہا عرض کیاکہ باوجود تین صاحبزادون کے داماد کو جانشین
کرنا مناسب نہین۔ بالفعل عبدالرحمن صاحب کو سجادہ نشین کیجیے۔ تمام مریدین نے
عبدالرحمن کو راضی کیا۔ وہ سجادہ نشین ہوگے۔ مدرس صاحب نے اُن کے تمام بدن
کو زبان سے چاٹا اور مقام اعلی کو پہنچایا شاہ زین الدین نے والد ماجد سے بہائی عبدالرحمن
کو خلافت کا خرقہ پہنایا۔ پہر مدرس صاحب مذکور مع ہر دو صاحب زادگان شاہ
زین الدین و شاہ کریم محمد بیت اللہ کو روانہ ہوئے۔ جب دریا کے قریب پہنچے شاہ کریم محمد
کو خرقہ دیکر بیجاپور روانہ فرمایا جب وہ بیجاپور مین پہنچے شاہ عبدالرحمن نے کہا
کہ ایک شہر مین دو صاحبِ خرقہ کس طرح رہین گے۔ آپ نے کہا مین نے خرقہ تبرکاً
لیا ہے کہ اس کی برکت سے میری عاقبت بخیر ہو۔ مجکو پیری مریدی کرنے کی ضرورت
نہین ہے۔ مین گوشہ نشینی اختیار کرتا ہون۔ چند روز کے بعد شاہ زین الدین صاحب
کو بہی والد ماجد نے خرقہ دیکر بیجاپور روانہ فرمایا وہ بھی بیجاپور مین رونق افزا ہوئے
اُنسے بھی عبدالرحمن نے عرض کیاکہ آپ بجائے والد ماجد ہین۔ آپ کی رائے سے
مجکو خرقہ ملا ہے اب آپ نے بھی خرقہ لیا ہے اگر والد ماجد کی جگہہ منظور ہے تو حاضر
ہے سوا اِس کے دو سجادہ نشین ایک مکان مین نہین رہ سکتے۔ آپ نے بھی کہا بہائی صاحب

مین نے خرقہ تبرکاً لیا ہے کہ اس کی برکت سے میری عقبیٰ بخیر ہو۔ مجھکو پیری مریدی سے کام
نہین۔ پھر عبدالرحمن نے آپ کے لئے دو کشتیان ایک مین لباس طریقت اور دوسری
مین لباس دنیوی بھیجا۔ دونون مین جو آپ کے پسند ہو لیجئے۔ آپ نے لباس دنیوی کی
کشتی لی اور دوسری واپس کی۔ اور دنیوی عسکری لباس زیب بدن فرما کے بادشاہ سے
ملے۔ اور تا بہ زندگی وہی لباس رکھا۔ اور آپ شاہ موسیٰ قادری بیجاپوری کے داماد تھے آپکے
دو فرزند تھے۔ ایک شاہ صبغۃ اللہ ثانی۔ دوسرا شاہ موسیٰ ثانی۔ والد ماجد کی وفات کی خبر
جس روز مکہ سے آئی۔ آپ نے عرس کے دن شاہ عبدالرحمن کے ہاتھ کو صندل ملا اور ایندہ
سالانہ عرس مین ایسا ہی کرتے رہے۔ جب عبدالرحمن صاحب فوت ہوئے۔ آپ برادر زادہ
سید محمد علی اور اپنے دونون صاحبزادون کو ہمراہ لیکر مکہ روانہ ہوئے اثنا راہ مین
بندر سورت یا جدے مین بائیسوین ماہ صفر ۱۱۲۴؁ھ ہجری مین فوت ہوئے فقیر مولف کو
تذکرون سے یقینیاً نہین معلوم ہوا کہ واقع مین دونون مقامون مین سے کہان فوت ہوئے
بناءً علیہ جسطرح تذکرون مین دیکھا گیا قلم بند کیا۔ واللہ اعلم بالصواب۔ شاہ زین الدین کریم النفس
و نیک محضر تھے۔ غربا دوست و مسافر پرور۔ آپ کی خانقاہ مین اکثر غربا رہتے تھے۔ تا بہ زندگی
غربا کے ساتھ حسن سلوک فرماتے رہے۔

سید زین الدین مفضل قدس سرہٗ

آپ کا وطن حضرموت مین شہر تریم ہے آپ مشائخ کرام سے مین۔ سلطان محمد عادل شاہ
بیجاپوری کے زمانے مین وطن سے بیجاپور دکن مین آئے۔ زبردست عامل و اہل دعوات تھے

بیجاپور میں سکونت اختیار کی۔ بادشاہ و امرا آپکی بڑی عزت و آبرو کرتے تھے۔ بادشاہ نے اکثر دیہات کثیر المحاصل جاگیر مدد معاش مین عطا کئے تھے۔ خوشحال و فارغ البال تھے۔ صوم و صلوٰۃ کے پابند۔ متقی و پرہیزگار تھے۔ آپ کتب کے شایق تھے۔ آپکے کتب خانہ مین نوسو جلد منتخب۔ خوشخط و مطلا تھین۔ علی عادل شاہ ثانی کے زمانہ مین مرہٹہ نے بیجاپور پر چڑھائی کی۔ بادشاہ نے آپ سے دعا ہمت کی درخواست کی آپنے ایک تعویز لکھہ کے دیا کہ توپ کے منھہ پر چسپان کرکے مخالف کے طرف گولہ اندازی کرین۔ انشاء اللہ تعالیٰ مخالف شکست کہا کے فرار ہوگا۔ حضرت کے حکم کی تعمیل ہوئی۔ اکثر مخالف کی سپاہ ہلاک ہوئے۔ اور بقیۃ السیف فرار ہوئے۔ بادشاہ بہت خوش ہوا۔ غرض کہ آپ جبتک زندہ رہے معزز و مکرم رہے۔ آخر آپنے پچیس ۲۵ تاریخ ربیع الاول ۱۱۳۵ھ ہجری مین رحلت کی شاہ پیٹھ مین مدفون ہوئے۔ آپ کا ایک صاحبزادہ مسمی سید عبد اللہ فضل تھا وہ بھی چند مدت کے بعد فوت ہوا۔ بیجاپور مین والد کی قبر کے متصل دفن کیا گیا۔ یزار و یتبرک بہ

مولانا شاہ زاہد بخاری

آپ بخاری الوطن ہین۔ وطن سے ہند مین وارد ہوئے۔ بلاد و امصار کی سیر و سیاحت کرتے ہوئے احمد آباد گجرات مین رونق افزا ہوئے۔ آپ محدث و فقیہ حنفی المذہب تھے اور مخدوم شاہ عالم گجراتی کی مسجد مین فروکش ہوئے۔ چونکہ آپ عالم فاضل و محدث

وفقیہ وقاری تھے۔ مخدوم نے مسجد کی امامت پر آپ کو مامور کیا۔ آپ قرآن شریف خوش لہجہ والحان سے پڑھتے تھے۔ حروف کو عرب کی طرح برابر ادا کرتے تھے۔ سامعین سننے سے محظوظ ہوتے تھے۔ آپ کی تلاوت وقرارت کے وقت قلوب مین وجد کی حالت جاری ہوتی تھی۔ اور دنیوی خیالات سے پاک وخالص ہو جاتے تھے صبح وشام آپ طلبا کو درس وتدریس سے سرفراز فرماتے تھے۔ آپکی وجہ سے مسجد مین بڑی رونق تھی۔ آپ نے مخدوم شاہ عالم سے خلافت کا خرقہ حاصل کیا۔ حضرت مخدوم کی اجازت سے پیری مریدی کا بازار بھی گرم کیا۔ متقی ومرتاض وصاحب زہد وتقوی تھے صوم وصلوٰۃ کے پابند۔ آخر آپ نے ۶ شعبان ۸۹۳؁ھ آٹھ سو ترانوے ہجریمین رحلت کی احمد آباد گجرات مین مدفون ہوئے۔ یزار ویتبرک بہ۔

شیخ زین الدین داؤد بن خواجہ حسین شیرازی قدس سرہٗ

شیخ داؤد آپکا نام ہے۔ اور زین الدین لقب ہے۔ بہ نسبت نام آپ خاص و عام مین لقب سے زیادہ مشہور ہین۔ آپ خواجہ حسین بن سید محمود شیرازی کے صاحبزادے ہین۔ روضہ اولیا کے مولف نے لکھا کہ آپکی ولادت باسعادت ۷۰۱؁ھ ہجری مین بمقام شیراز واقع ہوئی۔ آپکی خوردسالی مین والدہ نے دار فانی سے عالم جاویدانی کے طرف رحلت کی۔ والد ماجد کی آغوش مین تربیت پائی۔ نشوونما کے بعد زمانہ عقل وشعور مین والد ماجد سے کتب نحو وصرف وغیرہ ختم کرکے شروع جوانیمین

حرمین شریفین کی زیارت کے لئے وطن مالوفہ سے برآمد ہوئے۔ مقامات متبرکہ مین پہنچ کے زیارت و حج سے مشرف ہو کے ہندوستان مین آئے۔ دارالخلافہ دہلی مین وارد ہوئے تھوڑی ہی مدت مین قرآن شریف کو حفظ کرلیا اور تحصیل علم کیلیے مستعد ہوئے۔ دارالخلافہ کے علمار سے مستفید ہوئے لگے۔ تحصیل کی تکمیل مولانا کمال الدین سامانہ کی خدمت مین کی۔ درجۂ فضیلت کو پہنچے۔ سلطان محمد تغلق کے ہنگامہ مین کہ بادشاہ نے تمام باشندگان دہلی کو دولت آباد روانہ کیا تھا۔ آپ و مولانا کمال الدین سامانہ بھی دہلی سے دولت آباد مین آئے۔ آپ علمار کے پیرایہ مین تھے۔ اکثر اوقات تدریس علوم و عبادت حیّ و قیوم مین بسر فرماتے تھے۔ پارسائی و پرہیزگاری میں کوشش بلیغ بجالاتے تھے۔ شرع محمدی و سنت نبوی کے تابع رہتے تھے۔ مشایخ صوفیہ کی صحبت سے پرہیز کرتے تھے۔ اُس زمانہ مین شیخ برہان الدین غریب کی مشیخت و بزرگی کا بازار گرم تھا اور انکی پیری مریدیکا دور چل رہا تھا اور شیخ کی مجلسِ سماع و سرود کا آوازہ آسمان تک پہنچا تھا۔ آپ شیخ کے احوال سنکے متنفر ہوتے تھے۔ اور طعن و تشنیع فرماتے تھے۔ آخر آپ نے چند سوالات مشکل علوم و فنون سے مرتب کر کے بطور امتحان شیخ کیخدمت مین بھیجدئے۔ شیخ نے جواب شافیہ لکھہ کے روانہ کئے۔ آپ جوابات دیکھہ کے منکر سے معتقد ہوئے بسنہ ۷۳۶ ہجری مین برفاقت مولانا رکن الدین عماد کاشانی مولف نفائس الانفاس حضرت شیخ برہان الدین غریب کیخدمت مین حاضر ہوئے۔ حسن ارادت سے بیعت سے

خواہان ہوئے شیخ نے بیعت کے وقت فرمائے اے فرزند مرید شائستہ کو اختیار کرنا چاہیے۔ کہ حضرت مولانا نظام الحق والدین نے مولانا حسام الدین کو ارادت سے مشرف فرماتے وقت فرمایا کہ در تکمیل مرید کوشی نہ در تکثیر۔ یعنی مرید کی تکمیل مین کوشش کرنہ مریدین کی زیادتی مین۔ پس آپ شیخ کی بیعت سے مشرف ہوئے۔ اور پیر کی خدمتمین مرضا والعباد پڑہی۔ عبادت وریاضت مین مشغول ہوئے۔ تھوڑے ہی زمانہ مین منازل سلوک کو طے کرکے عروج کو پہنچے۔ بتاریخ اٹھارہوین ماہ ربیع الآخر بروز عرس سلطان المشایخ قدس سرہٗ ۷۲۳ھ ہجری مین خرقہ خلافت سے سرفراز بھی ہوئے اور شیخ کی رحلت کے تین روز بعد مطابق وصیت سجادہ نشین خلافت ہوکے مرجع خاص وعام ہوئے اور پیر کے طریقہ پر زندگی بسر کرتے رہے۔

روضۃ اولیاء خلد آباد کے مولف نے لکھا کہ جب دولت آباد مین امرائے صدہ مثلاً حسن گنگوئی بہمنی واسمعیل مخ وغیرہم نے بغاوت شروع کی اور اسمعیل کو ناصر الدین شاہ ملقب کرکے بادشاہ بنائے۔ اوسوقت سلطان محمد تغلق باغیون کی تنبیہ کیلئے دہلی سے دولت آباد مین آیا۔ چنانچہ فقیر مولف نے امرائے صدہ کی بغاوت کا ذکر مفصل بشرح محبوب الوطن تذکرۃ السلاطین دکن کے حصۂ اول مین لکھا ہے اگر کوئی شایق ہے تو وہان مطالعہ کرے۔ پھر تغلق نے دولت آباد سے اکثر باشندگان دولت آباد کو ایک امیر معتمد کے ہمراہ دہلی روانہ کیا۔ اور حضرت زین الدین کے ساتھ بھی یہی سلوک کیا گیا یعنی اونکو بھی دہلی روانہ کیا۔

ہدایت القلوب کے مولف امیر حسین نے لکھا کہ ماہ ذیحجہ ۷۴۳ھ ہجری مین بروز جمعہ
مخدوم حضرت زین الدین قدس سرہٗ سلطان محمدؒ تغلق کے لشکر کے ہمراہ دہلی روانہ
ہوئے - ہم چند مریدین ایلورہ تک ہمراہ تھے - انتہی کلامہ -

آپ دہلی مین مع الخیر والعافیہ پہنچے - مزارات متبرکات کی زیارت سے مشرف ہوے
اور دہلی کے مشایخ کرام مثلاً شیخ نصیر الدین چراغ دہلی و دیگر خلفائے سلطان المشایخ
وغیرہم کی ملاقات سے بھی مستفید ہوئے - اور باشندگان دہلی سے بیشمار آپکے
حلقہ ارادت مین شامل ہوئے - ازانجملہ شیخ صدر الدین شیخ الاسلام مفتی دار الخلافہ
جو شیخ شہاب الدین سہروردی کی اولاد سے ہین اور مولانا نور الدین امام ہین
آپ نے مولانا نور الدین امام کے نسبت فرمایا کہ (نورک اللہ فی الدارین) مولانا نے
آپ سے قرآن شریف کے چھہ پارے قرارت کے ساتھہ پڑہے - اور امامت نماز پر مامور
ہوئے - ارشاد المریدین امام کی تصنیف سے ہے - روضۃ اولیا کے مولف نے لکھا کہ
کتاب مذکور نہایت ہی لطیف ہے - شایقین طلبہ کو چاہیے کہ کتاب کے مضامین پر
عمل کرین - منقول ہے کہ آپ نے بروز دوشنبہ سلخ شہر ربیع الاول ۷۴۹ھ ہجری مین
فرمایا کہ مین ہر روز ایک ختم قرآن کرکے سلطان المشایخ کی روح پر فتوح پر ہدیہ بہیجتا تہا
اور ہر روز فجر کی نماز کے بعد سلطان المشایخ کے روضۂ مقدسہ کے نیچے وظائف مین
مشغول رہتا تہا - آج عنایت رب العالمین و اعانت شیخ برہان الدین سے مجکو
سلطان المشایخ کے مرقد مبارک سے یہ بیت گوش زد ہوئی ؎

بیا ساقی ز حسن خود کہ جانم از تو آسودست ؎ تو حسن من برافزودی خدا حسنت بیفزاید

چند مدت آپ دہلی مین اقامت پذیر رہے۔ آخر سلطان محمد تغلق نے مقام تتہ سے آپکے بابت لکہا کہ ہم نے آپکو اختیار عطا کیا کہ آپ دہلی ہین یا حرمین شریفین تشریف لیجائین زاد و راحلہ مہیا کیا جاتا ہے۔ یا خود دولت آباد مراجعت کرین۔ پہر یکایک بادشاہ تتہ مین فوت ہوا۔ سلطان فیروز شاہ تخت نشین ہوا۔ اور بتاریخ ۱۸۔ ماہ صفر روز دوشنبہ ۷۵۲ھ ہجری آپکی خدمت مین پہنچا۔ اور عرض کیا کہ آپ دہلی مین سکونت فرمائے۔ آپنے کہا اے خداوند عالم مجبور ہا کیجیے کہ مین اپنے پیر و مرشد شیخ برہان الدین غریب کے آستانہ پر جاؤن اور وہان جان بحق ہون۔ آپکی عنایت و رعایت میرے لیے بھی کافی ہے۔ پس فیروز شاہ نے دوسرے روز سفر کا سامان مہیا کر دیا۔ نقد و جنس بہیجدیا۔ آپ اولاً وہان سے اجودہن شیخ فرید الدین گنج شکر کی زیارت کے لئے روانہ ہوئے۔ آپکی رخصت کے وقت شیخ نصیر الدین چراغ دہلی و دیگر خلفائے شیخ نظام الدین و اُمرا حوض شمسی تک مشایعت مین آئے۔ شیخ نصیر الدین محمود نے حوض شمسی کے کنارہ پر بیٹہکے دعا پڑہی۔ اور شیخ زین الدین صاحب ترجمہ کے۔ سر سے دستار اُٹہا کے اپنا عمامہ اونکے سر پر رکہا اور تبرکات بھی دئے۔ آپ اجودہن مین پہنچے۔ صاحب سجادہ شیخ محمد بن علاؤالدین بن شیخ فرید الدین گنج شکر نے نہایت اعزاز سے آپکا استقبال کیا اور آپکو احترام کے ساتہہ منزل مین اوتارا۔ آپ تین رات دن شیخ فرید الدین کی گنبذ مین دروازہ بند کر کے مراقبہ مین مشغول رہے صرف نماز کے

اوقات مین گنبذ سے برآمد ہوتے تھے۔ شب و روز مین ایک قرآن ختم فرماتے تھے تین رات دن مین بارہ قرآن ختم کیئے۔ ایک مہینہ تک اجودہن مین رہے۔ پھر وہان سے رخصت ہوئے۔ سجّادہ صاحب نے تبرکات دیئے اور ایک منزل تک مشایعت مین ہمراہ آئے۔ آپ دہلی مین پہنچکے عازم دکن ہوئے۔ راستہ مین اجمیر شریف پہنچے وہان ایک ہفتہ تک رہے۔ روضہ شریف مین ہر روز ایک قرآن شریف ختم فرماتے تھے روضہ مقدسہ سے فیضیاب ہوئے۔ منازل و مراحل طے کرتے ہوئے دولت آباد مین مع الخیر والعافیہ داخل ہوئے۔ اہل دکن کے امرا و غربا تمام آپکی خدمت مین مشرف ہونے لگے۔ بہرام خان مازندرانی ہمشیرہ زادہ علاء الدین حسن گنگوئی بہمنی حاکم دولت آباد آپ سے حُسن عقیدت رکھتا تھا۔ محمدؔ شاہ بہمنی کے عہد مین بغاوت پر آمادہ ہوکے مستعد جنگ تہا۔ محمدؔ شاہ اُسپر حملہ آور ہوا۔ دولت آباد سے دو کوس کے فاصلہ پر فروکش ہوا۔ قلعہ کے محاصرہ کی فکر مین تہا کہ بہرام خان گھبرایا۔ فی الفور تغیر لباس کرکے حضرت کی خدمت مین آیا۔ عرض کیا اب کیا تدبیر کرنی چاہیے آپنے فرمایا (اَلْمُسْتَشَارُ مُوتَمن) اِسوقت آپکے لئے مع عیال و اطفال گجرات جانا مناسب ہے۔ پس بہرام خان آپکے حکم سے مع عیال و اطفال گجرات چلا گیا۔ اگرچہ بادشاہ نے تعقب مین چار سو سوار دوڑائے لیکن وہ ہاتھ نہین آیا بادشاہ کو معلوم ہوا کہ بہرام خان شیخ زین الدین کے فرمانیسے فرار ہوگیا ہے۔ شیخ سے کبیدہ خاطر ہوا۔ چند روز باہم رنجیدگی کا معرکہ رہا۔ آخر باہم صلح ہوگئی۔ بادشاہ معتقدین کے زمرہ مین شریک ہوگیا۔ فقیر مولف نے

شیخ و بادشاہ کے باہم کشیدگی کا ذکر محبوب الوطن تذکرہ سلاطین دکن کے حصہ اول مین مفصل لکھہ چکا ہون۔ لہذا یہان اختصار پر اکتفا کیا۔ اعادہ کرنے سے باز رہا۔ ملک راجہ بانی سلاطین فاروقیہ برہانپور آپ کا مرید تہا اور آپ نے ارادت و اجارت کا خرقہ بھی پایا تہا۔ روضہ اولیا و دیگر تواریخ سے معلوم ہوا کہ ملک راجہ ابتدا مین فیروزشاہ فرمانروائے دہلی کے حکم سے تہانیر خاندیس کی حکومت پر آیا ۷۷۲ہجری مین خاندیس کو حسن تدبیر و ضرب شمشیر سے مسخر کیا۔ وہان کے تمام راجاؤنکو فرمان بردار خراج گزار بنایا۔ رفتہ رفتہ درجہ سلطنت کو پہنچ گیا۔ آخر ۸۰۱ہجری مین فوت ہوا۔ فوت ہونے سے قبل فرزند بزرگ نصیر خاں کو ولی عہد کیا۔ اور حضرت شیخ زین الدینصاحب ترجمہ کا خرقہ عطا کیا ہوا بھی اُس کے سپرد فرمایا۔ دو سو سال تک فاروقیہ خاندانمین سلطنت رہی جو ولی عہد ہوتا تہا شیخ کا خرقہ اوسکو دیا جاتا تہا۔ یہ سلسلہ نسلاً بعد نسل جاری رہا آپ نصیر خان فاروقی کے عہد مین تہالنیر خاندیس مین رونق افزا ہوئے تھے چند مدت وہاں اقامت گزین رہے۔ فاروقی آپکی نہایت تعظیم و تکریم کرتا تہا۔ خدمت و مہمانداری کو باعث برکت سمجھتا تہا۔ ایک روز تذکرۃً آپسے عرض کیا کہ مین آپکے نام نامی پر ایک شہر تپتی ندی کے کنارے آباد کرنا چاہتا ہون۔ آپنے فرمایا میرے پیر صافی الضمیر برہان الدین غریب کے نام پر آباد کیجئے مجھ گم نام کو چھوڑ دیجئے نصیر خان نے اُسی وقت تپتی ندی کے کنارہ پر ایک جانب مین شہر برہان پور اور ندی کے دوسرے جانب آپکے نام سے زین آباد کی بنا رکھی۔ دونون بزرگون کے

ناموں کی برکت سے دونوں شہر تھوڑے ہی زمانہ مین معمور و مشہور ہو گئے۔ فی زمانا
بھی موجود و آباد ہین۔ آپکے ایک مرید خاص امیر حسین نے آپکے ملفوظات کو جمع
کرکے اوسکا نام ہدایۃ القلوب رکھا تھا۔ ہدایۃ القلوب نادر الوجود ہے۔ روضۂ اولیاکے
مولف نے ملفوظ مذکور سے چند ملفوظات نقل کیئے ہین فقیر مولف یہان اوسی سے
گزارش کرتا ہے کہ شایقین مستفید ہو وین۔ ہو ہذہ۔ میر حسین کہتا ہے کہ مین نے
حضرت سے ایک رات پوچھا کہ اس بیت کا معنی و مطلب کیا ہے۔ ؎

کفی حزنا بالواله الصب ان یری ٭ منازل من یھوی معطلة قفرا

ترجمہ بس ست غم عاشق دیوانہ این کہ بیند ٭ منازل محبوب را از محبوب بیکار و خالی
مشایخ اسلیئے بیٹھے ہیں کہ مریدون کے باطن کو ذکر حق سے آباد کرین۔ یعنی جب
کسیکا دل حق یا ذکر حق سے معمور ہو جائے وہ کامیاب ہے۔ اگر نعوذ باللہ بیکار
وخالی رہے۔ کوئی مصیبت و غم اس سے زاید نہوگا۔ پھر ایک شخص نے پوچھا ان دو بیتوں کی معنی کیا ہیں فرمایئے

یَا عَاذِلَ الْعَاشِقِیْنَ دَعْ فِئَةً ٭ اَضَلَّهَا اللّٰهُ كَیْفَ تُرْشِدُهَا
وَفِیْ فُؤَادِ الْمُحِبِّ نَارُ هَوًی ٭ اَحَرُّ نَارِ الْجَحِیْمِ اَبْرَدُهَا

ترجمہ۔ اے ملامتگر عاشقان بگذار گروہے را کہ گمراہ کرد ایشانرا خدا تعالی چگونہ راہ
مینمائی آن گروہ را و در دل عاشق آتش عشق است کہ کمترین آتش دوزخ سرد ترین
آتش عشق است۔ آپنے فرمایا کہ دوزخ کی آگ عشق کی آگ کے برابر نہیں ہے چنانچہ
ابراہیم علیہ السلام سے کہا گیا کہ نمرود کی آگ تیز بھڑکی ہوئی ہے۔ آپکو اسمین ڈالیگا

ابراہیم علیہ السلام نے فرمایا کہ میرے دل کی آگ نمرود کی آگ سے تیز و تند زیادہ ہے
جب بروز قیامت بحکم وعدہ لَاَمْلَئَنَّ جَهَنَّمَ۔ دوزخ کو پکارین گے کہ هَلِ امْتَلَأْتِ
دوزخ کہے گی هل من مزید پس تمام مومن و کافر کو اوسمین ڈالین گے
دوزخ مومنین کے نور کو دیکھتے ہی بہا گیگی اور چلائیگی اے مومن بگذر تیرا نور میری
تخت آتش کو بجھاتا ہے۔ پس مومنین گذر جائینگے اور کافرونکو آگ لپٹ جائیگی
فرمایا کہ جو لوگ حرص و خواہش کے میدان مین جولانی کرتے ہین وہ چکی کے بیل کے
مانند ہین غفلت کے پردے اُنکی آنکھونپر بندھے ہوئے ہین۔ نہیں جانتے کہ
کسقدر راہ قطع کئے ہین۔ جب یکایک پردہ آنکھونسے نکالتے ہیں تو وہین پاتے ہین
جہان تھے۔ فرمایا کہ نصیحت کنایہ و اشارہ کے پیرایہ میں کہنی چاہیئے۔ اگر صراحتہً
کہین گے تو خصومت ہوگی نہ نصیحت۔ اسلئے نصیحت ہے یا فضیحت یا خصومت
جو کچھ تنہائیمین کہا جائیگا وہ نصیحت ہے۔ جو برملا کہین وہ فضیحت ہے جو صریح
کھلم کھلا کہین خصومت ہے۔ حضرت شیخ المشائخ فرماتے تھے کہ کلامنا
اشارۃٌ فاذا صار عبارۃ صار جفا۔ ترجمہ ہمارا کلام اشارہ ہے اگر وہ عبارت
ہوجائے تو جفا ہوگا۔ ایک مرید نے آپسے پوچھا کہ اگر کوئی شخص کسی پیر کا مرید ہوجائے
اور اس پیر کو باطل پائے تو دوسرے کا مرید ہوسکتا ہے یا نہین۔ آپنے فرمایا کہ اُس پر
فرض ہے کہ دوسرے کا مرید ہوجائے اسلئے کہ اگر کوئی شخص ایک سمت قبلہ سمجھکر نماز
ادا کرے اور جب اوسکو معلوم ہوجائے کہ قبلہ دوسرے جانب ہے تو اسطرف ٹھیرنا

و توجہ کرنا جایز نہوگا۔ قبلہ سے مقصود توجہ الی الحق ہے جیسا کہ ابراہیم علیہ السلام نے فرمایا ہے۔ (انی وجہت وجہی للذی فطرت السموات والارض حنیفا وما انا من المشرکین۔) حق تعالیٰ جہت سے منزہ ہے۔ چنانچہ کعبہ قبلہ ظاہر ہے محمد صلی اللہ علیہ وسلم قبلۂ باطن جسنے حضرت کیطرف توجہ کی گویا خدا کے طرف کی۔ آپنے فرمایا جن لوگون نے شیخی کو اختیار کیا ہے لیکن کسی شیخ کامل سے بیعت نہین کی نہ شیخی پائی۔ وہ بزرگ واقع میں قبلہ نہیں ہیں انکی متابعت گمراہی ہے۔ ع

این ہمہ شیخان خراین پرست ⁂ برہمنانند بت آذر پرست

دین کے امر میں اپنے سے بہتر کی متابعت کرنی چاہئے اور دنیوی امر مین اپنے سے کمتر کی۔ مثلاً ایک شخص دو سو روپیہ کی آمدنی رکہتا ہے اگر وہ ایسے شخص کی طرح زندگی بسر کریگا جیسا کہ چارسو آمدنی والا کرتا ہے تو وہ آخر رسوا و ذلیل و محتاج ہوگا۔ پس اوسکو چاہئے کہ ایسے شخص کی روش اختیار کرے جسکی آمدنی سو روپیہ ہو اور باقی سو روپیہ خیراتیں صرف کرے۔ یہ طریقہ اسکے لئے دارین مین مفید ہوگا۔ دنیا بھی خوشی سے بسر ہوگی۔ اور دین بھی۔ فرمایا بزرگان صاحبدل نے مرید ذکو تربیت کرنا۔ زن مرضعہ سے سیکہا ہے۔ اگر مرضعہ ناخوردنی چیزون سے پرہیز کرے تو بچے کا مزاج درست ہوگا۔ والا بچے کا مزاج درست نہوگا۔ فرمایا کہ مردان خدا و بزرگان حق تعلیم الٰہی مین ایسے اقوال بیان کرتے ہین کہ علم و عقل مین نہین آتے۔ آخر تکفیر کرتے ہین۔ دیکہو مصر سے قافلہ برآمد ہوا۔ حضرت یعقوب علیہ السلام نے کنعان میں خبر دی انی لاجد ریح یوسف

لولا ان تفندون ترجمہ بیشک مین پاتا ہون یوسف کی خوشبو اگر تم مجکو نادانی منسوب نہ کرو۔ اسکو تمام فرزندوں نے کہا۔ تاللہ انک لفی ضلالک القدیم قسم کھائے اور ان ولام تاکیداً لائے۔ اور اضلال کو قدم کے ساتھہ موصوف کیا۔ ایسا ہی موسیٰ علیہ السلام و خضر علیہ السلام کا قصہ ہے۔ موسیٰ نے باوجود کمالات خضر علیہ السلام سے صحبت و مصاحبت کی درخواست کی اور خضرؑ سے جواب پایا۔ انک لن تستطیع معی صبراً۔ ان تحقیق کیلئے ہے۔ اور لن نفی تابید کیلئے۔ پس موسی علیہ السلام کہتے ہین۔ ستجدنی انشاء اللہ صابراً ولا اعصی لک امراً موسی علیہ السلام نے باوجود علم انشاء اللہ کے ساتھ قول کو مقید کیا اور خضر علیہ السلام بغیر تامل حکم کرتے ہین اور تین مقام میں اس امر کو مکرر وارد کرتے ہین آخر وہی ہوا جو خضر نے کہا تھا پس علم موسیٰ و علم خضر کو کس قسم کے علم سے تعبیر و حکم کر سکتے ہین فرمایا جو شخص قناعت کو ترک کرتا ہے۔ حرص میں مبتلا ہوتا ہے اور شیطان اوسکو فلاخن کا ڈھیلا بناتا ہے جسطرف چاہتا ہے پھینکتا ہے۔ یعنی دوڑاتا ہے۔ فرمایا کہ مین ایک وقت عالم فاضل کے پاس سبق پڑھتا تھا۔ اسی اثنا مین ابنائے جنس کی شکایت کا تذکرہ آیا۔ عالم دانشمند نے فرمایا زین الدین یہ عالم کون و فساد ہے۔ کیا یہان آرام چاہتا ہے۔ ؟ کلکہ کا ایک قصہ ہم سے سنو۔ وہ یہ کہ ہمارے مکان مین ایک درخت ہے۔ بہت پھول لایا ہے پہولون مین جو شیرینی و لذت ہے چہوٹے چہوٹے کیڑے اوسپر جمع ہوتے تھے یکایک چند چڑیان آئین اون ضعیف کیڑونکو کہانے لگین۔ پس ناگاہ ایک بلی آئی چڑیون پر حملہ کیا وہ ڈرکے اڑ گئین

یکایک ایک کتا آیا بلی پر حملہ کیا۔ بلی بہاگی۔ ایک لڑکا اٹھا کتے پر حملہ کیا۔ مین چاہتا تہا کہ کتے کے لئے لڑکے کو سزا دون اسکی مان نے اسکو بچایا۔ اب مولانا ملاحظہ کیجیے میرا مقصود دیگر ہے اور لڑکے مطلوب دیگر اور مانکا مطلوب دیگر۔ اسیطرح ہر ایک کی نیت مختلف ہے۔ ایک کو دوسرے سے ثمر پہنچتا ہے۔ تیسرا دوسرے کو عاجز کرنا چاہتا ہے کہ چوتہا تیسرے کو دوسرے سے بچاتا ہے۔ علی ہذا القیاس۔ ھلم جرا ذلک تقدیر العزیز العلیم فرمایا کہ کلمات المشایخ جنود اللہ فی الارض ترجمہ مشایخ کے کلمات لشکر ہائے خداوند در تمام روئے زمین یعنی سالکان طریقت اس لشکر کے ذریعہ سے نفس و شیطان و دشمن پر فایز المرام ہوتے ہین فرمایا کہ حقتعالی نے ہمارے بزرگونکی ہر وقت مدد کی ہے اسی طرح ہمپر تمام مومنین کی اعانت واجب و لازم ہے۔ فرمایا۔ لا تزن الخلق بمیزان نفسک وزن نفسک بمیزان الموقنین لتری فضلھم و افلاسک مت تول خلق کو اپنے نفس کی ترازو مین۔ اور اپنے نفس کو صاحبان یقین کی ترازو مین تول تاکہ دیکہے گا اونکی زیادتی سرمایہ کو اور اپنی مفلسی کو۔ روضۂ اولیا کے مولف نے لکہا ہے آپکے ایک مریدنے اولاً ایک کتاب مسمی دلیل السالکین آپکے ملفوظات مین لکہی پہر ثانیاً بھی دوسری کتاب مسمی بہ جنۃ القلوب من مقال المحبوب۔ نیز ثالثاً مسمی بہ جنۃ المحبۃ تیسرا حصہ راقم الحروف کے مطالعہ مین گذرا۔ اسمین پچیس فوائد قلمبند کیا ہے نسخۂ مذکور کا آغاز، بتاریخ ماہ رجب ۵۵ سے تا آخر حیات شیخ رحمۃ اللہ تعالے ہے چنانچہ محبت و عشق کے بیان مین لکہتا ہے کہ شیخ نے فرمایا۔ ؎

زعقل اندیشه باز آید کہ مردم رابعز ساید ؎ گرت آسودگی باید برو عاشق شو اے غافل

پس کیا کرنا چاہیے عشق کے حاصل کرنےمین کوشش کرنی چاہیے عشق کی پناہ مین آنا

تاکہ تمام آفات و شدائد سے نجات ملے کوئی راستہ حق کیطرف قریب تر راہ عشق سے نہین ہے

ایک معترض بوالفضول نے سوال کیا کہ عشق عطائی ہے یا کسبی تحصیلی ہے۔ فرمایا کہ

انبیا کا آنا اور کتب سماویکا نازل ہونا اور اولیا اللہ جلشانہ کا اظہار تمام تعلیم و تحصیل نور

اتباع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیلئے ہے وبے نور ولایت شیخ نور اتباع کو نہیں پاسکتے

اسلیئے شیاطین الجن والانس کو بے نور ولایت ایک قدم بڑہنے کی اجازت نہین دیتے ہین

قل ان کنتم تحبون اللہ فاتبعونی یحببکم اللہ۔ پہر آپ معترض کے طرف متوجہ ہوئے

فرمایا آپنے جو کچھہ کہا وہ بھی ہے لیکن وہ باقی نہین رہتا ہے چندروز ہوتا ہے اسلیئے کہ

وہ نور ولایت و نبوت کی حمایت مین نہین ہے ولایت و نبوت کے تابعین گمراہی سے

فارغ ہوتے ہین۔ بمصداق انک تھدی الی صراط المستقیم۔ آپکی مجلس مین

اس بات کا ذکر ہوا کہ مجرد کو دنیا سے چندان تعلق نہین ہے۔ آپنے فرمایا کہ ایک بزرگ تہے

اور اونکے پاس ایک بلی بھتی۔ جب بزرگ کے سامنے کہانا لاتے تھے۔ بلی کہڑی ہوجاتی

اور نہین چلاتی تہی۔ ایک روز اونکے سامنے کہانا لائے اور بھی دوسرے بزرگ کہانے

بیٹہے تھے بلی آئی اور فوراً جست کی گوشت کا ٹکڑا دسترخوان سے لیگئی بزرگ بلی کی حالت

دیکھکر متعجب ہوئے کیا وجہ ہے کہ بلی نے خلاف عادت یہ حرکت کی۔ کہا تلاش کرو ایک شخص

بلی کے پیچھے گیا۔ دیکھا کہ بچے لائی ہے۔ واپس آیا۔ بلی کا حال بیان کیا بزرگ نے

فرمایا کہ بلّی جبتک تنہا تھی کسی کی طرف توجہ نہین کرتی تہی۔ بے پروا رہتی تھی۔ اب بچے
لائی ہے رسوا ہوئی ایسا ہی جبتک مجرّد رہیگا دنیا ومافیہا سے بے پروا ہوگا۔ پھر آپکی
مجلس مین حیلہ کی بابتہ تذکرہ ہوا آپنے فرمایا کہ ایسا حیلہ کرنا جسمین شر مطلوب نہو شرعًا
درست ہے جیسا کہ کوئی بزرگ صاحب خانہ کی طلب مین آیا ہوا ور صاحب خانہ کو
بسبب مخالفت طبع یا خوف غیبت وغمازی یا ترک اوراد ملاقات کرنا منظور نہو تو وہ
اپنے غلام کو کہتا ہے کہ بہانہ کرے کہ خواجہ گہر مین نہین ہے۔ غلام آتا ہے دروازہ
یا دیوار پر ہاتہہ رکہکے کہتا ہے کہ خواجہ یہان نہین ہے اور دلمین اشارہ دروازہ یا
دیوار کیطرف کرتا ہے۔ یا خواجہ گھوڑے پر سوار ہووے۔ کہے کہ خواجہ سوار ہوگیا۔ اس
قسم کا حیلہ درست ہے لیکن وہ حیلہ جسمین شر مطلوب ہو حرام ہے ان دونو حیلونکی نظیر
قرآن شریف مین مذکور ہے۔ ایوب علیہ السّلام کے قصّہ مین اگر حدقایم کرے تو ظلم
ہوتا ہے دالا سوگند واقع ہوگی۔ یہ حیلہ مشروع ہے۔ داؤد علیہ السّلام کے قصّہ مین
مذکور ہے کہ انکی قوم کو حکم ہوا کہ بروز شنبہ مچھلی کا شکار نکرین اوس زمانہ مین شنبہ
عبادتکیلئے مقرر تہا جیسا کہ فی زماننا جمعہ ہے قوم نے حیلہ کیا کہ شنبہ کے دن پانی مین
گہرے غار کھود دئے۔ بروز شنبہ تمام مچھلیان غار مین جمع ہو جاتی تہین۔ بروز یکشنبہ
تمام کو پکڑ کے شکار کر لیتے تھے یہ حیلہ ممنوع ہے۔ آپنے عمل بے ریا کے بابتہ فرمایا کہ ایک
فقیر راتکو تلاوت قرآنمین مشغول تہا اوسوقت ایک چور کو دیکہا کہ گہر مین آتا ہے ایک آیت
چور کے سنانیکے لئے بلند آواز سے پڑہی۔ سنتے ہی چور نے سمجہا کہ صاحب خانہ ہوشیار ہے

واپس ہوا۔ صاحب خانہ غلبہ خواب سے سوگیا خواب میں دیکھا کہ قیامت قایم ہوگئی ہے
حکم الٰہی ہوا کہ بندوں کے اعمال تولیں صاحب خانہ درویش کی تلاوت تولنے کی نوبت
آئی۔ وہ آیت جو چور کیلئے بلند آواز سے پڑہی تھی نہیں تولے درویش نے کہا یہ بھی مری
تلاوت ہے جواب دئے کہ یہ آیت تو نے خدا کیلئے نہیں پڑہی تھی۔ آپنے فرمایا جہانتک عمل
مخفی ہوگا اسمین اخلاص زیادہ ہوتا ہے۔ ایکوقت ایک فقیر خانقاہ مین جنگل سے لکڑیاں لایا
ہرچند کہ جلاتے تھے لیکن نہین جلتی تہین جب دریافت کئے کہ کیا وجہ ہے معلوم ہوا کہ درویش نے
لکڑیونکے لانیمین راہ کی سختی سے تنگ آ کے مولانا زین الدین کی دیوار کو تکیہ گاہ و پناہ بنایا تہا
ملفوظاتکا خلاصہ تمام ہوا۔ آپکے مرید قاضی صدر الدین مفتی دار الخلافہ دہلی آپکی ریاضت کے بابت
فرماتے ہین کہ اگر تمام مشایخ کرام کی ریاضت اسکی ترازو مین تولین آپکے مجاہدہ کا پلڑہ تمام سے
غالب ہوگا باوجود این آپکے حوصلہ وسیعہ کے نزدیک کچھہ وزن ہی نہین رکھتی تھی۔

آپ کی رحلت کا ذکر

روضہ اولیا کے مولف نے لکھا کہ آپ مرض الموت مین مطلقاً کوئی چیز تناول نہین فرماتے تھے
صرف پانی پیتے تھے۔ باوجود سخت علالت و ضعف بدن نماز قیام کے ساتھہ ادا فرماتے تھے۔
کوئی سنت و نفل و مستحب فروگذاشت نہین کرتے تھے سنت نبوی کے نہایت ہی پابند تھے ایک مرید نے
عرض کیا کہ حضرت ایسی حالت مین آپسے قیام ساقط ہے۔ جواب مین فرمایا اگر قیام ما عمامہ نہ باندہونگا
تو اس حدیث کے مضمونکا مصداق ہونگا۔ معاذ اللہ۔ من نعمہ فاعلا ذکرہ دل قائما ابتلاہ اللہ
ببلاء لا دواء لہ۔ اور انہین ایام مین کسی مرید نے عرض کیا حضرت روضہ کے پہاڑ کی ہوا بہت سرد ہے

دولت آباد مین دولتخانہ پر تشریف لیجانا مناسب ہے۔ آپنے فرمایا مجھے یہین چھوڑو کہ مین اپنے پیر مرشد شیخ برہان الدین غریب کے آستانہ مبارک پر رہون آخر آپ مجکو یہین لاؤگے۔ اور یہ بیت پڑھی

اگر جنازہ سعدی بکوے دوست برند ٭ زہے حیات نکو نام مردنی بسعادت

روز نقل خواجہ شہاب الدین خادم و بعض احباب مثلاً شیخ برہان الدین و مولانا شمس الدین فضل اللہ و مولانا تاج الدین احمد وغیرہم خدمت مین حاضر تھے۔ شہاب الدین نے عرض کیا کہ تمام احباب حاضر ہین اگر ارشاد ہو تو گزارش کرین فرمایا مین جانتا ہون۔ پھر احباب نے ظاہراً عرض کیا اسوقت وصیت کرنی چاہئے۔ اور کسیکو خلیفہ بنانا چاہئے وصیت مبارک ہے حضرت شیخ برہان الدین نے وصیت کی تھی۔ خاموش ہوئے کسی کو خلیفہ نہین کیا۔ نہ مرید کرنیکی اجازت دی پس جب نماز کا وقت آیا تھوڑی دیر بیہوش رہے۔ شہاب الدین خادم نے پائے مبارک پکڑکر عرض کیا مخدوم عصر کی نماز کا وقت پہنچتا ہے۔ یہ آواز سنتے ہی مستعد ہوکے مصلی پر آئے اور نماز کامل ادا کی فرایض سے فارغ ہوکے سر سجدہ مین رکھا۔ حالت سجدہ مین جان شیرین جان آفرین کے سپرد کی ؏ اگر میرد کسے بارے باین مرگ۔ یہ واقعہ بروز یکشنبہ بتاریخ پچیسوین ماہ ربیع الاول ۷۷۱ھ ہجریہ مین واقع ہوا۔ لفظ ملاذ (۷۷۱) مادہ تاریخ رحلت ہے آپکو اندرون حصار روضہ خلد آباد مین دفن کئے۔ آپکا مقبرہ شیخ برہان الدین غریب کے مقبرہ سے علٰحدہ ہے۔ سالانہ آپکا عرس ہوتا ہے سرکار عالی نظام خلد اللہ ملکہ کے طرفسے عرس کیلئے خرچ ملتا ہے معتقدین حسن اعتقاد سے جمع ہوتے ہین مقاصد و حاجات مین کامیاب روضۃ اولیا کے مولف نے لکھا کہ حضرت شیخ زین الدین داود قدس سرہ کے والد ماجد

خواجہ حسین بن سید محمود شیرازی وعم بزرگ خواجہ عمر قدس سرہم شرفائے شیراز سے تھے
ہمیشہ تجارت مین زندگی بسر کرتے تھے جب آپکے والد وعم کو معلوم ہوا کہ فرزند ارجمند
شیخ زین الدین حرمین شریفین کی زیارت سے فارغ ہو کے ہندوستان روانہ ہوا۔ والد
وعم بزرگوار بہ تقاضائے محبتِ لختِ جگر مع اہل وعیال ہندوستان روانہ ہوئے مع الخیر
دہلی مین پہنچے۔ فرزند کی ملاقات سے خوش خرم ہوئے اور شہر مین سکونت اختیار کی۔ اور
حضرت شیخ نظام الدین اولیا کی بیعت سے مشرف ہوئے۔ تغلقی حادثہ مین دہلی سے دولت آباد
دکن مین آئے۔ چند مدت کے بعد دار البقا روانہ ہوئے۔ ہر دو برادر بالائے کوہ روضہ
مقدسہ خارج حصار ایک گنبذ مین مدفون ہوئے۔ یزار و یتبرک بہ۔

بابُ السّین

سُلطان محمد عرف باباحاجی رجب قدس سرہٗ

آپ کا اصلی وطن ملک روم ہے۔ آپ امیرزادے شریف النسب والحسب تھے۔
صاحب علم و فضل و متقی پرہیزگار تھے۔ امیر تھے مگر ہمیشہ فقر کے۔ جویا رہتے
تھے۔ حسن اتفاق سے شہر بطایح ملک شام مین حضرت احمد کبیر رفاعی کی خدمت مین
آئے۔ اور فیض باطنی حاصل کیا۔ حضرت مرشد کی توجہ سے دنیا و
مافیہا سے علٰحدہ ہوئے۔ اور چالیس سال تک ریاضت و عبادت کرتے
رہے۔ پھر مرشد نے آپ کو خلافت کا خرقہ عطا کیا۔ اور ہند کے سفر کی

اجازت دی۔ آپ رخصت کے وقت آپکو ایک آفتابہ اور کھجور کے دو تخم عنایت کئے۔ اور فرمایا ہند کے بلاد و امصار مین ہر صبح کو ان دونون تخمون کو زمین مین ڈال کے اُس پر وضو کرتے رہو جس مقام مین یہ جڑ نمود کرین وہان اقامت اختیار کیجے اور خلایق کو ہدایت و تلقین سے ممتاز فرمائیے۔ اور بت پرستی کی رسم جہان سے محو کر کے خدا کا رستہ بتلائیے آپ رخصت ہو کے ہند مین آئے۔ خوب سیر و سیاحت کی۔ پٹن گجرات مین دونون تخم کو زمین مین بو دیا۔ ایک ہی رات مین جم گئے۔ اور سبز ہو گئے۔ آپ نے رفقا سے کہا یہی مقام میرا سکونت گاہ ہے وہان سکونت پذیر ہوئے اُس وقت پٹن مین ایک راجہ مسمی بجے سنگھ حکمران تہا سخت متعصب و ظالم تہا ہر روز مسلمان کے خون سے ٹیکا لگاتا تہا۔ بت خانے کے طرف آیا۔ آپ بھی بت خانے کے قریب بیٹھے۔ کہا آپ ہمارے بت خانے کے پاس کیون ٹھہرے ہین۔ آپ یہان نہین ٹھہر سکتے۔ آپ نے سوال کیا جس ہے کی تم عبادت کرتے ہو اُسکا کیا نام ہی۔ حاکم نے کہا سبھودا۔ کیا تم سے بات کرتا ہی حاکم نے کہا نہین کبھی کبھی بات کرتا ہے آپنے فرمایا ہم اُس سے بات کرتے ہین۔ اگر وہ بات کرے اور ہماری خدمت بجا لائے تو تم ہماری سنا کیا کروگے۔ حاکم نے کہا ہم سب آپکے تابعدار ہو جائینگے۔ اُس وقت باباجی نے بت کے طرف توجہ کی فرمایا اے سبھودا ادہر آ بت بت خانے سے برآمد ہوا اور آپ کو سلام کیا۔ آپ نے فرمایا کہ سہلینگ تالاب سے آفتابہ بھر کے لا۔ تب آفتابہ لے کے تالاب پے گیا اور آفتابہ بھر تمام تالاب خشک ہو گیا۔ مچھلیان وغیرہ حیوانات ترٹپنے لگے۔ اور آفتابہ آپ کی خدمت مین لے آیا۔ راجہ اور اُسکی قوم یہ تماشا دیکھ رہے تھے اور حیران ہوئے

اور آپکی عظمت و ہیبت سے ڈرنے لگے۔ عرض کیا کہ مچھلیان بے وجہ ہلاک ہوتی ہین۔ آپ نے حکم کیا کہ آفتابے مین سے تھوڑا پانی تالاب مین ڈالو۔ پانی ڈالتے ہی تالاب لبریز ہوا۔ راجہ اور اسکی تمام سپاہ و قوم اسلام سے مشرف ہوئے اور گجرات کے بلاد و امصار مین آپکی شہرت ہوئی۔ ہنود بت پرستی سے الگ ہوئے اور اسلام کے دائرے مین آنے لگے۔

یہ واقعہ سنہ ۶۱۶ ہجری مین واقع ہوا۔ پھر آپ گجرات مین بہتر برس ہدایت و تلقین فرماتے رہے لفظ آفتاب اسلام سے تاریخ معلوم ہوتی ہے۔ آخر سنہ ۶۷۰ ہجری مین اس دار فانی سے بہشت برین کو روانہ ہوئے۔ شہر پٹن گجرات مین مدفون ہین۔ لفظ کفرشکن سے تاریخ رحلت برآمد ہوتی ہے۔ مزار متبرک ہے۔

سعد الدین محمد ملکاپوری

آپ سید محی الدین احمد عرف بڑے حضرت کے صاحبزادے ہین۔ والد ماجد کے خلیفہ و مرید تھے۔ والد کے بعد سجادہ نشین ہوئے۔ صاحبِ تصرف و کامل تھے۔ خلایق آپکے فیض سے مستفید ہوتی تھی۔ آپ کے دو صاحبزادے تھے۔ سید عبد القادر عرف حضرت صاحب و سید محی الدین عرف بڑے صاحب۔ آپ کی وفات ۱۷ رجب سنہ ۱۰۹۸ ہجری مین ہوئی۔ مادۂ تاریخ برگزیدہ جائے خلوت بزرگون کے روضہ مین علحدہ حجرہ مین قلعۂ گولکنڈے کے متصل مدفون [۱۰۹۰ھ] ہوئے۔ مزار متبرک ہے۔

آپ ابوالحسن تاناشاہ کے عہد مین تھے۔ گوشۂ قناعت کو پسند فرماتے تھے۔ امرا و وزرا کے قرب سے دور رہتے تھے۔ امرا و رؤسا آپ کی خدمت مین آتے تھے۔ حصول مراد کے

خواہان ہوتے تھے۔ آپ دعا وہمت سے اعانت فرماتے تھے معتقدین آپ کی دعا کی برکت سے کامیاب ہوتے تھے۔ آپ بزرگانِ سلف کے طریقے پر چلتے تھے۔ خلایق کے ساتھ ہمدردی سے دریغ نہین کرتے تھے۔ بروز پنجشنبہ گورستان مین جاتے اور متوفئین کے لئے فاتحہ پڑہتے تھے۔ اور جمعہ کے دن نماز کے بعد بیمارون کی عیادت فرماتے تھے۔ تا بہ زندگی اسی عادت پر رہے۔ اللھم اغفرلہم ولجمیع المسلمین۔

مولوی سعد اللہ صاحب سندہی نزیل امراوتی برار

آپ کا اصلی وطن ملک سِندھ ہے۔ آپ حسب بشارت مولوی عبد اللہ صاحب چند روز کے بعد امراوتی مین رونق افزا ہوئے۔ جامع مسجد مین فروکش ہوئے۔ مولوی صاحب مرحوم کے جانشین کئے گئے۔ آپ بھی عالم فاضل وعارف کامل تھے مولانا مرحوم کے ہمقدم وپیرو تھے آپ نے خلایق کو ہدایت وارشاد سے سرفراز کیا مسجد واہل مسجد کو رونق دی۔ آپ متقی ومتوکل علی اللہ تھے کسی سے سائل نہین ہوتے تھے۔ مسجد مین قناعت کرکے ایسے جمے کہ تا مرگ مسجد کے احاطہ سے قدم باہر نہین رکہا چنانچہ انگریزی عملداری مین انعام کمشنر نے چاہا کہ مسجد کے روغن وچراغ کا ماہانہ جو مقرر ہے اگر خود مولوی صاحب کچہری مین تشریف لا ئین اور لیجائین تو دینے مین کچہ عذر نہو گا۔ اور مین بھی مولوی صاحب کی ملازمت سے خوش ہونگا اور تعظیم وتکریم مین کوتاہی نہین کرونگا۔ مولوی صاحب نے اس امر کو قبول نہین فرمایا آخرالامر کمشنر قدردان نے رزیومیہ تحصیلدار کی معرفت سے آپ کی خدمت مین بھیجا اس ثابت قدمی واستقلال سے آپ کی قناعت وتوکل کی پوری تصدیق ہوئی آپ بھی مولوی عبد اللہ مرحوم

کے طرح مہمان نواز و مسافر پرور تھے۔ جو مسافر مسجد مین فروکش ہوتا تہا اُسکی خدمت کرتے تھے صبح و شام سیر کہلاتے تھے۔ مسافر مسجد مین اسطرح ارام پاتا تہا کہ سفر مین اُسکو حضر و وطن کا مزہ و لطف آتا تہا جناب مولوی امجد حسین صاحب خطیب نے تاریخ امجدی مین آپ کی شان مین چند اشعار لکھے وہ یہ ہین ؎

زہے عالمِ پیشواے زمان +	نکو کار شیرین زبان نکتہ دان
بملک قناعت شہ بے زوال	کمر بستہ بر طاعتِ ذو الجلال
بعلم و ورع ظاہر آراستہ	بحلم و رضا سینہ پیراستہ
بو جنات نور عبادت عیان	دل ہم رنگ اخلاق پیغمبران
ہمین ست مراہل دین را مراد +	کہ ظل ظلیلش مؤبد شواد

آپ مدت تک ہدایت و ارشاد مین مصروف رہے آخر آپ نے تقریباً ۱۲۹۲ ہجری مین اس عالمِ فانی سے خلد برین کو رحلت کی مسجد مین مولوی عبد اللہ مرحوم کی قبر کے قریب مدفون ہوئے مزار دیتبرکہ ہے۔ فقیر مولف آپسے ایک وقت ملا تہا حسن اخلاق سے ملے تھے

شیخ سراج الدین جنیدی

آپ کا نام محمد ہے اور رکن الدین لقب ہے اور عرف سراج الدین ہے۔ آپ اولاد مین شیخ جنید بغدادی کے ہین۔ آپ کن کے اولیا متقدمین اور مشاہیر متصوفین سے ہین۔ آپ سلطان علاء الدین حسن گنگوہی بہمنی کے زمانہ مین گلبرگہ مین تشریف لائے۔ آپ کے

فیض نعمت سے تمام دکن کو تسخیر کیا۔ سلاطین دکن آپ کے مرید و معتقد تھے۔ جب کوئی مہم سخت پیش آتی تب آپ کی خدمت مین استمداد و استعانت کے لئے حاضر ہوتے آپ کشف سے معلوم کر لیتے تھے۔ ہر اک کے لئے دعا فرماتے تھے۔ سب حضرت کی دعا سے کامیاب ہوتے تھے۔ جب علاء الدین علی جلیپوری دہلی سے دولت آباد مین آئے حضرت کے مرید ہوئے اور ایک زمانے تک خدمت مین رہے۔ فیوضات ظاہری اور باطنی سے مستفید ہو کر مرشد کے حکم سے موضع کرچیان مین تشریف لائے۔ چنانچہ سلطان علاء الدین کو جب مہم پلم پٹن کی پیش آئی تب حضرت کی خدمت مین حاضر ہوا دعا چاہی۔ آپ نے دعا دی۔ بادشاہ مہم پر روانہ ہوا تھوڑے دنون کے بعد بادشاہ کو کامیابی ہوئی۔ بہت خوش ہوا۔ پھر آپ کی خدمت مین غنیمت مین سے مال و زر شاہزادے کے ذریعہ سے بھیجا۔ آپ نے تمام مال و دولت مساکین اور مریدین پر تقسیم کیا۔ اور جمعہ روز کے تمام علما و فضلا کے ساتھ جامع مسجد مین حضور قلب سے نماز ادا کی۔ اور لشکر اسلام کو فتح و غلبہ کے لئے دعا کی۔ پھر بادشاہ بیجانگر پر غالب آیا اور لوٹتے وقت آپکی خدمت مین حاضر ہوا۔ ملازمت سے شرف حاصل کیا اور عرض کیا کہ آپکی دعا میرے حق مین مبارک اور مقبول ہوئی۔ مین کافرون پر غالب آیا۔ بیشتر آپ موضع کرچیان مین مدت تک رہے پھر سلطان علاء الدین نے موضع مذکور کو آپ کے لئے جاگیر و مدد معاش مین عطا فرمایا۔ اتبک وہ آپ کی اولاد مین جاری ہے۔ پھر آپ گلبرگہ شریف مین تشریف لے گئے گیارہ برس تک زندہ رہے ہدایت اور ارشاد فرماتے رہے اور سلاطین بہمنیہ آپ سے حسن ارادت

اور عقیدت رکھتے تھے۔ تخت نشینی کے وقت تبرکاً آپ دست مبارک سے بادشاہ کی کمر پر تلوار باندہتے اور سر پر تاج رکھتے تھے۔ یہ رسم مدت تک جاری رہی۔ ایک وقت مجاہدشاہ بہمنی نبیرۂ حسن گنگوئی بہمنی نے اِس معاملہ مین بے ادبی کی تھی آخر اسکا انجام یہ ہوا۔ کہ داؤد شاہ کے ہاتھ سے قتل ہوا۔ آخر آپ نے ۸۰۱ ہجری مین رحلت فرمائی اور قبر آپ کی گلبرگہ مین مشہور ہے۔ اور ایک مورخ نے لکھا ہے کہ موضع کرچیان مین ہے۔ اول قول صحیح ہے۔ والعلم عنداللہ۔

سید حسام الدین تیغ برہنہ

آپ سید خوندمیر حسینی کے صاحبزادے ہین۔ آپکی نسب کا سلسلہ حضرت موسیٰ مبرقع بن امام تقی سے پہنچتا ہے۔ آپ کے والد ماجد دہلی میں تھے۔ آپ بھی والد کے ہمراہ تھے۔ آپنے والد ماجد سے علوم ظاہری و باطنی حاصل کئے اور والد کے مرید و خلیفہ ہوئے۔ خلایق کو ہدایت و تعلیم فرمانے لگے۔ والد کی رحلت کے بعد سجادہ نشین ہوئے۔ اور چند روز تک دہلی میں طالبین کو مستفید فرماتے رہے۔ پھر بطریق سیر و سیاحت دکن میں آئے گلبرگہ میں سکونت پذیر ہوئے۔ خاص و عام کو فیض باطنی سے سرفراز کیا۔ آپ دکن مین اولیاء متقدمین سے ہیں۔ شیخ سراج جنیدی و سید محمد حسینی گیسو دراز آپکے بعد مین آئے ہیں۔ آپ دین محمدی و شرع احمدی کی اشاعت مین نہایت کوشش فرماتے تھے۔ مشرکین کو تلطف و مدارا سے اسلام کی دعوت کرتے تھے۔ ہنود اکثر آپکے خرق عادات و کرامات

دیکھ کے اسلام قبول کرتے تھے۔ آپکے قدوم میمنت لزوم کی برکت سے دکن کے بلاد وقصبات میں اسلام شایع ہوا۔ اہل دکن آپ سے حُسن اعتقاد رکھتے تھے آپ کے ہاتھ مین ہمیشہ برہنہ تیغ رہتی تھی۔ اسی وجہ سے آپ تیغ برہنہ مشہور ہوئے آپ گلبرگہ کے قطب ہے

نقل ہے

کہ مخدوم سید محمد الحسینی گیسو دراز دہلی سے گلبرگہ میں آئے اور آپکی ولایت مین شک کرنے لگے۔ چند روز کے بعد آپکی زیارت کے لئے گئے۔ مرقد مبارک سے ایک برہنہ تیغ برآمد ہوئی اور مخدوم گیسو دراز کے طرف متوجہ ہوئی۔ مخدوم وہاں سے فرار ہوئے۔ اور مخدوم پورہ گلبرگہ مین ٹھہرے۔ تیغ آپکی تعاقب میں تھی مخدوم کی آستین پر ایک وار کر کے مرقد پر مراجعت کی۔ اوس روز سے بندہ نواز آپ کی ولایت کے معترف ہوئے۔ آخر آپنے ستائیسویں ربیع الاول ۸۰۶ھ چھ سو اٹھی ہجری میں دار فانی سے عالم باقی کو رحلت کی۔ گلبرگہ مین مدفون ہوئے۔ آپکا مرقد زیارت گاہ ہے عوام وخواص زیارت سے مشرف ہوتے ہین۔ یزار ویتبرک بہ

سیّد سلطان مظہر ولی

آپ سادات صحیح النسب سے ہین۔ آپکی نسب کا سلسلہ حضرت سید الشہدا امام حسین رضی اللہ عنہ سے پہنچتا ہے۔ آپکے جد امجد ممالک روم کے امرا وحکام سے تھے جب آپکے والد سلطان سید احمد کبیر کا انتقال ہوا آپ اور آپکے بھائی سید جلال الدین باقی رہے۔ والد ماجد کے قائم مقام ہوئے۔ جاگیر ومعاش منقولہ وغیر منقولہ پر

قابض ومتصرف - آپ اور آپکے بہائی خورسال تھے - آپ علوم وفنون کی تحصیل مین مشغول ہوئے علما وفضلا کی صحبت مین بسر کرتے تھے - ہر ایک عالم کی صحبت مین مستفید ہوتے تھے - آخر آپکے دلمین محبت الٰہی کا شوق موج زن اور عشق حقیقی کی آگ شعلہ زن ہوئی دل دنیا کی جاہ وحشمت سے بیزار ہوا - ایکروز آپ وعظ کی مجلس مین شریک تھے - واعظ نے دنیا کی مذمت بیان کی اور دنیوی جاہ وحشمت کی حقارت وناپائیداری ظاہر کی آپ متوجہ ہوکے سنتے رہے - وعظ تمام ہونیکے بعد گہر آئے - دل دنیا سے برخاستہ ہو رہا تہا - بس رات کو اسی خیالمین سو گئے - خواب مین دیکہا کہ قیامت قائم ہوئی حساب وکتاب کے بعد سلاطین عذاب مین گرفتار ہوئے اور فقرا بہشت مین داخل کئے گئے - آپ خواب سے بیدار ہوئے بہائیکو اپنا قائم مقام کیا - مال ودولت تمام اوسکے تفویض کیا اور خود دنیا سے دست بردار ہوئے اور والدہ سے رخصت لیکر فقرا کے زمرہ مین شریک ہوئے - آپکے ہمراہ اکثر امرازادے امیری چہوڑ کر رفیق ہوئے - اور لشکر سے بہی تقریبًا نو سو سپاہ ساتھ ہوئے - آپ سیر کرتے ہوئے شہر ہرمز مین پہنچے - اور بابا ابراہیم گرم سیل کے باغ مین فروکش ہوئے - اور سید علی بادشاہ جولق خلیفہ بابا ابراہیم کے مرید ہوئے - آپ مدت تک مرشد کی خدمتمین رہے - ریاضت ومجاہدہ کے بعد بابا ابراہیم سے رخصت لیکر مع مریدین نو سو قلندر حرمین شریفین آئے - حج وزیارت سے فارغ ہوئے - حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سکونت کی درخواست کی

ارشاد ہوا تلگہاٹ دکن مین جاؤ۔ اور اسلام کو شایع کرو۔ آپ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم سے مع مریدین تلگہاٹ دکن مین آئے اوسوقت دکن مین کفر کی اندہیری پہیلی ہوئی تھی۔ وہان ایک راجہ ترحلا نامی حکمران تہا۔ ظالم تہا۔ رعایا کو ستاتا تہا۔ تلگہاٹ مین راجہ ترحلا کا ہمشیرہ زادہ دساسرادیو ملک کا انتظام کرتا تہا آپ مع مریدین شہر مین مقیم ہوئے۔ زیارت وعبادت مین مصروف ہوئے۔ شہر مین آپکی بزرگی وکرامت کی شہرت ہوئی آپ ہنود کو اسلام کی دعوت کرتے تھے جو سعید تھے وہ اسلام دین محمدی سے مشرف ہوتے تھے۔ راجہ نے ایک بوڑہیا کے چھہ لڑکے ظلماً قتل کئے صرف ایک لڑکا باقی تہا۔ بوڑہیا گہبراکے آپکے پاس آئی اور ظالم کی شکایت کی۔ اور اپنا واقعہ بیان کیا۔ اور کہا صرف یہ ایک لڑکا اندہے کا عصا باقی ہے۔ ایسا نہو کہ ظالم اسکو بھی قتل کرے۔ آپنے بوڑہیا سے فرمایا کہ تو مع فرزند میرے عقب مین بیٹہہ جا۔ بوڑہیا مع فرزند بیٹہہ گئی۔ راجہ کو معلوم ہوا ایک شخص کو حضرت کے پاس بہیجا کہ بوڑہیا مع فرزند آپکے پاس ہے آپنے فرمایا تلاش کرکے لیجا شخص مذکور نے ڈہونڈہا مگر آپکی برکت سے بوڑہیا نظر نہ آئی۔ اور کسی نے راجہ کو خبر دی کہ ترک مع جمعیت یہان ٹہیرا ہے۔ اور ہمارے مجرمین کو پناہ دیتا ہے راجہ یہ سنتے ہی غضبناک ہوا اور حضرت پر چڑہائی کی۔ آپنے اپنے مریدین کے اطراف مین عصا مبارک سے ایک دائرہ کہنچ دیا۔ اور سب مریدین دائرہ مین اطمینان سے بیٹھے۔ اور آپ نے عمل پڑہنا شروع کیا۔ جب مخالفین حملہ کرکے آتے تھے آپ

ادعیہ ماثورہ پڑھ کے دم کرتے تھے۔ تمام صفحہ ہستی سے عدم کو روانہ ہوتے تھے اسطرح دو تین حملہ ہوئے۔ آخر راجہ تمام فوج لیکر آیا۔ اور حملہ کیا وہ بھی بدستور سابق جہنم مین پہنچے۔ آپ کامیاب ہوئے۔ ملک ظالمون سے پاک وصاف ہوا اسلام کو رونق ہوئی۔ پھر آپ وہان سے ترچناپلی گئے۔ اور وہان ایک پہاڑ کی سکونت پذیر ہوئے۔ وہانکا حاکم راجہ مقتول کا تابع تھا آپکی رسد اور پانی کو مسدود کرتا تھا۔ آپ کو روزانہ غیب سے پانی اور غلہ اسقدر پہنچتا تھا۔ کہ سب کو کافی ہوتا تھا۔ آپ مدت تک رہے ہدایت وتلقین فرماتے تھے۔ اکثر ہنود آپکے معتقد ہوئے بابا فخرالدین آپکے خلفامیں سے ہین۔ اور آپکو طبلِ عالم عالمِ روحانی مین حضرت آدم علیہ السلام سے خطاب ملا۔ آپکے خوارق عادات وطوارق حادثات گنج الاسرار مین شرح وبسط کے ساتھہ مرقوم ہین۔ عجیب وغریب ہین (اِن کُنتَ شائقاً فلیرجع الکیہ)۔ آخر آپنے روز دوشنبہ چودھوین تاریخ ماہ رمضان ۲۲ ؁ چھہ سو بائیس ہجری مین اس عالمِ فانی سے خلد برین کو شہر ترچناپلی ضلع ملگھاٹ مین رحلت کی اور وہان مدفون ہوئے۔ آپکا مزار خاص وعام کا زیارت گاہ ہے ہنود ومسلمان دونون فریق آپکے معتقد ہین۔ سالانہ عرس بڑی دھوم سے ہوتا ہے۔ آپکے روضہ کے لئے جاگیر معاش مقرر ہے۔ یزار ویتبرک بہ۔

آپ کی نسب کا شجرہ

سید سلطان مظہر ولی۔ بن سلطان احمد کبیر۔ بن سلطان اختیار بن السید تقی

بن السید حسین۔ بن السید حسن صفا۔ بن القاسم۔ بن امام علی زین العابدین۔ بن امام حسین شہید دشتِ کربلا رضی اللہ عنہم۔ من حدیقتہ الاولیا۔ آپکی صاحبزادی مسماۃ ماماجیونی المشہور ماماجگنی عالمہ فاضلہ عابدہ زاہدہ تہی۔ عارفہ کاملہ عفت و پارسائیمین رابعہ ثانیہ تھی۔ تلنگھا ئمین مشہور و معروف ہے۔ والد ماجد کے بعد فوت ہوئی۔ والد کی قبر کے متصل مدفون ہے۔

سیّد شاہ سہراب الدّین بن سیّد علی

آپ سیّد علی بن سیّد ہاشم رضوی کے صاحبزادے ہین۔ سادات رضویہ سے تھے سلطان عبداللہ قطب شاہ کے عہد مین حیدرآباد دکن مین آئے۔ قلعہ گولکنڈہ کے اندر بالاحصار کے نیچے کی مسجد مین فروکش ہوئے۔ سیّد میران جی خدانما کے مرید و خلیفہ تھے۔ پیرپرستی و خوش اعتقادی مین بیمثل تھے۔ اکثر خوارق عادات آپسے ظاہر ہوئے ہین۔ کمال صوری و معنوی سے موصوف۔ اور خاکساری و انکساری مین معروف تھے۔ عوام مین مشہور ہے۔ کہ آپکی عمر تین سو سال کی تھی۔ آپکی وفات ۱۰۸۱؁ھ ایکہزار ستیاسی ہجری مین ہوئی۔ قلعہ گولکنڈہ کے عقب مین موسی ندی کے سنگم کے قریب مدفون ہوئے۔ یزار و یتبرک بہ۔ آپنے ناناشاہ کا زمانہ دیکھا

نقل ہے

ایکروز کسی مرید نے ایک عمدہ ساڑی قیمتی آپکی بیوی صاحبہ کو نذر دی۔ بیوی صاحبہ نے ساڑی زیب بدن کی۔ جب آپ گہر مین آئے بیوی کو عمدہ ساڑی پہنے ہوئے دیکھا۔ فرمایا بیوی صاحبہ یہ ساڑی تمکو خوشنما نہین معلوم ہوتی اُتار کر دیدو۔ میری رضا کی

خدمت مین پہنچانا چاہیے۔ اونکے لائق ہے۔ بوبصاحبہ نے اوسیوقت اُتار کر دیئی آپنے ساڑ یکو ٹے کرکے سر پر اُٹھا کے پیرانی بی صاحبہ کیخدمتمین نذر دیئے جو چیز عمدہ و بھتر ہوتی مرشد کیخدمتمین پہنچاتے تھے۔ صادق الارادات تھے۔

نقل ہے

ملک عنبر نامی بادشاہی خواجہ سرا آپکا مرید ہوا۔ مشائخ معاصر آپ پر طعن کرنے لگے آپنے مرشد کیخدمتمین پورا پورا واقعہ عرض کیا۔ حضرت میران جی خدانمانے فرمایا۔ بابا سہراب الدین مطمئن رہو۔ آپکا مرید مرد ہے۔ خدایتعالیٰ نے اوسکو مرد بنایا ہے۔ کسی مقام مین اوسکی شادی کرو اوس سے اولاد ہوگی آپنے پیر کے حکم کی تعمیل کی بیشک وہ مرد ہوگیا۔ اوسکی قوت گم شدہ آگئی۔ نامرد سے مرد ہوگیا۔ شادی کے بعد اوسکو ایک لڑکی پیدا ہوئی یہ وہی عنبر ہے جسکے نام پر عنبر پیٹھ مشہور ہے۔ اور چار محل کے قریب عنبر کی بنائی ہوئی مسجد ہے۔ عنبر نہایت ہی ہوشیار و لایق تہا۔ یہ عنبر قطب شاہیہ تہا۔ اور ملک عنبر جو کہ کی کا بانی تہا وہ نظام شاہیہ تہا

نقل ہے

ایکروز آپ مکانمین تہے۔ کہ سید راجو حسینی کے مریدنے ایک تر بزتر اشا ہوا زہر آمیز آپکیخدمت مین پیش کیا آپنے اوسمین سے چند قاش تناول کئے۔ تہوڑی دیر کے بعد آپکا چہرہ سُرخ ہوگیا۔ دو تین گھنٹہ تک بیچین رہے۔ پہر اوسکی سمیت کم ہوئی۔ آپنے درویش سے کہا سید موصوف سے کہو کہ آپکے خدام ایسے حرکات کیوں کرتے ہین

نقل ہے

آپ گنبند مبارک مین اعتکاف بیٹھے تھے۔ آپ مراقبہ مین مستغرق رہتے تھے ایکروز گنبد پر بجلی گری گنبد توڑکے پاؤنپر پہنچی دونون پاؤن زانوتک جل گئے پوست تن سے جدا ہوگیا۔ بجلی کی گرمی تمام بدن مین موثر ہوگئی تھی چند مدت کے بعد آپکو صحت کاملہ حاصل ہوئی۔ مگر پاؤنمین سردیکی وجہ سے اذیت و تکلیف ہوتی تھی اسلیئے آپ ہمیشہ تازندگی پاؤنمین موزہ پہنتے رہے۔ تیسرے دن موزہ نکالکر پاؤنکو دہوتے تھے۔ ہر وقت کے دہونے سے تکلیف ہوتی تھی۔ موزہ کی حالتمین مسح کرنے سے آسانی ہوتی تھی اور تکلیف مین تخفیف۔ باوجود تکلیف آپنے کبھی نماز تہجد نہین چھوڑی۔ واہ کیا استقلال و جوانمردی تھی کبھی عبادت الٰہی مین کوتاہی نہین فرماتے تھے

شیخ الاسلام شیخ سراج الدین چشتی فاروقی

شیخ سراج الدین نام شیخ الاسلام خطاب ہے۔ آپ مخدوم کمال الدین علامہ ہمشیرہ زادے خواجہ نصیر الدین چراغ دہلی کے صاحبزادے ہین۔ آپکی نسب کا سلسلہ حضرت امیر المومنین عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ سے منتہی ہوتا ہے۔ آپ کا مولد و منشا شہر دہلی ہے۔ مخبر الاولیا کے مولف نے لکھا کہ جب آپکی عمر چار سالہ ہوئی اوسوقت چراغ دہلی نے آپکو بیعت و خلافت سے ممتاز فرمایا۔ آپنے ختم قرآن شریف و ارکان اسلام کی تعلیم کے بعد والد ماجد کیخدمت مین کتب درسیہ معقول و منقول سے فراغت پائی۔ پھر علوم باطنی کے طرف متوجہ ہوئے۔ چند مدت میں اوسکی تحصیل سے بہی

فارغ ہوئے اور والد ماجد سے بھی بیعت کر کے خلافت کا خرقہ لیا۔ جب آپ علوم
ظاہری و باطنی مین عالم فاضل و عارف کامل ہو چکے تب درس و تدریس و ہدایت
و تلقین مین مصروف ہوئے۔ اسی اثنا مین ۷ تاریخ ذیقعدہ ۷۵۵ھ سات سو پچپن
ہجری مین آپکے والد ماجد علامہ نے اس دار فانی سے بہشت برین کے طرف رحلت
کی آپکو سخت رنج و الم ہوا۔ مخدوم چراغ دہلی نے آپکو حضور مین بلا کے تسلی و تشفی
دی اور تجدیداً خاص اپنا خرقہ شریف پہنایا۔ اور تسبیح گلوئے مبارک مین ڈالی اور سجادہ تلقین
فرما کے نصیحت کی کہ آیندہ اس سند گہ سے کہین باہر نہ جانا چاہئے۔ یعنے کسی امیر و فقیر کے
دروازہ پر التجا نہیں کرنا استقلال و ثابت قدمی سے خانقاہ مین متمکن رہنا۔ آپنے
مدت العمر مرشد کے حکم کی تعمیل کی کہ کہین نہین گئے۔ مگر مشایخ کرام و بزرگان عالی
مقام کی زیارت کو جاتے تھے۔ چونکہ دہلی مین آپکے درس و تدریس کا بازار گرم تھا۔ بلاد
و قصبات کے طالبین و مریدین آپکے فیضان نعمت سے مشرف ہوتے تھے۔ اور
آپکی فضیلت و لیاقت کی شہرت ہند و دکن مین منتشر ہوئی۔ ہر ایک مجلس و مجمع مین
آپکی لیاقت و مشیخت کے چرچے ہوتے تھے۔ پس کسی امیر و وزیر نے بادشاہ کے
حضور مین آپکے فضائل بیان کئے بادشاہ سنکے بہت ہی خوش ہوا۔ فرمایا کہ ہماری
خوش نصیبی ہے کہ ہمارے عہد مین ایسے بزرگ و علامہ ہین۔ تعظیماً و احتراماً آپ کو
شیخ الاسلام کے خطاب سے ممتاز کیا۔ اور انہین ایام مین مخدوم جہانیان
دہلی مین رونق افروز تھے۔ آپ مخدوم کی خدمت مین گئے۔ مخدوم آپسے نہایت محبت و

اخلاص سے ملے اور فرمایا آپ میرے اوستاد زادے ہین ہین آپکو بجائے عزیز سمجھتا ہون۔ آپ نے تسلیم کرکے شکریہ ادا فرمایا۔ اور ۱۸ تاریخ ماہ رمضان ۷۵۷ھ سات سو ستاون ہجری مین آپکے ناناومرشد حقیقی خواجہ نصیر الدین چراغ دہلی نے رحلت کی آپ نہایت ہی غمگین وحزین ہوئے۔ مخدوم خواجہ کے بعد آپکا دل دہلی سے برداشتہ وبرخاستہ ہوا۔ آپ نے دہلی سے کوچ فرمایا۔ نہروالہ عرف پٹن گجرات مین رونق افزا ہوئے۔ اوسوقت سلطان مظفر گجراتی بادشاہ تہا۔ بادشاہ کو آپ کی تشریف آوری کی خبر ہوئی۔ آپکی تشریف آوری سے بہت ہی خوش ہوا۔ اور آپکے قدوم میمنت لزوم کو مغتنمات سے سمجھا۔ اور ارادہ کیا۔ کہ اگر حضرت اس ملک مین سکونت کرین تو ہمارے لئے باعث برکت ہوگا۔ چنانچہ بذات خاص مع امراو وزرا آپکی خدمت مین حاضر ہوا۔ نہایت ادب وانکساری سے ملاقات کی اور آپکا اعزاز واحترام کیا۔ اور آپکے لئے معقول وظیفہ مقرر کردیا۔ آپ سے حسن اعتقاد رکہتا تہا فرادیس کے مولف نے لکہا کہ اوسی زمانہ مین فیروزشاہ بہمنی بادشاہ دکن جو عالم فاضل تہا۔ آپکے فضائل وکمالات سنکے ملازمت کا مشتاق ہوا۔ اپنا خاص ایک مصاحب مع ستر ہزار ہون پیشکش بھیجکے بلایا۔ آپنے انکار کیا۔ اور نہین گئے۔ اور فرمایا۔ کہ خدا تعالی نے مجھکو گجراتمین بدون سوال وطلب مایحتاج مقرر کردیا ہے۔ اگر مین یہانسے دکن جاؤن تو میرا یہ سفر دنیا کے لئے ہوگا۔ اور یہ امر مشایخ کرام کی عادت کے خلاف ہے۔ تم کلامہ۔ آپ موزون الطبع بھی تھے۔ کبھی کبھی حالت

وجد و شوق مین حقانی مضمون مین کلام موزون فرماتے تھے۔ رفتہ رفتہ آپکے
اشعار و غزلیات کا ایک مجموعہ ہوگیا۔ آپکے ایک مرید صادق الاعتقاد نے اُن
گلہاے متفرقہ کا گلدستہ بنایا۔ اور اُن جواہر پراگندہ کو باہم پیراستہ کیا۔ دیوان
مرتب ہوگیا تھا۔ فی الحال نادر الوجود ہے۔ افسوس کہ ہمکو کہین آپکا کلام نہین ملا
نہیں تو ہم ضرور ہدیہ ناظرین کرتے صرف ایک شعر ملا جو آپنے مخدوم چراغ دہلی کی تعریف مین لکھا تھا
بار دیگر ہسم ہمین گوید سراج ؛ قبلہ نانیست الا روے دوست
آپکی ذات بابرکات مستغنی الصفات تھی۔ ہمیشہ درس و تدریس و ہدایت و تعلیم مین
مستغرق رہتے تھے۔ جو لوگ آپکے پاس آتے۔ اُن سے۔ قال اللہ و قال
الرسول کے سوا کوئی کلام نہین فرماتے تھے۔ اور کسی کے حال سے بھی واقف
نہین ہوتے تھے۔ کون ہے کہان رہتا ہے کیا پیشہ و ہنر کرتا ہے۔ چنانچہ
بحر الاولیا کے مولف نے لکھا ہے کہ پٹن مین ایک طالب علم ہمیشہ آپکی خدمت مین
آتا تھا۔ اور حلقہ درس مین شریک ہو کے سبق سے مستفید ہوتا تھا۔ اسیطرح ایکسال
گذر گیا۔ ایکروز طالبعلم نے آپسے عرض کیا حضرت آپ میرے لئے سلطان مظفر
گجراتی کو ایک سفارش نامہ لکھدیجئے تاکہ مجھکو آپکے توسل سے کامیابی حاصل ہو چونکہ
حضرت سلاطین و امرا سے اپنے لئے کبھی کسی امر مین سوال و التجا نہین فرماتے تھے
مگر غربا و فقرا کی سفارش کرتے تھے۔ اکثر حاجتمند آپکے توسل سے فائز المرام
ہوتے تھے۔ اور امرا و سلاطین آپکی سفارش کو سمعاً و طاعۃً قبول کرتے تھے بنا بر علیہ

آپ طالب علم کیلیئے سفارش نامہ لکہنے لگے طالب علم سے پوچہا کہ آپکا کیا نام ہے۔ طالبعلم آپکے سوال سے متحیر ہوا۔ اور عرض کیا۔ مین حضرت کیخدمت مین ایکسال سے حاضر ہوتا ہون اور آپ ہر وقت میرے حال پر لطف و کرم کرکے درس سے ممتاز فرماتے ہین کیا ابتک آپ میرے نام سے واقف نہین ہین۔ آپنے فرمایا ابتک مجھکو آپکے نام سے کچھہ کام نہین تہا۔ اب نام کی ضرورت ہوئی دریافت کیا۔ اس نقل سے آپکی استغنائی واستغراقی کی تصدیق ہوتی ہے۔ آپ متوکل علی اللہ و قانع برزق اللہ تھے۔ و وارث انبیاء اللہ۔ فنا فی الرسول و فنا فی اللہ تھے۔ صاحب خوارق عادات و بوارق کرامات تھے۔ عارف پاکباز و مقبولِ درگاہِ بے نیاز تھے۔ حلیم الطبع و سلیم المزاج کاشانہ ہدایت کے سراج تھے۔ کریم الاخلاق و عمیم الاشفاق تھے۔ علما دوست و فقرا پرور غربا پرست و فیض گستر تھے۔ بندہ نواز و دستگیر و پیر روشن ضمیر تھے۔ آپکی مجلس مین غربا و فقرا کا جلسہ اور خانقاہ مین طلبا و غربا کا مجمع رہتا تہا۔ آپکو جو کچھہ آمدنی ہوتی تھی حاضرین پر تقسیم فرماتے تھے۔ مسافرین و مساکین کی دستگیری و اعانت۔ طالبین و محتاجین کے ساتہہ ہمدردی و مساعدت کرتے تھے۔ مخزالاولیاء کے مولف نے لکھا ہے کہ آپ مرض الموتین مبتلا ہوئے۔ سکرات کی حالتین صاحبزادے بزرگ شیخ علم الدین کو بلایا اور کہا دلدی میرے پاس ملائکہ آئے ہین اور میرے اعمال نامہ کو ملاحظہ کررہے ہین مین نے ملائکہ سے عرض کیا کہ مین مسلمان ہون عارضی گناہون سے توبہ کرتا ہون۔ بمصداق۔ اَلْعَوَارِضُ لَا تُعْتَبَرُ یعنے عوارض کا اعتبار نہین کیا جاتا

مین بخشایش الٰہی کا مستحق ہون علم الدین نے پوچھا ملائکہ نے آپکے ساتھہ کیا کیا۔ آپنے فرمایا۔ ملائکہ نے مجھکو بخشایش الٰہی کی بشارت دی۔ خدایتعالی نے مجھپر لطف وکرم کیا اور آیہ کریمہ پڑہی۔ یَالَیْتَ قَوْمِیْ یَعْلَمُوْنَ بِمَا غَفَرَلِیْ رَبِّیْ وَجَعَلَنِیْ مِنَ الْمُکْرَمِیْنَ۔ جان بحق ہوئے ریہ واقعہ اکیسوین تاریخ ماہ جمادی الاول ۸۱۷ھ آٹھہ سو سترہ ہجری مین واقع ہوا۔ شہر پٹن محلہ برکا تپورہ مین مدفون ہوئے سالانہ عرس ہوتا ہے۔ خزینۃ الاصفیا کے مولف نے یکم جمادی الاول ۸۶۲ھ آٹھہ سو باسٹھہ ہجری مین لکھا۔ مخبر الاولیا سے معلوم ہوا کہ آپکے چار صاحبزادے تھے۔ اور مولانا ناگور آپکے مرید وخلیفہ وتلمیذ تھے شیخ علم الدین چشتی شیخ معین الدین چشتی شیخ مجد الدین چشتی شیخ سعد اللہ چشتی۔ مزار وتبرک ہے۔

شیخ سراج الدین ثانی

شیخ سراج الدین ثانی نام۔ آپ شیخ محمد چشتی کے تیسرے صاحبزادے ہین آپکا مولد ومنشا احمد آباد گجرات ہے۔ آپ کتب درسیہ علوم معقول ومنقول والد ماجد کی خدمت مین ختم کین۔ عالم فاضل وادیب کامل ہوئے۔ اور بیعت وخلافت بھی والد سے حاصل کی۔ درس وتدریس وہدایت وتلقین مین مصروف ہوئے خوش تقریر وخوش بیان تھے۔ طلبا آپکے تقریر وتعلیم سے فائز المرام ہوتے تھے۔ جناب شیخ حاجی محمد وشیخ عارف وشیخ شاہ محمد صدیقی وشیخ خضر صدیقی آپکے تلامذہ فضلا تھے۔ آپ راستباز ومتقی تھے۔ والد ماجد کے انتقال کے بعد شاہ حیدر نے آپکی خدمتمین عرض کیا کہ

آپ عالم فاضل ہین۔ اور واقع مین سجادگی کے لائق ہین۔ آپکو سجادہ نشین ہونا چاہئے۔ آپنے فرمایا مجکو والد ماجد نے رحلت کے وقت وصیت کی کہ میرا قائم مقام شیخ یحیی کو کرنا۔ مین والدکی وصیت کے خلاف عمل نہین کرونگا۔ شیخ حیدر وغیرہ مشایخ نے کہا اگرچہ شیخ یحیی لائق ہین مگر اونکا عالم شباب ہے۔ اور آپ بزرگ ہین۔ مناسب ہے کہ آپ جلوس فرمائین۔ آپنے انکار کیا اور فرمایا وہی ہوگا جو والد ماجد کی وصیت ہے آخر آپنے شیخ یحیی کو اپنے ہاتھہ سے خرقہ پہنا کے سجادہ نشین فرمایا۔ اور مصافحہ کیا۔ پھر تمام حاضرین مشایخ نے دونو بزرگون سے مصافحہ کیا۔ اور آپکی تحسین کی۔ اور فرمایا کہ آپ بیشک ولی کامل وعارف واصل ہین۔ اسوقت جو آپنے کیا ولی کے سوا کوئی نہین کرسکتا۔ پھر قوالون نے سماع وراگ شروع کیا۔ آخر مجلس برخاست ہوئی۔ تمام اہل شہر آپکی تعریف وتحسین کرتے تھے۔ اور شیخ اخی معشوق اللہ بھی والد سے زیادہ سمجھتے تھے۔ اور فرزندانہ سلوک فرماتے تھے۔ آخر مرض الموت مین مبتلا ہوئے آپکے فرزند مسمی عبدالرشید تھے۔ اوسکو اور شیخ یحیی کو بلائے۔ اولاً دونو کو نصایح و وصایا کین بعدازان فرزند کا ہاتہہ شیخ یحیی کے ہاتہہ مین دیا کہ آپ اسکی دستگیری کرین۔ اور تربیت وتعلیم فرمائین۔ اور فرزند سے کہا بابا عبدالرشید شیخ کی صحبت کو مغتنم سمجھو اور خدمت مین رہو۔ تمہارے لئے دارین کی سعادت حاصل ہوگی۔ وصایا کے بعد عبدالرشید کو شیخ کا مرید کرایا اور خود نے بھی خلافت واجازت دی پھر ۱۰ تاریخ ماہ ذیحجہ ۸۵۰؁ ہجری مین اس دارآفات سے فردوس کو رحلت کی

شاہ پور احمدآباد گجرات مین والد ماجد کے روضہ کے مقابل مدفون ہوئے۔

حضرت سردار بیگ صاحب قدس سرہ

آپکا اسم مبارک میرزا سردار بیگ ہے۔ آپ خاندان معززین سے ہین۔ میرزا شہسوار بیگ مرحوم کے برادر سردار جنگ کے عمّ بزرگوار ہین۔ عالم شباب مین آپکو دنیا و مافیہا سے نفرت کلّی واقع ہوئی۔ درویشی و فقیری کا شوق دلمین موج زن ہوا۔ اور عشق الٰہ کی آگ حاشیۂ قلب مین شعلہ افگن ہوئی۔ مدت تک پیر کامل و مرشد واصل کی جستجو مین مصروف اور بزرگانِ سلف کے رسائل تصوف کے مطالعہ مین رات دن مشغول رہتے تھے اور قوت لایموت کسب حلال یعنی صحافی و جلدبندی کتب سے حاصل کرکے زندگی بسر کرتے تھے ہر چند کہ آپکے برادر آپکو ملازمت سرکار عالی نظام خلد اللہ ملکہ کی ترغیب دیتے تھے مگر آپ پسند نہین فرماتے تھے۔ قانع و صابر تھے۔ جو کچھہ اجرت جلدبندی سے بدست ہوتی تھی۔ بقدر ضرورت اُسمین سے خرچ فرماتے تھے۔ اور باقی فقرا و مساکین و یتامی کو تقسیم کر دیتے تھے۔ ریاضت و مجاہدت و عبادت مین ہمہ تن مصروف رہتے ایک مسجد مین جو ایرانی گلی کے قریب ہے سکونت پذیر تھے۔ ریاضت و عبادت و تلاوت قرآن اور بزرگان کرام کے رسائل کے مطالعہ کی برکت سے اکثر منازل طریقت و مسائل تصوف سے واقف و ماہر ہوئے۔ مگر ابھی درجۂ کمال کو نہین پہنچے تھے پیر مرشد کی تلاش مین تھے۔ کہ یکایک حضرت حافظ محمد علی صاحب عرف حاجی محرم علی صاحب خیرآباد سے حیدرآباد دکن مین آئے۔ اردو کی مسجد مین فروکش ہوئے۔ اہل دکن امرا

وغیرامرا اکثر آپکے حلقہ بیعت مین داخل ہوئے۔ حضرت صاحبدل و عارف کامل تھے
میرزا صاحب بھی آپکی خدمتمین ملازمت سے مشرف ہوئے۔ حضرت شیخ نے آپکو
دیکھتے ہی معلوم کیا کہ یہ بزرگ ہونہار معلوم ہوتے ہین۔ حسن پس حضرت سے میرزا صاحب نے
حُسن ارادت سے بیعت کی درخواست کی۔ حضرت نے منظور کی۔ آپ حضرت کے
مرید ہوئے۔ چند ہی روز کے بعد حضرت نے آپکو خلافت سے سرفراز فرمایا۔ اور اوراد
و وظائف بزرگان سلف سے جو حاصل کئے تھے آپکو عطا کئے۔ آپ مرشد کی خدمتمین
صبح وشام حاضر رہتے تھے۔ سایہ کی طرح ہمیشہ ملازم۔ جب تک مرشد حیدرآباد مین سکونت
پذیر رہے آپ مستفید ہوتے رہے۔ آپ مرشد کی توجہ و ریاضت و عبادت کی برکت سے
درجہ کمال کو پہنچے۔ صاحب کشف و کرامات ہوئے۔ مرشد کے جانیکے بعد مسند خلافت پر
جلوہ افروز ہوئے۔ باشندگان دکن شہر حیدرآباد و بیرون شہر سے جوق جوق آپکی خدمتمین
آتے تھے۔ آپ ہر ایک کو بیعت سے سرفراز کرکے پند و نصایح سے سربلند فرماتے تھے
ہر ایک سے کہتے کہ فسق و فجور سے احتراز کرو۔ شرع محمدی و اتباع سنت نبوی کی پیروی
مین مستعد رہو۔ جہانتک ممکن ہو خلاف شرع نہین کرنا چاہیے بزرگان طریقت کو نیکوئی
و خیر کے ساتھ یاد کرنا چاہیے۔ تکبر و غرور سے منزلون دور رہنا۔ آپ صوم و صلوٰۃ کے
پابند تھے۔ اکثر ایام مین روزہ رکھتے تھے۔ افطار کے وقت بقدر ضرورت ماحضر
تناول فرماتے تھے۔ تارک اللذات تھے حالت ہستی مین خود کو عین نیست جانتے
تھے۔ موتوا قبل ان تموتوا۔ کے مصداق تھے۔ کسر نفسی مین آپکی وہ شان تھی کہ

آپ ہر ایک کے سامنے جھکے جاتے تھے۔ کس وناکس کے ساتھہ ہمدردی فرماتے تھے۔ حیدرآباد دکن مین آپکے مرید بیشمار ہین۔ اکثر امرا و امرازادے آپکے سلسلۂ بیعت مین داخل ہین۔ آپ کم سخن وکم گو تھے۔ اکثر اوقات عالم سکوت یا عالم وجد مین محو رہتے تھے۔ مجلس سماع مین شریک ہوتے تھے۔ سماع سے آپکو لطف و مزہ حاصل ہوتا تھا۔ آپ کسی امیر وفقیر کے دروازے پر نہین جاتے تھے۔ کبھی کبھی مریدونکے تقاضا سے کسی ایک آرادتمند کے گھر پر چلے جاتے تھے۔ مثنوی شریف کو شوق سے دیکھتے تھے۔ اور مریدونکو مثنوی کے مضامین خوب سمجھاتے تھے۔ آپ کی تقریر مریدونکے دلونپر موثر ہوتی تھی۔ آپ فرماتے تھے کہ پیر مرشد جو کچھہ فرمائے اوس کے حکم کی تعمیل واجب ولازم جاننا چاہئے۔ پیر مرشد کا حکم بظاہر خواہ عقل ونقل کے خلاف معلوم ہو۔ پیر کی محبت مین اسطرح محو ہونا چاہئے کہ اپنی خودی سے بیخود ہوجانا باہم دوئی کا مضمون باقی نرہے۔ آپ صاحب کشف تھے۔ جو کوئی طالب آپکی خدمت مین جاتا تھا۔ اور دلمین سوال یا اعتراض مسائل تصوف پر قرار دیتا تھا کہ حضرت سے جواب طلب کرونگا۔ جب طالب آپکی خدمت مین پہنچتا تو آپ مسائل کے کہنے سے اول ہی جواب بیان کردیتے تھے۔ طالب سائل وہین پشیمان ہوکے قدمونپر گرجاتا۔ اور گستاخی کی معافی چاہتا۔ آپ مسکرا کے فرماتے ایسی شوخی نہین کرنی چاہئے۔ آپکے خلفا مین زیادہ مشہور ونامور منشی میر امداد علیصاحب المتوفی سنہ ۱۳۱۹ ہجری تھے۔ منشی صاحب پیر مرشد کے ہمقدم وہمدم تھے۔ فقیر مولف نے

اس تذکرہ مین منشی صاحب کا حال مفصل لکہا ہے۔ یہاں اعادہ کی ضرورت نہین
آخر میرزا صاحب نے بتاریخ ماہ جمادی الثانی سنہ ۱۳۱۰ ہجری مین اس عالم
فانی سے عالم باقی کے طرف رحلت کی۔ حیدر آباد دکن مین بمقام بہوئی گوڑہ مدفون
ہوئے۔ آپکا مدفن مقام پر فضا مین واقع ہے۔ مقبرہ خوشنما و عالیشان بنایا گیا ہے
آپکا سالانہ عرس نہایت تجمل و تکلف سے ہوتا ہے۔ بیشمار معتقدین جمع ہوتے ہین
دو روز تک سماع کی مجلس گرم رہتی ہے۔ عرس کے دوسرے دن مینا بازار ہوتا ہے
شہر کی اکثر عورتین جمع ہوتی ہین پردیکا عمدہ انتظام ہوتا ہے۔ مردون سے نو دس
سالہ لڑکا اندر نہین جا سکتا معتقدین زن و مرد آپکی روح پرفتوح سے وصول مطالب کے
خواستگار ہوتے ہین کامیابیکے بعد حسن اعتقاد سے نذر و نیاز بجا لاتے ہین اور مرقد پر چادر و گل چڑہاتے ہین

باب الشین

شیخ سعید شہید

آپ صوفی سرمست کے مرید و خلیفہ ہین۔ اور چار بزرگ شہدا بھی آپکے رفقا تھے آپ
پانچوں بزرگ مرشد کے حکم سے تالی کوٹہ علاقہ بیجاپور مین اسلام کی اشاعت و اہل اصنام کی
ہدایت کیلئے گئے۔ اہل اصنام آپسے جنگ کیلئے مستعد ہوئے۔ آپ بھی مقابل
ہوئے۔ بیشمار ہنود مقتول و مجروح ہوئے۔ اور چند مسلمان ہوئے۔ اوس ملک مین
اسلام کا وجود آپکے وجود سے ہوا۔ آپ پانچون بزرگ کفار کے ہاتھ سے شہید ہوئے

اور تالی کوٹھ میں مدفون ہوئے۔ آپکا مقبرہ گنج شہدا کے نام سے مشہور ہے
چونکہ ایک بزرگ کا نام شیخ شہید تھا مقبرہ اونہیں کے نام سے معروف ہے
پیشانی پر شیوخ شہدا بجائے شیخ شہید لکھا جا ہے۔ آپکی شہادت کا واقعہ ۱۰۷۱ھ
چھ سو اکہتر ہجری میں واقع ہوا۔ مدفن تالیکوٹھ بیجاپور ہے۔ یزار و یتبرک بہ

خواجہ شمس الدین المعروف بخواجہ سمنا میران

آپ سید محمد میران کے صاحبزادے ہین۔ سادات صحیح النسب حسینی سے
تھے آپ والد ماجد کے ہمراہ حرمین شریفین سے دہلی مین آئے۔ آپکے ہمراہ
مریدین فقرا کا مجمع کثیر تھا اور دہلی سے دکن مین وارد ہوئے آپکے جد بزرگوار
سید عبد الملک بھی ہمراہ تھے۔ اور شہر بیدر میں پہنچے محمود شاہ بہمنی نے
آپکی تعظیم و توقیر کی اور اپنی دختر مسماۃ کمال السلطان سے شادی کردی اور آپکو
جاگیر مدد معاش عطا کی۔ آپکے جد امجد سولکہہ تعلقہ ہوگری میں فوت ہوئے
وہان مدفون کئے گئے۔ اور آپکے والد ماجد بھی فوت ہوئے جد کی قبر کے
متصل مدفون ہین آپ محمود شاہ بہمنی کے دختر زادے ہیں۔ صاحب علم و
فضل جامع علوم ظاہری و باطنی تھے۔ آپ تارک الدنیا و ما فیہا تھے دنیا کی
جاہ و حشمت سے نفرت کرتے تھے ہمیشہ ہدایت و تلقین و اسلام و دین کی اشاعت
مین مصروف رہتے تھے۔ صاحب خرق عادت تھے آپ خواجہ زین الدین شیرازی
المتوفی ۷۷۱ھ کے مرید و خلیفہ تھے۔ آخر آپ شہر بیدر میں کفار کے ہاتھ سے

شہید ہوئے۔ آپکی وصیت کے موافق امعاد الالیش شکم کو نکالکے خشک لاش کو بیدر سے
لاکے جد امجد کے قریب موضع سولکھہ میں دفن کئے۔ وہاں ایک گنبد بنایا گیا
یہ واقعہ روز پنجشنبہ اکیسوین تاریخ رجب تخمیناً ۹۹۶ھ ہجری مین واقع ہوا بعض مؤرخین
نے لکھا کہ مرج مرتضیٰ آباد دکن میں دفن کئے گئے۔ قبر پر گنبد عالی بنایا گیا الخ
قول اول صحیح ہے۔ سالانہ آپکا عرس بڑے دہوم سے ہوتا ہے فقرا و مشایخ جمع ہوتے
ہین مولانا عبد الفتاح نے تذکرہ اولیا مین آپکی شہادت کا ۶۹۶ھ لکھا ہے شاید
سہو کاتب ہے کیونکہ محمود شاہ بہمنی المتوفی ۹۲۴ھ ہجری ہے اور محمود شاہ خواجہ شمس الدین کا نانا تھا واللہ اعلم بالصواب

شاہ شریف رنگریزان قدس سرہ

آپ بیجاپور کے اولیاے کرام سے ہین۔ منازل طریقت کے پیشوا و مراحل
شریعت کے رہنما تھے صاحب کشف و کرامات۔ اکثر مریدین و معتقدین آپکی
توجہہ و صحبت کی برکت سے فائز المرام ہوئے ہین قناعت و توکل کی مسند پر
قائم تھے ذکر و شغل مین مشغول رہتے تھے۔ تارک الدنیا و ما فیہا تھے۔ اشاعت
دین و اسلام مین ہمہ تن مصروف رہتے تھے چونکہ آپ رنگریزونکے تالاب پر سکونت
پذیر تھے۔ اسی وجہ سے رنگریزان مشہور ہوئے۔ پس آپ غرہ رمضان ۱۰۷۱ھ
ہجری میں واصل حق ہوئے۔ بیرون حصار بیجاپور ملک ریحان کے باغ کے
متصل مدفون ہوئے۔ مرقد پر سنگین گنبد پختہ بنایا گیا ہے۔ زیارتگاہ و متبرک ہے۔

مولوی شمس الدین مولانا منیب اللہ بالاپوری

آپ مولانا منیب اللہ کے تیسرے صاحبزادے ہین۔ آپکا تولد ۱۱۲۸ھ گیارہ سو اٹھائیس ہجری میں بمقام بالاپور ضلع برار ہوا۔ نشو نما کے بعد قرآن شریف جدہ مادری سے تمام کیا۔ اور قرأت ملا محمد صدیق قادری سے پڑہی۔ اور والد ماجد سے کتب درسیہ ختم کین۔ عالم متشرع و فاضل متدین تھے۔ آبار کرام و اجداد عظام کے طریقہ پر ثابت قدم تھے۔ اعزہ و اقارب کے ساتھہ ہمدردی فرماتے تھے چنانچہ آپنے سید معصوم کے نام سے رسول پورہ و موضع بلیسی کی جاگیر کے بابتہ بہت کوشش کی۔ اور آپکی کوشش مفید ہوئی سید موصوف کے نام سے جاگیر کی اسناد سرکار سے عطا ہوئیں۔ اور آپ دینی معاملات مین اہل اسلام کے ساتھہ جان و مال سے شریک ہوتے تھے۔ مزاج مین اسلام کی حمیت و دین کی حرارت تھی۔ اور دینی معاملہ میں کسی کی رعایت نہین کرتے تھے۔ ایک وقت حافظ محمد پناہ عالم فاضل اورنگ آباد سے بالاپور مین آئے۔ حضرت سید ظہیر الدین مرحوم کی خانقاہ مین فروکش ہوئے۔ محمد مراد خاں عہدہ دار سرکاری وغیرہ حافظ صاحب کے معتقد تھے چند روز کے بعد حافظ صاحب خانقاہ سے آزردہ ہوکے مومنو کی مسجد واقع بیٹھہ مین چلے گئے۔ وہان سکونت پذیر ہوئے۔ اہل شہر و ملازمین سرکاری حافظ صاحب کے طرف رجوع ہوئے اور حافظ صاحب کے حلقہ ارادت مین داخل ہوتے تھے۔ سید عبد الواحد قادری آپکے پاس آئے اور شکایت کی کہ حافظ نے ہمارا بازار سرد کیا۔ آپ نے فرمایا وہ عالم فاضل ہے۔ آپکا کیا ہرج ہے

پیری مریدیکا پیشہ کوئی ملک موروثی نہین ہے پیر کی پیری مرید کی ارادت پر ہے
مین حافظ صاحب سے اس معاملہ مین کچھہ نہین کہونگا۔ ہان اگر حافظ صاحب
کوئی امر خلاف شرع کرینگے تو مین اونکو ماخوذ کرونگا۔ اسی اثنا مین ایک بافندہ آپکے
پاس آیا کہ حضرت میرا گھر برباد کر کے مسجد مین داخل کرتے ہین۔ آپنے اوسیوقت
حافظ صاحب کو کہلا بھیجا۔ کہ کسی کا گھر بغیر اجازت غصب کر کے مسجد مین داخل کرنا
درست نہین ہے۔ حافظ صاحب نے آپکے پیغام کا کچھہ خیال نہین کیا۔ آخر بلوا ہوا
حافظ صاحب مسجد سے نکالے گئے اور تکیہ مین جو قلعہ کے مقابل تھا فروکش ہوئے
اور حافظ صاحب نے عصر کی اذان بلند آواز سے دی محمد مراد خان نے سنی حافظ سے
دریافت کیا کہ آپ یہان کسطرح آئے حافظ صاحب نے کہا مجکو مولوی شمس الدین نے
مسجد سے نکالا مراد خان حافظ صاحب کا مرید تھا ناخوش ہوا۔ مولویصاحب سے
مقابلہ کے لئے مستعد ہوا۔ مولویصاحب بھی مستعد و تیار ہوئے۔ شاہ محمود خانکو
یہ خبر معلوم ہوئی مراد خان کو فی الفور رقعہ لکھا۔ کیا تو مولانا عنایت اللہ مرحوم کی
خانقاہ اور اونکی اولاد سے گستاخی کرتا ہے اگر ایسا کریگا تو تیرے لئے آیندہ بہتر نہوگا
مراد خان شاہ محمود کی زیردستی مین ملازم تھا شاہ محمود افسر اور وہ تابعدار تھا رقعہ کے
پہنچتے ہی گھبرایا اور حافظ صاحب کو رقعہ لکھا کہ مین مجبور ہون آپ یہان سے جہان
چاہین چلے جائیے اور وہان سکونت اختیار کیجئے۔ آخر مراد خان نے آپسے معافی چاہی
آخر مولوی صاحب ۱۲۷۲ سنہ گیارہ سو بہتر ہجری مین فوت ہوئے آپکی عمر چالیس سال کی تھی

اولاد مین ایک صاحبزادہ

شاہ میران تہا۔ المتوفی ۱۲۲۴ھ بارہ سوچوبیس ہجری مدفن اورنگ آباد۔

حضرت شمس الدین بن شاہ محمود اولیا

آپکا نام شمس الدین عرف شمس مولانا ہے شاہ محمود اولیا کے فرزند و خلیفہ ہین۔ الولد سر لابیہ کے مصداق ہین آپکی ولادت ۱۰۸۰ھ ایکہزار اسّی ہجری مین شہر حیدرآباد مین ہوئی۔ والد ماجد کے سایۂ عاطفت مین نشو و نما پایا جب سن تمیز کو پہنچے تب والد ماجد اور علماسے علوم ظاہری کی تحصیل مین مشغول ہوئے ایک مدت کے بعد فارغ التحصیل ہوئے پہر علم باطنی کا شوق دلمین پیدا ہوا۔ والد ماجد سے شروع کیا۔ والد نے آپکو شائق و لائق سمجہکر تمام اسرار الٰہی سے آگاہ فرمایا۔ اور خلافت کی سند دیکر سجادہ نشین و خلیفہ کیا۔ آپ صاحب کشف و کرامات تھے۔ اہل دکن کیا شیعہ و سنی دونو فریق آپکے معتقد تھے۔ اور حضرت کی توجہ دونو فریق کے ساتہہ بدون افراط و تفریط برابر مساوی ہے۔ بلکہ آپکے نزدیک مابہ الامتیاز کوئی نہین تہا۔ آپ صوفیاء کرام کے مذہب پر تھے مشائخ عصر سے بزرگانہ طرز سے ملتے تھے جو کوئی آپکو سلام کرتا تہا۔ آپ جواب دیتے تھے اور ہاتہہ سینہ پر رکھتے تھے۔ معاصرین کے سواکسیکی تعظیم نہین کرتے تھے۔ پہاڑ کے گوشہ مین معتکف رہتے تھے۔ مدت العمر خانقاہ ہی مین رہے کبھی شہر مین کسی امیر یا فقیر کے گھر نہین آئے۔ اور حجرہ سے ضرورت کے وقت برآمد ہوتے تھے ہفتہ مین پنجشنبہ کے دن حجرہ سے باہر تشریف لاتے تھے معتقدین حاضرین کو زیارت سے مشرف

دہر افراز فرماتے تھے۔ انوار الاخیار مین لکھا ہے کہ جب حجرہ سے برآمد ہوتے تھے اُسوقت
کمر سے سفید پٹکا بندہا ہوا۔ کٹار و علی بند مع شمشیر کمر مین آویزان۔ سفید پگڑی بطور عمامہ
سر پر اور سفید لباس زیب بدن ہوتا تھا۔ حجرہ کے سامنے مریدونکا مجمع ہوتا تھا۔ حضرت کے
برآمد ہوتے ہی سب تعظیماً کھڑے ہوتے تھے۔ اور بلند آواز سے تسبیح و درود پڑہتے تھے
آپکی مجلس مین ذکر اللہ و ذکر الرسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سوا کسی کو دم مارنیکی تاب
نہین تھی۔ عالم سکوت تہا یا درود و تسبیح کا ذکر تہا۔ مشکوۃ النبوۃ کے مولف نے لکھا
کہ آپ صاحب تصرف و کرامات تھے محب اہل بیت تھے۔ سادات کی بڑی تعظیم و تکریم
کرتے تھے۔ گنج گنج کے مولف نے لکھا کہ آپ صاحب تصرف و نسبت تھے مشہور
ہیکہ آپکے والد ماجد کے عرس کے دن ناگاہ شور و غوغا برپا ہوا کہ پہاڑی کے نیچے
ایک دامن مین ایک شیر بیٹھا ہوا ہے۔ آنے جانے والونکا راستہ بند ہے آپ اوٹھے
اور شیر کے قریب پہنچے اور اُس سے کہا کہ آج شاہ محمود کا عرس ہے خلایق فاتحہ کیلئے
مجتمع ہے۔ یہان سے ہٹ جا۔ شیر حضرت کا کلام سنتے ہی وہان سے اوٹھا اور
جنگل کا راستہ لیا نظرون سے غائب ہوا۔ پھر کسی نے اوسکا نشان نہین پایا۔ آپسے
اکثر ایسے خوارق عادات ظاہر ہوئے ہین۔ آخر اسّی برس کی عمر مین چودھوین تاریخ
جمادی الاول ۱۱۶۱ھ گیارہ سو اکسٹھ ہجری مین اس دار ناپائیدار سے بہشت برین کو
روانہ ہوئے پہاڑی پر والد ماجد کے قریب دفن کئے گئے۔ آپ حضرت نواب
مغفرت مآب حضور آصفجاہ کے معاصر تھے۔ حضور چودہ تاریخ جمادی الثانی ۱۱۶۱ھ

مین اس دار ناپائدار سے بہشت برین کو روانہ ہوئے پہاڑی پر والد ماجد کے قریب دفن کیے گئے
آپ حضرت نواب مغفرت ماب حضور آصفجاہ کے معاصر تھے حضور چودہ تاریخ جمادی الثانی ۱۱۶۱ھ
اور آپ چودہ جمادی الاول سنہ صدر روضہ جنت کو روانہ ہوئے آپکے چار لڑکے تھے ایک شاہ علی رضا
دوسرے سید محمد علی تیسرے شاہ عظیم الدین چوتھا سید مرتضا آپکے بعد سید شاہ علی خلیفہ و سجادہ نشین ہوئے فی الحال آپکے خاندان سے
سجادہ نشین مین کار عالی نظام کی طرف سے وظائف وسالانہ عرس وغیرہ و گل کیلئے یومیہ معقول مقرر ہے آپکا مزار فائض الانوار

حضرت شاہ شیخن صاحب اورنگ آبادی

محبوب القلوب کے مولف نے لکھا کہ آپ سید احمد گجراتی کے مرید و خلیفہ ہین اور وہ شاہ برہان راز الٰہی کے مرید و خلیفہ تھے صاحب ذکر و شغل تھے۔ اور مشایخ کرام مین وحید الدہر۔ فقرائے متاخرین مین فرید العصر تھے۔ تلقین و تربیت مین بےمثیل اور پیر پرستی مین اکمل تھے۔ ہمیشہ مرشد کے آستانہ پر حاضر رہتے تھے۔ جو کچھہ مرشد فرماتے اوسکو بسر و چشم بجا لاتے۔ آپ مثنوی شریف کا درس علما و فضلا کو دیتے تھے۔ مثنوی کے مطالب نہایت خوبی سے ادا کرتے تھے۔ پڑہنے اور سننے والونکو حظ و لطف حاصل ہوتا تہا۔ مرشد کے گھر کا تمام کام آپکے ذمہ تہا آپ بھی حسن اعتقاد سے امور مفوضہ کو عمدہ طرح سے انجام دیتے تھے۔ آپ باوجود بزرگی و شیخیت کبھی پیرو مرشد کیخدمت سے عار و ننگ نہین فرماتے تھے۔ اکثر ایسا اتفاق ہوا ہے کہ آپ درس مین مشغول ہین یکایک مرشد کی ماما نے آواز دی کہ اے شیخن باورچیخانہ مین نمک نہین ہے۔ بازار سے لادے۔ آپ طلبا سے کہتے کہ آپ ذرا

تامل کرین مین حضرت کے کام سے فارغ ہوکر آتا ہون اگر کوئی طالب کہتا کہ حضرت مین لاتا ہون۔ آپ تشریف رکھئے۔ قبول نہین کرتے تھے۔ ماشاءاللہ خوش اعتقادی ایسی چاہئے۔ سعادت بدون ارادت محال ہے۔ آپ واقع مین بزرگی کے مصداق تھے۔ آپکی شان تواضع و انکساری و نفس کشی و خاکساری مین بڑہی ہوئی تھی۔ ہمارے دوست حالی نے کیا خوب کہا ہے ؎

خاکساری را مکانی دیگر است ؛ این زمین را آسمانی دیگر است

کہتے ہین کہ ایکوقت ایک فقیر زہد مشرب آپکی خانقاہ مین آیا۔ اور آپکو نہایت کریہہ اور بُرے لفظ سے یاد کیا تمام اہل مجلس خاموش ہو گئے۔ آپ بکمال عجز و انکساری سے حاضر ہوئے۔ اور عرض کیا شاہ صاحب نالایق حاضر ہے۔ کیا ارشاد ہوتا ہے۔ کہتے ہین فقیر نہایت تیز و شوخ تہا۔ بیساختہ آپ پر پیشاب کرنے لگا۔ آپ سر جہکاے ہوے عالم سکوت مین کھڑے رہے۔ کچھ نہین فرمایا۔ اور غصہ و غضب کو پاس آنے نہین دیا۔ اور کہتے تھے کہ گنہگار کی سعادت ہے حاضرین و علما مارے غصہ کے پیچ و تاب کہارہے تھے فقیر نے پیشاب سے فارغ ہوکر کہا دکن مین صرف یہی ایک بزرگ نظر آیا غنیمت ہے

نقل ہے

کہ ایکروز اولیا شاہ بزرگ آپکی مجلس مین آئے اسوقت حضرت مثنوی کے درس مین مشغول تھے اور فرمایا اے شیخ جی آپکی تقریر دلپذیر ہے۔ آپکی بشیخت کیا ہے۔ تسخیر ہے۔ مین اسوقت آپ سے ایک مسئلہ دریافت کرنا چاہتا ہون۔ اگر جانتے

ہین تو ٹھیک ٹھیک بیان کیجئے۔ یعنی تو مین علمی تاویلات لاطائل کو نہین چاہتا ہون۔ آپ نے فرمایا۔ شاہ صاحب کہیئے۔ شاہ صاحب نے کہا کہ خدا تعالیٰ نے کلام مجید مین معیت کا اشارہ چند آیات مین بیان فرمایا ہے مثلاً۔ (وَھُوَ مَعَکُمْ اَیْنَمَا کُنْتُمْ۔ وَفِیْ اَنْفُسِکُمْ اَفَلَا تُبْصِرُوْنَ۔ وَنَحْنُ اَقْرَبُ مِنْ حَبْلِ الْوَرِیْدِ فَاَیْنَمَا تُوَلُّوْا فَثَمَّ وَجْہُ اللّٰہِ۔) پس اس معیت کی معانی بدون تاویل بیان کیجیے۔ تاکہ تسلی حاصل ہو جائے۔ تماثیل سے تسکین نہین ہوتی ہے۔ جیسا کہ قشیری نے لکھا ہے کہ پانی کو حباب سے اور بو کو گل سے۔ اور تخم کو درخت سے جیسی معیت ہے ویسی ہی معیت خدا کو انسان سے ہے۔ یہ معنی دلنشین نہین ہوتا ہے اور نہ دل کو پورا اطمینان ہوتا ہے۔ آپ اپنی ذات مین معیت دکھلائے۔ شیخ صاحب متفکر ہوئے تامل کے بعد فرمایا شاہ صاحب آپکا سوال نہایت ہی مشکل ہے۔ تین روز کی مہلت دیجیے کتب صوفیہ سے تلاش کر کے عرض کرونگا۔ شاہ صاحب نے فرمایا بہت خوب چوتھے دن آؤنگا۔ شیخ صاحب نے تمام کتب صوفیہ کو چھان ڈالا۔ کہین مسئلہ کا جواب نہین پایا۔ تیسری راتکو آپ ایک خوان خرما و بادام سے بھرا ہوا سر پر اٹھائے ہوئے مسجد مین شاہ صاحب کی خدمتمین حاضر ہوئے۔ شاہ صاحب بستر پر لیٹے ہوئے تھے۔ جب شیخ صاحب وہان پہنچے شاہ صاحب تجاہلاً سو گئے۔ آپ نے شاہ صاحب کی چنپی کرنا شروع کی شاہ صاحب ہوشیار ہوئے۔ فرمایا کون ہے کہ فقیر کیخدمت کرتا ہے۔ آپنے عرض کیا مین وہی شخص ہون استفادہ کی امید سے

حاضر ہوا ہون۔ شاہ صاحب نے پوچھا مسئلہ مین کیا تحقیق کی۔ آپ نے عرض کیا کچھہ نہین۔ اگر ارشاد ہو حُسن ارادت سے حاضر ہون عرض کیجئے۔ شاہ صاحب نے معلوم کیا کہ یہ طالب صادق ہے اُسی وقت فاتحہ خیر پڑہکر وحدت الوجود کا مسئلہ سمجھا دیا شیخن صاحب فرماتے تھے۔ اگر مین اولیا شاہ کی ملازمت نہ حاصل کرتا تو کچھہ حاصل نہین ہوتا۔ جو کچھہ مجکو حاصل ہوا اولیا رشاہ کے بدولت ہوا۔ آپکے اکثر خلفا کامل تھے مثلاً شاہ افضل رفاعی۔ شاہ مجدالدین وغیرہ۔ اور آپکے دونون صاحبزادے غلام حسین عرف شاہ ابن صاحب۔ وغلام سجاد۔ دونون صاحب حال ومرتاض تھے۔ آخر آپکی وفات دوم ربیع الاول ۱۱۵۱ھ گیارہ سو ایکاون ہجری مین واقع ہوئی۔ قبر اورنگ آباد مین خلایق کی زیارت گاہ ہے۔ یزار و یتبرک

شمس الدین ابوالفتح شیخ محمد ملتانی قدس سرہٗ

شیخ محمد ملتانی نام۔ ابوالفتح کنیت شمس الدین لقب ہے۔ آپ شیخ ابراہیم ملتانی غوری الاصل کے صاحبزادے ہین۔ آپکی ولادت باسعادت ۸۶۲ھ آٹھہ سو باسٹھہ ہجری مین شہر بیدر دکن مین واقع ہوئی۔ معدن الجواہر کے مولف نے لکھا ہے ولادت سے اول آپکے والد ماجد نے جو صاحبدل تھے۔ فرمایا کہ مجھکو ایام غیب سے معلوم ہوا کہ تجھکو ایک فرزند پیدا ہوگا۔ ابوالفتح اوسکی کنیت و شمس الدین لقب و محمد نام رکھہ۔ اور وہ ولی اللہ ہوگا۔ والد ماجد نے حسب الالہام آپکا نام ولقب وکنیت معین فرمایا۔ آپ نے نشو ونما کے بعد سن تمیز مین والد ماجد وغیرہ علمار سے

کتب تحصیلی سے فراغت حاصل کی۔جامع الکمالات والفضائل ہوئے اور شیخ بہاءالدین انصاری کی خدمتمین علوم باطنی سے فیضیاب ہوئے۔اور بعدمین شیخ موصوف کے مرید وخلیفہ ہوئے۔طالبین ومریدین کو ہدایت وارشاد سے سرفراز فرماتے تھے۔صاحب خارق عادات وکرامات تھے۔معدن الجواہر مین آپکے والد سے منقول ہے کہ ہمایون ظالم بہمنی جو فاسق وفاجر تہا۔خلائق کو ظلم وستم سے ناحق قتل کرتا تہا۔ایکروز میرے فرزند محمد۔کی زبان سے یہ کلام برآمد ہوا۔کہ ہمایون مات ہمایون مات تھوڑی دیر کے بعد معلوم ہوا کہ ہمایون مقتول ہوا مجکو الہام غیبی کی تصدیق ہوئی اسوقت محمد کی عمر مین سکی تھی

نقل ہے

شیخ اسحاق بن شیخ محمد ملتانی سے روایت کرتے ہین۔آپ فرماتے ہین کہ میرے والد نقل کرتے تھے کہ جب میری دادی فوت ہوئی اوسوقت مین صغیر السن تہا۔اور کچھہ نہین جانتا تہا۔اور مشایخ مین سے کوئی میرے طرف توجہ نہین کرتا تہا۔اسی اثنامین مخدوم شیخ حسن خان بنگالی بیدرمین آئے۔اور مجھکو بلایا جب مین حضرت کیخدمتمین پہنچا۔تب میرا استقبال کیا۔اور آپنے مصافحہ فرمایا۔بعدازان مجھکو اپنی مسند پر بٹھایا۔اور فرمایا کہ یہان آنیکا سبب یہ ہے کہ ایکرات مین نے محبوب سبحانی کو خوابمین دیکھا آپنے مجھکو فرمایا کہ دکن مین شیخ محمد ولی ملتانی بن شیخ ابراہیم کو سلسلہ قادریہ مین مرید کر اور بیعت کی اجازت دے مین حضرت کے حکم سے یہان آیا ہون پھر حضرت نے مجھکو مرید فرمایا اور بیعت کی اجازت دی اوسی روزسے مین نے بہت سے لوگونکو مرید کرنا شروع کیا

پھر حضرت مخدوم نے بنگالہ مراجعت کی۔ مگر مجھکو باضابطہ طور سے خلافت کا خرقہ
نہین عطا فرمایا تھا۔ مین قریب ضعیفی کے پہنچا کہ ایکروز محبوب سبحانی کو خوابمین دیکھا۔
آپنے فرمایا کہ مین نے تجھکو مطلقاً اجازت دی۔ لوگونکو ہدایت وارشاد کر۔ صبح مین نے
ارادہ کیا کہ بغداد جاکر کسی سجادہ سے خلافت حاصل کرنا چاہئے۔ اس فکر مین تھا کہ
دوسرے روز آپ بدستور خوابمین آئے فرمایا مین نے تجھکو اجازت مطلقہ دی۔ مین صبح
اوٹھا اور شیخ ابراہیم اپنے فرزند کو مرید و خلیفہ کیا پھر مخدوم شیخ بہاء الدین دولت آباد سے آئے اور مجھکو ایک خرقہ عطا فرمایا

نقل ہے

شیخ بدر الدین بن محمد ملتانی فرماتے ہین کہ شیخ ایوب گولکنڈوی فرماتے تھے کہ ایکروز
مین نے محبوب سبحانی کو خوابمین دیکھا آپنے فرمایا اے ایوب شہر بیدر کو جا اور شیخ محمد سے
خلافت کا خرقہ لے۔ مین صبح ہوشیار ہوا۔ دلمین خیال کیا کہ مین چشتی ہون شیخ محمد قادری سے
خلافت کیونکر حاصل ہوگی۔ پھر دوسری شب مخدوم سید محمد حسینی گیسو دراز کو خوابمین
دیکھا۔ آپنے بھی فرمایا اے ایوب محمد آباد بیدر جا۔ شیخ محمد سے خلافت کا خرقہ لے
صبح ہوشیار ہوا وہی خیال دلمین گذرا۔ تیسرے رات حضرت محبوب سبحانی کو خوابمین
دیکھا۔ کہ تمام اولیا حضرت محبوب کے اطراف وجوانب مین تھے۔ اوس مجمع مین مخدوم
بندہ نواز بھی تھے۔ حضرت مخدوم محبوب نے فرمایا۔ اے ایوب خلافت کا خرقہ شیخ محمد سے
لے۔ چوتھے روز مین بیدر کو روانہ ہوا۔ حضرت کیخدمت مین پہنچا۔ مؤدب ہوکر آپکے
سامنے بیٹھا۔ آپنے فرمایا اے ایوب اول شب حضرت محبوب نے تجھکو خرقہ کی اجازت دی

مگر تونے توقف کیا۔ آخر تیسری رات محبوب نے مکرر اشارت دی۔ تب تو آیا۔ مین نے عرض کیا۔ صدق یا ولی اللہ۔ پھر مین نے حضرت کے ہاتھہ پر بیعت کی اور خلافت کا خرقہ پہنا

نقل ہے

شیخ ابراہیم قادری۔ مخدوم جی بن شیخ محمد ملتانی۔ فرماتے ہین کہ میرے والد ماجد گلبرگہ شریف مین میرے سپاہ کیلئے آئے۔ اور ایکدن مخدوم بندہ نواز کی زیارت کا ارادہ فرمایا۔ ہم چند خادم بھی ہمراہ تھے آپ گنبد کے دروازہ پر پہنچے معاً واپس ہوئے۔ ہم سب نے حضرت سے مراجعت کا سبب دریافت کیا۔ فرمایا اسوقت بندہ نواز قبر مین موجود نہین ہین۔ عالم بالا کی سیر مین ہین۔ پھر مخدوم ید اللہ کی گنبد مین آئے۔ اونکو قبر مین پایا آپنے عالم روحانی مین ملاقات فرمائی۔ اسی اثنا مین حضرت مخدوم محبوب سبحانی کا نور انور بھی نمود ہوا۔ والد ماجد حضرت محبوب سے بھی مشرف ہوئے۔

نقل ہے

ملک قاسم برید جو نہایت سخت مزاج تھا۔ کسی مشایخ کو نہین مانتا تھا۔ جب حضرت والد ماجد کیخدمتمین آیا معتقد ہوا۔ ہمیشہ کہتا تھا کہ دکن مین دو محمد ہین۔ جو دنیا مین اپنا نظیر نہین رکھتے۔ ایک شیخ محمد ملتانی۔ دوسرے مخدوم سید محمد حسینی گیسو دراز قدس سرہما محمود بھمنی کا خانسامان نعمت خان جو آپکا مرید تھا۔ نقل کرتا ہے کہ مین حضرتکی خدمتمین حلویات لیجاتا تھا۔ آپنے اومین سے کبھی کچھہ تناول نہین فرمایا۔ نہ کبھی بال بچونکو اجازت دی۔ ایکروز بیوی صاحبہ کے دلمین خیال آیا کہ اگر بال بچے کہائین تو کیا مضائقہ

ہوگا - ابھی یہ خیال دلمین تھا کہ آپنے بیوی صاحبہ کو بلایا اور حلوہ کو منگایا۔ ہاتھہ مین لیکر دبایا تو اوسمین سے خون ٹپکنا شروع ہوا - اور فرمایا دیکھو بادشاہون کے گھر کا کہانا مشکوک ہوتا ہے - عوام وخواص کا خون کہاتے ہین اور کچھہ نہین جانتے مین نہین چاہتا ہونکہ میرے بال بچے قیامت کے دن اس خون کہانیکے مواخذ مین ماخوذ ہوین - فقراء بلا نوش ہین اسکو کہا سکتے ہین - اسلئے مین سب پر تقسیم کردیتا ہون - سب بال بچون کو تسلی وتشفی ہوئی - بدستور قانع وصابر ہوئے

نقل ہے

منقول ہے کہ ملا خاتون نے جو بڑا فاضل ایرانی تھا - سید ابو الحسن حسینی سے کہا کہ آپکے جد سید محمد حسینی نے سمرۃ الاسرار مین چند کلمے خلاف شرع لکھے ہین - آپ اونکا مطلب موافق شرع لکھیئے - نہین تو مین اونکی تکفیر کرونگا - سید ابو الحسن علم وفضل سے بے بہرہ تھے عاجز ہوئے - راتکو مخدوم سید محمد کو خواب مین دیکھا کہ آپ فرماتے ہین یا ولدی تو میری کتاب برادر شیخ محمد ملتانیکے سپرد کر - وہ جواب دیگا - ابو الحسن نے شیخ محمد ملتانی کی خدمت مین کتاب بھیجی - اور خوابکا واقعہ لکھا - آپنے تھوڑی مدت مین - شرح موافق شرع لکھدی - معترض کو اعتراض کا موقع نہ ملا -

نقل ہے

لکھتے ہین ۹۳۵ نوسو پینتیس ہجری مین سلطان بھادر شاہ گجراتی دکن کے طرف متوجہ ہوا - آپ اوسوقت مرض الموت مین تھے - سب اعزا واقارب نے عرض کیا

حضرت اسوقت رحلت فرماتے ہین - ہمپر دو مصیبتین واقع ہین - ایک آپکی مفارقت دوسرے گجراتی کا آنا - آپنے مراقبہ کے بعد فرمایا کہ مین نے اسوقت صدیقی یمنی کا عمل کیا - یعنے چندروز زندہ رہونگا - ایسا ہی ہوا - آپ تندرست ہو گئے - اور محمود گجراتی نے مراجعت کی - پھر آپ تاریخ وصال کے بعد ۲ - تاریخ شوال ۹۴۰ھ نوسو چالیس ہجری مین جان بحق ہوئے - کسی شاعر نے آپکی تاریخ لکھی ہے ع بمولی گشتہ واصل آپ بیدر مین مدفون ہوئے - مریدون نے ایک عالی گنبد بنایا - مدت دراز کے بعد کسی بادشاہ نے توڑ دیا شیخ شہر اللہ لکھتے ہین کہ جب مجکو گنبد شکست ہونیکی خبر ملی - تب مین نے حضرت کے جناب مین التجا کی ناگاہ ایک شخص سے آواز آئی محبوب و محب مین راز و نیاز ہین - تیسرے کو مداخلت نہین کرنا چاہیے - آپکے اوصاف حمیدہ بیحد و بیشمار ہین - مجمع فیض اتم و معدنِ لطف و کرم تھے - صاحب کشف و کرامات خارق عادات و کرشمات تھے - اب بھی آپ کی مرقد مبارک سے معتقدین فیض پاتے ہین - اور آیندہ یہ فیض قیامت تک جاری رہیگا -

فائدہ

مشکوٰۃ النبوۃ کے مولف نے آپکی رحلت کی تاریخ ۹۲۵ھ ہجری لکھی اور مدت عمر تہتر سال سالخ مولف مذکور کا قول سہو کاتب سے خالی نہین ہے اسلیے کہ ہمکو آپکی رحلت کی تاریخ موبندہ (بمولی گشتہ واصل) مادہ تاریخ سے بحساب جمل ۹۴۰ھ برآمد ہوتے ہین اور

آپکی عمر اٹہتر سال کی تھی۔ اور مولف مذکور نے تہتر لکہا۔ والعلم عند اللہ۔ آپکے پانچ فرزند تھے شیخ ابراہیم شیخ اسمعیل شیخ اسحاق۔ شیخ بدرالدین۔ شیخ فخرالدین۔ فرزند پنجم خوردسالی مین فوت ہوا۔ باقی چار فرزند۔ باقیات الصالحات تھے۔ چارون نے والد ماجد سے علوم ظاہری و باطنی حاصل کیا فارغ التحصیل تھے۔ ہر ایک عالم فاضل و ولی کامل تہا۔ ہم نے اس تذکرہ مین ہر اک کا حال لکہا ہے۔

سید شرف الدین مشہدی

آپ رکن الدین مشہدی کے صاحبزادے ہین آپکا مولد و منشاء مشہد مقدس ہے آپ عالم شباب مین علوم و فنون کی تحصیل سے فارغ ہوکے وطن سے ہند مین آئے اور کامل مرشد کے جویا تھے۔ اوسوقت ہند مین مخدوم جہانیان مشاہیر اولیا سے تہے آپ بڑہ ریخ مین حضرت مخدوم کی خدمت مین آئے۔ مرید و خلیفہ ہوئے۔ مخدوم کی ہدایت کے موافق۔ ذکر و شغل مین مشغول اور ریاضت و عبادت مین مصروف ہوئے درجہ کمال کو پہنچے۔ صاحب کرامت و ولایت تھے۔ مخدوم نے اپنی دختر نیک اختر ملکہ جہان آپکو منسوب کی۔ اور شرعی طور سے نکاح کر دیا۔ آپنے چند روز کے بعد مخدوم سے سفر کی درخواست کی مخدوم نے رخصت فرمایا۔ اور چلتے وقت ایک مسواک اور کہرنیکا تخم مرحمت کیا۔ اور فرمایا جس قصبہ و شہر مین پہنچو۔ وہان زمین مین مسواک و تخم جمادو۔ اگر مسواک سبز ہو جائے اور تخم اوگے تو آپ وہان سکونت اختیار کرین۔ آپ مع چند رفقا روانہ ہوئے۔ سیر و سیاحت کرتے ہوئے نربدا کے کنارے

متصل بھڑونچ گجرات پہنچے۔ وہ مقام نہایت خوش نما و پرفضا تہا۔ مسواک و تخم کو زمین مین جمایا۔ مسواک سبز ہوئی۔ اور تخم اوگا۔ آپ اوسی مقام دل کشا مین سکونت پذیر ہوئے۔ رات دن طلبہ کی تعلیم و تلقین مین ہمہ تن مصروف رہتے تھے۔ اکثر اہل گجرات آپکے فیضان نعمت سے فائز المرام و کامیاب ہوئے ہین۔ آپ کے تلامذہ فضلائے عصر تھے۔ صاحب خوارق عادات و طوارق حادثات تھے۔ ہنود کے اکثر ہنود و راجے آپکی ہدایت سے مسلمان ہوئے۔ آخر آپنے ۸ ارتاریخ ماہ رجب ۸۰۹ھ ہجریہ مین اس دار عدم سے باغ ارم مین رحلت کی بھڑونچ مین نربدا ندی کے کنارے مدفون ہوئے

مولانا شیخ شکر

آپ قوم نوایت سے تھے۔ جامع علوم و فنون تھے۔ تفسیر و حدیث و فقہ و تصوف مین عدیم المثل۔ تحریر و تقریر مین ادیب بے بدل تھے۔ ملک کوکن مین آپکے علم و فضل کی شہرت تھی۔ قصبات و دیہات کے طلبہ آپکی خدمت مین جوق جوق آتے تھے۔ آپکے درس و تدریس کا دروازہ کشادہ تہا۔ آپکی ہدایت و تلقین کا دسترخوان گستردہ تہا۔ طلبہ کو کسی قسم کی روک ٹوک نہین تھی ہر ایک آپکے خوان نعمت سے حصہ پاتا تہا۔ فائز المرام ہوکے جاتا تہا۔ آپکی خانقاہ و درس گاہ مقام بھٹری مسمی اسلام آباد کوکن تہا۔ مدت تک درس فرماتے رہے۔ آخر آپنے اس بحث و تکرار و قیل و قال کو ترک کیا۔ ریاضت و عبادت مین مشغول ہوئے۔ اذکار و اشغال مین مصروف ہوئے۔ صرف تصوف کی تدریس باقی رکھے۔ فصوص الحکم وغیرہ کتب

تصوف کو پڑہاتے تھے۔ ریاضت کے بعد اکمل اولیا ہوئے۔ متقی و پرہیزگار تھے متشرع و دیندار۔ آخر آپ نے ۹۷۰ھ نوسو ستر ہجری مین اس دار ناپائیدار سے دار القرار کو رحلت کی۔ بھمڑی مین مدفون ہوئے۔ بزار و متبرک بہ۔

حضرت شاہ شبلی قدس سرہ

شاہ زین الدین نام ہے۔ اور شاہ شبلی عرف ہے۔ آپ حضرت ابو بکر شبلی بغدادی کے اولاد مین سے ہین۔ آپ ۱۰۰۰ھ ہزار ہجری مین سلطان عبداللہ قطب شاہ کے عہد مین بغداد سے حیدرآباد دکن آئے۔ اور گولکنڈہ قلعہ کے قریب ایک پہاڑی پر فروکش ہوئے۔ اور آپکے ساتھ چند مرید بھی تھے۔ مدت تک پہاڑی پر رہے۔ ایک پہاڑی کے گوشہ مین راتدن یاد حق مین مشغول رہتے تھے اکثر حاجتمند آپکی خدمتمین آتے تھے۔ اور آپکی دعا کی برکت سے کامیاب ہوتے تھے۔ آپکے بھائی بابا فخر الدین اوسی زمانہ مین آپکے ہمراہ آئے تھے۔ اور تل گھاٹ متصل قلعہ بیدر پل کنڈہ مین معتکف ہوئے تھے۔ اونکے خوارق عادات تلگھاٹ مین اور آپکے حیدرآباد مین مشہور رہین۔ آپکی رحلت تیسری صفر ۱۰۵۱ھ ایکہزار اکیاون ہجری مین واقع ہوئی۔ پہاڑی پر دفن کئے گئے۔ مرقد خلایق کا زیارت گاہ ہے۔ مزار مبارک سے فیض جاری ہے۔ سالانہ عرس ہوتا ہے۔ سرکار عالی نظام مدظلہ العالی کی طرف سے خرچ ملتا ہے۔ معتقدین جمع ہوتے ہین۔ پہاڑی آپکے نام سے مشہور ہے عجب مقام پر فضا ہے۔ ہر طرف خدا کی تجلی پیدا ہے۔ معدن الجواہر کے مولف نے

لکھاکہ آپکوایک صاحبزادہ مسمی مصطفےٰ اشبلی تہا۔ اور اوسکے نسبت شاہ بدرالدین بن شاہ
محمد ملتانی قادری بیدری کی لڑکی سے ہوئی تھی۔ مشکواۃ النبوۃ کے مصنف نے
لکھاہے کہ حضرت رمزالٰھی ایک روز نہایت پریشانی مین مزار مبارک پر پہنچے۔ اور
مزار کا طواف کیا اور مراقبہ مین بیٹھے۔ دیکھا کہ حضرت ہاتھ مین شمشیر برہنہ لئے ہوئے
مزار سے برآمد ہوئے۔ اور شہر کے طرف متوجہ تھے۔ تائید کیلئے مستعد تھے۔ جب حضرت
رمزالٰھی نے مراقبہ سے اوٹھکر مکان پر مراجعت کی جو پریشانی آپکو لاحق تھی وہ سب دور ہوگئی فقط

مولوی سید شرف الدین ابوفا بن مولانا سید معصوم اول عنایت اللٰہی بالاپوری

آپ مولانا سید معصوم اول نقشبندی کے دوسرے صاحبزادے ہین آپکی ولادت
۱۱۵۴ھ گیارہ سو چون ہجری مین واقع ہوئی۔ آپنے ایام شعور مین قرآن شریف
حفظ کیا۔ حافظ قرآن و قاری تھے۔ قرآن نہایت خوش الحان و حسن صوت و
قراءت کے ساتھہ پڑہتے تھے سامعین کو لطف و مزہ حاصل ہوتا تہا کتب درسیہ ابتدائیہ والد ماجد
وغیرہ علماء سے بالاپور مین پڑہیں۔ بعد ازان بالاپور سے اورنگ آباد مین باقی کتب
بنی اعمام مولانا نورالہدی صاحب و نورالعلا صاحب سے ختم کین تحصیل کے بعد
عم بزرگوار مولانا سید قمرالدین سے ارادت و خلافت کی درخواست کی مولانا نے
فرمایا کہ بدون اجازت معصوم بہائی ممکن نہین۔ آپنے عرض کیا کہ میرے والد ماجد کو
عم بزرگوار سے ارادت و خلافت حاصل ہوئی۔ مین بھی باپ کی پیروی کرتا ہون

اور اونکے طریقہ پر قایم ہون۔ مولانا برادر زادہ کی تقریر مدلّل سے خوش ہوئے
آپکو مرید و خلیفہ کیا۔ اور نعمت باطنی سے مشرف فرمایا۔ تحصیل وارادت کے بعد
وطن مالوفہ آئے۔ اعزہ واقارب نے خوشی کا جلسہ کیا۔ مشایخ وعلما جلسہ مین شریک
تھے۔ آپنے جلسہ مین علم کے فضائل حاضرین کے روبرو بیان کئے۔ اہل مجلس آپکی
حُسنِ تقریر وخوش بیانی سے خوش ہوئے۔ ہر ایک نے احسنت کہا۔ اوسوقت
آپکے والد ماجد زندہ تھے۔ سب نے اونکو مبارکباد دی۔ اونکا دل باغ باغ ہوا
بعد ازان آپکے والد ماجد نے آپکی نسبت شاہ محمد سعید خسر مولوی شمس الدین کی پوتی
سے شادی کی شادی شرعی طور سے ہوئی۔ آپکو شادی کے بعد ایک دختر نیک اختر پیدا ہوئی
جب لڑکی جوان ہوئی آپنے خواجہ شہاب الدین نقشبندی مرید شاہ جمال اللہ نقشبندی سے
منسوب کرکے شادی کردی۔ آٹھ مہینے کے بعد لڑکی فوت ہوئی۔ والدین کو سخت
رنج والم ہوا۔ چونکہ اولاد مین صرف ایک ہی لڑکی تھی۔ صبر وشکر اختیار کیا۔ راضی
برضائے الٰہی رہے۔ آپ متقی ومتشرع تھے۔ حلیم الطبع وسلیم الوضع تھے۔ اعزہ واقارب
سے مل جل کے رہتے تھے۔ ہدایت وارشاد سے خلایق کو مستفید فرماتے تھے آخر
آپنے گیارہ تاریخ ماہ ذیحجہ ۱۱۹۴ سنہ گیارہ سو چورانوے ہجری مین رحلت کی آپکی عمر
چالیس برس کی تھی۔ حافظ عالم خان کے قبر کے متصل مدفون ہوئے۔ مدفن بالاپور۔
آپکے والد رحلت کے وقت زندہ تھے۔ دفن کے وقت فرماتے تھے کہ مین نے یہ مقام
اپنے لئے تجویز کر رکھا تھا مگر شرف الدین کا حصّہ تھا۔ بعد ازان آپکی بیوی صاحبہ ۱۲۱۱ سنہ

بارہ سو اکتالیس ہجری مین فوت ہوئی۔ شوہر کی قبر کے پہلو مین دفن کیگئی۔ شوہر و زوجہ کی قبر کے درمیان مولوی سید امام الدین کی زوجہ مدفون ہے۔ یزار و یتبرک۔

سید شاہ محمد بن سید میران حسن ثانی

آپ والد ماجد کے مرید و خلیفہ تھے صاحب تقویٰ و طہارت تھے۔ ریاضت مین یکتا۔ ہر ایک مرید کے ساتھہ نہایت خوش خلقی و محبت سے ملتے تھے متوکل و قانع تھے آپکی وفات ۲۴ محرم ۱۲۰۱ھ بارہ سو ایک ہجری میں ہوئی۔ اجداد کے روضہ مین قلعہ گولکنڈہ حیدر آباد کے متصل لنگر حوض کے تالاب پر مدفون ہوے۔ یزار و یتبرک بہ

شیخ شرف الدین زندہ دل شیرازی

شیخ شرف الدین نام۔ زندہ دل لقب ہے۔ شیراز آپکا وطن ہے۔ آپ شرفائے شیراز سے تھے۔ عالم شباب مین علوم عقلی و نقلی سے فارغ التحصیل ہوئے۔ علامۂ عصر و فہامۂ دہر تھے۔ اقران و امثال مین عدیم المثال تھے۔ آپنے تفسیر بیضاوی پر ایک حاشیہ لکھا۔ اُس مین مسائلہ مشکلہ کو حل کیا بلاغت و فصاحت کلام کو شرح و بسط کے ساتھہ بیان فرمایا ہے۔ چونکہ آپکے کمال علم و ہنر کی وجہ سے اعزہ وغیرہ عزہ میز تھے۔ آپکے بنی اعمام رشک و حسد سے مخالفت کرتے تھے۔ اور آپکو ذلیل کرنا چاہتے تھے۔ آخر آپ انکی مخالفت کی وجہ سے وطن سے برآمد ہوئے مہاجرت کے وقت والدہ نے آپکو دو وصیتین کی تھین۔ ایک یہ کہ کسی قطب کا مرید ہونا۔ اور دوسرے کبھی وطن کی مراجعت کا ارادہ نکرنا۔ آپ جہاز پر سوار ہو کر عراق عرب سے

ہرمز مین پہنچے اور ہرمز سے جزیرہ دیو امین اور وہانسے ہند مین آئے اوسوقت
شیخ محمد غوث گوالیری احمد آباد گجرات مین تھے آپ بھی احمد آباد مین پہنچے شیخ کے
مرید وخلیفہ ہوئے مدت تک شیخ کی صحبت مین ریاضت وعبادت کرتے رہے
کامل ہوئے۔ پھر مرشد کی اجازت سے بیجاپور دکن مین آئے۔ رہنمائی وہدایتمین
مشغول ہوئے۔ اکثر امرا وفقرا آپکی ہدایت سے فائز المرام ہوئے۔ والی بیجاپور آپکی
نہایت تعظیم وتکریم کرتا تہا۔ مد د معاش کیلئے وظیفہ معقول مقرر کردیا تہا۔ آپ
قانع تھے۔ دنیا ومافیہا کی زیادہ رغبت نہین کرتے تھے جو کچھہ وظیفہ ملتا تہا اوسمین
گذر فرماتے تھے۔ اکثر غربا ومساکین کیلئے بادشاہ کی خدمتمین سفارش کرتے رہتے
آپکے سفارشی کامیاب ہوتے تھے۔ آخر آپ نے ۹۹۰ھ نوسو نوے ہجریمین
رحلت کی اور بیجاپور مین مدفون ہوئے۔ یزار ویتبرک بہ۔

شاہ جہاڑو

شاہ زندہ حسین نام عرف شاہ جہاڑو ہے۔ سید صحیح النسب سادات عراق
عجم سے تھے۔ مشکوٰۃ النبوۃ مین لکہا ہے کہ آپکا نام شاہ زندہ حسین عرف
شاہ جہاڑو ہے۔ خانہ کعبہ کے جاروب کشونسے ہین۔ اتفاقات زمانہ سے آپ
اور آپکے چھوٹے بہائی دکن مین آئے۔ سید انوار اللہ انوار الاخیار مین لکھتے ہین کہ
آپ سفر دریا مین تھے کہ یکایک کشتی شکستہ ہوئی آپکے بہائی اور دوسرے مسافر
دریا مین غرق ہوگئے۔ چونکہ آپکی زندگی باقی تھی آپ ایک کشتی کے تختہ پر بیٹھہ رہے

آہستہ آہستہ دو روز یا تین روز کے بعد دریا کے کنارے پر پہنچے۔ پھر وہان سے براہ خشکی ہزار ہا مصیبت و سختی کے بعد حیدرآباد دکن مین آئے۔ حضرت شاہ اکبر حسینی فرزند کلان شاہ راجو حسینی کیخدمت مین مرید ہوئے چند روز کے بعد آپکو جذب کی حالت اور وجد کی کیفیت حاصل ہوئی سلطان ابوالحسن قطب شاہ عرف تانا شاہ آپکے زمانہ مین موجود تھا۔ کہتے ہین کہ یکروز آپنے سلطانکو جذب کی حالتمین گالی دی۔ سلطان ناخوش ہوا اور حکم دیا اس مجذوب بدزبانکو قید کرو اوسیوقت ہاتھہ و پاؤن مین طوق و زنجیر ڈالکر قلعہ گولکنڈہ مین قید کئے دوسرے روز آپکو خلایق نے اوس مقام پر پایا جہان آپ رہتے تھے اوس روز سے خاص و عام آپکے معتقد ہوئے اور آپکی کرامت و خرق عادت کو ماننے لگے اور آپکو بادشاہ کے قید سے نجات ملی انوارالاخیار مین یہ بھی مذکور ہے کہ آپکی عادت تھی کہ ایک جھاڑو ہمیشہ بغل مین لئے رہتے تھے۔ جہان کوئی مسجد دیکھتے تھے۔ اوسمین جھاڑو دیتے تھے اور مسجد کو خس و خاشاک سے پاک و صاف فرماتے تھے۔ اور بعض ناقل ہین کہ بازار کے راستہ و گذر عام مین بھی جھاڑو دیتے تھے۔ اور راستونکو صاف و ہموار کر دیتے تھے تاکہ آنے جانے والونکو تکلیف نہو۔ اسی وجہ سے آپکا عرف شاہ جھاڑو ہوگیا آپ خاندان چشتیہ سے ہین اخلاق حمیدہ و اوصاف پسندیدہ سے موصوف تھے خلایق مین آپکی بزرگی مشہور و معروف تھی۔ آپکو پالکی کی سواری پسند تھی جب کہین دعوت مین جاتے تھے تو صاحب دعوت آپ کیلئے سواری پالکی بھیجتا تھا۔ بہت خوشی سے

سوار ہوتے تھے اور صاحب دعوت کے منزل کو جاتے تھے۔ آپکی وفات قریب سنہ ۱۰۸۰ ایکہزار اسی ہجری مین واقع ہوئی۔ آپکی قبر شہر مین شاہ علی بنڈہ کے قریب حضوری بیج محل کے نیچے واقع ہے۔ یزار و یتبرک۔ آپکا عرس جمادی الثانی مین ہوتا ہے۔ اور بندگانعالی متعالی سرکار نظام کے طرفسے ایکسو پچیس روپیہ عرس کیلئے مقرر ہے۔ خدا اس ریاست کو بحق نبی کا تا قیام قیامت سلامت رکھے۔ آمین

شاہ پیر جیو شطاری

آپ گجرات کے مشایخ کے خاندانسے ہین آپ عالم جوانی مین علم و فضل حاصل کرکے حرمین شریفین کو خشکی کی راہ سے گئے حج و زیارت سے فارغ ہوئے مدینہ منورہ مین سکونت اختیار کی علما و فضلا کی صحبت مین مستفید ہوتے رہے۔ آپنے ایک شب مراقبہ کرکے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے معرفت آلہی کی درخواست کی حضرت کے طرفسے اشارہ ہوا کہ سید محمد غوث کے پاس جائیے آپکا حصہ اونکے تفویض ہے آپ روضہ منورہ سے رخصت ہوے احمد آباد گجرات مین پہنچے اوسوقت سید محمد غوث قلعہ جانپانیر مین تھے آپ شیخ کیخدمت مین پہنچے بیعت و خلافت سے مشرف ہوئے عارف کامل ہوئے شیخ موصوف نے اوراد غوثیہ قلعہ مذکور مین تالیف کی اور وہان سے احمد آباد گجرات آئے۔ مولانا وجیہ الدین علوی گجراتی کو خلافت کا خرقہ عنایت کیا۔ آپ جانپانیر مین سکونت پذیر ہوئے۔ آپکی عمر ساٹھ برس کی تھی۔ اسقدر عمر عالم تجرید مین بسر کی آخر ایک بزرگ کی لڑکی سے نکاح کیا اوس منکوحہ کے شکم سے ایک صاحبزادہ مسمی شیخ عبد اللطیف پیدا ہوا۔ آپ متوکل و قانع

علی اللہ تھے۔ طالبین و شائقین کو تعلیم و ہدایت سے سرفراز فرماتے۔ مریدین و طلبہ کے ساتھہ نہایت ہمدردی بجالاتے تھے طلبہ کو فرزندونکی طرح سمجھتے تھے یتامی و بیواؤنکی دستگیری کرتے تھے۔ جمعہ کی نماز سے فارغ ہوکے بیمارونکی عیادت فرماتے تھے ہر پنجشنبہ شام کے وقت گورستان مین جاتے تھے متوفئین کے لئے فاتحہ پڑہتے تھے و استغفار کرتے تھے۔ مونس الطالبین کے مولف نے لکھا کہ حرمین کے سفر مین آپکا گذر ہند مین واقع ہوا۔ وہان آپسے چند جوگی ملے۔ اور آپسے تصوف و توحید مین سوالات کئے۔ آپنے شافی و کافی جوابات دئے ایک جوگی نے آپسے سوال کیا آپ بطریق طیر آسمان کی سیر کرتے ہین۔ آپنے فرمایا مین عاجز فقیر ہون اگر آپ یہ قدرت رکہتے ہین تو سیر کیجئے جوگی اوسی وقت آسمانکے طرف اوڑا۔ آپنے بھی اپنے نعلین کو حکم کیا کہ تم بہی آسمانکی سیر کرو۔ نعلین مبارک آسمانکیطرف اوڑین جوگی آپکی یہ کرامت دیکھکر آپکا معتقد ہوا اور اسلام قبول کیا۔ آپکی محبت مین اشغال و اذکار سیکہے آپنے اوسکا نام بدرالدین رکہا اور اوسکو ایک رومال اور خاص تسبیح عطا کی۔ آخر آپنے سنہ ۹۶۹ نوسو انہتر ہجری مین رحلت کی۔ قلعہ جانپانیر مین مدفون ہوئے۔ یزار و یتبرک بہ۔

شاہ باز حسینی قادری قدس سرہٗ

آپ شاہ ہدایت اللہ الحسینی کے نبیرہ ہین۔ جد امجد کے مرید و خلیفہ تھے خلائق کی رہنمائی مین مصروف رہتے تھے صاحبدل و کامل تھے پاکیزہ سیرت و پسندیدہ عادت تھے۔ دنیا سے متنفر تھے گوشہ نشین رہتے تھے اہل دنیا سے بہت کم

ملتے تھے۔ متوکل علی اللہ وصابر تھے کسی سے سوال نہین فرماتے تھے۔ مسافر نواز تھے
ہمدردی ورحم دلی آپکا خمیر تہا۔ غربا وفقرا کے ساتھ ہمدردی کرتے تھے۔ اکثر امرا وفقرا
آپکی بزرگی ومشیخت کے معتقد تھے۔ حسن ارادت سے آپکی بیعت سے مشرف ہوتے
تھے۔ آپ مریدین سے نذر ونیاز قبول نہین فرماتے تھے۔ دعوت ومدارات
شادی وبرات مین شریک نہین ہوتے تھے۔ بزرگونکے اعراس کی مجالس مین شریک
ہوتے تھے۔ قادریہ طریقہ تھے دیگر سلاسل چشتیہ وسہروردیہ مین بیعت کرنیکے
مُجاز تھے۔ جس طریقہ کا طالب ہوتا تہا اُس طریقہ مین مرید فرماتے تھے۔ آخر
آپ نے آٹھ تاریخ ذیقعدہ ۱۵۰۱ھ ایکہزار پندرہ ہجری مین رحلت کی۔ آپکا
مزار اندرون شہر پناہ شاہ پیٹھہ مین واقع ہے۔ یزار ویتبرک بہ۔

سیّد شاہ محمد کلان قدس سرہٗ

آپ والد ماجد سیّد عبدالقادر قادری کے سجّادہ نشین ہوئے۔ خلایق کو فیض ہدایت سے
بہرہ مند کرتے رہے آپ قطب زمانہ تھے۔ آپ کے اکثر خلفا کامل ہوئے ہین۔ مثلاً
سیّد علی بخاری وغیرہ۔ آپ صاحب خرق عادت وکرامات تھے۔ اب ہم آپکے خرق
عادت کی چند نقلین مشکواۃ النبوۃ سے نقل کرتے ہین تاکہ ناظرین کو ہمارے قول کی تصدیق ہوجائے

نقل ہے

کہ ایکبار آپکے پاس ایک مرد اور بیوی تنازع کرتے ہوئے آئے۔ بیوی نے کہا حضرت
مجکو شوہر سے جدا کردیجئے۔ آپنے پوچھا کیا وجہ ہے اوسنے کہا حضرت روشن ضمیر ہین

عرض کرنیکی ضرورت نہین۔ میرا شوہر نامرد ہے۔ آپنے فرمایا اے بیوی کچھ غم مت کر تیرا شوہر مرد ہوگا۔ پھر میان و بیوی دونون گھر آئے نامرد مرد ہوگیا اور میان بیوی مین باہم موافقت ہوگئی

نقل ہے

کہ ایک لڑکی آپکے پاس آئی تھی۔ اور آپنے اوسکو فرزند مین لیا تھا ایک روز کوئی مولویصاحب آپکے پاس آئے کنایۃً لعن و طعن کرنے لگے آپ غضبناک ہوئے اسوقت باکرہ لڑکی کو بلایا اور مولویصاحب کے سامنے اُسکے پستان منہ مین لیا اوسیوقت دودہ کا فوارہ چشمۂ روان کیطرح جاری ہوا مولویصاحب نہایت ہی نادم و پشیمان ہوئے اور معافی چاہی آپکے خلفائین سے سید علی بخاری کامل بزرگ و پیرپرستی مین بے نظیر تھے صاحب خوارق عادت بھی تھے۔ آپکا روضہ بیرون بلدہ حیدرآباد موسٰی ندیکے کنارے واقع ہے۔ حضرت شاہ عبداللطیف ثانی و شاہ محی الدین ثانی۔ وجناب لاابالی صاحب نے آپکی صحبت مین فیض پایا ہے اکثر دقائق و حقائق و غوامض معارف کو آپسے حاصل کیا ہے

نقل ہے

صاحب مشکواۃ النبوۃ لکھتے ہین کہ میرے پاس حضرت کی نعلین مبارک ہین۔ مین نے اکثر اوقات جب کسی حاملہ عورتکو درزہ شروع ہوا اور وہ تکلیف سے بیقرار ہوئی تب مین نے آپکے نعلین دہوکے اوسکا پانی پلایا۔ فی الفور حاملہ پانی پیتے ہی تولد کی تکلیف سے فارغ ہوجاتی ہے۔ اور کسی قسم کی تکلیف باقی نہین رہتی ہے۔ اب تک آپکا تصرف جاری ہے۔ آپکی وفات ۱۵ ربیع الثانی سنہ ۱۱۴۰ گیارہ چودہ ہجری مین واقع

ہوئی۔ موضع شیخ پیٹھہ پیرن شہر حیدرآباد دکن اجداد کے روضہ مین مدفون ہوئے۔ یزار و تبرک ہے

نسب کا شجرہ

سید شاہ محمد۔ بن سید شاہ عبدالقادر۔ عرف شاہ عبدالحلیم۔ بن شاہ عبدالرزاق ثانی۔ بن شاہ رفیع الدین۔ الی آخرہ۔ سلسلہ حضرت محبوب سبحانی سے ملتا ہے

حضرت سید شاہ موسیٰ مست

آپ سید الابدال لاابالی صاحب کے دوسرے فرزند ہین۔ ولی مادرزاد تھے بیس برس کی عمر مین والد ماجد کے مرید ہوئے۔ والد ماجد کی رحلت کے بعد شیخ علی صاحب سے خلافت کا خرقہ نہین لیا۔ کرنول سے بیجاپور روانہ ہوئے۔ راستہ مین راجندری ندی کے کنارے وضو مین مشغول ہوئے۔ اور دل مین یہ خیال آیا کہ مین نے والد کے ترکہ سے کوئی چیز نہین لی مگر شجرہ ضرور لینا چاہئے تہا حسن اتفاق سے اسوقت پانی مین ایک کاغذ بہتا ہوا نظر آیا۔ آپنے اوسکو لیا دیکہا۔ تو شجرہ اجداد یہ تہا۔ یہ امر آپکے خرق عادت سے تہا۔ اولاً آپ موضع رائگڑہ مسمی علی پور مین فروکش ہوئے وہان ایک بیراگی سخت متعصب رہتا تہا مسلمانکی صورت سے بیزار ہوتا تہا۔ کوئی مسلمان اوس گاؤن مین نہین اتر سکتا تہا۔ لوگون نے حضرت کو وہان سے نکالدیا۔ آپ پھر آئے پھر نکالے گئے ایسا ہی چند مرتبہ باہم منازعہ رہا۔ آخر حضرت نے کہا کہ مین یہان سے ہرگز نہین جاؤنگا ہنود نے خیال کیا کہ یہ مجنون ہے رہنے دو ہمارا کیا ہرج ہے۔ چند روز کے بعد شہر بیجاپور کا ارادہ فرمایا۔ شاہ محمد برس تین روز سے قلعہ کے اطراف گھومتے تھے

اور کہتے تھے کہ یہاں سید زادہ آیا ہے۔ مدرس صاحب کے دونون صاحبزادے شاہ
زین الدین و سید عبدالرحمن افضل الستارکین کے فرودگاہ پر روانہ ہوئے۔ راستہ مین
آپ دونون صاحبزادونسے ملے۔ اور سید میران مدرس کیخدمتمین آئے۔ حضرت مدرس
آپسے نہایت محبت وتپاک سے ملے دونون بزرگ ایک حجرہ مین گئے۔ اور حجرہ کا
دروازہ بند کرلیا۔ تین روز تک برآمد نہین ہوئے۔ پھر دونون بزرگ ایک ہی شکل و
صورتمین برآمد ہوئے۔ مابہ الامتیاز نہین تہا۔ مگر سید موسیٰ نے مدرس صاحب کے کپڑادین
درست کیے اس فعل سے پیر و مرشد مین تمیز ہوا۔ سید مدرس نے آپکو طریقہ شطاریہ کا
خرقہ عنایت کیا۔ سید موسیٰ شاہ کی ارادتکا سلسلہ سید محمد مدرس کے واسطہ سے شاہ
محمد غوث گوالیری تک پہنچتا ہے۔ آپنے سید محمد مدرس سے علم ظاہری و باطنی کی تکمیل کی تھی
سید محمد مدرس نے دوسرے مرتبہ بیت اللہ شریف کا ارادہ کیا اوسوقت آپ بہی ہمراہ
ہوئے مگر سکندر ثانی کا وزیر ملک جہان خان جو آپکا معتقد تہا مانع ہوا۔
آپ مرید کے اصرار سے رہگئے۔ اور مدرس صاحب روانہ ہوئے۔ ملک جہان خان
ہمیشہ آپکی خدمت مین آمد ورفت کرتا تہا۔ بادشاہی جواہر خانہ مین ایک
موتی جو بیضہ کے برابر تہا۔ بادشاہ نے وزیر سے کہا۔ کہ اس کا ثانی پیدا کرنا چاہیے
وزیر تلاش مین تہا۔ ایک روز وزیر نے حضرت کو دکھلایا حضرت نے فرمایا
کہ ایک روز فقیر کے پاس رکھدیجئے۔ وزیر نے رکھدیا۔ دوسرے دن آپنے
دودانے وزیر کے سامنے رکھے اور کہا کہ اپنا موتی سے لو۔ وزیر حیران ہوا

تمیز نہین کرسکا حضرت سے اجازت لیکر بادشاہ کے ملاحظہ مین دونون دانے گذرانے۔ بادشاہ بہت ہی خوش ہوا۔ گزارش کی خرید لو۔ وزیر نے آپ سے کہا۔ آپ نے کہا مین سوداگر نہین ہون۔ اگر بادشاہ کو مطلوب ہے تو ہمسے طلب کرے آخر حضرت نے اپنا موتی لیکر باؤلی مین ڈالدیا۔ وزیر نے بادشاہ سے تمام قصہ بیان کیا۔ بادشاہ ناخوش ہوا اور ملک جہان خان کا اعتقاد حضرت کی نسبت دہ چند ہوا۔ یہانتک کہ اپنی دختر نیک اختر آپ کے نکاح مین دی حضرت نے منظور فرمایا اُسی بیوی صاحبہ سے شاہ عبد اللطیف ثانی پیدا ہوئے

مست ہاتھی کی نقل

سکندر ثانی عادل شاہ کے سرکار مین ایک مست ہاتھی تہا۔ اکثر گہوڑون پر حملہ کرتا تہا۔ اُس روز آپ ایک گہوڑے پر سوار برآمد ہوئے۔ راہ مین ہاتھی سے مقابلہ ہوا۔ آپ نے نیزہ و تلوار سے ہاتھی کو مار لیا۔ تمام اہل شہر آپکی کرامت و جرأت کے قائل ہوگئے۔

نقل جفّار

ایک جفّار آپکی خدمت مین آیا۔ اور عرض کیا کہ آپ علم جفر کے نسبت کچھ بیان فر آپنے عذر کیا اور کہا زمانہ سابق مین اس علم کی مشق تھی۔ بہت مدت گذری اب مجکو اُسکے قواعد محفوظ نہین ہین۔ مگر آپ کی خاطر سے کچھ بیان کرتا ہون

آپ چند آہنی مٹکے منگوائے اور اوسمین جفر کے قاعدہ سے حروف بسائط کے نقش لکھے اور جنگل مین درختونسے آویزان کرئے۔ تمام مٹکے مطلا و مذہب ہو گئے۔ پھر آپ نے خدام کو حکم دیا۔ کنوئین مین ڈال دو۔ خدام نے ڈال دئے۔ آپ مین اور سید محی الدین ثانی حیدرآباد یمین باہم بڑی محبت تھی۔ اور ہمیشہ دونو مین سلام و پیام رہتا تھا۔ شاہ امین الدین علی بیجاپوری آپکے معاصر تھے جب شاہ امین الدین مجذوب آپکو راستہ مین دیکھتے تو کھڑے ہو جاتے تھے۔ آپنے چند مدت کے بعد راکمڑے سے جادوگر گوسائین کو نکالدیا۔ اور آپ وہان سکونت پذیر ہوئے اور وہ گاؤن اتبک بنام علی پور مشہور ہے۔ آخر آپ ۱۴ تاریخ ماہ جمادی الثانی ۱۰۸۲ھ ایکہزار بیاسی ہجری مین بہشت برین کو روانہ ہوئے آپکی قبر شہر مین علی پور دروازہ کے متصل بیرون بلدہ ایک چبوترہ پر واقع ہے اولاد مین آپکو ایک صاحبزادہ مسمی عبد اللطیف ثانی اور چار لڑکیان تھین۔ ایک لڑکی زین الدین بن شاہ محمد مدرس سے منسوب تھی

حضرت شاہ شریف چشتی نظامی اورنگ آبادی قدس سرہٗ

آپکا اسم مبارک شاہ شریف ہے آپ شیخ المشائخ حضرت شیخ نظام الدین اولیاء اورنگ آبادی کے اعظم خلفا و اکمل مریدین سے ہین۔ اولاً آپکو شیخ موصوف سے خلافت و اجازت نامہ مل چکی تھی جب الارشاد پیر و مرشد خلائق کو ہدایت و ارشاد فرمانے لگے۔ اکثر خاص و عام دکن آپکے دائرہ ارادت و بیعت مین شامل ہونے لگے آپکی پیری مریدیکا بازار خوب گرم ہوا۔ آپ راتدن اذکار و اوراد مین مشغول

رہتے تھے۔ ثانیاً آپکو حضرت شیخ کلیم اللہ شاہجہان آبادی دہلوی قدس سرہٗ سے بھی
خرقہ خلافت واجازت بہمدست ہوئی۔ آپ شیخ کی اجازت سے ہدایت وارشاد کیلئے
بندر سورت وگجرات تشریف فرما ہوئے۔ چند مدت بندر رندکور مین قیام پذیر رہے
خلائق کو فیض ہدایت سے مستفید فرماتے رہے۔ اہلِ گجرات ودکن آپ سے حسنِ ارادت
رکھتے تھے آپکو شیخین سے جمیع سلاسل چشتیہ وقادریہ وسہروردیہ وغیرہا مین مرید کرنیکی
اجازت حاصل تھی جس طریقہ کا طالب ہوتا تھا آپ اوسکو اوسی طریقہ مین مرید فرماتے
تھے اور ذکر وشغل کی ہدایت کرتے تھے۔ ہر ایک مرید کو تاکید کرتے تھے کبھی خلاف
شرع کسی امر مین دلیری نہین کرنی چاہیے۔ اتباع حضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو
لازم وواجب سمجھو۔ آپ صاحبِ جد وحال تھے جس شخص پر آپکی نظر جلال وتوجہ
کمال پڑتی تھی تو وہ خودی سے بیخود وہوش سے بیہوش ہوجاتا تھا اور آپکی صحبت و
توجہ کی برکت سے رجوع الی اللہ ہوجاتا تھا۔ آپکی توجہ عجیب وغریب موثر تھی کہ بشر وشجر
وحجر تمام پر اپنا اثر عیان کرتی تھی بشر کو بیقرار شجر وحجر کو متحرک کردیتی تھی۔ چنانچہ
فخر الدینعلیخان مرید افضل العلما مولانا قمر الدین اورنگ آبادی آپکے نسبت تحریر فرماتے
ہین کہ حضرت شاہ شریف قدس سرہٗ بعد رحلت شیخین موصوفین وارد اورنگ آباد شدہ
طرح اقامت افگندہ وبجا وبہ کمال کہربا وار دلہا را ربا کشید۔ وبسلیمانی تسخیر سرفرازان را
حلقہ بگوش گردانید۔ در روزے در ہفتہ مجلسی گرامی معین داشتہ باصوفیان ہمراز
دست می افشاند۔ وباعشاق ہم مشرب بسر می کرد۔ گویند درون قول او گرمی

بیان ہر کہ دوچار رمی شد۔ ہر چند کہ او درین کوچہ گزرے نداشتہ باشد بوجد می آید انتہی کلامہ۔ اور حقایق آگاہ رحمت علیشاہ مرید وخلیفہ حضرت شاہ ضیاء الدین جیپوری قدس سرہٗ اپنی کتاب مولفہ مراۃ الضیا مین شاہ خوب اللہ خلیفہ مولوی زین الدین سے نقل کرتے ہین کہ مین ایک وقت حسن اتفاق سے سفر مین حضرت شاہ شریف کی خدمتمین ہم رکاب تہا۔ راستہ مین ایک جنگل پر فضا مین گذر ہوا۔ شاہ صاحب سرور وخوشی مین مست تھے۔ میدان پر فضا مین گذرتے تھے۔ راہ گذر مین چند دہقان قلبہ رانی کر رہے تھے۔ یکایک اونکی نظر دہقانون اور اونکے بیلون پر پڑی اس نظر کے پڑتے ہی بیل اوچھلنے وکودنے لگے آخر ہلونکو توڑکے جنگل کا راستہ اختیار کئے تمام دہاقین یہ حالت دیکھکر حیران ہوئے۔ خدا تعالیٰ نے آپکی نظر توجہ مین وہ اثر عطا کیا تہا کہ حیوانات پر موثر ہوتا تہا۔ تم کلامہ۔ سید فخر الدین علیخان نے اپنی مولفات مین لکہا کہ حضرت شاہ شریف قدس سرہ صاحب ترجمہ خواجہ حبیب اللہ نوشہر کی اولاد سے ہین خواجہ صاحب خطہ کشمیر مین تھے خلد مکان عالمگیر بادشاہ ہند کے عہد مین صاحب ترجمہ نواح کرملہ متعلقہ دہلی وری فوجداری خدمت پر متقر رہے۔ چندمدت فوجداری کی خدمت امانت ودیانت کے ساتھہ ادا کرتے رہے ملازمت کے زمانہ مین حضرت شاہ نظام الدین اورنگ آبادی کی خدمتمین حاضر ہوئے۔ اور حسن ارادت ونیک عقیدت سے بیعت حاصل کی باوجود ملازمت ذکر وشغل مین مواظبت فرماتے تھے۔ پیر مرشد کی توجہ کی برکت سے آپکا دل دنیا کی محبت سے برخاستہ ہوا دنیوی کاروبار سے بیزار انہین ایام مین بادشاہ ہند

یعنی عالمگیر اجل طبعی سے فوت ہوا۔ بادشاہ کے انتقال کے بعد شاہزادو نمین باہم سلطنت کے بابتہ جنگ و جدال کا بازار گرم ہوا۔ چنانچہ محمد اعظم شاہ و محمد معظم شاہ دونون بھائیو نمین سخت لڑائی ہوئی طرفین سے بیشمار اہل اسلام مقتول ہوئے آخر محمد اعظم شاہ معرکہ مین مقتول ہوا شاہزادہ کے مقتول ہونیکے بعد فی الجملہ امن ہو گیا۔ اسی ہنگامہ مین حضرت شاہ شریف صاحب قدس سرہٗ صاحب ترجمہ تارک الدنیا ہوئے۔ خدمت فوجداری سے مستعفی ہو کے تمام اپنا مال و اسباب فقرا و اعزہ پر تقسیم کر دیا اور فقیری اختیار کی اور پیر مرشد کی اجازت سے حرمین شریفین روانہ ہوئے۔ وہان پہنچکے حج و زیارت سے مشرف ہوئے۔ مدینہ منورہ مین چند مدت سکونت پذیر رہے۔ اکثر اوقات حضرت رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وسلم کے روضہ مبارک میں جاتے تھے۔ تلاوت قرآن و دلائل خیرات مین مشغول رہتے تھے۔ پھر آپ حرمین شریفین سے ہند مین آئے۔ حضرت شاہ کلیم اللہ شاہجہان آبادی جو آپکے پیر کے مرشد تھے انکی خدمتمین پہنچے۔ آستان بوسی سے سرفراز ہوئے حضرت سے بھی استفادہ کیا۔ ریاضت و مجاہدہ مین مشغول ہوئے حضرت کے حکم سے اہل بارہہ کی تربیت و ہدایت کیلئے روانہ ہوئے۔ چند روز بارہہ مین بسر کر کے وہان سے بندر سورت گجرات مین پہنچے۔ بندر مذکور مین بیشمار خلایق حلقہ ارادتمین داخل ہوئے۔ ملک گجراتمین زمانہ دراز تک رہے۔ اہل گجرات آپسے حسن اعتقاد رکھتے تھے بعض کو آپنے خلافت و اجازت سے سرفراز فرمایا تھا چنانچہ آپکی پیری مریدیکا سلسلہ ابتک وہان اور اوسکے اطراف مین جاری ہے سید شاہ ضیاء الدین چشتی جیپوری آپکے

نواسہ بھی اوسی ضلع مین ہدایت و ارشاد فرماتے تھے۔ حضرت شیخ نظام الدین اورنگ آبادی کے
خلفاء سے دو خلیفہ زیادہ مشہور ہوئے۔ ایک مولانا فخر الدین بن شیخ المشائخ۔ دوم حضرت
شاہ شریف صاحب قدس سرہ اول کے ذریعہ سے سلسلہ نظامیہ دہلی و پنجاب و ہندوستان مین
جاری ہوا۔ چنانچہ اتبک جاری ہے۔ دوم شاہ شریف صاحب قدس سرہ صاحب
ترجمہ کے توسل سے اورنگ آباد دکن و خطہ گجرات مین رائج ہوا۔ صاحب ترجمہ کے دکن
و گجرات مین بیشمار مرید تھے اور چند خلفا صاحب وجد و حال مثلاً حضرت عارف باللہ
شاہ غریب اللہ اورنگ آبادی اور شاہ اسمٰعیل بخاری اورنگ آبادی۔ و شاہ مراد مجذوب
و شاہ عبد الفتاح وغیرہم قدس سرہ اسرارہم تھے۔ حضرت شاہ غریب اللہ سے اس سلسلہ
نظامیہ شریفیہ نے نہایت ہی رونق پائی۔ چنانچہ فی زماننا شاہ محمد غیاث الدین صاحب
موجود ہین حسب اجازت بزرگان سلف پیری مریدی کے سلسلہ کو جاری فرماتے ہین خوش
اخلاق و پسندیدہ سیرت ہین۔ آپکو حضرت شاہ شریف صاحب قدس سرہ صاحب
ترجمہ سے پانچ واسطہ سے بیعت و خلافت حاصل ہے۔ شاہ محمد غیاث الدین مرید و
خلیفہ حضرت شاہ کمال الدین ثانی چشتی احمد نگری اور وہ مرید و خلیفہ شاہ میر محمد
قدس سرہ اور وہ مرید و خلیفہ حضرت شاہ کمال الدین اول چشتی اورنگ آبادی و احمد نگری کے
اور وہ مرید و خلیفہ شاہ غریب اللہ اورنگ آبادی۔ اور وہ مرید و خلیفہ حضرت شاہ شریف
اورنگ آبادی۔ آپ یعنے صاحب ترجمہ پیر و مرشد کی رحلت کے بعد شہر اورنگ آباد مین
پچیس برس تک زندہ رہے۔ مدۃ مذکورہ مین اہل دکن کو ہدایت و ارشاد سے

سرفراز فرماتے رہے ۔ آخر آپنے بتاریخ ۲۶ ۔ ماہ رجب ۱۱۶۶ھ ہجری مین اس عالم فانی سے ملک جاودانی کے طرف رحلت کی ۔ اِنّا لِلّٰہِ وَاِنّا اِلَیہِ رَاجِعُون ۔ عارف الدینخان المتخلص بعاجز نے تاریخ رحلت لکھی ۔ مادہ تاریخ یہ ہے ۔ (مرد باوجد بود شاہ شریف) ۱۱۶۶ھ آپکی درگاہ شریف اورنگ آباد مین قریب اورنگ پورہ متصل نالہ جسکو شریف کا نالہ کہتے ہین واقع ہے ۔ آپکے مرقد مبارک پر گنبد بنایا گیا تھا ۔ اور درگاہ کے احاطہ مین خانقاہ و مسجد بھی بناگئی تھی ۔ نالہ کی متعدد طغیانی کی وجہ سے تمام عمارتین منہدم ہوگئین اب صرف اطراف کی چاردیواری باقی ہے ۔ خانقاہ کی مسجد کی بنا کی تاریخ بھی عاجز نے کھی تھی ۔ (ہو ہذا ۔ این مسجد شریف حریم جہان نما) آپکا سالانہ عرس ہوتا ہے ۔ معتقدین جمع ہوتے ہین فاتحہ پڑھتے ہین ۔ چادر و گل مرقد پر چڑہاتے ہین حُسنِ اعتقاد سے مقاصد چاہتے ہین ۔ کامیاب ہوتے ہین ۔ یزار و یتبرک بہ ۔

حضرت شاہ محمد مدنی قدس سرہٗ

آپکا اسمِ مبارک شاہ محمد ۔ عرف شاہ مدنی و سید مدینہ ہے ۔ آپ حضرت شاہ پیران صاحب بن شاہ درویش محی الدین قادری کے صاحبزادے ہین انوار الاخیار کے مولف نے لکھا ہے کہ آپ اٹھارہ برس کی عمر مین علوم ظاہری و باطنی سے فارغ التحصیل ہوئے والد ماجد کے مرید و خلیفہ و جانشین ہوئے ۔ جامع حقایق و معارف و واقف دقائق عوارف تھے فصیح البیان و بلیغ للسان تھے ۔ تحریر و تقریر مین بے نظیر تھے مشکواۃ النبوہ کے مولف نے لکھا کہ آپ حسن و خوبی مین ایسے تھے کہ لوگ آپ کو

یوسف کنعانی سے تشبیہہ دیتے تھے۔ خاص و عام آپکے جمال باکمال کے مشتاق ہوتے تھے اور کہتے تھے کہ وہ یوسف کنعان تھے یہ یوسف کاروان ہین۔ حیدرآباد کے کاروانمین آپکا دولت خانہ تہا۔ زمانہ شعور وتمیز سے ریاضت وعبادت مین مشغول رہتے تھے۔ نہایت ہی پرہیز گار ومتقی تھے حقایق تصوف و دقایق تعرف سے خوب واقف تھے۔ وحدت کے نکات ورموز نہایت شرح کے ساتھ بیان فرماتے ہین آپکی تقریر سے طالبین سالکین کو یقین کامل حاصل ہوجاتا تہا۔ آپنے ایک رسالہ حقایق وکشف دقایق مین لکھا ہے اسمین فرماتے ہین کہ حضرت صوفیہ نے اپنی اصطلاح مین ممتنع الوجود شریک باری تعالی باعتبار نیستی محض کہ مقابل ہستی محض جو درمیان ممکن وواجب ہے قرار دئے ہین اور وہ مرتبہ وحدت ہے۔ مقام عروج روح مین فی حد ذاتہ وجود غیر کا مانع ہے۔ واجب مین اسلئے کہ توحید کا مرتبہ یہین سے شروع ہوتا ہے۔ اور اسی مقام سے منافات سقوط بھی واقع ہوتا ہے۔ وہ مقام نازک ہے۔ پس ممکن جب تعین وتقید سے رہا ہوتا ہے اور اپنے اسم ورسم سے گذرجاتا ہے تب باعتبار تخلقوا باخلاق اللہ یعنی باوصاف باریتعالی موصوف ہوتا ہے باوجود اسکے ممتنع الوجود سے موسوم ہوتا ہے۔ پھر فرماتے ہین کہ ممکن مثل باد۔ وممتنع مثل سراب وواجب مثل نور آفتاب ہے۔ ایضاً فرماتے ہین کہ صوفیہ کرام نے ممکن کو دو قسم کیا ایک لازم الوجود کہ اصطلاح مین واجب الوجود ہے۔ دوم ممکن الوجود وواجب الوجود مین دومرتبہ قرار دئے ہین۔ ایک عارف الوجود۔ دوم واحد الوجود۔ ہر دو بمعنی نور علی نور

منور ومشہور ہے۔ پس اس تقسیم سے قسمت لازم نہین ہوتی ہے۔ تقدم و تاخر بالرتبہ ہوتا ہے۔ جیساکہ آب و صفائی آب۔ و آئینہ و جلائے آئینہ۔ و شمشیر و جوہر شمشیر پس اسحالتمین پانچ وجود باعتبار اصطلاح قرار پائے۔ موافق حضرات خمس ایضا فرماتے ہین کہ صوفیہ کرام کے کلام سے ظاہر ہوتا ہے کہ وجود ششم شاہد الوجود مثل منازل ستہ و ایام ستہ ہے۔ الغرض آپکا رسالہ جامع رموز و نکات تصوف ہے گویا صوفیہ کرام کیلئے فتاوی ہے۔ رسالہ کامل دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ کسقدر اسرار الٰہی کو پردہ عدم سے وجود مین لائے ہین۔ انتہی کلامہ۔ انوار الاخیار کے مولف نے لکھا کہ آپ حسن خلق ہین مجسم باخلاق تھے۔ امیر و فقیر سے حسن اخلاق سے ملتے تھے۔ نہایت تواضع و انکساری سے پیش آتے تھے۔ غربا و مساکین کی مساعدت فرماتے تھے۔ اور یہ بھی لکھا ہے کہ فصیح و بلیغ تھے۔ طبع موزون رکھتے تھے۔ آپکی طبیعت مین شعر گوئیکی لیاقت خداداد تھی کبھی جوش جد و ولولہ شوق مین کلام موزون فرماتے تھے

من اشعارہ

ز برق تیغ ابرو نیست یارا طاقت تابے	ز چشم مردمم جاری ست ظالم جوئے خونابے
اگرچہ از سراپا غرق بحر ہجر شب خوابم	دلے دل میدہد صد جلوہائے لعل شب تابے

ولہ

چو قمری در گلو پیچیدہ ام زلف سیہ مارے	بزور طالع خوش یافتم این رشتۂ زنارے
تا کشودم در تمنائے تو فال سوختن	چون شرر پروانہا دارم ببال سوختن

مشکوٰۃ النبوۃ کے تالیف کے زمانہ مین یعنی ۱۲۱۹ سنہ ہجریمین آپ زندہ تھے مولف کتاب مذکور

حضرت میر غلام علیصاحب قادری کے عم بزرگوار تھے۔ چنانچہ مولف مذکور متعدد مقام مین آپکو عمو کے لقب سے یاد فرماتے ہین۔ تقریباً آپکی وفات سنہ ۱۲۴۰ھ یا ۱۲۵۰ھ ہجری مین واقع ہوئی۔ فقیر مولف کو تحقیقاً سنہ وفات معلوم نہین ہوا جسقدر معلوم ہوا اسکو درج کردیا

حضرت شاہ شہباز قدس سرہٗ

آپکا اسم مبارک ملک شرف الدین ہے۔ اور شہباز لقب ہے۔ آپ ملک عبدالقدوس کے صاحبزادے ہین۔ آپکے والد ماجد عالم فاضل و صاحب حکومت تھے شہر احمدآباد مین سکونت پذیر تھے۔ ملک گجرات مین معزز تھے۔ حکام وقت آپکی بزرگی کو تسلیم کرتے تھے اتفاقاً ایک وقت حاکم وقت سے رنجیدہ و کشیدہ خاطر ہوئے۔ نوکری سے دست بردار ہوکے شہر برہانپور مین آئے۔ اسوقت برہان پور مین عینا عادل شاہ فاروقی فرمانروا تھا۔ فاروقی نے آپکی بہت تعظیم و تکریم کی مہمانی و خاطرداری سے ایک دقیقہ فروگذاشت نہین کیا قلعہ اسیر کے قریب مکان عزیز مین اتارا اور آپکے لئے معتدبہ وظیفہ مقرر کردیا آپ آرام سے زندگی بسر کرنے لگے چندروز کے بعد عالم بقا کے طرف روانہ ہوئے والد کے انتقال کے وقت حضرت شاہباز صاحب ترجمہ کی عمر چودہ سالہ تھی آپ تحصیل علم مین مصروف تھے۔ چندمدت کے بعد فارغ التحصیل ہوئے اور طلبا کی تدریس مین مشغول ہوئے۔ خوش تقریر تھے۔ طلبا آپکی خوش بیانی سے محظوظ ہوتے تھے اتفاقاً ایک روز آپکا گذر کسی مجذوب معاصر کے پاس ہوا۔ مجذوب نے حالت جذب مین آپسے فرمایا کہ آپ کسی صاحبدل کامل سے ملئے۔ وہ آپکو کچھ نعمت عطا کریگا۔ پھر آپنے

راتکو خوابمین دیکھا کہ کوئی صاحبدل مکان کے صحن مین کھڑے ہین اور یہ آیت باواز بلند پڑھتے ہین۔ یَا اَیُّھَا الَّذِیْنَ آمَنُوا اتَّقُوا اللہَ وَابْتَغُوْا اِلَیْہِ الْوَسِیْلَۃ۔ اے ایمان لانیوالو تم اللہ تعالیٰ سے ڈرو اور چاہو وسیلہ۔ آپ خواب سے بیدار ہوئے آپکے دلمین محبت اللہ کی آگ بھڑک گئی پیر مرشد کی تلاش مین مستعد ہوئے۔ برہان پور سے برآمد ہوکے احمد آباد گجرات مین حضرت شاہ علی خطیب خلیفہ قطب عالم کی خدمتمین پہنچے۔ بیعت سے مشرف ہوگے حضرت پیر مرشد کی خدمتمین ایکسال تک سکونت پذیر رہے۔ حسب الارشاد مرشد ریاضت وعبادتمین مشغول ہوئے۔ درجۂ کمال کو پہنچے۔ مرشد سے سند خلافت واجازت لیکر شہر برہانپور مین مراجعت کی برہانپور کے قریب پہنچکے ایک باغ مین فروکش ہوگے قیلولہ کیحالتمین خوابمین دیکھا کہ ایک بزرگ نورانی نے آپکو شاہباز خطاب سے مخاطب فرمایا۔ آپ خوابسے بیدار ہوئے۔ خدائتعالیٰ کا شکریہ ادا کیا۔ بعض بزرگان وقت سے خوابکا واقعہ بیان کیا۔ اسوقت سے شہباز لقب سے مشہور ہوئے آپ بمقتضائے (اللہ وتر یحب الوتر) تنہائی وگوشہ نشینی کو پسند فرماتے تھے اکثر اوقات صحرا و جنگل مین بسر کرتے تھے موضع تہاڑ کے قریب ندی کے کنارے عبادت مین مشغول رہتے تھے۔ اس موضع کے قریب ایک غار مین ایک چور راہزن رہتا تھا راستہ کے آنے جانیوالونکو ایذا دیتا تھا اور اونکا مال واسباب لوٹ لیتا تھا۔ ایکرات حضرت کے حجرہ کے قریب آیا دیکھا کہ صحرائی درندہ حجرہ کے قریب بیٹھے ہین درندونے جب چور کو دیکھا اوسکو گھیر لیا۔ چور خوف وہیبت وہلاک ہوجانیسے کانپنے لگا۔ ایسی

حالتمین آپ تجدید وضو کیلئے حجرہ سے بر آمد ہوئے۔ چور نے اپنا حال عرض کیا آپنے رحم فرمایا۔ تمام درندے آپکے حکم سے چلدئے۔ چور آپکے قدمون پر گرا اور اپنے فعل سے توبہ کی۔ اور شرف اسلام سے مشرف ہوا۔ آپکے خادمونمین شریک ہوگیا۔ سعادت وصلاح کا راستہ اختیار کیا۔ آپنے اوسکا نام کمال الدین رکہا۔ آپ صاحب خرق عادت تھے۔ آپکی اکثر کرامتین مشہور ہین تاریخ مشایخ برہانپور مین مذکور ہین چنانچہ مولوی خلیل الرحمن برہانپوری مرحوم نے تاریخ مذکور سے اپنی مولفہ تاریخ برہانپور مین نقل کئے ہین۔ فقیر مولف بھی تواریخ مذکورہ سے نقل کرتا ہے تاکہ شایقین مطالعہ سے مستفید ہوجائین۔ تاریخ برہانپور مین مذکور ہے کہ آپنے ایکرات خواب مین دیکھا کہ پیرومرشد شاہ علیصاحب فرماتے ہین۔ طَالَ شَوْقِی اِلٰی لِقَائِکَ وَزَادَ حُبِّی اِلٰی وِصَالِکَ۔ آپ خواب سے بیدار ہوکے صبح کے وقت احمد آباد گجرات روانہ ہوئے پیر روشن ضمیر کیخدمتمین ملازمت سے مشرف ہوئے۔ مرشد نے فرمایا آپ علم ظاہری سے فارغ ہین آپکو علم باطنی مین بھی کمال حاصل کرنا چاہیے۔ آپ زمانہ دراز تک پیر کیخدمتمین رہے۔ مرصاد العباد و فصوص الحکم۔ ولمعات ولوائح وغیرہ کتب پڑہین اور دیگر اسرار حقیقت ومعرفت سے بھی آگاہی حاصل کی تکمیل کے بعد برہانپور مراجعت کی۔ راستہ مین قیلولہ کیا۔ خواب مین دیکھا کہ ایک قبر مین بہت عذاب ہو رہا ہے آپنے حضرت رسالتمآب کی جناب مین عرض کیا عذاب موقوف ہوگیا۔

نقل ہے

کہ آپ مدت دراز تک بسبب کسر نفسی کسیکو مرید نہین کرتے تھے۔ ایک رات تہجد کے بعد خواب مین دیکھا کہ قیامت قایم ہوئی۔ تمام خلایق میدان حشر مین مجتمع ہین۔ اور وہان ایک بلند پہاڑ پر حضرت رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم جلوہ افروز ہین۔ اور شاہ علی کے ہاتھہ مین حضرت صلّی اللہ علیہ وسلّم کا کمربند ہے اور شاہ علی نے آپسے کہا کہ آپ میرا کمربند چہوڑو پھر آپنے حسب الحکم مرشد آپنے پشت کیطرف دیکھا کہ بیشمار اولاد آدم موجود ہین۔ اوسوقت شاہ علیصاحب نے آپسے فرمایا کہ آپ خلایق کو ہدایت فرماتے رہئے کہ یہ تمام آپکے ذریعہ سے بہشت مین داخل ہونگے۔ آپ خواب سے بیدار ہوئے اوسوقت سے طالبین کو مرید کرنے لگے۔

نقل ہے

کہ عینا عادل شاہ فاروقی والی خاندیس ایکوقت مرض شدید مین مبتلا ہوا۔ تمام اطبا معالجہ سے عاجز ہوگئے۔ اور تمام کو زندگی سے ناامیدی ہوئی۔ بادشاہ نے وزیر کو آپکی خدمتمین بھیجا۔ اور تشریف آوریکی درخواست کی۔ آپ باتباع سنت نبوی عیادت کیلئے بادشاہ کے دولتخانہ پر آئے۔ اور بیمار کے سر پر دست شفا رکہا۔ اوسیوقت صحت حاصل ہوئی۔ چندروز کے بعد آپسے اولاد کی درخواست کی آپنے دو نارنگی بھیجی۔ دو فرزند کی بشارت دی کہ اللہ جلّ شانہ عطا کرے گا۔

نقل ہے

کہ آپ دوپہر کو قیلولہ مین تھے آپکے خلیفہ شیخ جلال متوکل کے دلمین یہ خیال گذرا کہ

درویشی سے کیا معنی و مراد ہے۔ حضرت نے بیدار ہوکے فرمایا درویشی بازگری ہے
شیخ جلال اس معنی کے سننے سے زیادہ متردد ہوا۔ کہ درویشان اہل اللہ صادق
ہین۔ بازیگر کاذب ہوتے ہین۔ حضرت نے فرمایا آنکھین بند کرلو۔ پھر لمحہ کے بعد کھولو
شیخ جلال نے حکم کی تعمیل کی۔ دیکھا کہ ایک شہر بزرگ ہے اور وہان ایک بازار
بزرگ ہے۔ عجائب و غرائب سے معمور ہے۔ یہ حالت دیکھنے سے متحیر ہوئے پھر
حضرت نے فرمایا اے جلال آنکھین بند کرو اور کھولدو۔ شیخ جلال نے حکم کی تعمیل
کی دیکھا کہ بدستور سابق کے حال پر ہین نہ وہ بازار ہے نہ غرائب و عجائب پھر حضرت نے
شیخ سے فرمایا اکثر لوگون کے اعتقاد اسی قسم کے خوارق پر موقوف ہین اسمین بازیگری کی
مشابہت ہے۔ مگر واقع مین درویشی حقیقی وہ ہے کہ ماسوی اللہ کسی چیز کا خیال
نکرے۔ اور توحید کے دریا مین غرق ہوکہ اپنی ہستی کو نیست کرکے مرتبہ فنا فی اللہ
و دولت بقا باللہ کو حاصل کرے۔ اسحالتمین اگر خوارق عادات بدون ارادہ
و طلب سرزد ہوجائین تو سالک معذور ہوگا۔ ورنہ ولی کامل پر کرامت و اقتدار کا
اظہار کرنا منع ہے۔ مگر جو بات حکم الٰہی سے ظاہر ہوجائے اسمین ہم کچھ کہہ نہین سکتے وہ
امر حقیقی ہے۔ جو چاہتا ہے کرتا ہے۔ اظہار کرامت حظ نفس ہے۔ درویش کا کام نفس کشی ہے

نقل ہے

کہ ایک عورت صالحہ حضرت کی بیعت سے مشرف ہوکے خانقاہ کے ایک گوشہ مین
رہتی تھی۔ راتدن ذکر و شغل مین گذارتی تھی۔ حضرت نے اوسکو بموجب الہام ربانی

بشارت دی کہ تو عبادت و خلوص کے بدولت تجلی خاص سے مشرف ہوگی عورت
بشارت کے سنتے ہی بحالت وجد گریہ کرنے لگی۔ گریہ کرتے کرتے بیہوش ہوگئی۔
جب ہوشمین آئی کسی نے اوس سے پوچھا خوشی کیحالتمین گریہ کیسا۔ اوسنے جواب دیا
کہ جاروب کش کنیز سے اگر مالک وصال کا وعدہ کرے تو۔ اس خوشحالی مین شادی
مرگ کیون نہ ہوجائے۔ بعد ازان نماز تہجد مین اوسکا دل تجلی الٰہی سے اسقدر
منور ہوا کہ جان مین گنجایش باقی نرہی۔ نقد جان کو جانِ آفرین پر نثار کردیا

این جانِ عاریت کہ بحافظ سپرد دوست ۔۔ روزے رخش بہ بینم و تسلیم وی کنم۔

اسطرح حضرت شہباز صاحب رحمۃ اللہ کے اکثر خاص و عام مستفید ہوئے ہین اور درجۂ کمال کو پہنچے ہین آخر
آپنے بتاریخ ماہ ربیع الآخر ۹۳۴ ہجری عالم فانی سے فردوس برین کیطرف رحلت کی برہانپور مین مدفون ہوئے

باب الصّاد

شیخ صلاح الدینؒ

صلاح الدین نام۔ آپکے والد نو کا جیو نام۔ ایکروز شرف اسلام حاصل کرنیکے لئے
شیخ احمد کٹھو گنج بخش کیخدمت مین آئے۔ گنج بخش اُسوقت قرآن شریف کی تلاوت مین
مشغول تھے۔ آپنے نو کا جیو سے مخاطب ہو کر فرمایا اے طالب کہہ بسم اللہ الرحمن الرحیم
کہہ۔ نو کا جیو نے حسب الارشاد بسم اللہ پڑہی۔ آپنے اوسکو مسلمان کیا پہر فرمایا
پانی لا۔ طالب نے پانی حاضر کیا۔ گنج بخش نے نوش فرمایا اور بقیہ طالب کو دیا۔ اور

فرمایا پی۔ طالب نے حسن اعتقاد سے پیا۔ پھر گنج بخش نے قرآن شریف طالب کو دیا۔ اور فرمایا پڑھ طالب نے آپکی برکت اور خدا کی عظمت کی بدولت پڑھا۔ بعد ازان اونکا نام شیخ طالب مقرر فرمایا۔ حضرت کی ملازمت مین رہنے لگا۔ ایکروز سلطان محمود بیکرہ شیخ کی خدمت مین آیا اور عرض کیا کہ توکا جیو مسلمان ہوا حضرت گنج بخش نے فرمایا ہان اسکے اسلام سے ایک عجیب بات نمود ہوئی ہے۔ سلطان نے عرض کیا کہ اوسکا بہائی مولاجی بھی موجود ہے۔ شیخ نے فرمایا اوسکو بلائیے۔ چنانچہ وہ بھی بلایا گیا پھر شیخ نے بادشاہ سے فرمایا کہ چار روز ہوئے کہ مجھکو حکم الٰہی پہنچا ہے کہ ہم نے تجھکو ایک فرزند عطا کیا اوسکی والدہ شہر لاش مین ہے۔ یعنی توکا جیو کے دو بیبیان مین ایک حاملہ ہے اوس سے فرزند ہوگا وہ ہمارا فرزند عطیہ الٰہی ہے۔ اوسکو بلائیے۔ سلطان مولاجی کو اوسکی طلب کے لئے شہر لاش روانہ کیا۔ مولاجی شہر مذکور مین پہنچا۔ چھ روز کے بعد زن مذکورہ کو شہر لاش مین لڑکا پیدا ہوا۔ مولاجی عورتکو مع فرزند ہمراہ لیکر آیا تین روز کے بعد عورت فوت ہوئی۔ اور چند روز کے بعد شیخ طالب بھی فوت ہوا۔ حضرت گنج بخش نے لڑکے کا نام شیخ صلاح الدین رکہا۔ اور فرزندی مین لیکے اوسکی تربیت شروع کی حضرت گنج بخش کے ملفوظ مین مذکور ہے کہ میرا فرزند صلاح الدین جسوقت ایکسالہ بچہ تہا مین اُسکو آغوش مین رکہتا تہا۔ ایکروز اتفاقاً آگ مین گرا تہا مین نے اُسکو ہاتھ سے نکالا تہا۔ جب وہ چار برس کا ہوا اُسوقت میرے سامنے بازی کر رہا تہا۔ مین نے کہا بابا صلاح الدین جب تو صغیر تہا مین نے تجکو آگ سے

بچایا تہا اور اپنے ہاتہہ سے نکالا تہا۔ صلاح الدین نے جواب دیا۔ حضرت یہ آگ
کیا ہے آپنے ہمکو دوزخ کی آگ سے بچایا تہا۔ مین نے کہا بیشک جو کوئی تم پر اور
تمہاری اولاد پر لطف کریگا مین اوسکو بھی دوزخ سے بچاؤنگا۔ انتہی کلامہ
گنج بخش نے آپکو مرید و خلیفہ کیا اور علم باطنی سے سرفراز فرمایا۔ بعد ازان گنج بخش
مرض الموت مین مبتلا ہوئے۔ سلطان محمود عیادت کیلیے آیا اور قاضی عبد الحی
بن منصور کو بھی ہمراہ لایا۔ عیادت کے بعد آپسے کہا حضرت کسیکو خانقاہ کا
چراغ روشن کرنیکے لئے معین کیجئے گنج بخش نے فرمایا میرا فرزند صلاح الدین
خانقاہ کا چراغ ہے خانقاہ کو روشن کریگا۔ سلطان نے تھوڑی دیر توقف کرکے
عرض کیا حضرت خانقاہ و سجادہ نشین کا کام مشکل و بزرگ ہے اور صلاح الدین
صغیر ہے۔ اور قاضی مرد بزرگ و لایق ہے انکو مقرر کیجئے گنج بخش نے فرمایا کہ
قاضی اس کام کے لائق نہین ہے اور آپ مجکو مردہ نہ سمجہین۔ اِنَّ اَوْلِیَاءَ اللّٰہِ
لَا یَمُوْتُوْنَ۔ بعد ازان سلطان نے شیخ صلاح الدین کا ہاتہہ اپنے سر پر رکہا۔ اور
اونکی تعظیم و توقیر کی۔ گنج بخش کے انتقال کے بعد صلاح الدین مسند نشین ہوئے
اور پیری مریدیکا سلسلہ جاری کیا۔ اور علما و فضلا سے ظاہری علوم مین لیاقت
و مہارت کافی حاصل کی اور علوم باطنی مین حضرت گنج بخش سے فیض پایا تہا۔
خلایق کو ہدایت و تلقین و درس و تدریس سے سرفراز فرمانے لگے آپ صوم و
صلواۃ کے پابند تہے۔ صلاح و تقوی کے زیور سے آراستہ اور خلق و مروت سے

پیراستہ تھے۔ ہر ایک امیر وفقیر کے ساتھ حسن سلوک فرماتے تھے۔ خلایق آپکے فیضان نعمت سے مستفیض ہوتے تھے۔ مدت العمر شیخ گنج بخش کی طرح خانقاہ میں ثابت قدم رہے۔ خانقاہ کے احاطہ سے باہر قدم نہین رکھا گنج بخش کے ہمقدم تھے۔ آخر آپنے دوسری تاریخ ربیع الاول ۸۹۵ھ آٹھہ سو پچیانوے ہجری میں رحلت کی قصبۂ کہیج ضلع احمداباد مین مخدوم گنج بخش کے قبر کے قریب مدفون ہوئے آپکا سالانہ عرس ہوتا ہے۔ اہل گجرات آپسے حسن اعتقاد رکھتے ہیں

شیخ صدیق شطاری قدس سرہ

آپکے والد ماجد عطاری کا پیشہ کرتے تھے۔ آپ بھی اُسی پیشہ میں کسب حلال پیدا کرتے تھے۔ زاہد وعابد تھے۔ جب آپ کے دلمین محبت الٰہی کا جوش پیدا ہوا۔ تب آپ شیخ صدرالدین ذاکر کی خدمت میں آئے۔ اور سلسلہ شطاریہ میں مرید وخلیفہ ہوئے خلایق کو تعلیم وتلقین کرنے لگے۔ چند ہی روز میں مشہور ومعروف ہوئے۔ گلزار ابرار کے مصنف نے لکھا کہ جامع علوم ظاہری وباطنی تھے حسن اخلاق وپسندیدہ صفاتسے موصوف تھے۔ صاحب ولایت وکرامت تھے اکثر اہل گجرات آپکے فیض سے فائز المرام ہوئے ہین۔ فقرا وغربا کے ساتھہ نہایت ہی ہمدردی فرماتے تھے۔ آخر آپ نے ۹۹۷ھ نوسو ستانوے ہجری مین رحلت کی بڑودہ گجرات مین مدفون ہوئے۔ آپکی ارادت وخلافت کا سلسلہ اسطرح ہے۔ شیخ صدیق خلیفہ ومرید شیخ صدرالدین ذاکر۔ او خلیفہ محمد غوث گوالیری۔ او خلیفہ

شیخ حمید ظہور۔ او خلیفہ شیخ قاضی شطاری او خلیفہ شیخ عبداللہ شطاری۔ الخ۔ بیرا و دیر گت

شیخ صلاح الدین المعروف شیخ سیلان چشتی

آپ صدیقی الاصل والنسب ہیں۔ آپ نظام الدین اولیا بداونی کے مرید و خلیفہ تھے۔ حضرت منتجب الدین زرزری زربخش کے ہمراہ دکن میں آئے مشہور ہے کہ زرزری زربخش کے ہمراہ چودہ سو یا سات سو پالکی نشین بزرگ تھے۔ آپ بھی انہیں بزرگو نمیں سے تھے۔ تمام بزرگان دین دکن کے بلاد و قصبات میں سکونت پذیر ہوئے۔ اور ہنود کو ہدایت کرنے لگے۔ آپ پونہ مین قیام پذیر ہوئے۔ مشہور ہے کہ راجہ پونہ ندہر آپ سے مخالفت رکھتا تھا۔ آپکی بد دعا سے ہلاک و قتل ہوا۔ صاحب خارق عادات و کرامات تھے۔ ہنود کو توحید کے مسائل نہایت آسانی و نرمی سے سمجھاتے تھے۔ اور کشف و کرامات سے بھی تائید لیتے تھے ہنود پر آپکی نصیحت و دعوت موثر ہوتی تھی۔ اسلام قبول کرتے جاتے تھے

نقل ہے

کہ جب آپ پونہ مین داخل ہوئے آپکے ہمراہی فقرا نے شدت گرسنگی کیوجہ سے ایک ہندو کی گائے ذبح کر کے کھا گئے اوس کا مالک خبر سنکے آپکی خدمت مین آیا۔ اور فریاد کی۔ آپنے گائے کا پوست و ہڈیان فراہم کر کے رکھا اور سر و پاؤنکو اپنے مقام پر چسپان کر کے زبان مبارک سے فرمایا۔ قم باذن اللہ گائے اوٹھہ کے فرار ہوئی۔ ہنود یہ کرامت دیکھہ کے معتقد ہوئے۔ اکثرنے

اسلام قبول کیا آپکی وجہہ سے پونہ مین اسلام شایع ہوا اور دین محمدی کو رونق ہوئی آپنے بت خانہ توڑکے مسجد تعمیر کی۔ ابتک مسجد موجود ہے۔ اور آپ کے بہائی شیخ مسرور غازی اور اون کے صاحبزادے شیخ شہان غازی بھی ہمراہ تہے بہائیکی اولاد موجود ہے۔ روضہ کے اطراف مین رہتے ہین۔ صلاح الدین بن مولوی کریم الدین احمد نگری سلمہ اللہ تعالی سے معلوم ہوا کہ ہم خاص حضرتکی اولاد مین ہین ایک گاؤن جاگیر بھی مولوی کریم الدینصاحب کے قبضہ مین ہے سالانہ عرس اُنکے اہتمام سے ہوتا ہے۔ عزیزی صلاح الدین سلمہ فقیر مولف سے محبت و اتحاد کا سلسلہ رکہتے ہین۔ چنانچہ مین ایکمرتبہ بطریق سیر احمد نگر گیا تہا عزیز کے مکان پر فروکش ہوا تہا۔ عزیز نے میری مہمانی و مدارات عمدہ طرحسے کی شکریہ ادا کرتا ہون۔ سرخ ابدال پیر منا۔ اور ابن پیر وغیرہ آپکے ہمراہی فقرا تھے آخر آپ کی رحلت ماہ شعبان ۵۹۰ھ سنہ پانسو نوے ہجری مین واقع ہوئی عرس دوسری ذیقعدہ کو ہوتا ہے۔ شاید سہو کاتب ہے کہ ماہ شعبان لکھا گیا عرس کے لحاظ سے ثابت ہوتا ہے کہ ماہ ذیقعدہ مین رحلت ہوئی ہوگی۔ واللہ اعلم بالصواب

آپکے نسب کا شجرہ

شیخ صلاح الدین غازی۔ بن شیخ عبداللہ غازی۔ بن حمید الدین غازی بن صدر الدین غازی۔ بن جلال الدین غازی۔ بن شیخ جمال الدین غازی بن شیخ مظفر غازی۔ بن ظہیر الدین غازی۔ بن علاؤالدین غازی۔ بن

شیخ یحیٰ غازی - بن شیخ ابو سعید غازی - بن ابو اسحاق غازی - بن شیخ زین العابدین غازی - بن محمد خلف بن حضرت ابا بکر الصدیق رضی اللہ عنہ -

شیخ صوفی سرمست اسد الاولیا قدس سرہٗ

شیخ محمد نام صوفی سرمست و اسد الاولیا لقب ہے - آپ صوفیائے کرام و اولیاء عظام سے ہین - آپکی نسب کا سلسلہ امیر المومنین حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ سے پہنچتا ہے - آپ چشتی مشرب و صوفی مذہب تہے - صاحب کشف و کرامت و خارق عادت تہے - آپ ساتوین صدی ہجری مین عرب سے دکن مین وارد ہوئے - اوسوقت دکن کفرستان تہا - کہین اسلام و ایمان کا نشان نہین تہا نہ اہل اسلام و اہل ایمان کا پتا تہا - آپکے ہمراہ فقرا و مریدین و غزاۃ مجاہدین سات سو سے زیادہ تہے - مقام سکر شاہ پور مین فروکش ہوئے وہان ایک راجہ کہا رام نام متعصب و مخالف اسلام تہا - آپکے اخراج کا ارادہ کیا - اور آرسد غلہ وغیرہ سامان اکل و شرب کو مسدود کیا آپ اور آپکے ہمراہی تنگ ہوئے - لطف و نرمی سے غلہ وغیرہ سامان کی درخواست کی - مگر راجہ نے قبول نہین کیا - اور جنگ کیلئے مستعد ہوا - آپ اور آپکے ہمراہی مجاہدین بہی تیار ہوئے سخت جنگ واقع ہوا طرفین کے بہادر مقتول ہوئے آخر راجہ آپکے صاحبزادے کے ہاتہہ سے مقتول ہوا اہنو دکے مقتولین کی نعش ادبشمار نہی اور دہلی سے لکہی خان افغان اور نعمت خان بہی انہین ایام مین آپکی اعانت کیلئے

آئے۔ ہنود مغلوب ہوئے۔ اور مسلمان غالب و مظفر رہے۔ ہنود بقیۃ السیف نے خراج گزاری قبول کر کے مصالحہ کیا۔ چونکہ آپکا منشا جدال و قتال نہین تھا۔ آپکی اصلی غرض اسلام و دین حق دین محمدی کی اشاعت تھی۔ بنا بر علیہ ہنود کی تالیف قلوب کی۔ اکثر ہنود اسوقت آپکے حسن اخلاق و خرق عادات کو دیکھکر مسلمان ہوئے۔ آپکی ذات بابرکات کی سعی سے دکن مین اسلام شروع ہوا۔ بلاد و قصبات مین تکبیر و اذانکی آواز سنائی دی۔ اور راجگان کرناٹک بالا گھاٹ و پائین گھاٹ فقرائے اسلام کے ساتھ مانوس ہوئے بیشتر جو اہل اسلام سے نفرت کرتے تھے وہ ترک کئے۔ حسن اعتقاد سے فقرا کی خدمت مین آتے تھے اور استعانت کرتے تھے فقرا سے تعویذات لیتے تھے اور بیمار و نکی صحت کی دعا چاہتے تھے۔ اولیائے اسلام تالیف قلوب کے لحاظ سے انکی خاطر و تسلی کرتے تھے۔ اکثر ہنود خوشی سے اسلام کو قبول کرتے تھے۔ اور فقرا کی محبت مین موحد بنتے تھے۔ آخر آپنے سولہ تاریخ ماہ صفر ۶۸۰ھ چھ سو اسی ہجری مین آخرتکا سفر کیا۔ اور بہشت برین مین داخل ہوئے۔ مقام سکر شاہپور علاقہ حیدرآباد مین مدفون ہوئے۔ سالانہ عرس ہوتا ہے۔ اہل اسلام و اہل اصنام حسن اعتقاد سے جمع ہوتے ہین۔ نیازات و نذر پیش کرتے ہین۔

مجمع الانساب کے مولف نے آپکے نسب کا شجرہ مندرجہ ذیل لکھا ہے

شیخ محمد صوفی سرمست۔ بن شاہ محمد مطری۔ بن شیخ اشرف۔ بن شیخ مبارک

بن شیخ ابوالحسن صالح۔ بن شیخ ابوالفتح منصور۔ بن شیخ ابوالنصر محمد۔ بن شیخ عمر۔ بن شیخ عبدالرحمن۔ بن شیخ عبداللہ۔ بن شیخ عبدالعزیز۔ بن شیخ عبداللہ۔ بن حضرت امیر المومنین عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہم۔ بزار و تبرک بہ

حضرت صادق علیشاہ

ابتداء مین آپ نوکر پیشہ تھے۔ ایک دو گھوڑے کے مالک تھے۔ سن شعور سے فقیر دوست و طالب راہ تھے۔ خاندان قادریہ میں اولاً کسی بزرگ بغدادی نو وارد کے مرید ہوئے اور مرشد کی ہدایت سے ذکر و شغل مین مشغول ہوئے لیکن دلکو قرار و تسکین نہین ہوئی تھی پھر تا نیاً شاہ رضا صاحب کی خدمتین طالب ہوئے بارہ برس تک جواہر خمسہ کے۔ اشغال و اذکار مین ریاضت کرتے رہے۔ ذکر آرہ و ذکر حداد اور قمری وغیرہ اذکار مین خوب محنت کی۔ شاہ رضا صاحب آپ سے زیادہ محبت رکھتے تھے۔ ایکروز آپ سے کہا اگر تو میرا خرقہ زیب تن کریگا تو تجھکو تمام نعمت دونگا۔ آپ آری بلے کہتے رہے۔ پھر شاہ رضا صاحب نے ایکروز آپکو کیمیا کا نسخہ سکھایا۔ دوسرے روز تسخیر موکلات کا عمل ظاہر فرمایا تیسرے دن ایک نقش تبلایا کہ اوسکی یہ تاثیر تھی کہ حاکم وقت خدمت مین چلا آتا تھا۔ بیشک یہ تینوں عمل ٹھیک و درست تھے۔ پھر چوتھے دن کہا اے میان یہ تینوں عمل نادر ہین اگر آپ میرا خرقہ قبول کرین تو یہ تینوں عمل آپکو دونگا۔ آپنے فرمایا حضرت یہ درویشی غرض کی ہوگی۔ نہ خدا کیلئے

اگر خدا کی معرفت حاصل ہو جائے تو خرقہ زیب تن کرتا ہون پھر آپ تا لشاد الدہ کے بلنے کو ار کاٹ گئے۔ وہان شاہ فقیر علیصاحب سے ملے اور اونکی خدمت مین رہے تھوڑے ہی عرصہ مین باکمال ہوئے۔ مرشد کے ہمراہ حیدر آباد مین آئے شاہ اعظم علیصاحب کے مرید و خلیفہ ہوئے اور فقیر علیصاحب نے صادق علی شاہ کو خرقہ اعظم علی شاہ سے دلایا۔ آپنے قبول کیا۔ حاصل کلام صادق علیشاہ فقیر کامل و ولی عامل تھے مثنوی شریف و رسائل تصوف کو خوب جانتے تھے۔ آخر ماہ محرم ۱۲۲۲ سنہ بارہ سو بیس ہجری مین فوت ہوئے۔ بلغ لنگم پلی بیرون حیدر آباد دکن مین فقیر علیشاہ مرحوم کے مزار کے متصل مدفون ہوئے۔ یزار و یتبرک بہ۔

شاہ صدر الدین قدس سرہ

آپ شاہ صدر الدین خلیفۂ حضرت شیخ نظام الدین کے مرید و خلیفہ ہین۔ آپ کی مرشد نے فرمایا کہ شہر گلشن آباد عرف ناسک مین جاکے سکونت اختیار کیجیے اور خلایق کو ہدایت و ارشاد سے سرفراز فرمایئے۔ آپنے مرشد کی خدمتمین عرض کیا کہ آپ روشن ضمیر ہین گذارش کی ضرورت نہین۔ لیکن مین نہایت ادب سے عرض کرتا ہون کہ تقدیر ازل و ارادت لم یزل مین ناسک کی ولایت سید محمد صادق شاہ الحسینی کے تفویض ہوئی ہے وہ میرے بعد آئینگے۔ اور اس ملک مین ہدایت کا چراغ روشن کرینگے مین اہل ناسک کو ہدایت ضرور کرونگا۔ مگر اپنا سکونت گاہ نہین قرار دونگا۔ آپ قصبۂ پیپری علاقہ ناسک مین سکونت پذیر ہوئے۔ اور

مشرکین کو ہدایت وتلقین سے مطیع اسلام کیا۔ صدہا آپکی ہدایت وتالیف
قلوب سے مسلمان ہوئے۔ آپ صاحب کرامت وکرشمہ تھے۔ آخر آپنے
۸۷۶ سنہ آٹھہ سو چھہتر ہجری مین رحلت کی قصبۂ بیپری میں اگت پوری سے
ایک میل کے فاصلہ پر مدفون ہوئے۔ آپکا سالانہ عرس ۲۰ تاریخ ماہ بہادون
مطابق ماہ ہوتا ہے مسلمان و ہنود آپسے حسن اعتقاد رکہتے
ہین۔ عرس مین ہنود زیادہ جمع ہوتے ہین یہی وجہہ ہے کہ آپکے عرس کی تاریخ
۲۰۔ ماہ بہادون ماہ ہندی کے حساب سے مقرر ہے۔ مزار و تبرک یہ۔

شاہ صبغتہ اللہ نائب رسول اللہ بہروچی

شاہ صبغتہ اللہ نام۔ مجد الدین لقب۔ نائب رسول اللہ صلعم خطاب ہے۔ آپ
شاہ روح اللہ حسینی کے فرزند ہین۔ اور آپکی والدہ ماجدہ شاہ کمال صوفی حسینی
کی صاحبزادی تہی اور شاہ صاحب حضرت مخدوم سید محمد حسینی گیسودراز کے داماد تھے
آپ نجیب الطرفین سادات صحیح النسب والحسب سے تھے آپکا اصلی وطن و مولد بہروچ
صوبہ گجرات ہے۔ آپکی ولادت باسعادت ۹۵۲ سنہ نوسو باون ہجری مین واقع
ہوئی۔ خیر الناس ولادت کی تاریخ ہے آپکا نشو نما وطن کی آب وہوا مین ہوا
سن تمیز ورشد مین آپ احمد آباد گجرات مین مولانا وجہ الدین علوی گجراتی عرف
میان جیو کی خدمت مین آئے اور مولانا کے مدرسہ مین داخل ہوئے۔ نو
برس تک حضرت مولانا کی خدمت مین رہے علوم ظاہری وباطنی کے کتب

تحصیل سے فارغ ہوئے۔ اور حضرت مولانا کے مرید او خلیفہ بھی ہوئے اور مولانا کی
ہدایت سے وطن مالوفہ گئے۔ چند روز درس تدریس مین مصروف رہے۔ حضرت
مولانا حبیب اللہ کے مرید عبد الفتاح نے مناقب حبیب الٰہی میں لکھا کہ حضرت
ایکروز گہر سے مع چند طلبہ باغ کی سیر و تفریح کے لئے برآمد ہوئے۔ ابھی چند
قدم مسافت طے نہین کئے تھے کہ دلمین یہ خیال پیدا ہوا۔ کہ مدینہ منورہ مین
جانا چاہیئے۔ اور حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے روضہ کی زیارت کرنا
چاہیئے۔ اوسیوقت باغ کے طرفسے اعراض کیا۔ اور مدینہ منورہ کی راہ اختیار
کی۔ اور فرمایا مجہکو باغ کی سیر سے ضرورت نہین۔ آپنے اوس روز ایک منزل طے
کی۔ پہر مکانمین معلوم ہوا کہ۔ آپنے مدینہ منورہ کا سفر کیا۔ آپکی بیوی صاحبہ نے جو
چنگیز خان وزیر گجراتی کی دختر تھی۔ فی الفور زاد و راحلہ کا بندوبست کرکے مبلغ
کافی روانہ کیا۔ الغرض آپ منازل طے کرتے ہوئے حرمین شریفین مین پہنچے
اور مدینہ مین متوطن ہوئے۔ صبح و شام حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی
زیارت کیلئے روضہ منورہ مین جاتے تھے۔ قدم مبارک کے طرف کہڑے
ہوکر صلوٰۃ و سلام بہیجتے تھے۔ کبہی آپکے سر مبارک کے طرف نہین جاتے تھے
مناقب حبیب اللٰہی مین مرقوم ہے کہ ایکروز آپکو روضہ منورہ سے ارشاد ہوا
کہ تو دکن مین جا۔ پہر مین تجکو بلاؤنگا۔ آپ اسیوقت روانہ ہوئے سنہ ۱۰۰۱
ہجری مین بیجاپور مین پہنچے۔ اسوقت وہان ابراہیم عادل شاہ بادشاہ سنی المذہب

اور پانچ سال تک شہر مین رہے - پھر دوبارہ مدینہ منورہ روانہ ہوئے -
مولانا حبیب اللہ کہتے ہین کہ جب حضرت مدینہ سے بیجاپور مین آئے تب
بادشاہ نے ارادہ کیا کہ آپ یہان سے کہین نہ جائین - اور بعض ملازمین کو
تاکید کردی - کہ اگر حضرت جانا چاہین تو اونکو روکنا چاہیے یہ بات حضرت کو
معلوم ہوئی - حضرت نے فرمایا اگر ہم جانا چاہین توہمکو کون مانع ہوسکتا ہے
چند روز کے بعد آپ جامع مسجد مین جمعہ کے روز صف اول مین تھے - نماز سے
ابھی فارغ نہین ہوئے تھے کہ آپکی نظر مین شراب کی دو کانین نمود ہوئین اوسیوقت
نماز قطع کرکے فرمایا اس شہر مین جمعہ نہین ہوتا - اور فرمایا کہ یہانکا حاکم دنیا کا
طالب ہے - اگر محمدی مذہب کی اتباع کرکے منہیات مین تین چیزونکی ممانعت
کرے تو اللہ تعالیٰ ہر ایک کے عوض مین ایک ایک ملک عطا کریگا - اول یہ کہ
شراب فروشی کی ممانعت کرے - اُسکا عوض حکومت گجرات - دوسرے زنان
فاحشہ کا نکاح کرادے - اُسکا عوض دوسری حکومت - تیسرے روافض کو
حکومت کے عہدے نہ عطا کرے اوسکے عوض مین اور کسی ملک کی بادشاہی
دلاتا ہون - بادشاہ نے یہ بات سنی اور امرا اور روافض سے مشورہ کیا اُنھون نے
غیر واقعہ سمجھا دیا اور حضرت کو مدینہ روانہ کرنے کی رائے دی - بادشاہ نے کہا
اگر حضرت مدینہ جانا چاہتے ہین تو مین روانہ کرتا ہون آپ سنتے ہی اُسیوقت
بادشاہ کے پاس گئے - اور رخصت ہوئے - بادشاہ نے کہا آثار شریف کی

زیارت کیجئے - آثار شریف بالش کے تلیون مین بند تھے - آپنے فرمایا کہولو مجاورین نے عرض کیا ہم نہین کہول سکتے - اسوقت آپنے نی مبارک کو ہاتھہ مین لیا - اور دو تین بار صلوٰۃ وسلام پڑہانے مبارک مین سوراخ ہوگئی - اور موئے مبارک نمودار ہوئے - آپنے زیارت کی پہر موئے مبارک غائب ہوئے - اور سوراخ بند ہوگئی اور ابراہیم عادل شاہ نے تین ہزار ہون راہ خرچ کے لئے بہیجے - آپنے شاہپور کے حوض پر کل ہون فقرا کو تقسیم کردیئے - پہر مدینہ منورہ مین پہنچے دو سال تک وہان رہے آخر روز سہ شنبہ ۲۶ تاریخ جمادی الاول ۱۰۱۵ھ ایکہزار پندرہ ہجری مین واصل حق ہوئے - آپکی عمر ترسٹھہ سال کی تہی - حضرت مولانا حبیب اللہ شاہ بیجاپوری نے آپکی رحلت کی تاریخ کے متعدد مادے استخراج کئے - از انجملہ - سرخیل اولیاء اللہ - مشایخ نواز - سر حلقۂ اہل تصوف - پیر مائی و دستگیر ما - یا ایمان بخش - قربان شاہ تسویم - انہ ہدی رحمتہ للمومنین - مجد الدین مخدوم العالم - اس فقرہ کے مادہ مین ایک عدد کم ہوتا ہے - خیر الناس باطنا - یہ آخر کا فقرہ عجیب و غریب ہے - مجموعہ فقرات سے رحلت کی تاریخ برآمد ہوتی ہے - اور خیر الناس سے تاریخ ولادت - اور باطنا سے مدۃ عمر مفہوم ہوتی ہے - للہ در قائلہ - سب نے چاہا کہ آپکو روضہ سے فاصلہ پر دفن کرنا چاہیئے تاکہ مرقد پر گنبد وقبہ بنایا جائے اس فکر مین تھے کہ ایک شخص اجنبی آیا اور کہا کہ اگر آپ حضرت کی مرضی چاہتے ہین

تومین عرض کرتا ہون کہ ایکروز آپنے حضرت ابراہیم کے قبہ کے نزدیک کھڑے
ہوکر دعا مانگی تہی کہ خدایا یہان صبغۃ اللہ کو جگہ نصیب کر۔ سب نے آپکو اوس مرد غیب کے
اشارہ سے اوسی مقام مین دفن کیا۔ سنگ مرمر پر آپکا نام کندہ کرکے سر مزار نصب کیا
آپکی خلافت کا لباس خرقہ وجامہ ودستار بروج مین لے آئے۔ آپکے فرزند شاہ
ابو المعالی نے کہا مین اس خرقہ کے لائق نہین ہون۔ میرے بہائی ابو العلی اس
لباس کے لایق ہین اونکو دینا چاہیئے۔ کتاب تجلیات کے مولف نے لکہا ہے
کہ ایکدن آپ ابراہیم پور کی مسجد مین بیٹہے تھے۔ کہ آپکا مرید عبد الصمد نام آیا
اور کہا کہ مین بیت اللہ کی رخصت کیلیئے آیا ہون۔ آپنے فرمایا تو قرض سے فارغ
ہوا۔ اور خرچ راہ پیدا کیا۔ اوسنے کہا قرض سے فارغ ہون۔ خرچ راہ پانسو
ہون ہین۔ فرمایا یہان مستحقین ہین کچہہ زر نقد اونکو دے۔ اللہ تعالی حج کا ثواب
دیگا۔ عبد الصمد نے رقم اوسیوقت تقسیم کردی آپنے پہر ظہر کی نماز ادا کی عبد الصمد بہی
نماز مین تہا۔ کعبہ روبرو نظر آیا۔ جب عبد الصمد گہر کو آیا۔ رات کو خواب مین دیکہا کہ
فرشتہ اوسکو کہتا ہے اللہ تعالی نے تجہکو ستر حج کا ثواب عطا فرمایا صبح آکے حضرت
بیان کیا۔ حضرت مسکرا کے خاموش ہوگئے۔ پہر دو سال کے بعد عبد الصمد کو ہمراہ
لیکر مدینہ گئے اور فاتحہ کیلیئے روضہ مبارک مین داخل ہوئے اور روضہ کی
جالی سے اندر کسیکو داخل ہونیکی اجازت نہین تھی۔ خواجہ سراؤن نے شور وغل
کیا۔ کہ روضہ مشبک مین کسی کو داخل ہونیکی اجازت نہین ہے۔ یہان سے نکلو

حضرت نے کچھہ جواب نہین دیا۔ آپ مستغرق تھے۔ سب آپکے ہمراہی باہر آئے
فرش بچھاکے وہان بیٹھے۔ راتکو حضرت رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلم خواب مین گئے
اور سب کو زجر و توبیخ کی کہ تمنے میرے فرزند کو جو میرے ملنے کو آیا او سے ملنے نہین دیا
علی الصباح تمام خواجہ سرا آپکی خدمت مین آئے۔ عاجزی کیئے اور معافی چاہتے
اور اجازت دی کہ آپ روضہ مشبک مین جائیے۔ پہر حضرت نے تین مرتبہ چلّایا۔
یا جدّی۔ یا جدّی۔ یا جدّی۔ فی الفور اندر سے آواز آئی۔ یا ولدی۔ یا ولدی
یا ولدی۔ او سیروز اہل مدینہ آپکے معتقد ہوئے جسن اعتقاد سے مرید ہونے لگے
ملّا حبیب اللہ کہتے ہین کہ مدینہ مین آپکا خلوت گاہ موجود ہے۔ آپ ہمیشہ او سمین
متوطن رہتے تہے۔ وہان درس فرماتے تھے۔ آپکا کتابخانہ بہی وھین تہا۔
آجتک حرم خانہ مین کسی کے لئے خلوتخانہ نہین تہا۔ آپ مدینہ سے کہین باہر
نہیں جاتے تھے۔ اس خیال سے کہ کہین ایسا نہو کہ مدینہ کے باہر میرا انتقال
ہو جائے۔ آپنے شریف مکہ سے کبھی اختلاط نہین کیا۔ مریدون نے عرض کیا
کہ آپ یہان رہتے ہین شریف سے ملنا چاہئے۔ آپنے فرمایا کہ مین یہان مرنیکے
لئے آیا ہون مجھکو شریف سے کچھہ غرض نہین۔ ملّا حبیب اللہ کہتے ہین۔ حضرت
ایکروز مدینہ مین بیٹھے تھے۔ ملّا احمد مجذوب سورتی اور دوسرے ملازم بھی حاضر تہے
مدینہ کا شریف گھوڑے پر سوار جا رہا تہا اور آپکے طرف متوجہ نہین تہا۔ یہ بات
ملّا احمد کو ناگوار گذری۔ تیز نظر سے شریف کے طرف دیکھا۔ وہ گھوڑے سے گرا

حضرت شاہ صبغۃ اللہ ملا احمد پر خفا ہوئے - اور فرمایا تو ہماری مجلس کے لائق نہین ہے
وطن کو جا تیری مان زندہ ہے تیرے انتظار مین بچشم براہ ہے وہ وطن کیطرف
رجوع ہوا - ملا حبیب اللہ کہتے ہین کہ آپنے رخصت سے قبل شیخ عبد العظیم مکی کو
وصیت کی کہ میرا برادرزادہ حج کیلیئے آئیگا - یہ خرقہ اور دستار و اجازت نامہ
رکھیئے - میرے طرف سے اوسکو دینا کہ اکثر لوگ اس سے بہرہ یاب ہونگے - آخر
مدت تک عبد العظیم اسی انتظار مین رہے - مدت کے بعد سید شاہ میران مدرس
جوان ہوئے اور زیارت کو گئے شیخ عبد العظیم نے حضرت کی وصیت کی تعمیل کی
یعنی امانت تفویض کی - حضرت کے خلفا بہت تھے - ملا حبیب اللہ کہتے ہین ایکہزار
چار سو آدمی آپکی توجہ سے باخدا ہوئے - وہ آدمی عالم فاضل ہوئے - ملا
حسن فراقی - ملا حبیب اللہ - و شیخ عبد الحلیم - و شیخ عبد العظیم - مکی وغیرہ خلفا تھے

نقل ہے

کہ ایکروز آپنے مرید عاشق صفت سے پوچھا کہ تیرے پیر بزرگ ہین یا فلان بزرگ -
اوسنے جواب دیا کہ میرے افضل ہین - ایسا ہی آپنے تین مرتبہ تکرار کی اوس نے
بدستور سابق جواب دیا - پھر حضرت نے میران و بایزید و جنید - و امیر المومنین کے
نام لئے - اور پوچھا یہ بزرگ افضل ہین یا تیرے پیر اوسنے جواب دیا میرے پیر افضل ہین
پھر حضرت نے حضرت اور خدا کا نام لیا - تب اوسنے کہا کہ مین انمین فرق نہین
کرسکتا - تینونکو ایک جانتا ہون - آپنے فرمایا سبحان اللہ اعتقاد ایسا چاہیئے

نقل ہے

کہ فصوص کے درس کے وقت کسی طالب علم نے پوچھا کہ حضرت مشہور ہے کہ جہان فصوص کا درس ہوتا ہے۔ وہان ویرانہ ہوجاتا ہے۔ آپنے فرمایا ہان۔ جہان فصوص غلط پڑہائی جاتی ہے۔ جہان صحیح پڑہائی جاتی ہے وہان آبادی۔ و معمودی زیادہ ہوتی ہے۔

نقل ہے

کہ ایک روز شیخ محمود جنیدی۔ آپکے خدمت مین مرید ہونیکے لئے آیا آپنے پوچہا کون سے سلسلہ مین ہوتے ہو۔ اوسنے جواب دیا۔ مجھے سلسلہ سے کچہ کام نہین آپ جو چاہین کرین۔ پہر مکرر پوچہا۔ شیخ محمود نے کہا۔ میرے والد ملا احمد قادریہ تھے۔ آپنے سنتے ہی فرمایا قادریہ طریقہ عالی ہے پہر اوسکو اوسی طریقہ مین مرید فرمایا۔ آپکے خوارق عادات و کرامات بیشمار ہین۔ تذکرہ حبیب الٰہی مین اکثر مذکور ہین۔ اگر شوق ہو تو ملاحظہ کیجئے۔

شیخ صلاح الدین چشتی گجراتی

شیخ صلاح الدین نام۔ آپ شیخ رکن الدین احمد بزرگ کے چوتھے صاحبزادے ہین آپکا مولد و مسقط الراس احمد آباد گجرات ہے آپنے عالم شباب مین والد ماجد اور گجرات کے علما و فضلا کی خدمت مین کتب تحصیلی ختم کین۔ عربی و فارسی مین استعداد کامل پیدا کی اور تصوف و توحید مین وحید العصر انشاپردازی و شاعری مین فرید الدہر تھے

آپکا کلام حشو و زوائد سے پاک و صاف ہے۔ حقایق و معارف کے مضامین مین ڈوبا ہوا ہے۔ آپ صاحب دیوان تھے۔ ہم ذیل مین چند اشعار لکہین گے۔ آپ بالکمال و صاحب جلال تہے۔ عالی ہمت و ذی مروت تہے۔ خوش خوراک و خوش پوشاک تھے۔ آپ ظاہر مین امیر مگر باطن مین فقیر تھے۔ رقیق القلب کسیر النفس تہے درویش دوست و غریب پرور بندہ نواز و فیض گستر تھے۔ سرود و سماع کے عاشق وجد و حال کے شایق تھے اکثر اوقات مجالس منعقد فرماتے تھے۔ آپکی مجالس مین مشائخ و امراء جمع ہوتے تھے۔ آپکی زندگی کا مدار توکل و قناعت پر تہا۔ خدا تعالے بیشمار عطا فرماتا تہا۔ امرا و معتقدین تحائف و نذر بھیجتے تھے۔ آپ فی الفور خرچ کر دیتے تھے۔ ذخیرہ نہین فرماتے تھے آخر آپ نے اکیسوین تاریخ ماہ ذیحجہ سنہ الگیارہ سو ہجری مین رحلت کی محلہ شاہپور احمد آباد گجرات مین مدفون ہوئے۔

باب الضاد

شیخ ضیاء الدین غزنوی قدس سرہ

روضۂ اولیاے بیجاپور کے مولف نے لکہا کہ آپ سلاطین غزنویہ کے خاندان سے ہین غزنوی المولد و المنشا تھے۔ عالم شباب مین آپکے دلمین محبت الٰہی کا ولولہ پیدا اور دماغ مین طلب مولا کا شوق ہویدا ہوا۔ ایکبار گی قبائے شاہی کو چاک چاک کیا۔ اور دلق گدائی کو زیب بدن فرمایا۔ درویشی کے میدان مین قدم رکہا۔ فقرا کے زمرہ مین داخل ہوئے۔ وطن سے ہند مین اور ہند سے

دکن میں آئے۔ حضرت شیخ الشیوخ شیخ محمد سراج جنیدی الاحسنا آبادی کے مرید و خلیفہ ہوئے اتباع سنت نبوی میں ثابت قدم اور درویشی میں راسخ دم تھے۔ مرتبہ فنافی اللہ میں کامل اور امور عرفان سے واقف تھے۔ ملک معنوی کے سلطان۔ ہدایت وارشاد کی ولایت کے حکمران تھے۔ مریدین وطالبین کو حقیقت و معرفت کی رہنمائی کرتے تھے۔ شیخ عین الدین گنج العلوم سے بھی کمالات صوری و معنوی حاصل کئے۔ آخر بائیسویں تاریخ شعبان ثمینا ۸۰۵ھ آٹھ سو پانچ ہجری میں رحلت کی بیجاپور میں مدفون ہوئے مرقد پر گنبد خورد تعمیر کیا گیا ہے۔ پُر انوار و متبرک ہے۔

باب الطا

مولانا شیخ طیب قدس سرہٗ

آپ مولانا مخدوم ہارون سندہی کی اولاد میں ہیں۔ آپ نے وطن مالوف سندھ میں مولانا یونس مفتی سندہی سے کتب درسیہ ختم کیں۔ عالم فاضل و متقی کامل تھے۔ فقہ و حدیث و اصول و کلام میں بے نظیر و صاحب التصانیف تھے۔ متعدد رسائل و شروح لکھے ہیں۔ از انجملہ حاشیہ بر مشکلات حدیث و شرح رسالہ غوثیہ۔ وغیرہما ہیں۔ آپ بلدہ ایلچپور برار میں مولوی شیخ طاہر یوسف محدث سندہی مدرس مدرسۂ عماد شاہیہ کے پاس سکونت پذیر تھے۔ اور مولوی صاحب کی کشش الفت نے آپکو سندہ سے برار کھینچ لایا تھا۔ اسوقت اہل برار

آپ سے مستفید ہوئے ہین۔ پہر آپ مولانا شیخ طاہر سندہی کے ہمراہ ایلچپور سے برہان پور مین آئے۔ درس وتدریس مین مشغول ہوئے۔ شیخ عیسی جند اللہ نے آپسے اُصول وفقہ وکلام کی کتب ختم کین شیخ آپکے ارشد تلامذہ سے تھے۔ آخر آپنے سنہ ۱۰۰۱ ایکہزار ایک ہجری مین رحلت کی۔ برہانپور میں مولانا شیخ عُمر ابراہیم سندہی کے قبر کے متصل دفن ہوئے۔ یزار و یتبرک بہ۔

حضرت سیّد شاہ طاہر قدس سرہ

آپ سیّد الابدال لاابالی صاحب کے چوتہے فرزند ہین۔ عبدالوہاب کرنولی کا غلام مسعود خان آپکا مرید ومعتقد تہا۔ مسعود نے حضرت سے درخواست کی کہ حضرت میرے لئے دعا کیجئے کہ۔ مین کسی مقام کا حاکم ہوجاؤن۔ اگر ہوجاؤنگا تو آپکو تا زیست نہین بہولونگا۔ اور ہمیشہ جان نثاری مین کمربستہ رہونگا۔ آپنے مسعود خانکو اپنی نعلین مبارک عطا کئے۔ اور فرمایا ادہونی کو جا ہم نے تجکو وہانکی حکومت عطا کی۔ مسعود خان ادہونی روانہ ہوا جو حکام مانع ہوتے تھے اونکو آپکے نعلین دکہلاتا تہا۔ سب خاموش ہو جاتے تھے آخر مسعود خان ادہونی مین آیا۔ تمام ملک پر قابض ومتصرف ہوا۔ پہر حضرت سے درخواست کی کہ آپ تشریف لائیے۔ حضرت ادہونی روانہ ہوئے استقبال کے لئے آیا۔ آپکو نہایت اعزاز واکرام سے شہر مین لیگیا۔ اور اپنے مکان پر اُتارا۔ ہر وقت آپکی خدمت مین حاضر ہوتا تہا۔ مدت تک وہانکی حکومت پر

رہا۔ آخر عالمگیر بادشاہ نے اپنے لڑکے اعظم شاہ کو مع امیر الامرا غازی الدینخان بہادر
فیروزجنگ دکن مین بھیجا۔ غازی الدینخان نے تمام ملک کو فتح کرلیا اور مسعود خان
قید ہوگیا۔ آپ بھی ادھونی سے برخواستہ خاطر ہوکے کرنول کے ارادہ سے
برآمد ہوئے۔ قلعہ کے متصل ٹھیرے۔ تمام معتقدین رخصت کیلئے جمع ہوئے
یہ کیفیت فیروزجنگ کو معلوم ہوئی۔ مسعود خان کے ذریعہ سے حضرت کو سمجھایا
اور بلایا۔ آپنے انکار کیا۔ لیکن مسعود خان نے کہا۔ حضرت آپکی ملاقات مین
میری رہائی ہوگی۔ اور مجکو کوئی خدمت بھی ملجائیگی۔ آپ راضی ہوئے
غازی الدینخان فیروزجنگ مسعود خان کو ہمراہ لیکر آپکی خدمت مین حاضر ہوئے
حضرت نے مسعود خان کی سفارش کی فیروزجنگ بہادر نے قبول کی پھر فیروزجنگ نے
عرض کیا کہ سننے مین آیا کہ آپ یہان سے تشریف لیجاتے ہین۔ آپکا یہان رہنا
موجب برکت ہے۔ مسعود خان نے کہا مین آپکو اپنا مکان نذر دیتا ہون
اور تھوری قبالہ دیتا ہون۔ کوئی مانع و مزاحم نہ ہوگا۔ آخر آپ راضی ہوگئے
مکان کا قبالہ حکام و قضاۃ کی مواہیر سے مزین کرکے دیا گیا۔ آپنے ادہونی مین
سکونت اختیار کی۔ شاہزادہ اعظم شاہ نے ملاقات کی درخواست کی آپنے
عذر کیا۔ عرایض بھیجتا تھا۔ آپ بھی جواب بھیجتے تھے۔ ملاقات کا اتفاق
نہین ہوا۔ عالمگیر بادشاہ نے بھی ملاقات چاہی تھی۔ مگر آپ نہین ملے۔ آپکے
صاحبزادون سے ملاقات ہوئی۔ چار گاؤن جاگیر عنایت کئے۔ اب تک وہ

دیہات اونکی اولاد کے قبضہ مین ہین - آپ کرنول سے والدہ صاحبہ کو لیکر
ادہونی روانہ ہوئے - راستہ مین والدہ صاحبہ فوت ہوئین - وہین دفن کیا
اور آپ ادہونی مین سکونت پذیر ہوئے - ایک مکان درست کرکے والدہ صاحبہ کی
نعش راہ سے منتقل کرکے ادہونی مین دفن کیا - اور آپ بہی اوسی مقام مین فوت
ہوکے مدفون ہوئے - ادہونی مین آپکی بڑی عزت و تعظیم ہوتی رہی - مگر وہا کے
مشایخ جو معاصر تھے - مثلاً شیخ فرید و شاہ عبد السلام و نور عالم و سید داؤد عرف
سید داول - و سید راجی وغیرہم - آپ پر اعتراض کرتے تھے کہ آپنے صرف والدہ
ماجدہ سے بیعت کی ہے - اور خلافت اور بیعت کرنیکی اجازت نہین پائی اور بدون
اجازت پیری مریدیکا بازار گرم کرتے ہین یہ عجیب و غریب بات ہے - حضرت کو
یہ بات معلوم ہوئی - آپنے کہا مین اویسی القادری ہون - بغیر واسطہ مین نے
خاص محبوب سبحانی سے بیعت کی ہے - تمام معاصرین نے کہا اس امر کی تصدیق
بغیر معاینہ نہین ہوسکتی آپنے فرمایا آئیے - مشاہدہ کیجیے - بعض معاصرین آئے آپنے
تمام کے آنکھون پر ہاتھہ رکھا - اوسی وقت حجاب کا پردہ دور ہوا - تمام غوث الاعظم کے
روضہ مین موجود ہوئے - دیکھا کہ محبوب سبحانی قبر سے برآمد ہوئے - اور شاہ طاہر
قادری کو مرید کرتے ہین اور بیعت کا تمام سامان حاضر ہے - جب سب ہوشیار ہوئے
دیکھا - کہ حضرت کے پاس پھولونکے ہار موجود ہین - سب معتقد ہوئے اور اپنی تقصیر کی عذر کی

آپکا مرید مقبول تہا۔ آپ کنز النفائس میں فرماتے ہیں۔

امیر خادمم مسعود خانست ؛؛ وزیر علمدان و نکتہ دانست
نہ فعل آید ازو غیر شریعت ؛؛ نہ پیماید بجز راہ طریقت
بپایش گرچہ دنیا سر نہادہ ؛؛ ولے او دل بدست این ندادہ

مشہور ہے کہ حاسدین نے آپکو سحر کیا تھا اور مدت تک آپکی یہ حالت رہی کہ صبح سے شام تک منہہ کشادہ رہتا تھا۔ پھر بدستور درست ہو جاتا تہا۔ آپ تنگ ہوئے ایکروز والد ماجد کو خواب مین دیکہا اور آپسے دریافت کیا آپنے فرمایا آپکو جسمانی عارضہ نہین ہے۔ حاسدین نے سحر کیا ہے۔ آمد و رفت کے راستہ مین ایک پتلا بنا کے رکہا ہے اوسکا منہ کشادہ ہے انشاء اللہ تعالے کچہہ نہیں ہوگا۔ وظیفہ پڑہتے رہو۔ آپ ہوشیار ہوئے۔ جس مقام کا آپکے والد نے اشارہ کیا تہا اوس مقام کو کہدوایا۔ ایک تصویر برآمد ہوئی بعد ازان آپکو ضعف ہوگیا

علمی لیاقت

عربی و فارسی و ترکی و دکہنی زبان مین نظم و نثر عمدہ طرح سے لکہہ سکتے تھے آپکو علم و فضل مین مہارت کامل تہی۔ جامع علوم تھے۔ آپکے تصنیفات مین سے فقہ مین کنز النفاس۔ و خوان نعما۔ و مکتوبات ہین۔

من اشعارہ

طاہرا۔ عزت از قناعت دان	راست گفتہ است عز من قنع

ذلت وخواری از طمع خیزد ؎ نشنودہ کہ ذلّ مَن طمع
بغیر از سایۂ لطفِ الٰہی ؎ نیاید سایۂ چترم بناموس
ولے پیرانِ تقلیدی درین عہد ؎ برخ گیرند شان پرہاے طاؤس

اولاد

(۶) بیٹے - سید حسین - سید محمد - سید عبد القادر - سید زاہد - سید سیف الدین - سید عبد اللطیف ثانی - آپکی وفات ۲۲ تاریخ ذیقعدہ ۱۱۱۵ھ گیارہ سو پندرہ ہجری مین ہوئی - تاریخ شبیر خدا ہے قبر دھونی مین بیرون بلدہ حصار واقع ہے

باب الظاء

شاہ ظاہر الدین محمد عرف شاہ ظاہر

آپ شاہ حبیب اللہ قادری کے صاحبزادے ہین - اور شاہ ولی اللہ کے بھائی اور مرید وخلیفہ ہین - بھائیکی وفات کے بعد مسند نشین ہوئے پیر پرستی مین بے نظیر تھے - دنیا سے نہایت ہی متنفر رہتے تھے - ایکروز شاہ ولی اللہ صاحب پالکی مین سوار اور آپ برہنہ پا کمر بستہ پالکی کے ہمراہ پایہ تھامے ہوئے چلے جاتے تھے - اتفاقاً پل پر شاہ درویش محی الدین قادری سے ملاقات ہوئی دونو بزرگ شاہ صاحب سے ملے تھوڑی دیر باہم گفتگو ہوئی شاہ ظاہر الدین مرشد کیطرف متوجہ تھے - شاہ صاحب نے اپنے صاحبزادون سے کہا دیکھو شاہ ظاہر کس طرح پیر پرستی مین ثابت قدم و راسخ دم ہے - تمام صاحبزادے

نادم ہوئے۔ شاہ صاحب نے شاہ ظاہر سے فرمایا۔ آپ مرشد کی خدمت کرتے رہو
انشاء اللہ تعالی عزیز خلایق ھوجاؤگے۔ نواب سراج الدولہ والاجاہ آپکا
معتقد تھا۔ آپ پالکی مین سوار ہوتے تھے۔ اور نواب آپکی نعلین ہاتھہ مین لئے ہوے
پیادہ چلتا تھا۔ شاہ ظاہر ریاضت کش ومجاہد ومتقی ومتشرع تھے اکثر طلبا کو درس
وتدریس فرماتے تھے۔ وخط نستعلیق وشکستہ کی اصلاح بھی فرماتے تھے
جمعہ کی نماز ہمیشہ مکہ مسجد مین ادا کرتے تھے نماز کو پیادہ پا جاتے تھے۔ بیماری کی
حالت مین سوار۔ آپ نے تہجد کی نماز ایام شباب سے آخر عمر تک ناغہ نہین کی
اور درود و وظائف بھی برابر جاری رکھے۔ آپکے چھہ فرزند تھے۔ شاہ
قطبی صاحب۔ شاہ سرور صاحب۔ وشاہ حاجی صاحب۔ وشاہ ولی صاحب
واشرف صاحب۔ ونور صاحب۔ شاہ قطبی صاحب بڑے صاحبزادے
والد کے سامنے سجادہ نشین ہوئے۔ چند ہی روز کے بعد فوت ہوئے۔ آپکی
وفات ۱۰ تاریخ ماہ صفر سنہ ۱۲۱۰ھ بارہ سو دس ہجری مین ہوئی۔ شہر
حیدرآباد مین کساہٹہ کے متصل مسجد کے صحن مین مدفون ہوئے۔ یزار ویتبرک بہ

شاہ ظہور اللہ صاحب قدس سرہ

شاہ ظہور اللہ نام آپکا اصلی وطن پورب ہے۔ علوم معقول ومنقول مین عالم متبحر
فروع واصول مین فاضل ماہر تھے۔ علم تصوف مین بھی استعداد کامل رکھتے
تھے۔ فصوص الحکم ومثنوی شریف کے حافظ تھے۔ آپ شاہ محمد صاحب دہلوی کے

خلیفہ و مرید تھے۔ اور شاہصاحب دہلوی۔ شاہ محمد ملتانی قدس سرہ کے خلیفہ ہین۔ بہادر دل خان ناظم حیدر آباد کے زمانہ مین ہندسے شہر حیدر آباد دکن مین آئے۔ چہار مینار مین سکونت اختیار کی۔ ناظم مذکور آپکا معتقد تہا اکثر اوقات آپکی خدمت مین حاضر ہوتا تہا۔ دعا کی اعانت چاہتا تہا۔ آپ دعا سے سرفراز فرماتے تھے۔ ہمیشہ آپکی دعا کی برکت سے ہمسر و نین ممتاز اور افسر و نین سرفراز رہا۔ شایقین آپسے مثنوی و کتب تصوف پڑھتے تھے مثنوی کے مطالب اور تصوف کے نکات اور دقایق ایسے سہل و آسان طریقہ سے آپ سمجہاتے تھے کہ قاری و سامع دونون مستفید ہو جاتے تھے۔ اور خورشرو متوسط قد ضعیف البدن تھے۔ قلیل النوم اور قلیل الغذا تھے۔ غذا کا مقدار تین چار نوالہ سے زیادہ نہ تہا۔ اس تقلیل غذا کو بہی کہانیکے دو ہی گہنٹے بعد قے کر کر نکالدیتے تھے۔ اسوجہ سے بہی نہایت ہی ضعیف و نحیف الجثہ تھے جسم کیا تہا پوست و استخوانکا مجموعہ تہا۔ گوشت و خونکا نام و نشان نہین تہا۔ ریاضت و عبادت مین چست و چالاک تھے۔ آخر آپکی وفات ۷ تاریخ ماہ رجب ۱۱۸۶ھ گیارہ سو چہیاسی ہجری مین واقع ہوئی۔ چوک مین سر راہ قریب چار مینار مدفون ہوے رحمۃ اللہ تعالی۔ سرکار عالی نظام مدظلہ العالی کیطرف سے سالانہ عرس ہوتا ہے۔

مولانا ظہیر الدین بن محب اللہ بالاپوری عنایت الٰہی

عنایت الٰہی کے مولف نے لکہا کہ مولانا محب اللہ مرحوم کے تین صاحبزادے

علامہ زماں تھے۔ ازاں جملہ مولانا ظہیر الدین بڑے صاحبزادے تھے۔ آپکی ولادت ۱۱۰۵ھ گیارہ سو پانچ ہجری میں واقع ہوئی لفظ ظہیر مادہ تاریخ ہے شیخ مظفر نقشبندی برہانپوری نے ولادت سے پہلے آپکے والد کو بشارت دی تھی کہ تجھکو فرزند جلیل القدر و عظیم الشان پیدا ہوگا۔ اور جد امجد کو محبوب سبحانی قدس سرہ نے عالم رویا میں فرمایا۔ کہ تیرے فرزند کو ایک ایسا صاحبزادہ ہوگا کہ وہ میرے فرزند و نسبے ہوگا۔ جد امجد اس خواب سے بہت خوش ہوئے۔ آپنے نشو و نما کے بعد دس برس کی عمر میں جد امجد کی خدمت میں قرآن مجید ختم کیا اور عم بزرگوار مولانا محمد سعید مرحوم سے فن قرأت حاصل کیا۔ آپ ابتدا عمر سے تقوی پسند تھے۔ ایکروز آپکے والد بالاپور کے قاضی میر سیف اللہ صاحب کیخدمت میں استفادہ کے لئے گئے تھے۔ انکے آنے میں دیر ہوئی جد امجد نے آپکو بھیجا۔ آپ خادم کو ہمراہ لیکر قاضی صاحب کے مکان پر گئے اور والد کو جد امجد کا پیغام پہنچایا۔ قاضی صاحب نے آپکے لئے کھانا طلب کیا آپنے فرمایا میں آپکے گھر کا کھانا نہیں کھاؤنگا۔ کیونکہ ہمارے دادا جان آپکا بھیجا ہوا کھانا ہمکو نہیں دیتے ہیں بلکہ خدام کو تقسیم فرماتے ہیں قاضی صاحب نے فرمایا آج آپ ہمارے قابو میں ہیں ہم جبراً کھلا دینگے آپ نے فرمایا مجبور ما خوذ نہیں ہوگا۔ قاضی صاحب نے شیرنی ہمراہ دیکر رخصت کیا۔ آپکے والد نے جد امجد سے یہ واقعہ بیان کیا۔ جد امجد نے تعریف کی اور فرمایا کہ یہ سعادتمند

ہمارے طریق پر ہوگا اور خاندانکو روشن کریگا۔ بعد ازان آپکے والد فوت ہوئے
اوسوقت آپکی عمر بارہ برس کی تھی۔ اور جد امجد بھی فوت ہو چکے تھے۔ آپ کو
مولوی منیب اللہ نے سجادہ نشین کیا۔ آپ خانقاہ میں رہے۔ مولوی منیب اللہ
صاحب الیچپور اور مولوی مبین اللہ صاحب دہلی گئے۔ خانقاہ مین صرف یہ
تین بھائی صغیر السن رہے آپ کو بمقتضائے عمر کبوتر بازیکا شوق تھا۔ ایک روز
آپکے جد امجد کا مرید داؤد خان خانقاہ مین آیا اوسوقت آپ کبوتر بازی مین
مشغول تھے۔ آپکو بلایا اور نصیحت کی اور افسوس کیا اور عرض کیا کہ یہ فعل آپکی
شانکے خلاف ہے آپ بہت پشیمان و نادم ہوئے۔ اُسیوقت کبوتر بازی سے
توبہ کی تحصیل علم کے طرف متوجہ ہوئے۔ مولانا عبد الغنی سے قران شریف
حفظ کیا اور کتب درسیہ مولانا سے اور قاضی سیف اللہ سے ختم کین۔ اور عم
بزرگوار کو حفظ قرآن و تکمیل کی خبر دی اور لکھا کہ آپ یہان تشریف لائیے
ماہ مبارک مین قرآن شریف سماعت کیجئے۔ مولانا منیب اللہ الیچپور سے
آئے اور تراویح مین شریک ہوئے۔ اور آپکا قرآن سنا بہت خوش ہوئے
تحسین و تعریف کی پھر آپنے عم بزرگوار سے علم باطنی بھی حاصل کئے مرید و خلیفہ
ہوئے۔ فاضل علامہ و عالم فہامہ و عارف کامل ہوئے۔ آپکے علم و فضل کی
شہرت بلند آوازہ ہوئی۔ آپ اوسی زمانہ مین شیخ ابو المظفر مرحوم کی زیارت
کیلئے برہانپور مین گئے۔ میر زین العابدین دختر زادہ شیخ کے مکان پر فروکش ہوئے

اوسیوقت میر حسن اتفاق سے حضور آصفجاہ بھی شہر میں وارد ہوئے۔ میر مذکور نے
عند الملاقات حضور سے آپکا تذکرہ کیا اور آپکی خاندانی عظمت کا بھی اظہار
کیا حضور آپکی ملاقات کے مشتاق ہوئے۔ میر موصوف آپکو حضور کی خدمت مین
لایا حضور نے تعظیماً قیام کر کے مصافحہ و معانقہ فرمایا۔ آپکی تعظیم و توقیر کی اور
آپکے علم و فضل کی تعریف کی۔ اور زبان مبارک سے فرمایا کہ آپ ہمراہ دہلی چلئے
حضور بادشاہ سے آپکے لئے کوئی گاؤں جاگیر مقرر کراؤنگا آپنے قبول نہین کیا
رخصت کے وقت حضور نے پانسو روپیہ نذر و خلعت دی۔ آپکے رخصت کے بعد
حضور نے مصاحبین سے کہا کہ اس بزرگ خورد سال کے چہرے سے بزرگی کے
آثار نمایان ہین نواب ظہیر الدولہ رعایت خاں و عضد الدولہ مجلس مین حاضر تھے
فرمایا کہ یہ بزرگ بزرگان سلف کا ہمقدم ہے۔ آپنے برہانپور سے مراجعت
کر کے حرمین شریفین کا قصد کیا۔ والدہ و جدّہ سے اجازت چاہی۔ والدہ
راضی نہیں ہوتی تہین۔ مگر جدّہ نے راضی کیا۔ آپ روانہ ہوئے۔ نواب
ظہیر الدولہ نے رخصت کیوقت دوہزار روپیہ نذر کئے۔ ۱۱۳۱ھ گیارہ سو
اکتیس ہجری مین حج و زیارت سے سرفراز ہوئے اور مدینہ منورہ مین۔ مولانا
عبد الکریم سے حدیث میں سند لی۔ اور مدینہ سے حسب بشارت آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم شیخ زین الدین یمنی کی ملاقات کے لئے یمن پہنچے۔ آپ
شیخ کی خانقاہ مین فروکش ہوئے۔ اُسوقت شیخ خانقاہ مین نہیں تھے۔

باغ مین رونق افزا تھے۔ آپ باغ کے طرف متوجہ ہوئے۔ راستہ میں
شیخ سے ملازمت ہوئی۔ شیخ نے آپکو دیکھتے ہی فرمایا۔ السلام علیکم یا ظہیر الدین
آپنے جواب دیکے دریافت کیا کہ آپکو میرا نام کیونکر معلوم ہوا۔ فرمایا عالم رویا
مین۔ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے مجکو بشارت دی کہ ولدی سید ظہیر الدین
آپکی خدمت میں آتا ہے اوسکو خرقہ عنایت کیجئے۔ مین آپکا منتظر تہا۔ پہر
شیخ نے آپکو نقشبندیہ خلافت کا خرقہ عنایت کیا۔ مرتبہ کمال کو پہنچے۔
شیخ موصوف بہی خواجہ عبد الباقی کے مرید و خلیفہ تھے اور خواجہ شیخ تاج الدین کے
اور شیخ خواجہ باقی باللہ کے مرید و خلیفہ تھے۔ آپ شجرہ نقشبندیہ میں شیخ کا
نام۔ اور قادریہ و چشتیہ و سہروردیہ میں حضرت سید منیب اللہ کا نام تحریر
فرماتے تھے۔ پہر آپ یمن سے وطن مالوفہ آئے۔ اعزہ و اقارب سے
ملے سب آپکی ملاقات سے خوش ہوئے۔ خلایق جوق جوق آکے مرید
ہوتی تھی۔ چندروز کے بعد آپ نے برہانپور کا سفر کیا وہان تمام مشایخ نے
آپکا اعزاز و احترام کیا۔ سب آپکی محبت و ملازمت کو مغتنمات سے جانتے
تھے اسوقت بھی حضور آصفجاہ برہانپور میں تھے۔ آپنے ملاقات بھی
نہیں کی۔ اور برہانپور سے ایلچپور آئے۔ عم معظم اور مرشد اقدم مولانا سید
منیب اللہ سے ملے۔ مولانا آپکی ملاقات سے بہت ہی خوش ہوئے
اور آپکے علم و فضل کی تعریف کی فرمایا کہ ہمارے خاندان مین دو شخص عدیم النظیر ہین

ایک مولانا ظہیر الدین۔ دوسرا سید قمر الدین۔ چند روز کے بعد آپنے ایلچپور سے وطن مالوفہ بالاپور میں مراجعت کی اور ۱۱۴۹ھ گیارہ سو انچاس ہجری میں دوبارہ حرمین شریفین کا عزم بالجزم کیا۔ اوسوقت مع عیال و اطفال روانہ ہوئے۔ والدہ اور دونو بھائی۔ اور بیوی صاحبہ کو ہمراہ لے گئے۔ آپ جب ملیر میں پہنچے وہان شاہ محمد سعید شناوی سے ملاقات ہوئی اُس نے آپکی بڑی خاطر و مدارات کی۔ چند روز مہمان رہے۔ پھر وہانسے رخصت ہوئے۔ شاہ موصوف رخصت کے بعد کہتا تھا۔ کہ مین اکثر بزرگون سے ملا ہون مگر کسی کو آپکا نظیر نہین پایا۔ علی ہذا القیاس آپکی نسبت سید بدیع الحق نقشبندی جو جعفر آباد میں مدفون ہین فرماتے تھے کہ آپ پیر زمانہ ہیں اور سید علی اکبر نقشبندی برہانپوری کہتے ہیں کہ آپ حقائق و معارف کے دریا ہیں۔ آپ مع الخیر والعافیت مکہ معظمہ مین پہنچے حج و زیارت سے فارغ ہو کر یمن کے طرف متوجہ ہوئے رخصت کے وقت شیخ عماد الدین دہوی جو خارق عادت تھے شیخ نے دیکھتے ہی کہا سُبحان اللہ گویا یہ بزرگ شیخ زین الدین ہے۔ آپ یمن میں پہنچے شیخ زین الدین فوت ہوا تھا اوسکے فرزند شاہ عبد الخالق یمنی سے ملے۔ شاہ نے ملاقات کے بعد کہا کہ والد مرحوم نے مجھکو رحلت سے قبل فرمایا تھا کہ سید ظہیر الدین میری رحلت کے بعد آئینگے۔ سلام کے بعد یہ جبہ و کلاہ اونکو دینا حاضر تھے لیجائیے۔ آپنے جبہ و کلاہ سر آنکھوں پر رکھا۔ ہمراہ لے آئے۔ بالاپور مین

موجود ہے۔ آپ یمن سے مع الخیر والعافیہ وطن مالوفہ میں پہنچے۔ چند روز کے بعد بیمار ہوئے۔ ہمیشہ موت کی آرزو کرتے تھے اور فرماتے تھے الموت خیر۔ یوصل الحبیب الی الحبیب۔ زندگی کو وبال جان سمجھتے تھے۔ اسی حالتمین مرض بڑھتا گیا۔ جناب سید منیب اللہ نے اورنگ آباد بلایا۔ آپ حسب الطلب اورنگ آباد گئے۔ معالجہ شروع ہوا۔ آپکا قارورہ دیکھہ کے اطبا کہتے تھے کہ قارورہ مین حدت معلوم ہوتی ہے۔ آپ مرض عشق الٰہی مین مبتلا ہیں۔ الغرض حکما و اطبا کا معالجہ مفید نہین ہوا۔ مرض روز بروز بڑہتا گیا۔ آخر آپ نے حضرت منیب اللہ سے رخصت کی درخواست کی اور کہا آپ بھی اس آخر وقت مین ہمراہ رہین۔ آپنے قبول کیا سب اورنگ آباد سے بالاپور آئے۔ آپنے زندگی مین تجہیز وتکفین کے بارہ مین وصیت کی۔ کہا قبر مسلمان کے ہاتھہ سے کندہ کرانا اور کفن جو زمزم میں تر کیا ہوا ہے دینا۔ اور جدّہ ماجدہ کے ہاتھہ کے رشتہ سے کفن کو سینا۔ نصایح کے بعد آخر وقت شب مین پوچھا کیا وقت ہے حاضرین نے کہا صبح صادق کا وقت قریب ہے۔ آپنے فرمایا اذان کہو موذن نے اذان شروع کی جب موذن نے لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ کہا آپ جان بحق و اصل مطلق ہوئے۔ یہہ واقعہ شب پنجشنبہ چہبیسوین ۲۶ تاریخ ماہ جمادی الثانی ۱۱۴۱ھ گیارہ سو اکتالیس ہجری میں واقع ہوا آپکی عمر

پینتیس سال کی تھی مدت خلافت بائیس سال اور ایک مہینہ پانچ روز آپکے خلفا چار تھے۔ عبد الرحیم برہانپور میں۔ محمد سعید مہکر میں۔ محمد رضا لونار میں۔ حافظ حسن خان بن حافظ عالم خان۔ چارون فنا فی الشیخ کے مرتبہ مین تھے اور مولانا سیدا امام الدین و مولانا محمد معصوم دونو بھائی بھی خلفا تھے آپ نے مشکوۃ شریف کا لفظی ترجمہ فارسی مین کیا تہا۔ بالاپور مین موجود ہے۔ مولوی شمس الدین نے مرحوم کی رحلت کی تاریخ لکھی

عارف کامل وحید عصر ممتاز زمان	سید اخی ظہیر الدین مقدس انتساب
شمع اسرار ریاضت بر طریق انبیا	در شبستان جہان چشم وچراغ انتخاب
روح او فرموده عزم سیر گلزار بہشت	داد چشم خویش را از گلستان قدس آب
چون ندای ارجعی از داعی حق گوش کرد	بے تامل گفت لبیک اجابت در جواب
در دمندی سال تاریخش چنان موزون نمود	رفت از آفاق ہے ہے سید عالیجناب

ایضا

شاہ جانباز دین ظہیر الدین	زین سرا رفت دار فانی بود
رفت شادان ازین جہان حزین	زندگی بر دوش او گرانی بود

حضرت مولانا قمر الدین نے مادہ تاریخ عربی مین عدداً ولفظاً کہا اور مولوی شمس الدین مولف عنایت الہی نے اوسپر اور تین مصراع لگائے لوح مزار

مرقوم ہے هُوَ هٰذَا

ظہیر الدین الذی کان فی الدین ظہر جنہ	قیل فی مدحہ ماحی البدعۃ محیی السنہ
قال الہاتف سابق اہل الجنۃ دخل الجنۃ	فی احدی اوا ربعین وماءۃ والف سنہ

باب العین

شیخ عبد الحلیم قدس سرہٗ

آپ حاجی عبد الوہاب کے مرید و خلیفہ ہیں۔ سپاہ گری کے لباس مین مستور الحال رہتے تھے۔ راتدن عبادت و ریاضت مین بسر فرماتے تھے شہر کالپی مین تھے۔ اور عوام الناس کی ہدایت و تعلیم مین مصروف۔ ہر ایک کو نماز روزہ کی بڑی تاکید کرتے تھے۔ ہدایت و تلقین کی وجہ سے آپ کی پرہیزگاری و خداشناسی مشہور ہوئی۔ آپ امرا و فقرا کے مرجع ہوئے بادشاہ نے آپکو نوکری سے معاف کیا اور آپکے لئے ایک حجرہ عبادتخانہ بنا دیا۔ آپ اوسمین عزلت نشین ہوئے چالیس برس تک حجرہ مین سکونت پذیر رہے ذکر و شغل مین مصروف رہتے تھے اکثر اولیاء کرام و خضر علیہ السلام سے عالم مثال و عالم روحانی مین استفادہ کیا۔ پیری مریدی کا سلسلہ جاری رکھا۔ ہزارہا آپ کے فیض سے کامیاب ہوئے ہین۔ اور آپ دکن مین مشائخ کرام و اولیائے عظام کی زیارات کے لئے آئے تھے زیارات سے مشرف ہوکے کالپی مراجعت کی۔ آخر آپنے ۹۸۲ھ نوسو بیاسی ہجری مین اس دار فانی سے خلد برین کو رحلت کی کالپی مین مدفون ہوئے۔ مزار و بہر کت

قاضی عبد القادر قدس سرہٗ

عبد القادر نام۔ آپ ملتانی الاصل ہیں۔ سلاطین خلجیہ مالوہ کے زمانہ میں آپ کے والد ماجد ملتان سے مالوہ میں رونق افزا ہوئے۔ آپ کے والد کا نام مولانا علی تہا۔ آپ بھی والد کے ہمراہ تھے۔ اوسوقت آپکا عالم شباب تہا۔ آپ کی کتب تحصیلی قریب الختم تہیں۔ والد ماجد سے مالوہ میں ختم کیں۔ فارغ التحصیل ہوئے۔ عالم فقیہ وادیب تھے۔ مسائل جزئیات کے استخراج کی قوت کاملہ وملکۂ مدرکہ رکہتے تھے۔ پسر وپدر دونوں تدریس میں مشغول رہتے تھے۔ ملک مالوہ کے بلاد وقصبات میں آپکے فضائل کے چرچے ہونے لگے۔ اطراف سے طلبہ جوق جوق آنے لگے آپکے حلقہ درس کو وہ رونق ورواج ہوا کہ حاکم وقت نے آپکو شہر مانڈو کی قضا کی خدمت پر مامور کیا۔ اور آپکے والد ماجد کے لئے وظیفہ مدد معاش مقرر کر دیا۔ آپ کے والد ماجد تدریس کے شغل میں مصروف رہے۔ اور آپ قضا کی خدمت کو امانت ودیانت سے انجام دیتے رہے۔ مُرتاض ومُتقی۔ مُتدین وامین تھے دین احمدی وسنت محمدی کے حامی تھے۔ اسلام واہل اسلام کے مددگار تھے آپکے عدل وانصاف سے اہل شہر راضی تھے۔ شہر میں کوئی امر خلاف شرع واقع نہیں ہوتا تھا سلاطین افاغنہ خلجیہ شرع کا بڑا لحاظ

رکھتے تھے مذہب سنت جماعت میں بڑے متعصب ہوتے تھے جمعہ وعیدین کی نماز میں شریک ہوتے تھے۔ آپ کے فرزند مسمّی شرف جہان جوان صالح وعالم وفاضل تھے۔ آخر آپنے آٹھ تاریخ ماہ شعبان ۹۸۴ھ نوسو چوریاسی ہجری میں رحلت کی مانڈو میں مدفون ہوئے آپکی رحلت کے بعد قاضی شرف جہان والد ماجد مرحوم کیخدمت پر مقرر ہوئے زار و تبرک ہے

شاہ علی گانوِن دھنی قدس سرہ

شاہ علی نام۔ گاؤن دھنی لقب ہے۔ یعنے گاؤن کے مالک ہیں جس طرح مالک اپنے ملک کی حفاظت کرتا ہے۔ اوسی طرح آپ بھی گجرات کی حفاظت فرماتے تھے۔ گویا آپکی برکت سے گجرات محفوظ ہے۔ آپکی نسبت کا سلسلہ سید احمد کبیر رفاعی سے پہنچتا ہے۔ اور آپکی ننہیال کا سلسلہ حضرت محبوب سبحانی سے ملتا ہے۔ غرض آپ نجیب الطرفین شریف السلسلتین سے ہیں۔ آپکا مولد ومنشا احمد آباد گجرات ہے۔ آپنے جوانی کے زمانہ مین علماء گجرات کیخدمت میں کتب تحصیلی سے فراغت پائی اور والد ماجد سے خلافت واجازت حاصل کی۔ اذکار واشغال مین شب وروز مشغول ہوئے ریاضت شاقہ ومجاہدات شدیدہ کے بعد مرتبہ کمال کو پہنچے۔ عارف کامل و درویش واصل ہوئے۔ درس وتدریس وہدایت وتلقین مین ہمہ تن مصروف ہوئے۔ بزرگان سلف کی مسند پر جانشین ہوئے۔ خانقاہ ومسند کو

رونق دی۔ طالبین و مریدین آپکے فیض صحبت سے مراتب اقصی و مدارج اعلی کو پہنچے۔ اہل گجرات پر آپکی تعلیم وہدایت کا ایسا اثر ہوا کہ گہر گہر پیری و مریدی کا سلسلہ جاری ہوا۔ قصبات و دیہات مین آپکے تلامذہ دین و اسلام کی دعوت و سنت محمدی و سیرت احمدی کی اشاعت کرنے لگے۔ اکثر ہنود جہلا راہ راست پر آئے اور خوشی سے دین محمدی میں داخل ہوئے۔ واقعی ہند مین اکثر اسلام کی اشاعت اولیاء اللہ و اہل اللہ کے کشف و کرامت سے ہوئی۔ اولیاء کرام اسلام کے حامی و اہل اسلام کے مددگار تھے آپکا مشرب صلح کل تہا۔ آپکی ذات بابرکات اہل اصنام و اہل اسلام کا مرجع تھی دونو فریق آپکے معتقد تہے

نقل ہے

کہ جب محمد غوث گوالیری گوالیر سے گجرات میں آئے چند علمائے ظاہری و مشائخ نے امتحاناً ایک زندہ شخص کو جعلی مردہ بنا کے اوسکی تجہیز و تکفین کر کے بشکل جنازہ شیخ کے سامنے لائے اور آپسے کہا کہ جنازہ کی نماز پڑہیے آپنے فرمایا مین مسافر ہون مشائخ نے اصرار کیا آپنے فرمایا زندہ کی نماز پڑہون یا مردہ کی مشائخ نے کہا آپ کیا فرماتے ہیں کہین زندہ کی بھی نماز ہوتی ہے آپ اُسوقت امام ہوئے اور اللہ اکبر کہا اُدہر جعلی مردہ کی روح پرواز ہوئی نماز کے بعد سب نے فاتحہ پڑہی اور جنازہ کو اُٹھائے اور اُسکو ٹٹولا دیکہا واقعی مردہ ہے۔ سبنے افسوس کیا اور جنازہ دفن کیا شیخ کی ولایت کے معتقد ہوگئے

معتقد ہوئے۔ پہر رشک و حسد سے شیخ کے عملیات مین شک کرنے لگے عمداً
شیخ کو ایک ویران مکان مین جو جنات کا مسکن مشہور تہا کوئی شخص بنی آدم سے
وہان نہیں ٹہر سکتا تہا۔ فروکش کیا آپ معہ مریدین اوسمین فروکش ہوئے
رات کو دستر خوان چنا گیا یکایک چہت مین سے مٹی پہر کچرا کوڑا اگرنا شروع
ہوا کہانے کے برتنوں پر پڑنے لگا سب نے کہانا ترک کیا اور شیخ بہی دست
بردار ہوئے۔ فرمایا کلہہ اسکا بندوبست کرینگے۔ صبح ہوتے ہی ایک آہنی
یا مسی دیگ منگوائی اور اوسمین تیل ڈالکر چولہے پر چڑہا دیئے اور نیچے آگ
سلگا دی تیل خوب گرم ہوا اُبلنے لگا اُسوقت ایک تعویذ لکہہ کے اُسمین
ڈالدیا ایک ساعت کے بعد ہزارون پرند اُڑتے ہوئے آتے تہے۔ اور
دیگ مین گرتے تہے جل بہنکر نیست و نابود ہوجاتے تہے۔ جنّات کے بادشاہ کو
خبر ہوئی وہ گہبرا کے شیخ کے مرشد حاجی حمید حضور گنجؒ کی خدمت مین پہنچا۔ عرض کیا حضرت
محمد غوث بنی جان کو جلا رہے ہین مشرق سے مغرب تک اور جنوب سے
شمال تک کے بنی جان کہنچے ہوئے جارہے ہین آپ ہمپر رحم کیجیے اور شیخ کو
اس امر سے باز رکہیے۔ نہین تو بنی الجان کی نسل دنیا سے نابود و معدوم
ہوگی۔ شیخ کو مرشد نے بشارت دی اے محمد غوث بس کر شیخ نے اُسیوقت
دیگ چولہے سے اُتاری۔ گجرات کے مشایخ نے شیخ کے عملیات کا بہی اقرار کیا

مشہور ہے

کہ محمد غوث گوالیری نے گجرات کے تمام مشائخ کو دعوت کی عزت و شان سے
مجلس کو آراستہ کیا اور فرمایا کہ گجرات رات ہے مین اُسکو دن بنانا چاہتا ہون
گجرات کے تمام مشائخ دعوتمین شریک ہوئے مگر آپ صاحب ترجمہ یعنی شیخ علی
گانون دھنی شریک نہیں ہوئے اور دعوت قبول نہیں کی شیخ کا خادم دعوت
دینے گیا تھا اور آپسے کہا کہ میرے مرشد مالک نے فرمایا کہ گجرات رات ہے
مین دن بنانا چاہتا ہون آپنے خادم کا قول سنکے فرمایا کہ جو رات ہے وہ
واقعی میں رات ہے اُسکے کہنے سے دن نہین ہوگا خادم محمد غوث کے
پاس گیا اور آپکی تقریر بیان کی محمد غوث خود بذاتھی آپکے مکانپر آئے آپکے
مکانپر سات زینے تھے شیخ نے زینہ اول کے پایہ پہ قدم رکھا معلوم ہوا کہ
پہلے آسمان پر رکھا علی ہذالقیاس ساتوین پایہ پر چڑھ کے آپکے مکانمین
پہنچا - گویا عرش تھا اور آپسے ملاقات کی - گویا خدا تعالی سے ملا - آپنے
شیخ کو اسرار و نکات سے مشرف کیا - شیخ آپکے مکان سے لوٹکر مشائخ
کی مجلس مین پہنچا اور بیان کیا کہ آج مجھکو معراج نصیب ہوئی مشائخ نے
پوچھا کہان اور کس طرح شیخ نے کہا شاہ علی جیو گانون دھنی کے مکانپر -
گجرات کے علما و مشائخ نے بادشاہ کو مطلع کر کے شیخ کے قتل کا فتوی تیار کیا -
علما و مشائخ کی مواہیر سے مثبت ہوا - فقط مولانا وجیہ الدین علوی نے
فتوی پر مہر نہین کی - اور آپکے پاس آئے اور عرض کیا - حضرت میرے مرشد

ناحق قتل ہوتے ہیں - آپ بچا لیجئے - آپ نے رومال دیا کہ اسکو محمد غوث کے چہرہ پر پھیر کے مجلس مین معراج کی کیفیت دریافت کیجئے - مولانا رومال لیکے مرشد کی خدمتمین آئے شاہ علی جیو گانون دھنی کے حکم کی تعمیل کرکے مرشد سے دریافت کیا - مرشد نے معراج کی کیفیت خواب کیطرح بیان کی مولانا علما کی مجلس مین پہنچے - علمانے مہر کرنے کا تقاضا کیا شیخ نے خواب کا واقعہ بیان کیا علما خاموش ہوئے اور قتل کرانیسے باز رہے فتوی آپکی توجہ باطن سے منسوخ ہوا اور شیخ کی جان محفوظ رہی - شاہ علی جیو گانون دھنی کی شان وعظمت تمام علما ومشائخ مین بڑی ہوئی تھی - سب آپکی کرامت وولایت کے معترف تھے - آپ اکمل الاولیا و افضل المشائخ تھے - آپکے آفتاب جمال کے مقابلہ مین کسی کا چراغ روشن نہین ہوسکتا تہا آپ آسمان ولایت کے آفتاب تھے اور دوسرے بزرگ ستارے تھے شیخ محمد غوث نے بھی آپکی عظمت وبزرگی کو تسلیم کیا - آپسے نیازمندانہ ملاقات کرتے تھے - جبتک گجرات مین رہے آپکی خدمت مین آتے رہے اسرار معرفت ورموز حقیقت مین باہم مذاکرہ رہتا تہا - آپ سلیم الطبع حلیم المزاج تھے - باوجود عظمت وشان فروتنی وکسر نفسی - آپ کی شان تھی ؂

خاکسارے را نشانے دیگر است ؎ این زمین را آسمانے دیگر است

آخر آپنے ۱۴ جمادی الاول ۹۷۳ھ نوسو تہتر ہجری مین اس دار فانی سے

عالم جاودانی کو رحلت کی۔ رائے کھیڑ احمدآباد گجرات مین مدفون ہوئے مزار فائض الانوار زیارت گاہ خاص و عام ہے یزار و یتبرک بہ۔ آپکی عمر ستہتر سال کی تھی۔ سید مصطفےٰ آپکے صاحبزادے سجادہ نشین ہوئے۔ آپ والد ماجد کے ہمقدم تھے۔ اور بزرگان سلف کے طریقہ پر صاحب کرامت وولایت تھے۔ واقف حقیقت و معرفت تھے۔

شاہ عبد الجلیل قادری

آپ شاہ غیاث الدین ثانی قادری کے صاحبزادے ہین۔ آپ کی ولادت احمد آباد گجرات مین ہوئی۔ آپ نے نشو و نما کے بعد حفاظ و قرائے قرآن شریف پڑہا۔ اور کتب درسیہ علما و فضلا کی خدمتمین ختم کین جامع علوم صوری و معنوی مظہر حقایق و معارف ہوئے۔ والد سے خلافت کا خرقہ پایا۔ ہدایت وارشاد کے دروازہ کو کشادہ فرمایا۔ آپ نہایت حسین و خوبصورت تھے۔ آپکا بدن مبارک پیرہن مین شمع فانوس کیطرح نظر آتا تہا۔ اکثر لوگ آپکے چہرہ مبارک کو دیکھکر عالم حیرت مین بے خود ہوتے تھے۔ بعض امرا نے آپ سے پیغام کیا۔ کہ ہماری لڑکی کو نکاح مین لیجئے۔ آپنے فرمایا مین سید یحی بن سید خوند میر چشتی کی لڑکی بی بی عائشہ کے سوا کسی سے نکاح نہین کرونگا۔ تواریخ اولیا کے مولف نے اس نقل کو اس طرح بیان کیا کہ پریون نے آپسے درخواست کی

کہ آپ ہمکو اپنی خدمت مین لیجیئے آپ نے وہی جواب دیا جو بندگو رہوا

نقل ہے

کہ ایکروز کسی مرید نے ایک ڈبیا اکسیر سے بھری ہوئی پیش کی۔ اور عرض کیا کہ اسمین سے اگر رائی کے دانہ کے ہموزن گرم لوہے پر ڈالین تو وہ زر خالص ہوتا ہے۔ آپنے فرمایا میرا جسم اکسیر اعظم ہے اُسیوقت مرید کے سامنے لوہے کا ریزہ ہاتھ مین لیا سونا ہو گیا۔ آپ صائم الدہر و قائم اللیل تھے۔ اکثر اوقات اشغال و اذکار مین بسر کرتے تھے۔ صوم و صلوٰۃ کے پابند۔ سنّت نبوی و دین احمدی کے پیرو تھے آخر آپنے ۹۸۳ھ نوسو تراسی ہجری مین رحلت کی احمد آباد مین مدفون ہوئے۔ آپکے خلفا بیشمار تھے۔ از انجملہ سید مصطفیٰ بن یحیٰ الحسینی۔ سید عبدالحلیم بن سید مصطفیٰ۔ ملک عبداللطیف بن ملک داؤد شاہی شیخ فرید بن شیخ محمد۔ ملک محمود۔ سید خوندمیر۔ سید خلیل شیخ خوب محمد شیخ حاجی شیخ علی شیخ عبداللہ۔ خواجہ زرق اللہ۔ خواجہ عطاء اللہ وغیرہم

کسی شاعر نے آپ کی تاریخ لکھی

شہ خلیل اللہ کہ او عاشق ذات احد است	زبدۂ آل رسول اللہ و قطب صمد است
غوث الاوتاد بُد و سید الافراد بحق	ہادی دو عالم و ہم محترم لم یلد است
مفخر جملہ اولاد علی است و بتول	نور چشم حسن آن رہبر راہ رشد است

سال تاریخ وصالش چو بجستم زازل
ہاتفی گفت بگو شمر کہ معشوق ابد است
۹۸۳ھ

قاضی عبدالجلیل عرف جلال الدین ملتانی

آپ ملتانی الوطن ہین۔ عالم شباب مین وطن سے احمد آباد گجرات مین آئے اور مولانا وجیہ الدین علوی گجراتی کے مدرسہ مین داخل ہوئے۔ مولانا کی خدمت مین کتب تحصیلی سے فراغت پائی اور درویشی کے طرف متوجہ ہوئے۔ مولانا موصوف کے مرید وخلیفہ ہوئے۔ سلسلۂ شطاریہ کے پیرو تھے۔ گجرات سے اکبر آباد گئے وہان ریاضت وعبادت مین مصروف ہوئے۔ اکبر بادشاہ نے آپکو لشکر مین قضا رکی خدمت پر ما مور فرمایا مگر آپ چند روز کے بعد علما کی مخالفت کی وجہ خدمت سے مستعفی ہوگئے بعد ازان اکبر بادشاہ نے آپکو بیجاپور مین افتا کی خدمت پر مامور کیا۔ آپ مدت تک اوس خدمت پر مامور رہے۔ آخر آپنے ۹۹۹ھ نوسو ننیانوے ہجری مین بمقام بیجاپور رحلت کی بیجاپور کے مقبرہ مین مدفون ہوئے۔ مزار زیارتگاہ

شاہ علاء الحق قادری

آپکی نسب کا سلسلہ حضرت محبوب سبحانی قدس سرہ سے منتہی ہوتا ہے آپ سید صحیح النسب ہین جامع علوم ظاہری حاوی فضائل صوری و معنوی درویشی وخدا شناسی کی مسند پر متمکن تھے طالبین ومریدین کو ہدایت

فرماتے تھے۔ آپنے عمر کا بڑا حصہ عرب و عجم کی سیاحت مین گذارا۔ اکثر
شیوخ کرام سے ملے ہین اور استفادہ کیا تارک الدنیا تھے۔ مقام تجرید
و تفرید مین مستغرق و مرتبہ فنا فی اللہ مین محو تھے۔ مدت العمر شادی
نہین کی عالم تجرید مین رہے کسی بزرگ قادریہ کے مرید و خلیفہ تھے
حضرت شاہ صبغۃ اللہ الحسینی المدنی البھروجی سے طریقہ ہدایت و
تلقین حاصل کیا۔ شاہ موصوف کے ملفوظ مین مذکور ہے کہ میر علاء الحق
درویش تجرد محبت حق مین مستغرق تھے کبھی شادیکا ارادہ نہین کیا
انتہی کلامہ۔ ایک روز آپ شاہ صبغۃ اللہ کے حلقہ درس مین گئے
اسوقت تفسیر بیضاوی کا درس ہورہا تہا۔ شاہ صاحب ایک مشکل مسئلہ کے
جوابمین فکر کر رہے تھے۔ آپنے اشکال کا جواب بیان کیا۔ شاہ صاحب نے
دلمین خیال کیا کہ جوابکا تکملہ ہونا چاہئے تاکہ جواب کامل ہو جائے آپنے
ایکساعت کے بعد جوابکا تکملہ بھی بیان فرمایا جواب درست ہوا شاہ صاحب نے
آپسے دریافت کیا کہ آپنے علم ظاہری سے فراغت پائی ہے۔ آپنے
فرمایا ہان۔ آپ ظاہر مین عوام کیطرح رہتے تھے تاکہ فضیلت کا اظہار
نہو ملفوظات کے مولف نے لکھا کہ آپکو شاہ صبغۃ اللہ نے نعمت معنوی
ایک ہفتہ مین عطا کی مستعد تھے۔ صرف حالت منتظرہ تھے شاہ صاحب کی
توجہ سے بدون ریاضت و درجہ کمال کو پہنچے آخر آپکی رحلت سنہ ۱۰۲۱ اکبر آباد

اکیس ہجری مین واقع ہوئی (آہ شاہ طریقت) رحلت کی تاریخ ہے
بیرون حصار بیجاپور مدفون ہوئے ۔ یزار و یتبرک بہ ۔

شیخ عبدالرشید چشتی فاروقی گجراتی

شیخ عبدالرشید نام ۔ آپ شیخ سراج الدین ثانی کے فرزند دلبند ہین ۔ آپکا تولد
احمد آباد گجرات میں ہوا ۔ والد ماجد کے سایہ عاطفت مین تعلیم و تربیت پائی اور کتب
تحصیلی ختم کیں عالم اجل و فاضل اکمل ہوئے ۔ والد ماجد و برادر شیخ یحیی معشوق
اللہ سے خلافت کا خرقہ پایا ۔ معرفت و عرفان کا درجہ حاصل کیا ۔ بزرگان سلف کی
طرح ہدایت و تعلیم کا دروازہ کشادہ فرمایا ۔ طالبین و مریدین بلاد و امصار سے
تحصیل کے لئے آپکی خدمت مین آتے تھے ۔ فائز المرام ہوتے تھے ۔ آپ شہرۂ
آفاق و مقبول خلایق تہے ۔ شریف الاخلاق منیف الاعراق تہے حلیم المزاج
رہنمائی کے سراج تہے ۔ والد و برادر کے فرمانبردار ۔ متقی و پرہیزگار تہے آپ
ہمیشہ معشوق اللہ کیخدمت میں سایہ کی طرح ملازم رہتے تہے اور خدمت کذاری کا
حق ادا کرتے تہے ۔ حضرت مولانا بہی آپسے نہایت ہی محبت و خلوص رکہتے تہے
اور آپکو فرزندوں سے زیادہ عزیز سمجھتے تہے ۔ اور مولانا نے خاص اپنی صاحبزادی
آپسے شادی کردی تہی ۔ گویا آپ مولانا کے فرزند ہی تہے ۔ مجمع الاولیا کے مولف
لکھا کہ جب عالمگیر بادشاہ غازی حضرت مولانا معشوق اللہ کی ملاقات کیلئے
آیا ۔ تب اولاً آپسے ملاقات کی ۔ بعد ازاں آپ کے توسل سے حضرت سے

ملاقات کی۔ جب عالمگیر بادشاہ مع شیخ نظام دکنی مسجد مین داخل ہوا او وقت آپ مسجد کے صحن میں اور حضرت مولانا حجرہ مین تہے۔ آپنے نہایت ادب سے استقبال کیا۔ عالمگیر نے سبقت کر کے السلام علیکم کہا۔ آپنے وعلیکم السلام جواب دیا۔ عالمگیر نے شیخ نظام سے پوچھا کہ آپکی تعریف کیجئے۔ شیخ نے گذارش کی۔ کہ آپ مولانا کے بنی عم ودامادہین۔ آپکا نام مولوی عبد الرشید ہے پہر عالمگیر نے آپسے مصافحہ کیا بعد ازان آپنے مولانا کو بادشاہ کی تشریف آوری سے مطلع فرمایا۔ حضرت شیخ یحیی معشوق اللہ حجرہ سے برآمد ہوئے۔ حسن اخلاق سے ملے۔ شیخ نظام بادشاہ کے بازو میں کہڑا تہا۔ مگس رانی کرتا تہا۔ آپ حضرت کے پہلو مین تہے اور چنور ہلا رہے تہے۔ تہوڑی دیر باہم مکالمہ رہا پہر بادشاہ رخصت ہوا۔ حضرت چند قدم متابعت کر کے حجرہ میں گئے۔ اور آپ بادشاہ کے ہمراہ دروازہ تک گئے۔ بادشاہ سوار ہو کے روانہ ہوا۔ آپ حضرت کیخدمت مین آئے ہم بادشاہ کی ملاقات کا ذکر حضرت معشوق اللہ کے حال میں مفصل بیان کرینگے انشاء اللہ تعالے آپ صاحب کرامت ومظہر ولایت تہے۔ آپ کی کرامتین گجرات مین مشہور ہین۔ خلایق آپکے فیضان نعمت سے مستفید ہوتے تہے۔ جب سنہ ۱۱۰۶ ایکہزار چہہ سٹہہ ہجری مین حضرت معشوق اللہ مع برادر شیخ فرید الدین حرمین شریفین کو روانہ ہوئے۔ آپکو اپنا قایم مقام فرمایا۔ تمام خانقاہ و لنگر خانہ وغیرہ

کا اہتمام آپکے تفویض کیا۔ آپ حسب الحکم تعمیل کرتے تھے۔ حضرت کی رخصت کے بعد آپ بیمار ہوئے۔ سات آٹھ مہینے تک بستر سے علیحدہ نہین ہوئے۔ معالجہ فرماتے تھے۔ مگر مرض روز بروز بڑھتا جاتا تھا۔ آخر آپ نے بروز چہارشنبہ پندرہوین تاریخ ماہ محرم سنہ ۱۰۶۸ اکہزار اڑسٹھ ہجری مین اس دار فانی سے بہشت برین کو رحلت کی۔ شاہ پور احمد آباد گجرات مین مدفون ہوئے آپ لاولد تھے شیخ رکن الدین احمد بزرگ بن حضرت شیخ محمد یحیی چشتی کو فرزندی میں لیا تھا۔ مخبر الاولیا کے مولف نے لکھا کہ جب آپ نے یہان رحلت کی کشف باطنی سے حضرت شیخ یحیی چشتی کو مدینہ منورہ مین معلوم ہوا حضرت نے عزیز القدر شیخ فرید الدین سے فرمایا۔ اے فرید رشید بھائی کا انتقال ہوا۔ دونون نے فاتحہ خیر پڑھی۔ زار و متوسل ہ

شاہ علی پہلوان

آپ صوفی سرمست کے مرید و خلیفہ ہین۔ بہادری و شجاعت مین یگانہ ولاوری و ہمت مین مشہور زمانہ تھے۔ ضلع کرنول مین تھے ہدایت و تلقین مین ہمیشہ مشغول رہتے تھے۔ ہزارہا بیدین آپکی ہدایت سے مسلمان ہوئے اور بت پرستی سے توبہ کئے۔ کرنول کے اطراف مین آپکی توجہ سے اسلام شایع ہوا اور دین محمدی نے رواج پایا۔ اکثر اوقات اہل اصنام نے آپسے جنگ کیا۔ مگر ہر وقت مغلوب ہوئے۔ آپ صاحب کرامت و خارق

عادت تھے۔ اب بھی آپکے مزار پرانوار سے فیض جاری ہے معتقدین حسن عقیدت کی بدولت کامیاب ہوتے ہین۔ آپ اکیسوین تاریخ ماہ ذیقعدہ ۶۷۲ھ سنہ چھہ سو بہتر ہجری مین بہشت برین کو روانہ ہوئے ایسیور علاقہ کرنول مین مدفون ہوئے۔ یزار ویتبرک بہ۔ فقیر مولف کو سنہ وفات مین کامل یقین نہین ہوتا ہے۔ شاید کتب تواریخ مین سہو کاتب سے غلطی واقع ہوئی ہو۔ صوفی سرمست کا مرید وخلیفہ ہونا بالواسطہ ہوگا۔ نہ بالذات

سیّد علاؤالدّین علوی نذر باری

آپ سیّد صحیح النسب ہین۔ بعض مورخین نے لکھا کہ سید حسین خنگ سوار کے برادر حقیقی ہین۔ آپ حضرت خواجہ معین الدین قدس سرہ کے ہمرکاب تھے۔ عالم فاضل عارف کامل ہیں۔ صاحب خرق عادت وکرامت تھے خلایق کو ہدایت اور ارشاد فرماتے تھے اور اسلام کی اشاعت و دین محمدی کے رواج مین کوشش و جانفشانی زیادہ کرتے تھے

نقل ہے

کہ آپ ایکروز حضرت خواجہ کی مجلس مین تشریف رکھتے تھے۔ یکایک ایک سید مظلوم آیا۔ اور حضرت سے عرض کیا کہ مین نذربار خاندیس مین گیا۔ وہان کا حاکم راجہ رائے نندگولی ہے۔ اہل شہر نے مجھہ سے پوچھا کون ہو کہانسے آئے ہو۔ مین نے کہا سید ہون عرب سے آیا ہون۔ راجہ نے حکم دیا کہ اس کو مارو اور شہر سے خارج کرو۔ راجہ کے ملازمین اور اہل شہر نے مجھکو مارا اور

میرا ہاتھ قطع کیا۔ اور طرح طرح کی ایذا دی۔ اور مجھکو نکال دیا۔ مین آپکے پاس استغاثہ کیلیے آیا ہون حضرت خواجہ نے آپکو ارشاد کیا کہ جائیے کفار کو سزا دیجیے۔ اور جہاد کیجیے۔ اور اسلام کو شایع فرمایئے۔ آپ حسب الارشاد مع چند بہادر نذر بار روانہ ہوئے اور نذر بار پہنچے۔ نذر بار کا راجہ مقابلہ کیلیے فوج لیکر بر آمد ہوا۔ حضرت سے مقابلہ کیا طرفین مین متعدد جنگ ہوئے ہنود مقتول و مجروح ہوئے اور اہل اسلام نے ہنود کا دیول جو عجائبات سے تھا اوسکو منہدم و مسمار کیا۔ آخر لڑائیمین آپ اور کل مریدین ہمراہی شہید ہوئے ایک بزرگ مسمی شیر ابو الغازی تھے اونکا بھی مزار نذر بار کے دروازہ کے باہر واقع ہے اور ایک مقام مین گنج شہیدان بھی ہے عوام مین مشہور ہے دیر تک بدون سر لڑتے رہے۔ آخر ایک پہاڑ کے ٹیلہ پر ایک قبر مین دفن کیے گئے بعض کا قول ہے کہ خود قبر مین داخل ہوئے۔ یہ واقعہ ۶۱۲ھ چھ سو بارہ ہجری مین واقع ہوا قبر کا نشانہ معلوم ہونیکی وجہ سے زمین ہموار ہوگئی تھی آخر سید شاہ عالم نذر بار مین رونق افزا ہوئے۔ کشف باطنی سے آپکی قبر کا نشان تبلایا۔ اور قبر کے اطراف ایک دائرہ کھینچ دیا۔ پھر مبارک شاہ فاروقی کے زمانہ میں ۱۴ جمادی الثانی ۹۶۶ھ نوسو چھیاسٹھہ ہجری مین ملک ناصر گجرات نے قبر اور گنبد پختہ اور ملک چمن نے مسجد پختہ تعمیر کرادی یادگار باقی ہے۔ آپکے ملفوظ مین مرقوم ہے کہ حضرت شاہ محمد علی رضا

مجددی جو مجدد الف ثانی کی اولاد مین تھے۔ فرماتے تھے کہ مین نے عرب و عجم کی سیاحت کی۔ اکثر علما و مشایخ سے ملا چھ شخص ایسے دیکھے جو عدیم المثال تھے۔ ایک حضرت خواجہ معین الدین چشتی۔ دوم حضرت قطب الدین بختیار کاکی سوم حضرت شیخ فرید الدین گنج شکر۔ چہارم حضرت سلطان المشایخ نظام الدین اولیا۔ پنجم جدی حضرت شیخ احمد سرہندی مجدد الف ثانی۔ ششم سید السادات حضرت سید علاء الدین نذر باری قدس سرہم۔

نقل ہے

کہ ایکسال آسمان سے آپ کی گنبذ پر صاعقہ گری مزار کے اطراف گھوم کے نکل گئی۔ گنبد اور مزار کو کچھہ صدمہ نہین پہنچا۔ ہمیشہ آپکا مرقد مبارک نورانی نظر آتا ہے جو صاحب دل و صاحب نظر ہین اونکو دکھلائی دیتا ہے بزار دیتبرکن بہ

سید علی شہید قدس سرہٗ

آپ متقدمین مشایخ کرام۔ و مجاہدین ذوی الاحترام سے ہیں۔ ملک عرب سے بیجاپور میں مع چند فقرا اوس زمانہ مین آئے کہ اہل اصنام کا تسلط تھا۔ اور بت پرستی کا بازار گرم تھا۔ آپ چاہتے تھے کہ مشرکین کو بلطف و تالیف سے اسلام و ایمان کی دعوت دین۔ مگر اہل اصنام آپکی ایذا رسانی کے لئے مستعد ہوئے۔ اور جنگ کے لئے مقابل ہوئے۔ آپ بھی مع فقرائے ہمراہی جنگ کے لئے قائم ہوئے باہم خوب جنگ ہوا۔ بے شمار ہنود مقتول و مجروح ہوئے

اور آپ معہ جملہ فقرا شہید ہوئے۔ مشہور ہے کہ جنگ مین آپکا سر مبارک تن سے
قطع کیا گیا تہا۔ آپکا جسم مبارک بدستور چند قدم آگے بڑہکے ہنود کو ضرب
شمشیر سے ہلاک کرتا تہا۔ آخر زمین پر گرا بحس و حرکت ہوا۔ چنانچہ آپکا سر مبارک
قاضی محمد باقر کے مکان کے عقب میں متصل مسجد اور تن مبارک شاہ حضرت
قادری کے مقبرہ کے قریب قاضی کی حویلی کے دروازہ مین مدفون ہین
و گنج شہیدان بہی وہان واقع ہے۔ گنج شہیدان مین آپکے ہمراہی فقرا و غزاۃ
مدفون ہیں اس واقعہ کی تاریخ و سنہ معلوم نہین ہوا۔ تقریباً سنہ
ہجری معلوم ہوتے ہیں۔ والعلم عند اللہ۔

شیخ عبد الصمد کنعانی قدس سرہ

شیخ عبد الصمد نام کنعانی الاصل تہے۔ آپ شیخ لطف اللہ قادری کے
مرید و خلیفہ ہیں اکمل اولیا سے شمار کئے جاتے ہین۔ آپکو جو کچھہ ملا حضرت
شیخ لطف اللہ سے حاصل ہوا شیخ لطف اللہ کے بعد آپہی سجادہ
نشین ہوئے تہے۔ شریعت نبویہ و سنت مصطفویہ کے طریقہ پر قائم رہے
اور آپ سے حضرت سید محمود المشہور شاہ حضرت حسینی نے استفادہ کیا اور
اور آپکا مرید و خلیفہ خاص تہا

نقل ہے

کہ ایکروز آپنے ایک نقش لکہا۔ خانہ پری کی مگر خانہ مقصود کو خالی رکہا
بستر کے نیچے رکہکے ضرورت کے لئے برآمد ہوئے طہارت و وضو مین

مشغول ہوئے۔ یہان شاہ حسینی نے نقش کو دیکھا۔ اور خالی خانہ کو عدد سے بہر دیا۔ عدد کے لکہتے ہی عالم غیب سے ہون وطلا کے بدرے برآمد ہوئے انبار خانہ ہوگیا۔ شیخ کی خانقاہ خزانہ ہوگئی۔ شاہ صاحب متحیر ہوئے کہ شیخ قضاے حاجت کے بعد آئے حالت دیکھ کے غضب ناک ہوئے اور فرمایا کہ یہ کام کسنے کیا شاہ صاحب نے عرض کیا کہ یہ خطا حقیر سے صادر ہوئی فرمایا نقش کو محو کرد۔ شاہ صاحب نے مٹایا۔ اوسیوقت ہون وطلا کے خریطے گم ہوئے۔ آخر آپنے ۵ محرم ۱۰۱۶ھ ہجری مین رحلت کی۔ مرشدین کے روضہ کے قریب مدفون ہوئے۔ یزار و یتبرک بہ۔ شیخ عبدالکریم انصاری لاہوری مصنف شرح لمعات و شرح جام جہان نما آپکے مرید و خلیفہ تہے

مولانا عبید الرحیم

آپ بیجاپور کے متاخرین علما سے تہے۔ آپ بیجاپور کی تباہی و خرابی کے زمانہ مین سن شعور کو پہنچے تہے۔ آپ کے دل مین علوم و فنون کا شوق موجزن تہا۔ اور اوسوقت بیجاپور کے مدارس ویران و خراب تہے اور مدارس و تدریس کے بازار سرد ہورہے تہے۔ مگر بعض مقامات مین صرفی و نحوی و منطقی علما بحال تباہ موجود تہے۔ آپ کسی مقام میں صرف اور کہین نحو اور کہیں منطق اور کہین فارسی پڑہتے تہے۔ اور تحصیل علوم مین محنت و مشقت کرتے تہے۔ آخر بادشاہ عالمگیر نے قاضی ابوالبرکات کو

قضا کی خدمت پر مامور کیا آپ بیجاپور مین رونق افزا ہوئے۔ عالم متبحر تھے آپنے قاضی صاحب کی خدمت مین کتب درسیہ ختم کین فارغ التحصیل ہوگئے درس و تدریس کا سلسلہ جاری کیا۔ ساٹھہ برس تک تدریس کی مسند پر جلوس کرتے رہے۔ آپ استاد البلد تھے شہر کے اکثر امرا زادے و مشایخ زادے آپکے تلامذہ تہے۔ آپ فصوص الحکم وغیرہ کتب تصوف بہی پڑہاتے تھے غرض آپکا فیض ظاہری و باطنی شہر مین جاری تہا۔ آپ صاحب مراقبہ و مکاشفہ بہی تھے۔ اکثر مشایخ متقدمین سے عالم روحانی مین استفادہ کیا ہے۔ مدة العمر عالم تجرید و درویشی میں رہے تارک الدنیا تہے۔ دنیوی جاہ و حشمت سے دور رہتے تھے۔ حضور آصفجاہ نظام الملک دہایت محی الدینخان بیجاپور کی حکمرانی کے عہد مین آپسے حسن اعتقاد رکہتے تہے اور چاہتے تہے کہ آپکے لئے جاگیر مدد معاش مقرر کرین مگر آپنے قبول نہین کیا۔ آخر آپنے اونیس تاریخ ماہ جمادی الثانی ۱۱۶۰ھ گیارہ سو اڑسٹھہ ہجری مین خلد برین کو رحلت کی روضۃ الاولیا کے مولف کے والدنے فارسی و عربی مین مادۂ تاریخ لکہا۔ فارسی مین ایک عدد ڑہتا ہے (آفتاب رفتہ) (کذلك الفوز الکبیر) ابو بکر بالفقیہ کے خانقاہ مین مدفون ہوئے۔ آپکے شاگرد رشید مولوی عبدالرحمان حسب نفضا قائم مقام ہوئے تہے۔ مگر چند روز کے بعد عارضہ جنون مین مبتلا ہوئے بزار و نیت ترک بہ۔

عبد السلام شطاری قدس سرہٗ

آپ مشاہیر اولیاء بیجاپور سے ہین۔ آپکی نسب کا سلسلہ حضرت شیخ محمد غوث گوالیری سے ملتا ہے۔ آپ حسن اتفاق سے احمد آباد گجرات سے بیجاپور مین آئے اور یہان متوطن ہوئے۔ صاحب مقامات عالیہ وفضائل کاملہ تہے آپکو بیعت وخلافت کسی بزرگ خاندانی سے تہی۔ قادریہ شطاریہ طریقہ کے پابند تہے۔ طالبین کو ہدایت وارشاد سے مشرف فرماتے تھے۔ گوشہ نشین ومتوکل تہے۔ درویشانہ مزاج تہا۔ صوفیانہ طرز تہی۔ مزاج مین انکساری وکسر نفسی حد سے زیادہ تہی۔ مشہور ہے کہ زبردست عامل تہے مقبول الدعوات تہے۔ آخر آپنے ۱۱۳۵ھ گیارہ سو پنتیس ہجری مین رحلت کی اندرون حصار بیجاپور مسجد شافعیہ کے متصل شرقی جانب مین مدفون ہین۔ اور آپکی قبر کے پہلو مین خواجہ عبد الرحیم کا مزار پر انوار ہے۔ یزار ویتبرک بہٖ۔

شاہ عبد اللطیف قادری قدس سرہٗ

آپ شاہ نور اللہ قادری کے صاحبزادے ہین۔ والد ماجد کے انتقال کے بعد مسند نشین ہوئے۔ مریدین ومعتقدین کو ہدایت وتلقین فرمانے لگے۔ اکثر طلبہ آپکی ہدایت سے درجہ کمال کو پہنچے اور عارف کامل ہوئے۔ آپ صاحب کشف وکرشمہ تہے آپکے اکثر خوارق ظاہر ہوئے ہیں۔ امرا وفقرا آپکے ساتھہ حسن ارادت وعقیدت رکہتے تہے۔ آپ مستغنی المزاج تہے کسی سے

کچھ تعلق نہین رکھتے تھے تارک الدنیا ومافیہا تھے۔ آخر آپنے سنہ ۱۰۸۲ ایکہزار بیاسی ہجری مین رحلت کی والدماجد کے قریب مدفون ہوے۔ مادۂ تاریخ (خلوت گزیدہ) ہے آپکے صاحبزادے مسمی شاہ حضرت قادری لائق وفرمانبردار تھے۔ والد کے قائم مقام ہوئے۔ ہدایت وارشاد فرماتے تھے۔ آپکو آباء کرام کے طریقہ کا زیادہ لحاظ رہتا تھا۔ ہر ایک امر مین بزرگان سلف کی پیروی کرتے تھے۔ سکندر عادلشاہ کی حضور مین معتبر ومعتمد علیہ تھے۔ امور سلطنت مین بادشاہ کو مشورہ دیتے تھے عالمگیر بادشاہ کے نزدیک بہی معزز ومکرم تھے عالمگیر نے آپکے مصارف کیلئے معقول معاش مقرر کردی تہی۔ ابتک اونکی اولاد پر جاری وبحال ہے۔ آخر آپنے ۱۴ محرم سنہ ۱۱۳۰ گیارہ سو تیس ہجری مین دار فانی سے رحلت کی اندرون شہر پناہ بیجاپور اپنی حویلی مین جامع مسجد کے قریب مدفون ہوئے آپکی اولاد مواضع جاگیر مین قیام پذیر ہین۔

السید علی کلان بن سید شاہ حسن عبد القادر الثانی قادری

سید علی کلان نام ہے۔ آپ سید شاہ حسن عبدالقادر ثانی قادری کے صاحبزادے ہین۔ آپکے عم بزرگوار قادری شاہصاحب کو کوئی فرزند نہ تہا آپکو متبنیٰ کیا۔ آپکی تعلیم وتربیت مین خوب کوشش کی۔ آپ لائق ہوئے۔ عم بزرگوار کے بعد سجادہ نشین ہوئے۔ صاحب کشف وکرامات تھے۔ ایکدن آپنے اپنے فرزند عبدالرزاق کو بلایا۔ کہا یا حضرت معشوق ربانی ثانی کے

گنبد میں جاؤ۔ جو مصلّی وہان ہے اوسکے نیچے ہاتہہ ڈالو جو کچہہ برآمد ہووے لے آؤ۔ صاحبزادے نے حسب الارشاد ہاتہہ مصلّی کے نیچے ڈالا جسقدر زر مطلوب تہا۔ اوسیقدر برآمد ہوا زر برآمدہ کو لاکے والد ماجد کے سامنے رکہدیا

خرق دیگر

ایک سرکاری عہدہ دار موضع عرس ورنگل مین گہانس لینے کے لئے آیا حضرت کے طرف سے خادمون نے منع کیا۔ سرکاری عہدہ دار نے خادمونکو دہمکایا۔ خادمون نے آپ سے شکایت کی۔ آپ غصہ ہوئے اوسوقت پان کہارہے تہے۔ معاپان کو نکالکر زمین پر پہینکا۔ یہان آپکے منہ سے پان گرا اور اودہر عہدہ دار کے اونٹ وغیرہ جانور زمین پر گرے۔ حاکم گہبرایا حضرت کی خدمت مین حاضر ہوا۔ بڑی عجز وانکساری کی۔ آپنے معاف فرمایا اونٹ وغیرہ اُٹھہ کہڑے ہوئے اور فرمایا آیندہ کسی فقیر کے ساتہہ ایسا نہین کرنا چاہئے

خرق دیگر

ایک روز آپ حضور نواب نظام الملک آصفجاہ کی خدمت مین آئے۔ نواب نے تعظیم و تکریم کی اوسوقت کسی معتمد نے نواب سے کہا کہ یہ شخص خارجی ہے نظام الملک نے فرمایا ایسا نہین کہنا چاہئے۔ یہ محبوب سبحانی کی اولاد مین سے ہین رفتہ رفتہ یہ بات حضرت کے گوش مبارک مین پہنچی۔ آپ اوسیوقت سوار ہوئے نوابصاحب کی خدمت مین آئے اور نواب نے فرمایا آپ مکرر

کیون تشریف لائے ۔ فرمایا مین آپکے پاس آیا ۔ اور آپکو دیکھکر خوش ہوا اور
دعا دی ۔ اور حضور آصف جاہ سے رخصت مانگی حضور نے فرمایا شاہ صاحب
ابہی چندروز اقامت کیجئے آپنے فرمایا جس مجلس مین فقرا کا مخالف ہو اوس مجلس سے خدا بچائے
عنقریب قائل کے منہ سے نجات برآمد ہوگی چندروز کے بعد ویسا ہی ہوا جیسا آپنے فرمایا تہا

مِن ملفوظاتہ

آپ فرماتے تہے فقیر کو چاہئے ۔ جو کچھ ملے اوسکو خرچ کرے ۔ کلہ کے لئے
ذخیرہ نہ رکہے جسوقت دنیا سے اوٹھے گہر مین سے ایک حبہ بہی نہ نکلے
اور آپ ہمیشہ خدا تعالی سے اس امر کی دعا کرتے تہے آپکی دعا مقبول
ہوئی ۔ وفات کے بعد وہی ہوا جو آپکی خواہش تہی ۔ یعنی گہر سے ایک حبہ بہی
نہیں نکلا ۔ مریدون نے تجہیز و تکفین کی ۔ آپکی وفات بیس تاریخ ماہ رجب سنہ ۱۱۴۱ھ
گیارہ سو اکتالیس ہجری مین ہوئی ۔ بزرگون کے مقبرہ مین دفن کئے گئے

عجیب و غریب

تمام مریدین و معتقدین آپکو دفن کرکے فارغ ہوئے ۔ یکایک سوار سبزپوش نمود
ار ہوا اور گہوڑے سے اترا قبر کے سرہانے کہڑا رہا ۔ فاتحہ پڑہی اور یہ رباعی
تاریخ کہی ۔ اور پہر سوار ہو کر جس راہ سے آیا تہا اوسی راہ چلا گیا ۔ اور نظرون سے
غائب ہوا ۔ ہرچند کہ تلاش کیا گیا لیکن نہین ملا ۔ ف

چون سید علی شاہ پیر ورنگل ؎ ازین دار فنا کردہ بفردوس منزل

گذشتند از ہجرت شاہ مرسل ﷺ ہزار و صد و چہل و یک سال کامل

اولاد امجد

چار فرزند تھے۔ سید عبد القادر عرف قادر شاہ صاحب خورد۔ و سید حسین۔ سید محی الدین عرف پیر بادشاہ صاحب۔ و سید عبد الرزاق صاحب عرف رازق صاحب

تفصیل اولاد سید علی شاہ قدس سرہ

زوجہ اول خدیجہ بی سے

ایک لڑکا اکبر شاہ۔ اور دو لڑکیاں۔ حسین شاہ بی۔ و زینت بی بی۔

زوجہ دوم خدیجہ بی ثانیہ سے

دو لڑکے۔ پیر بادشاہ صاحب۔ و رزاق صاحب۔ اور ایک لڑکی ہیوما عرف رابعہ بی بی

زوجہ سوم زہرہ بی سے

دو فرزند اور ایک لڑکی۔ قادر شاہ صاحب۔ و حسین شاہ صاحب

آپکے فرزندون کی اولاد

پیر بادشاہ صاحب۔ رازق صاحب۔ اکبر شاہ۔ قادر شاہ

سید علی قادری — بادشاہ صاحب — سید علی صاحب — شاہ اولیا صاحب — قادر صاحب — پیر بادشاہ صاحب

قادر صاحب — شاہ جمال صاحب — اکبر شاہ صاحب — حیدر صاحب — قادر بادشاہ

محی الدین بادشاہ۔ قادر شاہ صاحب۔ شاہ رحمت اللہ صاحب

سید الکبیر الشریف شیخ العیدروس قدس سرہ

آپ عبداللہ عیدروس کے صاحبزادے ہین آپکی ولادت ۹۱۹ھ نوسو انیس ہجری مین بلدہ تریم ضلع حضرموت مین ہوئی آپنے عالم شباب مین والد ماجد سے علوم و فنون صوری و معنوی حاصل کئے ۔ اور عیدروسیہ طریقہ مین والد سے خلافت و اجازت لیکر حرمین شریفین کو گئے ۔ ماہ رمضان مکہ معظمہ مین داخل ہوئے ۔ مطابق حدیث اِنَّ عُمْرَۃً فِی رَمَضَانَ کَحَجَّۃٍ ۔ دن کو چار عمرے اور رات کو چار عمرے ادا کرتے تھے حج و طواف کے بعد مدینہ منورہ گئے ۔ روضہ منورہ کی زیارت سے مشرف ہوئے وہان مولانا افسر المحدثین شیخ شہاب الدین احمد بن محمد الہیثمی سے ملاقات کی شیخ کی صحبت مین اکثر فوائد حاصل کئے رخصت کے وقت شیخ سے دعائے خیر کی درخواست کی شیخ نے چند قدم احتراماً مشایعت کرکے آپکے لئے دعائے خیر یہی فرمایا خدائے تعالیٰ آپکی تصنیفات خلایق مین مقبول کرے ۔ اور آپکی باقیات الصالحات کو بڑہائے ۔ اور آپ کو امراض جسمانی و آفات آسمانی سے محفوظ رکھے ہے شیخ کی دعائین آپکے لئے مقبول ہوئین ۔ آپنے ۹۵۸ھ نوسو اٹھاون ہجری مین حرمین شریفین سے وطن کو مراجعت کی اور وہان سے احمد آباد گجرات مین تشریف لائے ۔ سلطان محمود بن لطیف خان بن مظفر خان والی گجرات نے آپکی تعظیم و توقیر کی اور بادشاہ آپکا معتقد ہوا ۔ آپکے لئے

وظیفہ معقول مقرر کر دیا۔ آپ اطمینان سے وہان سکونت پذیر ہوئے۔
اور خلایق کو ہدایت کرنے لگے۔ آپ زبردست عامل تھے ہر ایک حاجتمند کو
تعویذ اور دعا سے سرفراز فرماتے تھے حاجتمند کامیاب ہوتے تھے ۹۶۶ھ
نو سو چھیاسٹھ ہجری مین آپ احمد آباد گجرات سے سورت مین رونق افزا ہوئے
اسوقت مسلمان حج کے لئے بندر سورت سے سوار ہوتے تھے اہل ہند کیلئے
سوائے سورت کے اور کوئی مقام نہین تھا۔ کہ جہاز پر سوار ہو جائین عرب سے
اکثر جہاز بندر سورت مین آمد و رفت کرتے تھے۔ بندر سورت آباد و معمور
تھا اور دریا کا راستہ خطرناک تھا۔ باہم فرانس و پرتگیز و انگلیش مین حاربات
جاری تھے۔ آپکو عالم رویا مین بشارت ہوئی کہ آپ سورت مین قیام
کرین اور حجاج کی امداد توجہ باطنی و ظاہری سے رکھین اور اسیطرح سید
محمد العیدروس عدن مین مقرر ہوئے۔ آپ دونون بزرگون سے حجاج کو
آسایش و راحت حاصل ہوتی تھی۔ آپکے چار صاحبزادے تھے (۱) سید
عبداللہ العیدروس محی النفوس۔ (۲) سید احمد مجلی کل بوس۔ (۳) سید مصطفےٰ
تریاق المجرب جو سورت مین مدفون ہین۔ (۴) سید محمد شمس الشموس سورت مین
مدفون ہین۔ سنہ ۹۶۸ نو سو اڑسٹھ ہجری مین سید احمد مجلی کل بوس بلدہ تریم سے
سورت مین آئے اور سنہ ۹۷۲ نو سو بہتر ہجری مین سورت مین مسجد بنائی۔
عالم رویا مین حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مسجد کے نیو کے

چار تہر چار گوشہ پر رکہہ کے اشارہ کیا تہا کہ یہان مسجد تیار کرو۔ آپ کے صاحبزادے موصوف نے حسب البشارۃ مسجد بنا کی اوسی مسجد کے قریب سید مصطفےٰ تریاق المجرب مدفون ہوئے۔ مرقد پر گنبد عالی بنا کیا گیا ہے آپ اکثر اوقات احمد آباد سے سورت مین آمد و رفت فرماتے تہے۔

نقل ہے

کہ آپنے ایک وقت صاحبزادے سید احمد مجلی کل بوس کو فرمایا کہ احمد آباد گجرات مین ایک گنبد عالی تیار کرو صاحبزادہ۔ حسب الحکم تعمیر کے لئے مستعد ہوا اوس سال حسن اتفاق وحسن نیت سے بیشمار آمدنی ہوئی گنبد عالی تیار ہوگیا۔ آپ صاحب التصانیف والتوالیف تہے۔ منجملہ عقد المنبوی سر المصطفوی۔ شرح سراج التوحید۔ تحفۃ المریدین۔ حقائق التوحید شرح ابیات الوسیلہ۔ شرح نفحات الحکم وغیرہ۔ آپنے ۵ تاریخ ماہ رمضان ۹۹۹ سنہ نوسو نویا نوے ہجری مین اس دار فانی سے بہشت برین کو رحلت کی احمد آباد گجرات مین گنبد تعمیر شدہ مین مدفون ہوئے۔ مزار و متبرک ہے

سید عبد الوہاب قادری المعروب سلطان شاہ جیو

آپ سید غیاث الدین قادری کے صاحبزادے ہین۔ آپکی نسب کا سلسلہ حضرت محبوب سبحانی سے منتہی ہوتا ہے۔ سادات صحیح النسب سے ہین آپکی اولادت موضع سرمینی ضلع احمد آباد گجرات مین ہوئی۔ والدین کے

سایہ عاطفت مین تعلیم وتربیت پائی مشہور ہے کہ آپ مادرزاد ولی تہے
آپکی ولادت سے پہلے حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کی
والدہ راجی فیروزبانو بنت سید علم الدین حسینی کو عالم رویامین یہ بشارت
دی تہی کہ تیرا فرزند ولی کامل ہوگا۔ نشو ونما کے بعد آپ نے گویائی
شروع کی۔ والد ماجد نے مکتب نشینی کا جلسہ کیا۔ اوسمین اکثر شہر کے
علما وفضلا شریک تہے۔ معلم نے آپکو قرآن شریف کے دو تین کلمے
تبرکاً پڑہائے۔ آپنے نہایت اطمینان سے پڑہا اہل مجلس دیکہہ کے
حیران ہوئے۔ بعض صاحب دل نے کہدیا کہ یہ ولی مادرزاد ہے
اسکے چہرہ سے ولایت وکرامت کے آثار نمایان ہین۔ اور علم لدنی سے
بہرور ہوگا۔ والد ماجد نے رواج کے موافق معلم کو نذرانہ دیا۔ معلم نذرانہ کی
کمی سے ناخوش ہوکر مستزد کرنے لگا۔ آپکے والد ماجد نے فرمایا مولویصاحب
یہ تعلیم کی اجرت نہین ہے فقیر کا تبرک ہے مولویصاحب نے نذرانہ جیب مین
رکہہ لیا۔ اور آپکے والد نے مولوی صاحب سے فرمایا کہ آپ عبدالوہاب کی
فکر نکیجئے۔ اوسکی تعلیم کے لئے دوسرے بزرگ مقرر ہین۔ غرض کہ
آپ پندرہ سولہ برس کی عمر مین فاضل کامل وعارف واصل ہوئے
آپ نہایت ہی حسین وخوبصورت تہے حسن صورت وحسن سیرت مین
یوسف ثانی تہے جو کوئی آپکے چہرہ کو دیکہتا تہا بیخود وبیہوش ہوجاتا تہا

آپ اسلئے ہمیشہ چہرہ پر نقاب و برقع رکھتے تھے۔ آپ صاحب کشف وکرامت تھے۔ اکثر اوقات آپ غائب ہو جاتے تھے۔ اور خانقاہ کی مسجد مین نماز مین دکھلائی دیتے تھے۔ مریدین نے آپسے دریافت کیا حضرت آپ حجرہ مین دروازہ بند کرکے تشریف رکھتے ہین بعض روز نماز پنجگانہ مین شریک نہیں ہوتے۔ کیا وجہ ہے۔ آپنے فرمایا اے عزیزو مین پیر کی توجہ و نظر کی بدولت عالم مثال و عالم روحانی مین فجر کی نماز بیت المقدس اور ظہر کی نماز کعبہ مین اور عصر کی مدینہ منورہ اور مغرب کی مشہد مقدس مین اور عشا کی بغداد مین جد امجد غوث الاعظم کی مسجد مین ادا کرتا ہون۔ سب سنکے عالم حیرت مین مستغرق ہوئے۔ اور صدقنا وامنّا کہا۔ آپ ایام طفلی مین علم لدنی وفیض لم یزلی سے مستفید ہوئے تھے۔ روز بروز آپکا جوش وخروش بڑہتا جاتا تہا۔ آپ عالم شباب مین انسان کامل ہوئے۔ والد ماجد کے انتقال کے بعد حضرت رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلم وحضرت غوث الاعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اشارہ سے موضع سرہمنی سے احمد آباد گجرات مین رونق افزا ہوئے۔ اوسوقت آپکی عمر پچیس سالہ تہی۔ سید یعقوب چشتی سے استفادہ کیا۔ اور چشتیہ طریقہ کی خلافت واجازت پائی۔ اور مرشد کی لڑکی مسماۃ بی بی رانی سے شادی کی۔ شادی کے بعد آپ بیوی صاحبہ کی خدمت مین مرشد کی نعلین

ہاتھ میں لئے ہوئے مرشد کے فضایل بیان کرتے تھے۔ اسیطرح سے چالیس دن گذر گئے پھر سید یعقوب کی توجہ سے آپکی یہ حالت جاتی رہی میاں بیوی مین حسن اتفاق ہوا۔ مشہور ہے کہ عملیات مین بھی کمال مہارت رکھتے تھے۔ جن و انس پر حکومت کرتے تھے۔ پادشاہ نے آپکے لئے احمد آباد مین خانقاہ و مسجد بنادی تھی۔ آپ دلجمعی سے طالبین کو تعلیم و تلقین سے سرفراز فرماتے تھے۔ اہل گجرات آپکے فیضان نعمت سے فائز المرام ہوئے ہین معتقدین اب بھی آپکے مزار فائض الانوار سے فیضیاب ہوتے ہین۔ آخر آپنے ۱۱ تاریخ ربیع الاول ۹۳۵ھ نوسو پینتیس ہجری مین رحلت کی۔ احمد آباد گجرات مین محلہ خانپورہ مین مدفون ہوئے آپکا مزار عالیشان ہے

مخدوم علاء الدین فاروقی برہان پوری

شیخ علاء الدین نام آپ شیخ کمال الدین کے صاحبزادے ہین۔ نسب کا سلسلہ حضرت امیر المومنین عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ سے پہنچتا ہے آپکی ولادت ۸۲۶ھ آٹھ سو چھبیس ہجری مین واقع ہوئی۔ آپ نے عالم شباب مین والد ماجد سے علوم ظاہری و باطنی حاصل کئے اور والد ماجد کے مرید و خلیفہ ہوئے۔ متقی و مرتاض تھے عارف کامل صوفی واصل تھے۔ چشتیہ طریق کے پیرو۔ ہفتہ مین ایکروز مجلس سماع منعقد فرماتے تھے۔ صاحب وجد و حال تھے۔ راتدن ہدایت و تلقین مین

مشغول رہتے تہے۔ دکن وکوکن مین اکثر طلبا آپکے فیضان نعمت سے فائز المرام ہوئے ہین۔ برہان نگر تعلقہ شولاپور مین متمکن تہے۔ سلاطین اسلام نے آپکے لئے بارہ ہزار روپئے محاصل کی جاگیر مدد معاش مقرر کردی تہی۔ عالمگیر بادشاہ نے اپنے زمانہ مین جاگیر آپکے اولاد پر بدستور بحال رکہی۔ اور تجدیداً سند عطا کی۔ تاریخ اولیاکے مولف نے لکہاکہ عالمگیر نے آپکو جاگیر دی۔ الخ۔ مولف کا قول پایۂ صحت سے ساقط ہے اسلئے کہ آپکے زمانہ مین بادشاہ مذکور پردۂ عدم مین تہا وجود مین بہی نہین آیا تہا۔ شاید یہ غلط بیانی سہو کاتب سے واقع ہوئی ہوگی واللہ اعلم بالصواب۔ آخر آپنے ایکسو اونتیس برس کی عمر مین ۹۵۵ھ نوسو پچپن ہجری مین رحلت کی برہان نگر تعلقہ شولاپور مین مدفون ہوئے۔ یزار و یتبرک۔

آپ کی اولاد

شیخ ناصر۔ شیخ سکندر شیخ پیر میان۔ شیخ کمال الدین شیخ مسکین لاولد تہے۔ باقی فرزندون کی اولاد اب تک موجود ہین۔

آپکی نسب کا شجرہ

شیخ علاء الدین بن شیخ کمال الدین بن شیخ برہان الدین۔ بن شیخ مصطفےٰ۔ بن شیخ احمد۔ بن شیخ عبدالستار۔ بن شیخ اسمٰعیل۔ بن شیخ یعقوب۔ بن شیخ عبدالقادر۔ بن شیخ ابراہیم۔ بن شیخ قاسم۔ بن شیخ

عبد الجبار - بن شیخ معروف بن شیخ قطب الدین - بن شیخ اسحاق بن شیخ راجو بن شیخ جلال الدین - بن شریف - بن شیخ ظریف - بن شیخ عبد الحکیم - بن شیخ وجیہ الدین - بن شیخ افضل - بن شیخ عبد الکریم بن شیخ بدر العالم - بن شیخ صدر العالم بن شیخ عاصم بن امیر المومنین عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ

شاہ عبد اللہ عرف بھیکاجی قادری قدس سرہٗ

شاہ عبد اللہ نام - بھیکہ جی عرف ہے - آپ قطب خان کے صاحبزادے ہین - آپکے والد ماجد شہر مانڈو مین دار الضرب کے داروغہ تھے - آپ بھی والد ماجد کے ہمراہ کسی خدمت پر مامور تھے - آپ فقرا دوست تھے اکثر بزرگونکی صحبت مین آمد و رفت کرتے تھے - چند روز بعد بزرگون کی صحبت موثر ہوئی - آپ کے دل مین محبت الٰہی کا جذبہ و شوق پیدا ہوا - آپ کا دل نوکری سے برداشتہ ہوا - نوکری ترک کی اور پیر کی تلاش مین چند روز آوارہ رہے - آخر ایک بزرگ کامل سے ملاقات ہوئی مرید و خلیفہ ہوئے - درجہ معرفت کو پہنچے - خلایق کو ہدایت و تلقین فرماتے تھے آپ شرع محمدی کا بہت لحاظ رکھتے تھے - مریدین کو اتباع سنت نبوی کی تاکید فرماتے تھے - اشاعت اسلام مین ہمہ تن مصروف رہتے تھے - اکثر اہل اصنام آپکی ہدایت سے مشرف باسلام ہوئے - آخر آپنے ۹۹۹ھ نوسو ننانوے ہجری مین رحلت کی - شہر مانڈو مین مدفون ہوئے - زیارتگاہ ہے -

آپ کی نسب کا سلسلہ حضرت ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہ سے منتہی ہوتا ہے
ہراتی المولد والموطن تہے۔ علوم عقلی و نقلی مین عالم و فاضل و فقیہ کامل تہے
وطن سے حرمین شریفین کی زیارت کو گئے۔ وہان اکیس سال تک رہے
مدینہ منورہ مین رات دن حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے روضہ مین
بسر کرتے تہے۔ حج کے موسم مین مکہ معظمہ آتے تہے آپنے اکیس حج کئے تہے
ایک شب عالم رویا مین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے آپکو دو مشت جوار عنایت
کی۔ آپنے چادر مین لی۔ جب خواب سے بیدار ہوئے معلوم کیا کہ حضرت
اُس ملک کی سکونت کا ارشاد فرماتے ہین جہان علی العموم جوار کا رواج ہے
پہر آپ مدینہ سے ہند روانہ ہوئے۔ مدت کے بعد دکن مین پہنچے اوس وقت
ہند مین شاہجہان بادشاہ کا زمانہ تہا۔ آپ برہانپور مین شیخ محمد بن فضل اللہ کی
خدمت مین پہنچے۔ حسن ارادت و عقیدت سے شیخ کی خدمت مین مستفید
ہوئے۔ اور شیخ کے خلیفہ و مرید ہوئے۔ شیخ نے آپکو سر مبارک سے کلاہ و دستار
مرحمت کی تہی۔ مولانا شمس الدین عنایت الٰہی مین لکہتے ہین کہ کلاہ و دستار
ہمارے خاندان مین تبرکاً ۱۱۷۵ھ گیارہ سو پچہتر ہجری تک موجود تہی۔ پہر آپ
برہانپور سے ایلچپور برار مین آئے۔ اور اہل برار کے اصرار سے سکونت پذیر
ہوئے۔ چنانچہ شیخ زین نامی بیجاپوری نے جو تجار سے تہا۔ اور متعدد
مراکب بحری کا مالک تہا۔ اپنی دختر نیک اختر سے آپکا نکاح کر دیا جب

عالمگیر نے سنا کہ آپنے ایلچپور مین سکونت اختیار کی و متاہل بھی ہوئے
بدو معاش کیلئے موضع قاصد پورہ تمام و بکمال انعام مرحمت کیا۔ مدت تک
موضع مذکور آپکی خاندان کے تصرف مین رہا۔ آپکی اولاد مین دو پسر و ایک
دختر تھے۔ ایک عبداللہ۔ دوسرا عبدالقادر۔ آپنے دختر کو شیخ حسین
قادری سے منسوب کیا۔ مشہور ہے کہ آپ کو راہ مین ایکروز ایک شخص ملا
اور کہا کہ ہماری امانت ہمکو دیجیے آپنے بدون تحقیق لڑکی اوسکے حوالہ کی۔
بعد مین معلوم ہوا کہ وہ شخص عارف و عالم و حافظ و قاری متوطن لاہور رہے
آپکو اور داماد کو الہام غیبی سے اطلاع ہوئی تھی۔ شیخ حسین فوت ہوئے
اور شاہ رحمان دولہ کے روضہ مین دفن کئے گئے۔ اور آپ اکثر بلدہ برہانپور مین
آمد و رفت کرتے تھے۔ آخر عمر مین بلدہ مذکور مین فوت ہوئے شیخ پورہ مین
مرشد کے قریب مدفون ہوئے۔ شیخ عبدالقادر بن مرحوم کے کئی فرزند
تھے۔ ازانجملہ شیخ عبدالرسول و شکر اللہ خلف الرشید تھے۔ دنیوی
جاہ و حشمت مین مشہور تھے۔ شکر اللہ کثیر الاولاد تھا۔ اور دوسرے بھائی
لاولد تھے شیخ شکر اللہ کی شادی میر حیدر سید صحیح النسب کی دختر سے
ہوئی تھی۔ اور سید کی دختر کے شکم سے ایک لڑکی پیدا ہوئی وہ مولوی
منیب اللہ سے منسوب تھی۔ مولانا قمر الدین و شمس الدین و محب اللہ اوسکے شکم سے

شیخ عبدالقادر کی لڑکی مسماۃ لکھن بی

عفیفہ صاحب عصمت تہی بکمالات وعبادات مین رابعہ ثانی تہی صائم الدہر
ایام تشریق وعیدین مین بہی بقدر افطار تناول کرتی تہی ۔ حافظ قرآن تہی
حافظ محمد حسن قاری شاگرد شیخ حسین قاری سے حفظ کی تہی ۔ تمام روز
تلاوت قرآن مین مشغول رہتی تہی مدۃ العمر وظائف وتلاوت کو ناغہ نہین کیا
صوم وصلوٰۃ کے پابند تہی ۔ چالیس خادمہ تہین تمام حفاظ وصالحات تہین ۔
صلوٰۃ کے پابند ۔ آپ تراویح مین قرآن ختم کرتی تہی ۔ تمام خادمہ معتقدی
ہوتی تہین ۔ کتب فارسی مین بہی استعداد کامل رکہتی تہی مستجاب الدعوات
تہین ۔ اکثر امراض آپکے ید بیضا کے مس کرنے سے دفع ہوتے تہے ۔ اکثر
واقعات جو ہونے والے ہین اوسنے خبر دیتی تہین ۔ اور شیخ شکر اللہ کی
صاحبزادی کی تربیت وتعلیم کی رابعہ ثانیہ مربیہ وکفیلہ تہی ۔ اور صاحبزادے کے
والدین خوردسالی مین فوت ہو چکے تہے ۔ عنایت الٰہی مین مولانا شمس الدین نے
لکہا کہ جب ہماری والدہ فوت ہوئین ہم تینوں بہائی فقیر و مولوی قمر الدین
و مولوی مجیب اللہ خوردسال تہے ۔ ہم تینون بہائیوں کو مادر مرحومہ کی پہوپہی نے
پرورش کیا ۔ اور ہم کو قرآن شریف وغیرہ کتب فارسی بہی پڑہایا ۔ اور برادر بزرگ
سید قمر الدین کو قرآن شریف حفظ کرایا ۔ اور بہائیکے حق مین عمدہ خیال فرماتی
تہی اور کہتی تہین کہ یہ ہونہار ہے اور مجہکو فرزندی مین لیا تہا ۔ انتہی کلامہ
ایکروز رابعہ ثانی نے فرمایا کہ آج مین نے فاطمہ زہرا رضی اللہ عنہا کو خواب مین

دیکھا۔ حضرت نے مجھکو فرمایا کہ نماز میرے دامن پر ادا کر۔ جب مین نماز سے فارغ ہوئی فرمایا کہ اب میرے پاس آ اور تین انگشت مبارک سے اشارہ فرمایا۔ رابعہ ثانیہ خواب سے بیدار ہوئیں فرمایا کہ اب میری عمر تین روز یا تین مہینے باقی ہے۔ تین انگشت سے یہی اشارہ ہے چنانچہ مرحومہ نے سوم روز رحلت کی۔ مرحومہ کی مدۃ العمر نماز قضا نہین ہوئی۔ اور تلاوت وصوم مین بہی فتور نہین ہوا۔ آپکی عمر پچاسی سال کی تہی پچاس برس صائم الدہر رہے۔ کفن حین حیات مین تیار کیا تہا اور حضرت عنایت اللہ سے دو روپیہ لیکر آخرت کے خرچ کے لئے رکہی تہین اوسوقت وہی صرف کئے گئے حسب وصیت حافظ حسن و شیخ حسین قاری کے پائین قبر دفن کئے گئے تاریخ رحلت روز یکشنبہ ۶ ماہ صفر ۱۱۴۰؁ھ گیارہ سو چالیس ہجری شاہ غلام مصطفیٰ انسان تخلص نے تاریخ کہی

بی بی مریم صفت عابدۂ روزگار	درویش فاطمہ ثابت دم و راسخ قدم
چون زجہان فنا رخت اقامت بہ بست	منزل فانی گذاشت رفتہ بملک قدم
صالحہ و زاہدہ رابعہ عصر بود	باد مقامش ز حق جملہ باغ ارم
در سحر فیض خاص از دو لطف حق	رفت بہ جنت نوشت سال وفاتش قلم

یزار و یتبرک بہ۔

مولوی عبد اللہ صاحب دہلوی نزیل امراوتی برار

مولوی محمد عبد اللہ نام۔ آپ کا اصلی وطن دہلی ہے۔ آپ نے سن شعور کے بعد

کتب درسیہ علماء فضلاے تحصیل کین تحصیل کے بعد گوالیار مین آئے مہاراجہ سیندھیا کے سرکار مین معزز عہدہ پر مقرر ہوئے مدت تک مہاراجہ کے سرکار مین رہے امور مفوضہ کو امانت و دیانت سے انجام دیتے تہے۔ آخر دل مین محبت الٰہی کا شوق پیدا ہوا۔ دنیا و مافیہا سے دل برداشتہ ہوا۔ نوکری سے مستعفی ہوئے۔ دلّی مین آئے۔ مولانا فخر الدین دہلوی کے مرید تہے۔ چونکہ آپکے چہرہ سے مشیخت و بزرگی کے آثار نمایان تہے حضرت مولانا نے مرید کرنیکی اجازت دی آپ حضرت کی خدمت سے رخصت ہوئے ہدایت و ارشاد کرتے ہوئے باتور علاقہ برار مین پہنچے دو تین سال وہان رہے شیخ بابو قدس سرہٗ وغیرہ مشایخ کرام کی زیارت سے مشرف ہوتے رہے پہر باتور سے امراوتی مین رونق افزا ہوئے۔ جامع مسجد مین فروکش ہوئے مسجد مین ایسے بسے کہ مر کر اوٹہے۔ آپ غربا نواز و فقرا پرور تہے موسم سرما مین مساکین و غربا کو لحاف و گلیم تقسیم فرماتے تہے اور روزانہ طعام بہی عطا کرتے تہے۔ حاجتمندونکی حاجت روائی میں ہمہ تن مصروف رہتے تہے ہمدردی مساعدت مین کوشش و جانفشانی کرتے تہے اہل برار بہی آپکے نسبت گمان کرتے تہے کہ آپکو غیب سے فتوحات ہوتی ہے اور بعض کا یہ خیال کہ آپ کیمیا گر ہین۔ واقع مین آپ عارف باللہ و فنا فی الرسول تہے علامہ دہر و فہامہ عصر تہے قانع و متوکل صابر و صاحبدل تہے۔ جو کچہ اطراف

وجوانب سے معتقدین نذر و تحایف بہیجتے تہے۔ آپ فقرا و غربا پر تقسیم کر دیتے تہے آپکی وضع درویشانہ تہی۔ لباس ایک تہ بند۔ اور ایک رومال سر پر۔ اور چادر جسم پر رکہتے تہے۔ ہمیشہ اسی لباس مین بسر کرتے تہے جاڑہ ہو یا گرما یا بارش۔ جاڑہ مین بعض معتقدین نے آپکو لحاف پیشکش کی آپ نے لیا۔ رات کو جاڑہ کے وقت کسی مسافر غریب کو دیدی۔ آپ صرف اوسی رومال سے مصلی پر وظائف مین مشغول رہے۔ مدت تک برابر مین ہدایت وارشاد فرماتے رہتے۔ آخر آپ مرض الموت مین مبتلا ہوئے۔ حاضرین غمگین ہوئے۔ اور مسجد کی ویرانی پر افسوس کرنے لگے۔ آپنے سب سے کہا غم مت کرو انشاء اللہ تعالیٰ عنقریب مجہہ سے بہتر ایک بزرگ وارد ہوگا۔ اوسکی ذات سے مسجد کو رونق ہوگی۔ حاضرین نے آپسے مدفن کے بابت سوال کیا آپ نے آبدیدہ ہو کر فرمایا یہ گناہگار اس لایق ہے کہ پیر مین رسی باندہ کے کہینچتے ہوے کسی مجہول مقام مین دفن کرین۔ حاضرین آپکے کلام سے بیتاب ہوئے زار زار رونے لگے آپنے سب کو تسلی دی داعی اجل کو لبیک کہا واصل حق ہوئے۔ مسجد کے صحن مین مولسری کے درخت کے پاس مدفون کئے گئے۔ یہ سانحہ ۱۲۵۲ھ بارہ سو باون ہجری مین واقعہ ہوا۔ فاضل اجل مولوی امجد حسین مرحوم خطیب ایلچپور نے آپکی رحلت کی تاریخ لکہی ہے

مولوی عبداللہ صاحب قدوۂ علمای دین ‹› عارف و متوکل و سر حلقۂ اہل یقین

قانع و مرتاض و باذل مدہ ارباب دل	خلق ہمرنگ خلق رحمت للعالمین
رخت ہستی چون بسوئے جنت الماوی کشید	از فراقش شد جہانی سینہ ریش و دل حزین
بہر استقبال رضوان تا در جنت رسید	گفت یا مولا طبتم فادخلوھا خالدین
چون بپرسیدم سنین رحلتش اندوح قدس	از فراز سدرہ گفتا رہ نو خلد برین

ایضاً

فاضل بے نظیر عبد اللہ	صاحب کشف عارف باللہ
چون ز امر او تی بسوئے عدن	رفت و خلد برین شدش مسکن
سال نقلش خرد بجست و خرش	گفتا شہباز آشیانہ عرش
یزار و متبرک بہ	سنہ ۱۲۵۲

شیخ عبد العزیز عرف شاہ بابو پاتوری براری

آپکا نام شیخ عبد العزیز - شاہ بابو عرف ہے - آپکا اصلی وطن موضع کھکالی پنجاب ہے - آپ وطن سے دہلی مین آئے حضرت علاء الدین سندہی خلیفہ شیخ نصیر الدین چراغ دہلوی کی خدمت مین بیعت و خلافت سے مشرف ہوئے - حضرت مرشد کی خدمت مین کمال باطنی سے فیض یاب ہوئے حسب الاشارہ مرشد سفر اختیار کیا - سلطان محمد تغلق شاہ کے زمانہ مین ہند سے دکن مین آئے - آپ شیخ برہان الدین غریب اورنگ آبادی کے معاصر تہے - پاتور ملک برار مین سکونت پذیر ہوئے - اور آپکے ساتھ

چند فقرا مرتاض وصاحب دل تھے۔ آپ مع جملہ ہمراہیان ذکر وشغل مین مشغول ہوئے متوکل وصوم وصلواۃ کے پابند تھے۔ اوقات خمسہ مین نماز مع اذاں واقامت ادا کرتے تھے۔ اوسوقت برار مین پورے طور سے اسلام شایع نہین ہوا تھا۔ مگر اہل اسلام وسپاہ اسلام کی آمد شروع تھی۔ راجے و مہاراجے خراج وپیشکش دیتے تھے۔ مقام پاتور مین ایک ہندو زمیندار سخت متعصب وظالم تھا۔ اور اہل اسلام سے متنفر رہتا تھا۔ اذانکی آواز سے غضب ناک ہوتا تھا۔ آپکے خادمین کو تنگ کرتا تھا۔ خادمین نے ایکوقت ہنود کے بتخانہ پر حملہ کیا۔ بتخانہ توڑکے منہدم کردیا۔ راجہ نے اس کیفیت کے سنتے ہی آپ پہ فوج کشی کی مشہور ہے کہ آپنے راجہ کے حق میں بددعا کی آپ مقبول الدعا تھے۔ تقدیر ایزدی سے راجہ کی فوج پر حضرت کا خوف ورعب اسقدر طاری ہوا کہ زمین سے قدم نہیں اوٹھا سکتے تھے ہاتھ پاؤ بحس وحرکت تھے راجہ یہ حالت دیکھکر گھبرایا فریاد کرنے لگا اور توبہ کی۔ اور حضرت کی خدمت مین اسلام سے مشرف ہوا۔ اور راجہ کے ساتھ بمصداق النّاس علیٰ دین ملوکھم۔ اکثر ہنود مسلمان ہوئے۔ برار مین یہ پہلا مقام ہے کہ جہان حضرت کی توجہ سے اسلامی مجلس قائم ہوئی بعد ازین ہزار آدمی حسن ارادت سے آپکی خدمت مین آتے تھے اور اسلام سے مشرف ہوتے تھے۔ سلطان محمد تغلق شاہ دیوگدہ جاتے وقت راہ مین

بیمار ہوا بتقریب ہواخوری پاتور کے قریب فروکش ہوا۔ مشایخ وعلما کو بلا کر
دعا کی درخواست کی سبنے فاتحہ خیر پڑہی کچہ فائدہ مترتب نہیں ہوا خود
حضرت کی خدمت مین آیا۔ دعا کی درخواست کی۔ حضرت نے دعا کی حضرت کے
دعا کے بدولت صحیح ہوا۔ بادشاہ خوش ومعتقد ہوا۔ آپ صاحب کشف وکرامات
وخوارق عادات تہے۔ جامع فضائل وکمالات وحاوی عالی مقامات تہے
آخر آپنے گیارہ تاریخ ماہ شوال ۷۹۱ھ سات سو اکیانوے ہجری مین
رحلت کی۔ آپکی رحلت کی تاریخ آیۂ کریمہ خٰلِدِیْنَ فِیْھَا ہے
آپکی عمر تقریبا سو سال سے متجاوز تہے۔ تجہیز وتکفین کے بعد آپکو پہاڑی کی غارو کے
تحت مین دفن کیا۔ قبر وگنبد حسب وصیت اوسیوقت بنایا گیا اب تک
موجود ہے۔ پہاڑی کے اطراف مین پانسو وپانچ بیگہ زمین روضہ کے مصارف
کیلیے سلاطین اسلام کے طرف سے وقف ہی تہی۔ خادمین ومجاورین اوسپر قابض
ومتصرف ہین۔ آپکے گنبد کے سامنے ایک مکان چوبین ودیوار سنگین سے
تعمیر کئے تہے شکستہ ومنہدم ہو گیا اور کلان دروازہ گنبد کے مقابلہ مین
عبد الرحیم خان بن بہیم خان خانخانان کے فہیم غلام نے ۱۰۱۵ھ ایکہزار
پندرہ ہجری مین بنایا گیا۔ دروازہ پر یہ رباعی منقوش ومکتوب ہے

این عمارت بنائے شاہجہان — خانخانان ابن بیرم خان
ازکرم کامیاب عالمیان — بود حاکم فہیم بردر شان

اور شیخ سیف اللہ صاحب جاگیردار نے نقار خانہ تعمیر کرایا۔ خواجہ ظفر اللہ نبیرہ عوض خان بہادر نے گنبد کے شمالی جانب میں تعمیر و ترمیم کی اور ۱۲۵۰؁ھ بارہ سو پچاس ہجری میں مجاورین نے جاگیر کی آمدنی سے خانقاہ کی دیوار کی مرمت کی د گل شگفتہ نام شد) تاریخ ترمیم ہے سالانہ آپکا عرس بڑی عظمت و شان سے ہوتا ہے برار کے اطراف و جوانب سے معتقدین جمع ہوتے ہیں بزار و تبرک

سید علاء الدین ضیاء الحسینی الچشتی قدس سرہٗ

تذکرہ مشاہیر برہانپور کے مولف نے لکھا کہ آپ ضیاء الدین الحسینی کے صاحبزادے ہیں اور حضرت شیخ خواجہ زین احمد آبادی کے مرید و خلیفہ ہیں۔ اور آپکی ولادت کا ایک عجیب قصہ نقل کیا ہے کہ حضرت سلطان برہان الدین غریب جب ارشاد پیر۔ ایک پیرزادی کے مکان پر ہر جمعہ کو نماز کے بعد ہمیشہ جایا کرتے تھے اور اوسکی خدمت بجا لاتے تھے۔ وہ پیرزادی عابدہ صالحہ رابعہ زاہدہ تھی۔ اور اوس عفیفہ کی ایک لڑکی چودہ سالہ تھی۔ لڑکی کی پیشانی سے بزرگی و سعادتمندی و پارسائی و دانشمندی کے آثار نمایاں تھے۔ صائمۃ الدہر و قائمۃ اللیل تھی رات دن عبادت و ریاضت میں گذارتی تھی۔ اور سیاہ لباس زیب بدن رکھتی تھی۔ سلطان برہان الدین جب عادت مستمرہ جمعہ کے روز پیرزادی کی خدمت میں گئے اوس روز اتفاقاً آپکی نظر اوس دختر صالحہ پر پڑی آپ مسکرائے پیرزادی نے آپکو دیکھا

اور ملتانی زبان مین یہ فقرہ کہا۔ اے برہان الدین اسارے دہیہ کہ کہیا
کسنداے ہے۔ یعنے تو میری لڑکی سے تبسم کرتا ہے۔ اس فقرہ کے سنتے ہی
سلطان کے جسم پر لرزہ پیدا ہوا اور نہایت عاجزی سے عرض کیا کہ میری
مرشدا آپکی درگاہ کے غلام ہین اور مین اونکے کمترین غلامون مین سے
ہون۔ میری کیا مجال ہے کہ مین مخدوم زادی سے تبسم کرون لیکن اس
دختر صالحہ کی پیشانی مین ایک ولی کامل کا نور درخشان ہے اوس
نور ولی نے مجکو سلام کیا مین متعجب و متبسم ہوا کہ اس دختر صالحہ نے
بسبب کمال صوری و معنوی عہد کیا ہے کہ مدۃ العمر شوہر نہین کریگی
اور یہ ولی پردہ عدم سے عالم وجود مین کسطرح نمود ہو گا۔ شاید حضرت
عیسیٰ علیہ السلام کی طرح ظہور کرے اے مخدومہ میرے تبسم کا یہ سبب تہا
یہ پیرزادی نے سلطان قدس سرہ سے فرمایا کہ آپ استخارہ کیجئے
اور اس کام کی کشایش مین کوشش فرمائیے اس دختر صالحہ کو شوہر
نصیب ہو گا یا نہین۔ سلطان قدس سرہ نے مخدومہ کی بات سنی اور
جمعہ آیندہ کا وعدہ کیا بعد ازان دختر صالحہ کو یہ کیفیت معلوم ہوئی اونے
والدہ سے عرض کیا کہ مین آج رات کو استخارہ کرتی ہون۔ کلہہ آپکو
جواب دونگی۔ دوسرے دن والدہ ماجدہ سے کہا کہ عنقریب ایک
شخص سید صحیح النسب بہیئت گدائی آئیگا۔ میرا عقد اوس سے ہو گا چند

روز کے بعد ایک شخص سید صحیح النسب بہئیت نشان دادہ مع چند مریدین
آیا اور مخدومہ کی خدمت مین پہنچا اور کہا کہ آج دختر صالحہ سے میرا نکاح
کردیجئے۔ نہیں تو مین رخصت ہوتا ہون مخدومہ نے گھر مین سے بوریا
فرش کے لئے بھیجا اور کہا کہ آپ ایک ساعت تامل کیجئے۔ مین سلطان
برہان الدین کو بلاتی ہون۔ سلطان قدس سرہٗ آئے مخدومہ نے حقیقت
ظاہر کی سلطان قدس سرہٗ نے کشف باطنی سے سید صحیح النسب کو پہچانا
اور باہم مصافحہ کیا۔ اور مخدومہ سے عرض کیا کہ نکاح کرنا چاہئے۔ دختر
صالحہ نے اپنا لباس سیاہ سلطان قدس سرہٗ کو دیا کہ اسکو دہوکے لائیے
سلطان قدس سرہٗ دختر صالحہ کا لباس لیکر گھر سے برآمد ہوئے۔ اور
سید سے بہی عرض کیا کہ آپ بہی اپنا جامہ مبارک دیجئے۔ سید نے کہا
میرا جامہ پاک ہے پہر سلطان قدس سرہٗ دریا کے طرف متوجہ ہوے
راہ میں معتقدین و مریدین نے آپسے استفسار کیا کہ آپ کہان تشریف
لیجاتے ہیں۔ آپ نے دختر صالحہ کے نکاح کا پورا قصہ بیان کیا۔ مریدین
آپکو راہ سے مکان پر لے آئے اور تمام شادی کا سامان فراہم کردیا۔ قسم
قسم کے کہانے اور انواع انواع کے کپڑے حاضر کئے۔ اور سلطان
قدس سرہٗ کے مریدون نے علما و فضلا و مشائخ و فقرا کو دعوت دی
سب جمع ہوئے اور دختر صالحہ کا نکاح سید ضیاء الدین سے ہوا۔ مشہور کہ

دختر صالحہ نے تیسرے دن شوہر کی خدمت مین درخواست کی مین تین روز سے آپکی خدمت مین حاضر ہون اور آپکے حلقہ اطاعت مین مقید ہون اس مدت مین میرے نوافل ور روزے و وظائف قضا ہوئے. اگر آپ اجازت دین تو مین مریدین مین سے چند خادمہ ہوشیار مع زیور زرین و مرصع آپکی خدمت مین حاضر کرون اور مین اپنے اذکار و اشغال مین مصروف ہون. سید ضیاء الدین نے زوجہ صالحہ سے فرمایا کہ آپ سے میری بہی یہی درخواست ہے کہ آپ مجکو بہی اجازت دین کہ مین سفر اختیار کرون اور صانع حقیقی کی صنایع وبدایع کو عبرت سے دیکھون اور سلطان قدس سرہ نے جس کے ظہور کی بشارت دی تہی اوسکا ظہور ہوا۔ زوجہ صالحہ نے آپسے فرمایا کہ مین حافظ قرآن ہون جب تک میرا فرزند ولی مادرزاد حافظ نہو گا۔ پردۂ عدم سے عالم وجود مین قدم نہین رکہے گا۔ ایسا نہو کہ ولادت مین دیر ہو کہ خلایق مجھکو متہم کرے آپ اہل ہمسایہ کو اس واقعہ سے مطلع کرین اور فرزند کا نام مقرر کرکے سفر اختیار کرین سید صحیح اللہ نے اہل ہمسایہ کو بلاکے اس راز سے واقف کیا اور فرزند کا نام علاء الدین مقرر کیا اور بشارت دی کہ میرا فرزند جامع علوم ظاہر و باطنی ہوگا۔ اور صاحب خوارق و کرامت ہوگا ہمیشہ محبت الٰہی مین مستغرق رہیگا۔ بعد ازان سید بزرگ نے

سفر اختیار کیا چند روز کے بعد فرزند سعادتمند پیدا ہوا۔ والدہ صاحبزادے
دیدار سے خوش وخرم ہوئے۔ اور عقیقہ کی مجلس آراستہ کی۔ مریدین ومعتقدین
مشایخ وعلما جمع ہوئے۔ ہر ایک نے حسب لیاقت وطاقت نذرانہ پیش کیا
سلطان برہان الدین غریب قدس سرہٗ نے عرض کیا کہ مین دنیوی اسباب
سے خالی ہاتھ ہون نہین تو مبارکبادی مین کچھہ حاضر کرتا مخدومہ پیرزادی نے
بطریق خوش طبعی فرمایا اے سلطان تو ملک دکن کا سلطان ومالک ہے
کیون افلاس اپنے طرف منسوب کرتا ہے۔ سلطان قدس سرہٗ نے
مخدومہ کا کلام سنکے مبارکبادی مین مونگی پٹن وخاندیس کی ولایت
صاحبزادے کو پیشکش کی کہ صاحبزادہ کے فیض سے اکثر صاحب کمال
ہونگے۔ اور آپکا نام حسب وصیت والد ماجد علاء الدین رکھا گیا نشو ونما کے
بعد تہوڑی مدت مین آپ علوم ظاہری وباطنی مین لائق وفائق ہوئے
اور آپکو فیض باطنی اور خلافت کا خرقہ حضرت خواجہ رکن الدین احمد آبادی
گجراتی سے ملا۔ تذکرہ مشاہیر برہانپور کے مولف نے لکھا کہ ابتدا مین
آپ ایک بیوہ حسین پر فریفتہ ہوئے۔ اور اتفاقاً پنجشنبہ کے روز اوسکے
مکان پر گئے۔ اور پتھر پہینکنا شروع کیا اور اوس حسینہ کی ایک ڈہیلوا یہ تھی
مکان سے برآمد ہوئی اور کہا۔ استغفر اللہ ہم شب جمعہ تمام دنیوی خرافات
ومنہیات سے توبہ کرکے یاد الٰہی مین مشغول رہتے ہین اور مکروہات سے

توبہ کرتے ہین۔ یہ مسلمان خدا سے نہین ڈرتے اور خدا سے نہین شرماتے
کیون آج کی متبرک راتمین گناہ گذشتہ سے توبہ نہین کرتے بوڑھیا کا کلام
آپکے دلپر تیرہدف ہوا۔ اور آپکے دلپر خدا کی ہیبت قائم ہوئی اور بدن پر
لرزہ متمکن ہوا۔ نہایت پشیمان ہوئے اور توبہ کی اور شرع محمدی کی اطاعت مین
ثابت قدم ہوئے۔ اور وہان سے گہر پر آئے۔ اور خانقاہ کے حجرہ مین
معتکف ہوئے راتدن ریاضت وعبادت مین بسر کرتے تہے قائم اللیل
وصائم الدہر رہتے تہے۔ شام کو ایک دو لقمہ طعام اور دو یک جرعہ پانی سے
افطار فرماتے تہے چند مدت کے بعد آپکو والدہ ماجدہ نے حجرہ سے برآمد
فرمایا۔ آپ حالت استغراق مین تہے بدن پر صرف استخوان و پوست تہا۔
نحیف البدن وضعیف تن تہے مگر سراپا تجلی حقیقت ومعرفت سے
نور علی نور تہے۔ اکثر خلایق آپکی بیعت سے مشرف ہوئی اور لوگ
بلاد وامصار سے جوق جوق آپکی خدمت مین آتے تہے اور مستفید
ہوتے تہے۔ مریدین نے آپسے شجرہ طلب کیا۔ آپنے فرمایا ابہی
تامل کیجئے۔ عنقریب مجکو خواجہ رکن الدین احمد آبادی سے خلافت کا
خرقہ آتا ہے اوسوقت مین ہر ایک کو شجرہ دونگا۔ چند روز کے بعد ایک
شخص قوی ہیکل پہلوان صورت ایک ہاتہہ مین کمان دوسرے ہاتہہ مین
پتہر کا گولا لئے ہوئے دولت آباد مین آیا ہر ایک مشایخ کے گہر پر جاتا تہا

اور اس لباس و ہیئت مین کامل مرشد کو تلاش کرتا تھا۔ عابد وزاہد تھا۔
سید علاء الدین کے مکان پر آیا۔ سید نے اوسکو نور باطنی سے پہچانا
کہ یہ طالب خدا ہے۔ آپنے فرمایا اے نظام الدین ادریس خدا طلبی مین
اسطرح اوقات عزیز ضایع کرنا درست نہین۔ آپکا کلام سنتے ہی۔ اور گمان
و گولہ پھینکا۔ اور زمین پر سر رکھا۔ اور فرمایا کہ مدت سے مین اس آرزو مین
تھا کہ کوئی بزرگ مجھکو اس ہیئت و لباس مین پہچانے الحمد للہ کہ آج وہ
مراد حاصل ہوئی آپکی خدمت مین سکونت پذیر ہوا ریاضت و مجاہدہ
کرنے لگا۔ چند روز کے بعد حضرت نے اوسکو ارشاد فرمایا کہ گجرات جاکے
خواجہ رکن الدین احمد آبادی سے خلافت کا خرقہ اور اجازت کا فرمان لاو
گجرات روانہ ہوا چند منازل طے کرنیکے بعد راہ مین ایک صوفی درویش
ملا بمصداق آیہ کریمہ۔ (اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ اِخْوَۃٌ) باہم مصافحہ کیا۔ دونو
ایک درخت کے سایہ کے تحت مین بیٹھے اور ملکے کھانا کھائے۔ اوس
درویش نے نظام الدین ادریس سے احمد آباد کے سفر کا سبب دریافت
کیا۔ آپ نے بیان کیا کہ علاء الدین ضیاء کا خادم و مرید ہون اور مجھکو
حضرت نے دولت آباد سے احمد آباد خواجہ رکن الدین کی خدمتمین بھیجا ہے
کہ مین خواجہ سے خلافت کا خرقہ و اجازت کا فرمان لیکے جاؤن صوفی
درویش نے کہا کہ مجھکو خواجہ نے مع خرقہ خلافت سید علاء الدین کیخدمتمین

روانہ کیا ہے۔ جو آپکی غرض تھی وہ حاصل ہے۔ چاہیے کہ آپ بھی میرے ہمراہ مراجعت کرین نظام الدین ادریس نے کہا کہ میرے مرشد ولی مادرزاد ہین آپکی تشریف آوری سے ضرور واقف ہو گئے باوجود وقفیت کے مجھے روانہ کیا اسمین کچھہ مصلحت ہوگی مین ضرور خواجہ کی ملازمت مین جاؤنگا اور پیر کے ارشاد سے خلاف نہین کرونگا۔ سید نظام الدین ادریس گجرات روانہ ہوا۔ اور خواجہ رکن الدین احمد آبادی کی ملازمت سے سرفراز ہوا۔ خواجہ نے فرمایا۔ اے بابا نظام الدین مین نے تیرے پیر کے لئے خلافت کا خرقہ روانہ کیا۔ اب تو اپنے لئے آیا ہے خوش آمدی۔ اوسکے حال پر مہربانی کرکے خلافت کا خرقہ اور اجازتنامہ عطا فرمایا۔ نظام الدین نے خرقہ لیکر عرض کیا اگر حکم ہو تو خرقہ پیر نے ہاتھہ پہنون تاکہ مین بیعت کے دائرہ سے قدم باہر نہ رکھون خواجہ اوسکی اس تقریر سے بہت خوش ہوا۔ اور قبول فرمایا۔ اور دوسرا خرقہ سید علاء الدین ضیاء کے لئے دیکے اوسکو روانہ کیا۔ سید نظام الدین فی الفور سید کی خدمت مین پہنچا اور خرقہ پیش کیا اور خواجہ کے نصائح بیان کئے۔ سید صاحب بہت خوش ہوئے اور سید نظام الدین ادریس کو خلعت ونعمت سے بہت سرفراز فرمایا۔ سید علاء الدین علوم ظاہری وباطنی مین کامل تھے جب تصوف مین مشائخ کو کوئی مسئلہ پیش ہوتا تھا۔ آپ

اوسکو حل کرکے دیتے تھے۔ آپ صاحب خوارق عادات تھے۔ آخر آپنے سنہ ۸۰۱ھ آٹھ سو ایک ہجری مین اس عالم فانی سے خلد برین کو رحلت کی۔ دولت آباد مین مدفون ہوئے۔ آپکے خلفا مندرجہ ذیل تھے۔

سید نظام الدین ادریس۔ شاہ نعمان بن خواجہ حافظ۔ شیخ فرید بیٹھاری۔ خواجہ حسین چشتیہ شیرازی۔ بزارو تبرک بہ شاہ

شیخ عین الدین گنج العلوم الجنیدی البیجاپوری

آپ بیجاپور کے مشاہیر اولیا و علما سے تھے۔ آپکی نسب کا سلسلہ شیخ جنید بغدادی قدس سرہ سے منتہی ہوتا ہے۔ شیخ سراج جنیدی آپکے بنی اعمام تھے۔ آپ اور شیخ سراج جنیدی معاصر ہیں۔ سلطان علاء الدین حسن گانگوہی بہمنی دونون کی تعظیم و توقیر کرتا تھا۔ خود بادشاہ شیخ سراج کا مرید تھا دونو بزرگ بادشاہی دربار مین جلوس کے مجاز تھے۔ بہمنی دربار مین تمام امرا ارکان دولت قیام پذیر رہتے تھے۔ کوئی بیٹھہ نہین سکتا تھا۔ بہمنی گنج العلوم کی تعظیم کے لئے مسند سے اوٹھہ کے چند قدم استقبال کرتا تھا۔ تذکرہ روضۃ اولیاء بیجاپور مین مرقوم ہے کہ آپکی ولادت سنہ ۷۰۶ھ سات سو چھہ ہجری مین بمقام شہر نو جو متصل دہلی ہے واقع ہوئی نشو و نما کے بعد شہر مذکور سے دہلی مین آئے اور متوطن ہوئے اور دہلی مین علما و فضلا کی خدمت مین کتب درسیہ حکمیہ و نقلیہ سے فراغت حاصل کی پہر دہلی سے

جیپور و گجرات مین پہنچے۔ ہر ایک مقام مین علما و صلحا کی خدمت سے
فیض پایا۔ ہر ایک خرمن سے خوشہ اور ہر ایک گوشہ سے توشہ لیا آخر
دولت آباد مین رونق افزا ہوئے۔ اوس زمانہ مین دولت آباد دہلی کا
نمونہ تہا اکثر علما و فضلا کا مجمع تہا۔ آپ علما و عرفا سے ملے حضرت
سید خوند میر میر علاء الدین حسینی جیپوری کے مرید و خلیفہ ہوئے ۷۳۰ھ
سات سو تیس ہجری مین دولت آباد سے عین آباد مین تشریف لائے
مدت تک وہان رہے خلایق کو ہدایت و تلقین سے ممتاز فرماتے رہے
بعد ازان ۷۷۳ھ سات سو تہتر ہجری مین بیجاپور آئے اور بیجاپور کو ہدایت و
ارشاد سے آباد کیا۔ اکثر طلبہ آپ سے مستفید ہوئے ہین آپ صاحب التالیف
والتصنیف تہے۔ مشہور ہے کہ جملہ آپکی تصنیفات کی تعداد ایکسو تیس
ہین اون مین ازانجملہ طور الابرار و ملحقات طبقات ناصری۔ و رسالہ انساب وغیرہ ہین
آپ مولانا شیخ شمس الدین محمد لامغانی۔ و شیخ منہاج الدین تیمی الانصاری
الاحسنا آبادی سے مستفید ہوگئے ہین۔ آپ صاحب کشف و کرامت تہے
عابد مرتاض تہے۔ نماز پنجگانہ و تہجد و اشراق مدۃ العمر قضا نہین فرمایا مولانا
حبیب اللہ صبغۃ اللہی کے ملفوظ مین شیخ عبد الفتاح نے لکہا کہ ایک روز
مولانا شیخ کی زیارت اور شیخ مصطفے جنیدی سجادہ کی ملاقات کیلئے گئے
اول شیخ کی مسجد مین کہ اکثر شیخ ایام زندگی مین اوسمین تہجد ادا کرتے تہے

دوگانہ تحیت المسجد ادا کیا۔ پھر شیخ کے روضہ مین فاتحہ پڑھی اور زیارت کے بعد دیر تک گنبد مین بیٹھے۔ اور شیخ مصطفےٰ سے گنج العلوم کی کتاب کا خاتمہ لیکے ملاحظہ کرنے لگے۔ اور مولانا نے فرمایا کہ گنج العلوم اس کتاب مین لکھتے ہین کہ مرید کو چاہیے کہ پیر مرشد و حضرت پیغمبر مین دوئی تصور نکرے بلکہ ایک ہی سمجھے۔ معلوم نہین کہ وہ مضمون کس مقام مین ہے نکالنا چاہیے پھر مولانا نے فرمایا کہ اب موقوف رکھیئے پھر کسی وقت فرصت سے تلاش کرینگے شیخ عبد الفتاح نے کتاب کو کھولا حسن اتفاق و شیخ کی تصرف سے یہ بیت برآمد ہوئی ؎

تا تو نرسی بشیخ باحق نرسی ؎ دیر اگر میان شیخ و حق نیست دوئی

مولانا بیت کے دیکھتے ہی خوش ہوئے فرمایا کہ شیخ کی توجہ سے آج ہمارا مقصود حاصل ہوا۔ نیز ملفوظ مین لکھا ہے کہ شیخ مصطفےٰ جنیدی سجادہ گنج العلوم حضرت مولانا حبیب اللہ کی خدمت مین ارادت رکھتا تھا۔ ایک شب حضرت کی خدمت مین بیعت کیلئے حاضر ہوا۔ جب حضرت کے قریب پہنچا کچھہ عرض نہین کر سکا۔ حضرت کے لب پر عالم مراقبہ کی ہیئت مین بیٹھا تھا۔ ایسی حالت دیکھا کہ مولانا کا دست مبارک ید بیضا کے طرح روشن ہے۔ مولانا سے استفسار کیا مولانا نے فرمایا کیا آپ نے دیکھا پھر کچھہ جواب نہین دیا دوسری شب شیخ مصطفےٰ

خوابمین دیکھا کہ گنج العلوم مولانا سے خرقہ کے کنارہ کو ہاتھ مین لیکے فرماتے ہین کہ میرا خرقہ شیخ کو دیجیئے۔ بعد ازان علی الصباح شیخ مصطفے مولانا حبیب اللہ کی خدمت مین آیا حسن ارادت سے مرید و خلیفہ ہوا۔ شیخ مصطفے نے اپنے رسالہ شجرہ مین لکھا کہ مین طالب علمی کے زمانہ مین قاضی عبد اللطیف بیجاپوری کی خدمت مین پڑہتا تھا۔ ایکروز دیر سے خدمت مین پہنچا۔ قاضی صاحب نے درس مین تغافل فرمایا۔ وہان سے شکستہ دل گہر پر آیا۔ قاضی صاحب نے قیلولہ کیا۔ خواب مین دیکھا کہ گنج العلوم فرماتے ہین اے قاضی ولدی تیرے پاس طلب علم کیلئے آتا ہے اور تو تغافل کرتا ہے اور ہماری تعظیم و تکریم نہین کرتا۔ اسی مضمون کو مکرر سہ کرر فرمایا۔ قاضی خواب سے بیدار ہوا اور مجھہ سے معذرت کی اور بدستور درس جاری کیا۔ گنج العلوم کی کرامت کا معترف ہوا آخر آپنے ستائیسوین تاریخ ماہ جمادی الآخر ۱۰۹۵ھ سنہ ہزار پچانوے ہجری مین اس دار فانی سے خلد برین کو رحلت کی اولا آپنے دختر بی بی خوندما حافظہ عفیفہ کے گنبد کے قریب مدفون ہوئے کہ مشہور ہے کہ چند مدت کے بعد وہان سے دوسرے مقام مین منتقل کئے گئے مدت دراز کے بعد مخدوم جہان خواجہ محمود گاوان گیلانی وزیر بہمنیہ نے مرقد مبارک پر گنبد بنا دیا اب تک موجود ہے۔ یزار و یتبرک بہ۔

سید عبد الولی عزلت

آپ مولوی سعد اللہ سورتی کے صاحبزادے ہین۔کتب درسیہ والد ماجد سے ختم کین۔ والد کی وفات کے بعد دہلی و اکبرآباد و عظیم آباد وغیرہ بلاد ہند مین خوب سیاحت کی علما و فضلا سے فائدہ حاصل کیا۔سراج الدین علیخان آرزو کی صحبت مین مدت تک رہے موزون الطبع و شاعر تھے۔شعر کی اصلاح آرزو سے لیتے تھے معقول و منقول مین جامع ادّعاء فرماتے تھے کہ اگر علم منطق جہان سے مفقود ہوجائے تو مین از سر نو ایجاد کر سکتا ہون۔شاعری مین بہی ایسا ہی دعوی تہا درس و تدریس کا شوق تہا۔اکثر طلبہ مستفید ہوتے تھے ہند کے سفر سے مراجعت کی چند مدت تک اورنگ آباد مین رہے۔پہر حیدرآباد مین آئے اور شہر مین سکونت اختیار کی۔حیدرآباد مین تو ایسے جمے کہ مرکر اوٹھے۔اولاد مین صرف ایک لڑکی تہی اور اوسکو سید فقیر اللہ برادر زادہ سے منسوب کردیا تہا۔ داماد کو اپنا قائم مقام بنایا تہا۔نواب نظام الدولہ بہادر کے عطا کیے ہوے دو گانون جاگیر تھے اونکے محاصل سے زندگی عمدہ طرح سے بسر کرتے تھے آخر ۲۶ رجب ۱۱۸۹ھ ہجری مین اس دار الفنا سے عالم بقا کو روانہ ہوئے میر مومن صاحب کے دائرہ مین مدفون ہوئے۔صاحب مشکوٰۃ النبوۃ لکھتے ہین کہ امامیہ مذہب تھے مگر میرے نزدیک وہ بزرگ سنی المذہب تھے

کیونکہ آپکے والد ملا سعد اللہ سورتی سنی متعصب تھے۔ عالمگیر بادشاہ
ہند کے معاصر تھے۔ اور شاہ عبد الشکور گجراتی کے مرید و خلیفہ۔ شاید
یہ بزرگ یعنی صاحب ترجمہ آبائی طریق کو ترک کر کے دنیوی خواہش سے
امامیہ بنگیا ہو۔ تم کلامہ۔ والعلم عند اللہ۔

شیخ عبد اللہ الغزنوی

آپکا نام شیخ عبد اللہ۔ اور ابو القاسم کنیت ہے آپ غزنوی الاصل
تھے۔ آپکے جد اعلیٰ غزنین سے ہجرت کر کے حرمین شریفین میں
آئے۔ حج و زیارت سے فارغ ہو کے موضع دی علاقہ بصرہ میں فروکش
ہوئے۔ موضع مذکور میں سکونت اختیار کی۔ آپکی ولادت موضع
مذکور میں ہوئی۔ نشو و نما و شعور کے بعد علمار بصرہ و بغداد کی خدمتمین
علوم عقلی و نقلی حاصل کئے عالم باعمل و فاضل اکمل ہوئے صالح
و متقی تھے۔ وظائف و اوراد کے پابند تھے۔ سنہ ۷۷۳ھ سات سو ہتر
ہجری میں بصرہ سے بیجاپور دکن میں وارد ہوئے اور یہاں اقامت
کی اور حضرت شیخ عین الدین گنج العلوم کے مرید و خلیفہ ہوئے خلائق
کو ہدایت و ارشاد سے ممتاز فرماتے رہے۔ صاحب خرق عادت و
کرامت تھے۔ آخر ۱۷ ماہ رجب ۷۹۲ھ سات سو بیانوے ہجری میں دار البقار روانہ ہوئے۔ مزار [illegible]

شیخ عین الدین ثانی نبیرہ گنج العلوم

آپ شیخ محمد بن شیخ علاء الدین گنج العلوم کے صاحبزادے ہین آپکے والد ماجد امرا بہمنیہ کے زمرے مین تھے ابتدا ار تمیز و شعور سے دنیا و مافیہا سے نفرت تھی۔ عالم شباب مین آبا کرام کے طریقہ کو اختیار کیا۔ الفقر فخری پر عمل کیا۔ شیخ اویس المشہور بخوند میان بن شیخ محمد بن شیخ سراج جنیدی گلبرگوی سے علم ظاہری و باطنی حاصل کیا۔ اور شیخ کے مرید و خلیفہ ہوئے۔ عارف کامل تھے۔ خلایق کو ہدایت و تلقین سے سرفراز کرتے تھے۔ صاحب تصرف و کرامت تھے۔ آخر سنہ ۸۳۵ھ آٹھسو پینتیس ہجری مین رحلت کی۔ آبا کرام کے مقبرہ مین مدفون ہوئے۔ یزار و یتبرک بہ

سید علی رزا اسے

آپ مشہدی الاصل ہین۔ سادات حسینی سے تھے۔ نسب کا شجرہ اسطرح ہے سید علی بن سید عبد الحسین راز بن سید مرتضی اصفہانی بن سید علی المشہدی عرف مرزا بزرگ۔ آپکی حسب سادات بنی مختار سبزواری سے ہے۔ اور آپکے نانا سید محمد بن سید ابراہیم ایران سے ہمایون بادشاہ کے ہمراہ ہند مین آئے تھے۔ آپکے ابا اجداد امامیہ مذہب تھے۔ اوائل جوانی مین خدا کی رحمت و عنایت سے آپکے دل مین فقر اکی محبت پیدا ہوئی کہ آپ والدین کے عقائد سے منکر ہوئے۔ رفتہ رفتہ والد کو یہ بات معلوم ہوئی تو سخت ناخوش ہوئے فرمایا کیا کرون محبت پدری مانع ہے نہین تو ابھی

اسکا کام تمام کرتا - اور فرمایا اگر کوئی یہ کام کرے تو میں اوس سے قصاص نہین چاہونگا - تمام اعزہ و اقارب دشمن جانی ہوئے آپکے والدین حضرت بندہ علی قادری سے محبت و اعتقاد رکھتے تھے - ایکروز اتفاقاً حضرت کی خدمتمین آئے اور آپ بہی ہمراہ تھے - حضرت نے آپکے حال پر ایسی مہربانی اور شفقت کی کہ آپ حضرت پر فریفتہ ہوگئے - کبھی کبھی حضرت کیخدمتمین آمد و رفت کرتے رہتے - حضرت کی صحبت کی برکت سے تصوف و تعرف کا شوق دلمین موجزن ہوا - یہانتک کہ آپ ۱۱۷۴ھ گیارہ سو چوہتر ہجری شب جمعہ ماہ رمضان مین حضرت کی بعیت سے مشرف ہوئے - آپکی توجہ کی برکت سے منازل سلوک طے کرنے لگے - آہستہ آہستہ غضب و غصہ سے خارج ہوئے پہر آپکو استخارہ کی اجازت ملی - چندروز کے بعد وظیفہ استغفار پر مامور ہوئے پہر چند مدت تک درود شریف کا وظیفہ جاری رکہا - پہر ذاکرین کے حلقہ مین شریک ہوئے یعنے اسم ذات اللہ کا شغل شروع کیا - اور پہر ذکر قلبی اللہ اللہ یا حبس دم کا وظیفہ کرتے رہے - اس ریاضت شاقہ و محنت شدیدہ کے بعد آپ کو کشف باطن و تصفیۂ دل حاصل ہوا - آپکے پیر نے فرمایا ؎

باخدا دیوانہ و با مصطفے ہشیار باش - یعنے شریعت کے طریقہ پر ثابت قدم و راسخ دم رہ ہشیاری سے یہی مراد ہے - اور خدا کی محبت مین دیوانہ و آشفتہ رہ - آپ سے منقول ہے کہ آپ راتدن مین اٹھارہ ہزار مرتبہ ذکر اللہ

کہاتے تھے۔ سات برس تک برابر مداومت فرماتے رہے اور غذا قلیل
ایک وقت کہاتے تھے۔ مرشد کی اجازت سے قبور کی زیارت کو جایا
کرتے۔ بعض وقت آپکو کشف قبور بہی ہوتا تہا۔ آپ ایکروز ایک قدیم
قبر کے پاس بیٹہے معلوم ہوا کہ قبر مین آگ کے شعلے افروختہ ہین یہ حالت
دیکہکر مکانپر لوٹ آئے۔ اور مرشد سے ذکر کیا۔ مرشد نے فرمایا تعجب ہے
کہ آپنے کچھہ نہین کیا۔ وہان کچھہ پڑہنا اور توجہ دینا تہا۔ کہ قبر کی آگ فرو ہوتی
وہان جاؤ۔ آپ متواتر تین روز تک آتے رہے۔ مگر کچھہ نہین ہوا۔ آخر چوتہے
مرتبہ عرض کیا۔ فرمایا کہ پائین قبر رہو۔ اور پڑہتے جاؤ ایک ہفتہ تک
اسیطرح عمل کیا پہر آپکے مرشد رونق افزا ہوئے اور قبر پر بیٹہے خوب گریہ و
زاری کی۔ قبر کی آگ اوس روز سے فرو ہوگئی۔ آپنے سنہ ۱۲۰۲ھ بارہ سو دو
ہجری مین عالم رویا مین چند اشغال قادریہ حضرت سید عبد القادر ملکاپوری سے
پائے۔ اور مشکوۃ النبوۃ کا مولف آپکی خدمتمین فیض یاب ہوا ہے مشکواۃ النبوۃ مین
آپکے واقعات وحالات شرح وبسط سے لکہتے ہین۔ مولف مذکور ایک مقام مین
لکہتا ہے کہ مین ایکروز جناب رمز الہی کا رسالہ نقل کر رہا تہا۔ حضرت کے نام کے
ساتہہ جو القاب تہا اوسکو تخفیفا ترک کر دیتا تہا۔ ایکروز آپ آئے اور کہا کہ اے
علی پیران مین نے مکتوبات مجددیہ مین دیکہا ہے کہ مجدد رحمہ اللہ نے باقی
باللہ کے لقب مین اختصار فرمایا۔ اسرات آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی

مجلس مین بار یاب نہیں ہوئے۔ دوسرے دن مشرف ہوئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اے احمد تونے ہمارے شیخ تام کو سہواً ترک کیا۔ اسلیئے ہماری مجلس سے محروم رہا۔ آپنے سہو کی مغفرت چاہی۔ علی پیران کہتے ہیں کہ مین یہ نقل سنتے ہی نادم وپشیمان ہوا اور اپنے قصور کا معترف ہوا۔ اور یہ امر حضرت رمزا آگہی کی کرامات سے تہا۔ انتہی کلامُۂ

فائدہ

مشکوۃ النبوہ مین مذکور ہے۔ آپنے فرمایا کہ کشف قبور دو قسم ہے۔ ایک علم دعوت سے متعلق ہے اور یہ اہل قبور کے معاینہ ومشاہدہ پر موقوف ہے۔ دوسرا تصفیہ باطن ومکاشفہ روحانی سے متعلق ہے۔ یہ قسم صرف دوستان حق کو نصیب ہوتا ہے۔ آپ صاحب التصانیف تہے آپکے چند رسائل تصوف مین ہین۔ ایک کنز مخفی۔ واعظ المجانین قناوی العشاق۔ توحید نامہ ہم ہر ایک رسالہ سے بطور نمونہ چند شعر ناظرین کے ملاحظہ کیلیئے لکہتے ہین۔ من کنز مخفی

شق الفلک ست نرد بانم	؎	کرسی است چو علیین مکانم
من قصہ خویش می نویسم		در دسر خویش می نویسم
باریک رہ است وتنگ وتاریک		مشکل روش ز موے باریک
محنت کدہ خرابہ داری		لغزیدن او سر است داری

جملہ قدسیان یلاقی | یارب ساقی وصحبت باقی

من مواعظ الحاذقین

از قضا روزے من آن میفروش | گفتگوئے کرد با من در خروش
آہ چون وحی الٰہی بود این | گشت نازل بر دل من اینچنین
ہر کجا عاشق رسد جبرئیل کو | ایکہ میکائیل واسرافیل کو
جان فدائے اینچنین ساعت کنم | آنچہ پیرم گفت من طاعت کنم

من فتاوی العشاق

قصہ لیلیٰ چو مجنون کنم | شرح غم عاشق مفتون کنم
شور جنون در سر ریخت رنگ | دست من و دامن صحرا وسنگ
چاک گریبان سنت تار تار | کوچہ وطفلاں ومن سنگسار
اے تو شنو طرفہ حکایت کنم | راوی عشقم چہ روایت کنم

من توحید نامہ

بشنوید این سالہا اے دوستان | از عرس اللہ بے نام ونشان
یادگاری می گذار در جہان | بہر قوم صوفیان عارفان
تاکہ روزے نالہا بیند ازان | مستمندان دردمندان عاشقان
فال بکشایند ولذتہا برند | شعرہا خوانند وعشرتہا کنند

آپ صاحب خوارق عادات وصاحب کشف وکرامات تھے آپکی

وفات ۱۲ ماہ محرم الحرام روز پنجشنبہ ۱۲۱۰ ؁ بارہ سو دس ہجری مین واقع ہوئی
اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن ۔ اعزہ و اقارب و مریدین و معتقدین
جمع ہوئے ۔ تجہیز و تکفین کے بعد مکہ مسجد مین لائے نماز جنازہ ادا کرکے
بیرون شہر حیدرآباد دکن محلہ یاقوت پورہ مین مشرقی جانب رستم
دل خان مرحوم کے احاطہ کے اندر صحن مسجد مین مدفون ہوئے بعد مین
علیحدہ مسجد کے صحن مین بطریق سنت جماعت دفن کئے گئے یزار و تیرک ہے

شیخ علم الدین چشتی فاروقی

شیخ علم الدین نام ۔ آپ مخدوم شیخ سراج الدین چشتی ابن مولانا کمال الدین
علامہ کے صاحبزادے ہین ۔ نسب کا سلسلہ حضرت امیر المومنین عمر بن
الخطاب رضی اللہ عنہ سے منتہی ہوتا ہے ۔ آپکا مولد و منشا پٹن گجرات ہے
آپنے کتب درسیہ معقول و منقول والد ماجد و علماء سے ختم کین اور والد ماجد کے
مرید و خلیفہ ہوئے ۔ اور حضرت مخدوم سید محمد حسینی بندہ نواز گیسو دراز
قدس سرہٗ سے بہی استفادہ کیا ۔ جامع علوم صوری و معنوی تھے ۔ ہمیشہ
ریاضت و عبادت مین مصروف اور طالبین کی ہدایت و تعلیم مین مشغول
رہتے تھے ۔ آپ طالب علم کو اولاً علوم ظاہری و ثانیاً علوم باطنی پڑہاتے
تھے ۔ اور مرید و طالب اگر محض اُمّی ہوتا تہا تو اوس کو نماز روزہ کے
مسائل اور درود شریف و کلمہ طیبہ کا ذکر تلقین کرتے تھے ۔ آپکے تمام

مریدین صوم وصلوٰۃ کے پابند ہوتے تہے۔ آپ بیعت کے بعد صوم و صلوٰۃ کی تاکید فرماتے تہے۔ شریعت محمدی و دین احمدی کا بڑا ادب ولحاظر کہتے تہے۔ کوئی امر شرع کے خلاف نہین پسند کرتے تہے صاحب کرامت و کرشمہ تہے۔ والد ماجد کے بعد سجادہ نشین ہوئے والد ماجد کی طرح درس وتدریس کا دروازہ کشادہ رکہا۔ آپکی ذات بابرکات سے خانقاہ کو رونق حاصل ہوئی۔ انہین ایام مین مولانا بابکر تاج الدین بن احمد مالکی دمامینی مولف شرح مغنی اللبیب پٹن گجرات مین آیا۔ آپکے خانقاہ مین فروکش ہوا۔ آپنے مولانا کی مہمانی ومدارات کی اور اعزاز و احترام مین کوئی دقیقہ فروگذاشت نہین فرمایا۔ ایک روز مولانا اور آپکے درمیان کسی مسئلہ نحویہ مین مباحثہ ومناظرہ ہوا۔ مناظرہ ختم ہونیکے بعد مولانا نے آپکی تعریف کی۔ اور فرمایا۔ انت الاسد بن الاسد لیس لہ نظیر فی الھند۔ یعنے تو شیر بن شیر ہے تیرا مثل ہند مین نہین مولانا دمامینی پٹن سے احمد آباد گجرات مین آئے وہان سلطان مظفر نے مولانا کی تعظیم و توقیر کی۔ مولانا نے منہل الصافی کی شرح لکھی اور اوسکا دیباچہ بادشاہ کے نام سے لکہا حضور مین ہدیتہً پیش کیا۔ بادشاہ نے قبول کیا اور کئی ہزار روپئے انعام دیئے۔ پہر مولانا گجرات سے گلبرگہ مین آئے اور احمد شاہ بہمنی نے بہی مولانا کا اعزاز واحترام کیا۔ آخر مولانا نے ۲۷۔ شعبان ۸۲۷ ہجری

بمقام گلبرگہ عالم فناسے دار بقا کے طرف رحلت کی۔ آخر مخدوم شیخ علم الدین نے
چھبیسوین تاریخ ماہ ۹۰۸ھ آٹھہ سو نوہجریمین اس عالم فانی سے
خلد برین کو رحلت کی پٹن گجرات محلہ برکات پورہ مین مدفون ہوئے۔

نسب کا شجرہ

شیخ علم الدین چشتی۔ بن شیخ سراج الدین۔ بن شیخ کمال الدین علاء
بن عبد الرحمن۔ بن عمر۔ بن طیب۔ بن طاہر۔ بن شمس الدین احمد بن
فرخ شاہ کابلی۔ بن شیخ سلیمان۔ بن شیخ سلطان۔ بن شیخ عبداللہ
بن مسعود۔ بن واعظ اللہ اصغر۔ بن واعظ اللہ اکبر۔ بن ابو الفتح
بن اسحاق۔ بن ناصر۔ بن ابراہیم۔ بن عبداللہ۔ بن عمر۔ بن امیر المومنین
عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہم۔ بزار و متبرک ہے؛

شیخ عزیز اللہ چشتی فاروقی

شیخ عزیز اللہ نام۔ آپ شیخ محمد چشتی کے چوتھے صاحبزادے ہین۔ آپکا
مسقط الراس و مولد احمد آباد گجرات ہے۔ آپنے نشوونما کے بعد برادر
بزرگ کی خدمت مین تربیت و تعلیم پائی۔ حافظ قرآن تھے۔ عربی و
فارسی مین ذی استعداد و صاحب سواد تھے۔ اور والد ماجد سے خلافت کا
خرقہ پایا۔ ہدایت و رہنمائی کا دروازہ کشادہ کیا۔ آپ صاحب کرامت و
کرشمہ تھے۔ جو کوئی آپسے قرآن شریف پڑھتا تہا وہ ضرور حافظ ہوتا تھا

اتفاقاً اگر کوئی حافظ نہین ہوتا تو ایسا ہوتا تہا کہ کوئی اُسپر ناظر کا اطلاق نہین کرسکتا تہا۔ اور فن قرأت مین استاد تھے۔ تجوید کے رسائل خوب پڑہاتے تھے۔ حلیم الطبع وخوش مزاج تھے۔ قانع وصابر ومتوکل وشاکر تھے۔ متقی وپرہیزگار متشرع دیندار تھے۔ آخر آپنے ستائیس ۲۷ ماہ جمادی الاول سنہ ہجری مین رحلت کی۔ شاہ پور احمد آباد گجرات مین والد کے روضہ مین مدفون ہوئے۔ زیارتگاہ متبرک ہے

مخدوم شیخ عزیز اللہ صدیقی

شیخ عزیز اللہ نام متوکل علی اللہ عرف تھے۔ آپ ابتدا مین ملک مالوہ وخاندیس مین تھے۔ کبھی شہر مانڈو کبھی شہر برہانپور مین رہتے تھے مالوہ وخاندیس مین آپکی ہدایت وتلقین کا چراغ روشن تہا۔ ہر ایک گمراہ راہ پاتا تہا۔ اور طالبین ومریدین آپکے فیض سے کامیاب ہوتے تھے۔ شیخ باجن برہانپوری آپکے ارشد خلفا ومریدین سے تھے۔ آخر عمر مین آپ احمد آباد گجرات مین آئے گجرات کے مشایخ وعلماو سلاطین وامرا آپکی تشریف آوری سے بہت خوش ہوئے اور سب نے آپکا اعزاز واکرام کیا۔ آپ سکونت پذیر ہوئے آپکے متعلقین عیال واطفال بھی ہمراہ تھے۔ گجرات کے بادشاہ نے انکے لئے وظیفہ یومیہ مقرر کردیا۔ آپکے فرزند شیخ رحمت اللہ نے شیخ پورہ کو آباد کیا۔ اور بھی

آپکی اولاد مین صلحا و کملا تھے آپکی زندگی توکل وقناعت وفقر مین گذری۔
آپکی عادت تھی کہ شام کے وقت جو کچھ گھر مین حاجت سے زیادہ ہوتا تھا
فقرا اور ہمسایون پر تقسیم کر دیتے۔ گھر مین ذخیرہ نہین فرماتے تھے۔ یہانتک
مزاج مین احتیاط تھی۔ کہ پانی بھی حاجت سے زیادہ نہین رکھتے تھے
مالدار اہل دنیا کو مجلس مین شریک نہین فرماتے تھے۔ ایک وقت کسی
امیر نے آپکے فرزندون کے ذریعہ سے زیارت کی درخواست کی۔ آپنے
فرمایا اگر فرش کے کنارے صف نعال مین بیٹھے تو مضائقہ نہین اور اگر
اُسکو مال و دولت کا غرور ہو تو ضرور نہین۔ شام کے وقت مالدار شخص
آپکے مکانپر آیا دیکھا کہ مکانمین اندھیرا ہے۔ چراغ نہین ہے۔ اور شاہ
شیخ کے گھر مین ایک پیسہ بھی موجود نہین کہ تیل منگوایا جائے۔ تھوڑی
دیر کے بعد مالدار شخص رخصت ہوا۔ اور آپکے صاحبزادے سے فرمایا
کہ کلھہ تیل کے چند کُپّے روانہ کرونگا۔ آپ خوب روشنی کیجئے۔ جب
کُپّے صرف ہو جائیں تب مطلع فرمانا۔ دوسرے کُپّے روانہ کرونگا۔ مالدار
شخص نے کثرت سے تیل بھیجا صاحبزادے نے بیشمار چراغ جلائے
آپنے کثرت چراغ کا سبب دریافت کیا کہ یہ تمام چراغ کہانسے آئے
آپسے کل ماجرہ بیان کیا گیا۔ آپ ناخوش ہوئے۔ تمام روغن فقرا پر
تقسیم کیا اور مالدار شخص کو تاکید کی کہ آئیندہ نہ بھیجین۔ آپ صاحب خوارق

عادات و خوارق کرامات تھے۔ آخر آپنے تیئیس ۲۳ صفر ۹۱۲ہجری مین رحلت کی۔ میدان پورہ احمد آباد مین مدفون ہوئے۔ یزار و یتوسل بہ

شیخ عبدالملک بنبانی

شیخ عبدالملک نام۔ آپ کا وطن اصلی شہر بنبان واقع ملک عرب ہے اور عباسی الاصل ہین یعنے نسب کا سلسلہ حضرت عباس عم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پہنچتا ہے۔ آپ نے مصر و بغداد مین علوم و فنون کی تحصیل کی اور اپنے بہائی قطب الدین شاگرد امام سخاوی مصری سے حدیث کی سند لی۔ عالم باعمل و فاضل اکمل تھے۔ علم تفسیر مین کمال ملکہ و استعداد رکھتے تھے۔ علیٰ ہذا القیاس حدیث مین بھی بے نظیر تھے جامع علم و ادب و حاوی لغات عرب تھے۔ عرب سے گجرات مین آئے اور احمد آباد مین فروکش ہوئے۔ شہر کی مسجد مین طلبہ کو درس و تدریس سے سرفراز فرماتے تھے۔ توکل و تجرید مین فرید و قناعت و صبر مین وحید تھے گجرات مین کوئی آپکا نظیر نہین تہا۔ اہل گجرات آپکا اعزاز و اکرام کرتے تھے۔ آپکی لیاقت و فضیلت کا اقرار کرتے تھے آپکے حلقہ درس مین طلبا و علما شریک ہوتے تھے۔ آپ جو نکات بدیعہ و رموز ادبیہ بیان فرماتے تھے طلبہ اونکو بیاضون مین لکھ لیتے تھے۔ آپکے تلامذہ اکثر فضلا ہوئے۔ مولانا کمال محمد عباسی مفتی اوجین آپکے ارشد تلامذہ سے ہین

آخر آپنے (۹۷۰ھ) نوسو ستر ہجری مین رحلت کی احمد آباد گجرات مین مدفون ہوئے۔

شاہ عنایت اللہ بن شاہ محفوظ قادری

آپ والد ماجد کے مرید و خلیفہ تھے۔ باپ کے بعد سجادہ نشین ہوئے۔ طریقہ قادریہ شطاریہ کے پیرو تھے۔ حقائق طریقت و دقائق حقیقت سے واقف منازل سلوک و مقامات تصوف کے عارف تھے۔ خلیق و لائق تھے۔ خلائق کو فیض ہدایت و ارشاد سے کامیاب فرماتے تھے (۱۲۵۰ھ) بارہ سو پچاس ہجری کے قریب فوت ہوے حیدرآباد مین مدفون ہوئے

شاہ عبد القادر چشتی بن شاہ ابو الحسن

آپ والد ماجد کے مرید و خلیفہ تھے۔ والد کے بعد مسند نشین ہوئے۔ ہدایت و ارشاد کا بازار گرم ہوا۔ ہمیشہ ذکر و شغل مین مصروف رہتے تھے۔ کثرت مراقبہ سے کوزہ پشت ہو گئے تھے۔ آپکی ذات بابرکات مغتنمات سے تھی۔ آپ درویشی و فقیری کا نمونہ تھے۔ باوجود علائق آزاد تھے۔ راتدن فقرا کے طرح پڑے رہتے تھے۔ لنگرخانہ مین آپ بھی فقرا کے ساتھ کہانا نوش فرماتے تھے۔ کبھی کبھی گھر مین کہاتے تھے۔ سادات کی بڑی عزت و عظمت کرتے تھے۔ اہلبیت پر جان و مال سے فدا ہوتے تھے۔ آپکی وفات ۷ ماہ صفر (۱۱۹۹ھ) گیارہ سو ننیانوے ہجری مین ہوئی قبر بیرون شہر محلہ دبیرپورہ حیدرآباد ہے۔ زیارہ و تبرک ہے

شاہ عبدالقادر عرف حضرت صاحب

شیخ محی الدین احمد عرف محی الدین پادشاہ کے صاحبزادے ہین آپ والد ماجد کے خلیفہ و جانشین ہوئے خلق و مروت مین بے نظیر خوش گفتار و خوش کردار تھے۔ راگ و سماع کے شائق تھے ہفتہ عشرہ مین ضرور سماع کی مجلس منعقد فرماتے تھے۔ مجلس مین شہر کے امرا و نواب نظام الدولہ آصفجاہ بہادر ثانی بھی شریک ہوتے تھے۔ شہر کے تمام مشایخ آپکی تعظیم و تکریم کو مانتے تھے۔ بزرگ زمانہ و فرد یگانہ تھے۔ آخر مرض الموت مین مبتلا ہوئے۔ ۱۴ ماہ ربیع الاول ۱۱۹۹ھ گیارہ سو ننانوے ہجری مین فوت ہوئے۔ لنگر حوض کے تالاب پر قلعہ گول کنڈہ کے قریب بزرگون کے روضہ مین مدفون ہوئے آپ کا ایک صاحبزادہ سید محی الدین عرف محی الدین پادشاہ ثانی تھا

حضرت شاہ عبدالقادر حسینی قدس سرہٗ

شاہ عبدالقادر حسینی نام۔ اصلی وطن حیدرآباد دکن۔ آپکو طریقہ قادریہ مین بیعت و خلافت والد ماجد سے حاصل ہوئی۔ آپ ولی کامل تھے آپکے فیض نعمت سے اکثر خلائق کامیاب ہوئے ہین۔ آپکی وضع درویشانہ تھی قانع و صابر تھے مقام تسلیم و رضا مین قائم تھے امرا کی صحبت سے دور رہتے تھے۔ مدۃ العمر کبھی کسی امیر کے گھر نہین گئے اور کسی چیز کے خواہان نہین ہوئے۔ آپکو سوال سے عار و ننگ تھی باوجودیکہ فاقہ کشی سے جان تنگ تھی آپکی گذراوقات کا مدار توکل پر تھا جو کچھ آمدنی ہوتی تھی فقرا و غربا پر تقسیم کر دیتے تھے۔ آپکے نزدیک روپیہ کا جمع کرنا حرام تھا دنیا مین ایسے

تھے جیسے کوئی مسافر سرا مین رہتا ہے ایسے بزرگ موتوا قبل ان تموتوا کے مصداق ہین خدا کی عبادت مین چست اور دنیا کی خواہش مین سست تھے اکثر مراقبہ سے کوزہ پشت ہو گئے تھے مذہب شافعی کے مقید تھے۔ خاص و عام آپکے کرشمہ اور کرامات کی قائل تھے۔ آپکی وفات ساتوین تاریخ ماہ صفر ۱۱۹۵ھ گیارہ سو پنچانوے ہجری مین واقع ہوئی۔ والد ماجد کے قبر کے قریب خارج شہر متصل لبیر پورہ مدفون ہوئے۔ مزار مبارک سے فیض جاری ہے

شیخ عبد الرحیم کرابخی قدس سرہ

آپکا اصلی وطن سندہ ہے۔ سنہ ہجری کے قریب مین ملک دکن مین آئے اور سوقت برہانپور دار العلوم تھا آپ بھی پہنچے اور شہر مین متوطن ہوئے۔ آپ فرشتہ سیرت و نورانی صورت تھے۔ جامع علم و فضل اور آپ چشتیہ طریق کے پیرو تھے۔ محفل سماع کو جائز رکہتے تھے۔ اور شریعت کی پیروی بھی واجب جانتے تھے کوئی بات ایسی نہین کرتے تھے جو شرع کے خلاف ہو دنیا و مافیہا سے کچھ تعلق نہین رکہتے تھے۔ عبادت اور ریاضت مین بسر کرتے تھے خلق اللہ کی ہدایت اور اہل العلم کی خدمت آپکی عادت تھی۔ مسافرونکی اعانت بیمارونکی عیادت آپکی بزرگی کی شہادت تھی آپ بڑے ذکی اور تیز فہم تھے۔ جسوقت برہانپور مین آپکی تشریف آوری کی شہرت ہوئی اور آپکی عظمت و کرامت کی ہلچل پڑی تو برہانپور کے بزرگون مین سے ایکنے ایک پیالہ پانی سے لبالب بہر کر آپکی خدمت مین بہیجا (اس سے اشارہ و کنایہ یہ ہے کہ یہ شہر بزرگون سے ایسا بہرا ہوا ہے کہ ایک قطرہ کی گنجائش نہین ہے آپ تشریف لیجایئے) آپ پیالہ بہرا ہوا دیکھکر فی الفور اس امر سے واقف ہو گئے اور اسیوقت ایک پہول ہو تیا کا پیالہ مین ڈالدیا (اسبات کا اشارہ کیا کہ مین اس شہر مین مانند پہول کے

رہونگا۔ کسی پر بار نہونگا) پیالہ کو رد کر دیا۔ برہانپور کے مشایخ آپکی یہ ذکاوت و تیز فہمی دیکہکر فریفتہ ہو گئے۔ تمام آپکی خدمت مین آئے۔ اور بہایت تعظیم و تکریم سے ملے۔ اور آپکو تا بہ زندگی معزز و محترم سمجہتے رہے آپکی وفات سنہ ہجری مین واقع ہوئی آپکی قبر شہر مین ہے خاص و عام زیارت سے مستفید ہوتے ہین

سید شاہ علی رضا بن شمس مولا

معرفت الاولیا مین لکہا ہے کہ آپ کا نام شاہ علی رضا ہے۔ آپ مولانا شمس الدین عرف شمس مولا نعمت اللٰہی کے فرزند ہین ابتدا مین والد ماجد کے قایم مقام و مسند نشین ہوئے۔ ایک سال تک خلایق کو ہدایت و ارشاد فرماتے رہے۔ اسی مدت مین بیشمار طلبا مرید ہوئے ہدایت و ارشاد سے مستفید۔ مدت مذکورہ کے بعد آپ پر جذب کی حالت غالب ہوئی۔ بارہ برس تک مجذوب رہے۔ دنیا و مافیہا سے بے پروا تھے۔ مشکواۃ النبوت کے مولف نے لکہا ہے کہ۔ آپکے بہائی مسمی میر علی نے والدہ صاحبہ کے طرف سے ایک محضر تیار کیا۔ اور اوسمین لکہا کہ علی رضا دیوانہ ہو گیا ہے رات دن اکثر مستانہ رہتا ہے جب کبھی ہوشیار رہتا ہے مریدون اور خدام کو ضرر پہنچاتا ہے اور سب کو تکلیف دیتا ہے میری خواہش ہے کہ علی رضا کی صحت تک میر علی بیابتا مسند نشین رہے۔ ہدایت و ارشاد کا سلسلہ جاری رکھے۔ محضر پر شہر کے

تمام مشائخ نے دستخط کیے۔ پھر میر علی نے آپکو مقید کیا اور خود باتفاق سجادہ نشین ہوا۔ حضرت تقریباً بارہ برس تک قید خانہ مین جو ایک حجرہ خاص تہا اوس مین رہے آخر آپکے بڑے فرزند مسمی سید احمد نے نواب ظفر الدولہ عرف دہونسہ کی معرفت سے ایک عرضی غفرانماب نواب میر نظام علیخان بہادر اسد جنگ آصفجاہ ثانی کیخدمت مین والد ماجد کی رہائی کی بابتہ گذرانی غفران مآب کے حکم سے آپ رہا ہوئے۔ بدستور مدت تک مسند نشین رہے۔ حضور غفران مآب کو آپسے حسن اعتقاد تہا۔ شاہ صاحب ہمیشہ حضور کی تائید دعا و توجہ سے فرماتے تھے۔ آپسے اکثر خوارق عادات بھی ظاہر ہوئے ہین ازانجملہ یہ ہے کہ حضور آصفجاہ ثانی اٹھارہ تاریخ ماہ شعبان ۱۲۰۹ھ بارہ سو نو ہجری مین مرہٹہ کی تادیب و تنبیہ کیلئے کہرلہ روانہ ہوئے۔ انہین ایام مین آپ پر بیہوشی و مستی کا عالم جاری ہوا۔ خانقاہ کے باغ مین یا حجرہ مین مستانہ پڑے رہتے تھے ایکروز بیہوشی کے عالم مین خانقاہ کے باغ مین جو آپکی توجہ سے سرسبز و سیراب اور اقسام کے درختون و سبزون سے تازہ و شاداب تہا ہاتھہ مین تلوار لئے ہوئے پہنچے۔ چند ساعت درختون و شگوفون کی طرف دیکھتے رہے۔ پھر تلوار کو میان سے کہینچکر تمام چمن کے درخت قطع کردئے۔ قطع کرنیکے بعد تلوار کو میان مین کرکے حجرہ مین آئے

دیر تک حالت جذب مین مست رہے۔ پھر ہوشمین آئے۔ مریدون نے
چمن کے درختون کی خرابی کا سبب دریافت کیا۔ فرمایا آج مین نے
ہزارون جانین بچائین۔ مرید سنکے متردد ہوئے کہ یہ کیا ماجرا ہے اوسی
مدت مین مشہور ہوا کہ غفران مآب اور مرہٹہ کے درمیان کہرلہ مین سخت
مقابلہ ومحاربہ واقع ہوا۔ مرہٹہ وحضور کے درمیان باہم دیر تک جنگ ہوتا رہا
جانبین سے مجروح ومقتول ہوئے۔ سرکار عالی نظام کی فوج سے
مجروحین ومقتولین کی تعداد کم تھی۔ مریدون نے کہرلہ کے مقابلہ کی تاریخ
اور حضرت کے درختون کے قطع کرنیکا دن ملایا تو برابر پایا وہی دن تہا
آپکی شان شاہانہ تھی سواری بڑے شوکت وشان سے نکلتی تھی سواری کے
ساتھ خاص وعام کا ہجوم رہتا تہا۔ سرخ پوشاک وعطریات کے شایق تھے
راگ سنتے تھے۔ اور رقص دیکھتے تھے۔ اگر کوئی شخص خوش آواز
مرثیہ یا مناقب پڑہے تو رغبت سے سنتے تھے۔ آداب سماعت کا
بڑا لحاظ رکھتے تھے آپکی عمر تخمیناً ستر برس کی تھی۔ آخر آٹھوین تاریخ ماہ رمضان سنہ ۱۲۱۵
بارہ سو پندرہ ہجریمین عالم فنا سے خلد برین متوجہ ہوئے بہار طبی بر والد ماجد کے قریب مدفون کیے گئے

سید شاہ سعد الدین ابن سید شاہ حسن صاحب حضرت شاہ عرف عبد القادر ثانی حیدر آبادی

صاحب انوار الاخیار لکہتے ہین کہ آپ حیدر آباد کے عمدہ مشایخ سے ہین
اوصاف حمیدہ وشمائل پسندیدہ کے ساتھ موصوف تھے۔ تقوی وطہارت مین

معروف - ابتدا رشب سے نماز اشراق تک ذکر و شغل مین مشغول رہتے تھے - اور درود شریف کا ورد ہر وقت نوک زبان رہتا تھا - حیدر آباد مین اکثر امرا و فقرا آپکے مرید تھے - نواب آصفجاہ مرحوم جب حیدر آباد آتے تھے ضرور آپسے ملاقات کرتے تھے اور دعا کی درخواست فرماتے تھے لطائف قادریہ کے مولف نے لکھا ہے کہ آپکے والد ماجد جسوقت فوت ہوئے - اوسوقت آپکی عمر ساٹھہ برس کی تھی - آپ والد ماجد کے مرید و خلیفہ تھے والد کے بعد سجادہ نشین ہوئے - ولی مادر زاد تھے - آٹھہ سال کی عمر مین خضر علیہ السلام سے ملے - ملاقات کے بعد خضر علیہ السلام غائب ہو گئے اور آپکو تند سیاہ دیا - آپ خوف زدہ ہوئے سخت بیمار ہو گئے - آپکی والدہ نے حضرت محی الدین ثانی سے واقعہ کا ذکر کیا آپنے فرمایا مطمئن رہو خوف کی بات نہین ہے یہ لڑکا قطب ہو گا - تند سیاہ قطبیت کی دلیل ہے - اور وہ بزرگ خضر علیہ السلام تھے - فرمایا تند بچے کو کھلاؤ اور شاہ صاحب موصوف نے صاحبزادہ بیمار کے طرف توجہ کی - تھوڑی دیر کے بعد بیماری دفع ہو گئی آپ حضرت محی الدین ثانی کی خدمت مین رہے علوم ظاہری و باطنی سے مستفید ہوئے حضرت صاحب کمالات و خوارق عادات تھے - میر محمد فاضل نے پنج گنج مین لکھا کہ حضرت مفتی قطب عالم صاحب آپکے حق مین فرماتے تھے

جسکو محبوب سبحانی کا دیدار منظور ہو آپکو دیکھین۔ اور صاحب انوار الاخیار لکھتے ہین کہ آپ صاحب خلق و کریم و حلیم تھے۔ آپکی عمر ستر برس سے زیادہ تھی۔ شاہ درویش صاحب آپکے معاصر تھے دونو باہم خالہ زاد بھائی تھے۔ دونوںمین باہم محبت و اتحاد تھا آپکے خلفا پچاس سے زائد تھے اور اولاد مین چار فرزند تھے۔ شیخ محی الدین احمد۔ و شیخ حسین و سید محمد علی۔ و شیخ سعد الدین محمد ثانی۔ آپکی وفات ۲۷۔ ذیحجہ سنہ ۱۱۵۹ء گیارہ سو اونسٹھ ہجری مین ہوئی۔ تجہیز و تکفین کے بعد آبا و اجداد کے روضہ مین واقعہ قلعہ گولکنڈہ متصل لنگر حوض کے تالاب کے کنارے مدفون ہوئے۔ آپکے اجداد کا گنبد صندل خان خواجہ سرا نے بنا کیا تھا

عبد القادر عرف شاہ حضرت صاحب بن محمد شاہ صاحب قادری

آپ محمد شاہ کے بھائی ہین۔ آپ سیکاکول مین سکونت پذیر تھے جب سیکاکول پر فرانس قابض ہوا۔ آپ وہان سے حیدرآباد مین آئے بارہ برس تک زندہ رہے۔ آپ پسندیدہ سیرت و نیک طبیعت تھے فقرا و غربا کے ساتھہ ہمدردی فرماتے تھے اعزہ و اقارب کے ساتھہ بھی حسن سلوک جاری رکھتے تھے۔ صاحب کشف و کرامت تھے آخر سنہ ۱۱۸۵ گیارہ سو پچاسی ہجری ۱۶۔ محرم کو فوت ہوئے اجداد کے روضہ مین متصل قلعہ مدفون ہوئے۔ یزار و متبرک بہ

شاہ عبدالرزاق بیجاپوری

شاہ عبدالرزاق صاحب۔ سلطان محمود بیجاپوری کے امرا مین سے تھے ہفت ہزاری منصب و ہزار سوار کے سردار تھے آپکو ارادت و بیعت شاہ اسمٰعیل قادری سے تھی جس اعتقاد سے ہمیشہ آپکی خدمت مین آمد ورفت کرتے تھے۔ آپ ایکروز شاہ صاحب کی خدمت مین آئے۔ حضرت نے مصافحہ کو ہاتھ نہین دیا۔ عبدالرزاق صاحب نے دلمین خیال کیا کہ میرے ہاتھہ قوم کے خون سے آلودہ ہین شاید اسوجہہ سے حضرت نے ہاتھہ نہین دیا۔ حضرت نے کشف سے معلوم کرکے کہا اے عبدالرزاق یہ بات نہین ہے بلکہ یہ وجہہ ہے کہ فقیر تارک حیوانات ہے اور آپ تارک حیوانات نہین ہین عبدالرزاق صاحب تابہ زندگی والدہ ماجدہ عالم دنیا مین رہے۔ والدہ کے انتقال کے بعد تارک الدنیا ہوئے۔ اور حضرت کی خدمت مین آئے حضرت شاہ صاحب نے آپکو خلافت کا خرقہ عطا فرمایا۔ موضع بنال ضلع گلبرگہ مین سکونت کی اجازت دی آپ حضرت کے حکم کے موافق بنال مین آئے اور مقیم ہوئے۔ بادشاہ کو عبدالرزاق کی جدائی سے سخت رنج ہوا۔ امرا کے ذریعہ سے سمجھایا اور منایا مگر آپ نہین ملنے آخر خود بادشاہ آپکی خدمت مین آیا اور خوب فہمایش کی آپ راضی نہین ہوئے پھر بادشاہ نے کہا۔ اے عبدالرزاق درویشی سے کیا حاصل ہوگا

آپنے کہا اس سے پہلے مین آپکی خدمت مین حاضر رہتا تہا اور آپکی
دلجوئی وخوشنودی مین کوشش کرتا تہا اب آ سکے خلاف آپ مجھکو
سمجھاتے ہین اور سناتے ہین مین نہین راضی ہوتا ہون۔ فرمایے اس
بہتر کیا ہوگا۔ بادشاہ مجبور ہوکر واپس چلا گیا۔ آپ موضع نبال مین رہے
ہدایت وارشاد کی مجلس کو رونق دی۔ خلایق آپکے فیضان نعمت سے
مستفید ہوئی صاحب خوارق عادات وکرامات تھے۔ تاریخ ماہ سنہ مین
فوت ہوے۔ نبال مین دفن کئے گئے۔ یزار وتبرک بہ۔

سید عبد اللطیف ثانی بن سید شاہ موسیٰ قادری بیجاپوری عرف شاہ پیر صاحب

آپ مادر زاد لطیف تھے آپکے والد نے غلام لطیف نام رکھا تہا اور فرمایا
تھے کہ میرا لڑکا غلام لطیف ہے لطیف ہوگا۔ لطیف جائیگا۔ مادہ تاریخ ولادت
ہے لطیف بودہ لطیف آمد۔ لطیف رفت۔ ۱۰۲۹ سنہ ہجری ہے
آپ والد ماجد کے مرید وخلیفہ تھے والد ماجد کے بعد سجادہ نشین ہوئے
قادریہ شطاریہ طریق مین تھے تھوڑی مدت مین مرتبہ کمال کو پہنچے
عارف کامل وصوفی عامل تھے آپکے مرید قریب ایک لاکھ تھے۔ آپکی
گذر اوقات توکل پر تھی۔ سکندر ثانی عادل شاہیہ نے ایک گانو جاگیر
نذر کرنا چاہا اور سند بھی بھیجدی آپنے سند واپس کردی اور سند کے کنارہ پر
لکھدیا ہے شاہ مارا دہ دہ منت نہد۔ رازق ما رزق بے منت دہد

روزانہ آپکا خرچ بیشمار تھا۔ آپ لباس عمدہ پہنتے تھے اور اسباب ضروری
نہایت ہی پر تکلف رکہتے تھے۔ حقہ جواہر سے مرصع تہا۔ باغات کی سیر کا
بھی بہت شوق تہا۔ اکثر یار واحباب کو ہمراہ لیکر جاتے تھے۔ ہر ہفتہ مین
کئی ہزار کا خرچ ہوتا تہا۔ مگر محل مین فاقے ہوتے تھے۔ ایکروز شام کے
وقت اندر سے ماما آئی۔ اور کہا حضرت آج گہر مین تیل نہین ہے چراغ
کیونکر روشن ہوگا۔ آپنے فرمایا خدا مسبب الاسباب ہے کوئی صورت
نکالیگا۔ پھر آپ گہر سے نکلے بیجاپور کے بازار مین چند دوکانون مین
سوال کئے یہ خبر تمام شہر مین مشہور ہوئی۔ لوگ خانقاہ مین جوق جوق
آنے لگے اور زر نقد نذر گذرانے لگے۔ حضرت بھی بازار سے نہین
آئے تھے کہ خانقاہ مین کئی ہزار روپیہ اور ہون جمع ہوگئے۔ آپنے
ماما کو بلایا اور کہا جسقدر اوٹہایا جائے لیجا ضعیفہ نے دو ڈہائی سو لو ٹہائی
باقی سب باغات کی سیر و فقرا کی نذر مین خرچ ہوئے۔ مشہور ہے کہ
عید کے روز آپ بالباس زرق برق زیب بدن فرما کے عیدگاہ مین
گئے نماز کے بعد ایک مقام مین بیٹھے تمام مرید دست بستہ کہڑے تھے
کہ اتنے مین ایک مولوی صاحب رونق افزا ہوئے اور طعن سے کہا
آپ کیا کرتے ہین آپنے کہا۔ آپ مولوی صاحب کیا پوچھتے ہین۔
مولویصاحب نے فرمایا چہرے سے بزرگی نمایان ہے مگر لباس اور تعویذ

طلائی سے خلاف بزرگی عیان ہے طلائی تعویذ شرعاً منع ہے آپنے خادم کو فرمایا مولوی صاحب کے عمامہ کو دیکھو اوسکے گوشہ مین کیا ہے دیکھا کہ دو اشرفی ہین آپنے فرمایا عمامہ مین دو اشرفی رکھنا کہان جائز ہے مولویصاحب خاموش ہوئے۔ کچھ نہین کہا حضرتکے مریدونکا مجمع تھا۔ مولوی صاحب ولایت کے قائل ہوگئے اور عمامہ سنبھال کر نکل گئے کہتے ہین مرید ہوگئے

نقل ہے

آپ ایکوقت قدیمی عادت کے موافق عم بزرگوار حضرت شاہ محی الدین ثانی کے ملازمت کیلئے بیجاپور سے شہر حیدر آباد مین آئے۔ ہمراہی مین پانسو مرید تھے۔ حیدر آباد کی پہاڑیو پر فروکش ہوئے۔ عم بزرگوار سے ملے آپکے عم بزرگوار اکثر استغراق مین رہتے تھے۔ پوچھا آپ کون ہین عبد اللطیف صاحب نے عرض کیا چچا جان مین فلان غلام ہون فرمایا بابا عبد اللطیف آپ بزرگی کے رتبہ پر ہو مجھ فقیر سے ملنا ننگ و عار معلوم ہوتا ہوگا۔ آپنے عرض کیا چچا جان مجکو آپکی غلامی مین منسوب ہونا عزت ہے آپ جو کچھ فرماتے ہین صرف آپکی بزرگی ہے دو ایک ساعت کے بعد رخصت ہوئے۔ پھر حیدر آباد کے باغات کی سیر مین مشغول ہوتے رہے ایکروز لنگم پلی کے باغمین فروکش ہوئے۔ ابو الحسن تانا شاہ کو معلوم ہوا۔ سیر کے بہانہ سے بر آمد ہوا۔ شاید اس حیلہ مین حضرت سے مشرف

ہونگا آپکو امرا کی ملاقات سے نفرت تھی معلوم ہوتے ہی حسین ساغر کے
تالاب پر چلدیئے - ابوالحسن بھی تالاب کی طرف متوجہ ہوا - آپنے
ہرکارہ کی زبانی کہلا بھیجا کہ فقیر تشنا وری سے ناواقف ہے - اگر آپ
تالاب پر آئینگے تو مین تالاب مین کود پڑونگا - اسکا وبال آپکے ذمہ ہوگا
تانا شاہ آنے پر مستعد تہا - مگر امرا نے ممانعت کی کہ فقیر کا خلاف کرنا
مناسب نہین پہر تالاب کا آنا موقوف کیا اور بیگ نام خانکو آپکی خدمت مین
بہیجا اور ملاقات کی تمنا کی - آپنے فرمایا کہ بادشاہ ایک بزرگ کا مرید ہے
میری ملاقات مین دو خلل ہین ایک یہ کہ پہلے پیر سے رو گردان ہوگا -
یا مجہسے - دونو باتین نامناسب ہین معاف کیجئے - اور فرمایا فقیر کی
ملاقات سے یہ غرض ہے کہ دعا کرے فقیر حاضر و غائب مین تمام
مسلمانونکا دعاگو ہے علی الخصوص سلاطین اسلام کو دعائے خیر سے
یاد کرتا ہے - ملاقات ضرور نہین - پہر تیسرے مرتبہ پیغام آیا - آپ خفا ہو
بہلا برا کہا - آخر ملاقات نہوئی - بادشاہ بہت ناخوش ہوا - چند ہی روز کے بعد
عالمگیر آیا - حیدرآباد دکن کو تسخیر کیا اور تاناشاہ کو قید کر کے ہمراہ لیگیا
دولت آباد مین رکہا - وہین فوت ہوا آپ جامع خوارق عادات تہے
کوئی اولاد سے نہین تہا - سید محمد مدنی بن شاہ عبدالمحی الدین قادری کو
فرزندی مین لیا تہا - اوسکو خلافت کا خرقہ عنایت کیا - اور اپنا قائم مقام

بنایا۔ آپکی وفات ۱۴ ماہ جمادی الثانی ۱۱۲۴ھ گیارہ سو چوبیس ہجری مین
واقع ہوئی۔ والد بزرگوار کے روضہ مین شہر بیجاپور مین مدفون ہوئے

شاہ عبدالفتاح

آپ فرخ شاہ سرہندی کے صاحبزادے ہین والد ماجد کی رحلت کے
بعد آپکے بھائیون مین تقسیم ترکہ کے بابتہ ناخوشی ہورہی تھی۔ کہ آپنے اپنا حصہ
بھائیونکو دیدیا اور خود گجرات کو روانہ ہوئے۔ شاہ علی رضا صاحب
گجراتی کی خدمت مین پہنچے۔ اور شاہ صاحب آپکے ماموں تھے آپکے
حال پر فرزندونسے زیادہ عنایت رکھتے تھے۔ سید انواراللہ بن
عبدالفتاح اپنے تالیف مین لکھتا ہے کہ جب ہندوستان مین فرخ سیر
بادشاہ ہوا اور سلطان معزالدین کو قتل کیا سلطان مقتول گجراتی
بزرگ کا معتقد تھا۔ ناظم گجراتکو حکم ہوا کہ سلطان مقتول کے پیر کو میرے
پاس بھیجو۔ ناظم آپکا مرید تھا۔ آپکو پوشیدہ مطلع فرمایا اور کہا حضرت
سورت چلے جائیے۔ آپ فی الفور سورت آئے اوسوقت شاہ صاحب
عبدالفتاح بھی آپکے ہمراہ تھے آپنے چار حج کئے۔ پھر شاہ علی رضا
سے رخصت لیکر اورنگ آباد مین آئے۔ اور وہان فضلی بن شاہ
کریم اللہ قادری سے جو مشایخ کرام سے تھے۔ اور شاہ علی رضا کے
دوستونمین سے تھے ملے اونکے مکانپر فروکش ہوئے۔ شاہ فضلی نے

بڑی خاطر و مدارات کی۔ اور مہمان کو نہایت عزت و اکرام سے رکھا۔ چند روز کے بعد مبارز خان بہادر مبارز جنگ صوبہ حیدرآباد بطریق سیر اورنگ آباد مین آیا۔ شاہ فضلی کے لوگون نے آپکا تذکرہ کیا۔ نواب ملاقات کا مشتاق ہوا۔ دوسرے دن ملاقات ہوئی۔ اوسوقت نواب صاحب نے آپسے ہمراہی کی درخواست کی۔ آپ نواب کے ہمراہ حیدرآباد مین آئے شہر مین سے تمام مشایخ آپکی ملاقات کو آتے تھے اور آپسے مستفید ہوتے تھے۔ اور امرا بہی ملازمت سے سعادت پاتے تھے۔ آپ آصفجاہ کے زمانہ تک زندہ رہے۔ علم دعوت و علم طریقت مین کامل استاد تھے۔ اسمار الہی کی اجازت شاہ فضلی سے پائی تھی۔ طریقہ چشتیہ و نقشبندیہ و سہروردیہ کی اجازت بہی شاہ موصوف سے حاصل کی تھی۔ اور طریقہ قادریہ مین شاہ علی رضا سے فیض پایا تھا۔ مدت العمر تارک الحیوانات رہے یعنے حیوانات کے گوشت سے پرہیز کرتے تھے ہمت بلند رکھتے تھے۔ جب آپ قریب الرحلت ہوئے مریدین گریہ و زاری کرنے لگے فرمایا ہم مرتبہ تنزیہ سے مرتبہ تشبیہہ مین آئے تھے پہر تشبیہہ سے مرتبہ تنزیہہ مین جاتے ہین اسقدر رونا مناسب نہین۔ تم ہمکو مرتبہ تنزیہہ سے قریب سمجھو۔ آپ صائم الدہر و قائم اللیل تھے بارہ برس تک زمین پر بیٹھے نہین رہے اور نہ قبلہ کے طرف پیٹھ کی صاحب ہمت و خوش خلق تھے۔ لباس زرد و سفید و سیاہ مرغوب طبع تہا

شرع کے پابند تھے۔ علم حقایق مین کامل استعداد رکھتے تھے۔ آپ کو فصوص الحکم وغیرہ کتب مستحضر تھین۔ آپکی عمر چیاسی کو پہنچی تھی آخر آپکی وفات ۲۸ جمادی الثانی سنہ ۱۱۶۵ھ گیارہ سو پینسٹھہ ہجری مین واقع ہوئی۔ اندرون شہر حیدرآباد محلہ چوڑی بازار مین مدفون ہوے۔ آپکے دو صاحب زادے تھے ایک میر محمد فضل اللہ عرف محمد صاحب۔ دو میر محمد انوار اللہ عرف میران صاحب۔ مولف انوار الاخیار تھے

شاہ عبد القادر مجذوب

آپ مجذوب تھے۔ خاندان قادریہ سے تھے۔ موضع دیورکنڈہ مین سر راہ قلعہ کے طرف مسجد کے سایہ مین سکونت پذیر تھے۔ ہمیشہ خاک و گرد مین ملوث رہتے تھے۔ بستر و چادر سے کچھہ کام نہین تہا۔ زمین کا فرش بستر تہا اور آسمانکی چادر سر پر تھی مقام مذکور مین ایسے جمے تھے کہ وہان سے مر کر اوٹھے تا بہ زندگی پہاڑ کیطرح ذرہ بھی جنبش نہ کی سے قطب از جا نمی جنبد۔ کے مصداق تھے۔ قلعہ دار اور زمین دار آپکے معتقد تھے۔ سب نے چاہا کہ آپ پر سایہ کرین آپنے اجازت نہین دی ایک جگہ مدتون بیٹھے رہنے سے پانؤ پیوستہ ہوگئے تھے۔ جدا کرنے سے جدا نہین ہوتے تھے۔ خون کی میلان بند ہوگئی تھی۔ ایک پتھر آپکے سامنے رکھا ہوا تہا غلبہ خواب مین اوسپر سر رکھدیتے تھے موسم گرما و موسم سرما و موسم باران مین یکسان برہنہ رہتے تھے۔ ایکوقت قلعہ دار نے عرض کیا کہ آپ یہ گنبد جو ہے اسمین آئیے۔ آپنے فرمایا مجکو

اجازت نہین ہے۔ کیا آپ مجکو قتل کرنا چاہتے ہین۔ مشہور ہے کہ گنبد
مذکور اوسی رات کو گر گیا۔ لوگ آپکی کرامت کے معترف ہوئے۔ بزار و ہیرک بہ

شاہ عبدالرزاق بن شاہ سید علی کلان قادری

آپکے بزرگ ابتدائً ورنگل دکن مین آئے اور وہان رہنے لگے۔ انوار الاخیار کے
مولف نے لکھا ہے کہ حضرت سید کلان موصوف کی دو بیویان تھین۔ زوجہ
اول سے دو لڑکے۔ عبدالقادر عرف قادر شاہ صاحب۔ سید حسین عرف حسین شاہ صاحب
زوجہ دوم سے بھی دو فرزند تھے۔ ایک محی الدین عرف پیر پادشاہ صاحب دوم آپ
یعنے عبدالرزاق صاحب۔ اور سوائے انکے اور بھی اولاد تھے۔ چارون فرزند صاحب
کمال عصر تھے۔ صاحب خوارق عادات و کرامات تھے۔ علی الخصوص عبدالرزاق
اکمل و افضل تھے۔ اور بہادری و دلیری مین بے مثل تھے ایک روز شیر پر حملہ کیا
شیر بھاگ گیا۔ آپکی وفات ۲۷ ذیقعدہ ۱۱۸۸ سنہ گیارہ سو اٹھیاسی ہجری مین
واقع ہوئی قبر بزرگ انکے روضہ مین جو قریب قلعہ گولکنڈہ ہے۔ بزار و ہیرک بہ

السید شاہ عبداللطیف الحموی الملقب بلاابالی کرنولی

آپ شہر حماہ سے عالم جوانی مین دکن مین آئے۔ بلدہ کرنول مین فروکش
ہوئے آپکے ہمراہ پچاس مرید تھے۔ درویشونکی کثرت کی وجہ سے موضع
آلپور مین ٹھہرے۔ وہان ایک مسجد آپکے نام پر مشہور ہے اوس وقت وہانکا
حاکم راجہ گوپال۔ اسلام سے نہایت نفرت رکھتا تھا۔ اتفاقاً اسوقت راجہ کی لڑکی

سانپ کے کاٹنے سے فوت ہو گئی۔ آپکے سامنے سے جلانیکے لئے لیگئے
آپنے مریدین سے پوچھا کیا ہے۔ سب نے عرض کیا کہ راجہ کی لڑکی کو
سانپ کاٹا ہے اور وہ فوت ہو گئی ہے۔ یہ کلمہ سنتے ہی آپکے دل مین رقت
ہوئی اور رحمت نے جوش کیا۔ آپنے فرمایا اگر راجہ مسلمان ہو جائے تو اوسکی
لڑکی ابھی زندہ ہوگی مریدون نے یہ کیفیت راجہ کے پاس پہنچائی راجہ
سنتے ہی اسلام قبول کیا۔ حضرت کی خدمت مین آیا۔ حضرت نے لڑکی کی
نعش منگوائی اور ایسی توجہہ کی کہ لڑکی زندہ ہو گئی۔ آپکی اس کرامت سے
اکثر کفار مسلمان ہوئے۔ پھر حضرت کو کرنول مین رہنے کی اجازت
ملی ازادی سے رہنے لگے۔ ہدایت وارشاد سے مستفید کرنے لگے۔
اکثر آپکی ہدایت سے کامل ہوئے۔ بعض کہتے ہین کہ حضرت نے ایک
تعویز لکھکے ایک پرندہ کے تفویض کیا۔ پرندہ لیکر اوڑا۔ ایک ساعت کے
بعد ہزارہا سانپ انواع اقسام کے آئے مسجد کے اطراف وجوانب مین
جمع ہوے۔ بعد مین ایک سفید سانپ جھکتا ہوا کالے سانپ پر سوار آیا
آپکے سامنے ادب سے کھڑا رہا۔ آپنے زبان مبارک سے فرمایا۔
سانپ نے حکم کیا کہ کاٹنے والا سانپ روبرو آئے۔ وہ آیا اوس نے
جس مقام پر کاٹا تھا وہان چوسنا شروع کیا۔ تمام زہر چوس لیا راجہ کی
لڑکی اوسی وقت زندہ ہو گئی۔ کہتے ہین آپنے سفید سانپ سے جو بادشاہ تھا

اقرار لیا کہ میری اولاد مین کسی کو سانپ اذیت نہ پہنچائے ابتک آپکے
خاندانمین سانپ نے کسیکو نہین کاٹا۔ یقین کامل ہے کہ قیامت تک
کوئی نہین کاٹےگا۔ پھر آپنے چالیس برس کی عمر مین دو شادیان
کین دونو بیبیونمین اتفاق کامل تھا ایک بیوی کے دو فرزند اور دوسری سے
تین فرزند آپکے پانچ صاحبزادے تھے۔ شاہ عبداللہ اول شاہ محی الدین ثانی
سید موسیٰ شاہ قادری۔ سید شاہ طاہر۔ سید شاہ عیسیٰ۔ حضرت کی وفات
سنہ ۱۰۴۰ ایکہزار چالیس ہجری۔ ۷ ذیحجہ اور بعض کا قول ہے کہ سنہ ۱۰۵۹ھ
ایکہزار او نساٹھ ہجریمین اور ثانی روایت صحیح ہے ؎

خرد گفت۔ تاریخ آن دستگیر ؎ بہ پنج آہ فہو اللطیف الخبیر
مزار مقدس قمر نگر عرف کرنول مین ہے آبادی کے اندر۔ یزار و یتبرک بہ

شاہ عبداللطیف ثالث

آپ شاہ درویش محی الدین قادری کے تیسرے صاحبزادے ہین
جامع کمالات صوری و معنوی تھے حسن و جمال و حلم و اخلاق مین بے نظیر
لطائف قادری کے مولف نے لکھا کہ آپکو مستعد پورہ والے کہتے تھے
کہ آپ یوسف کاروان ہین۔ آپ والد ماجد کے مرید و خلیفہ تھے
شاہ شہاب الدین بن شاہ عارف حق نما آپکے خلیفہ و مرید تھے۔ اکثر
اورنگ آبادی بزرگون نے آپسے فیض پایا ہے سید محمد مدنی

آپکے صاحبزادہ تھے۔ آپکی وفات ۵ ۲ ربیع الثانی ۱۱۸۹ھ ہجری مین ہوئی۔ والد ماجد کے حجرہ مین مدفون ہوئے۔ واقعہ حیدرآباد دکن

شاہ عبدالقادر عرف پیر بادشاہ

مشکوٰۃ النبوۃ مین آپکے نسب کا سلسلہ اسطرح مرقوم ہے۔ عبداللہ بن شاہ عبدالرزاق ثانی بن شاہ ولی عباس۔ بن شاہ ولی۔ بن شاہ اسمٰعیل قطب الجلیل بن حضرت شاہ شمس الدین محمد ملتانی رحمہم اللہ۔ آپکے جد امجد شاہ ولی عباس بیدر سے میدک مین آئے شاہ صاحب کے والد مجذوب تھے۔ ہمیشہ برہنہ تن رہتے تھے۔ اور ایک تلوار برہنہ ہاتھہ مین رکھتے تھے۔ صاحب خوارق عادات تھے۔ مشائخ میدک آپکی بزرگی کے مقر ہوئے۔ جو کچھہ حالت جذب مین زبان سے نکلتا تھا وہی ظاہر ہوتا تہا۔ الغرض پیر بادشاہ سالک و صاحب حال تھے شرع کی پابندی مین کامل حقایق و معارف مین عارف ہمیشہ تھے بزرگی کے آثار پیشانی سے نمایان تھے۔ علماء و فضلاء کے مطیع تھے سوانح۔ و جام جہان نما کے مضامین عمدہ طرح سے بیان فرماتے تھے

نقل ہے

نواب نظام الدولہ شہر بیدر مین رونق افروز ہوئے۔ اور آپ خسر بزرگوار کے مہمان تھے شمشیر الملک اور رئیس نے چاہا کہ حضرت کا مکان

اتر بنیکے لئے۔ خالی کرایا جائے۔ آپکو حکم ہوا کہ مکان خالی کرو۔ آپنے جواب بھیجا کہ مکان خالی کرون یا شہر دونون مین سے جو منظور ہو کیا جائے آخر حاکم نے آپکا کچھہ لحاظ نہین کیا مکان خالی کرایا۔ ایکہفتہ نہین گذرا کہ شمشیر جنگ کی حویلی جو حیدرآباد مین تھی ضبط ہو گئی۔ اور اونکے بال بچے مکان سے نکالے گئے۔ اوس روز سے شمشیر جنگ آپکا معتقد ہوا۔ آپکی وفات ۲۵ ذیحجہ ۱۲۱۲؁ھ بارہ سو بارہ ہجری مین واقع ہوئی۔ والدہ کے روضہ کے قریب مسجد کے مین مدفون ہوئے

سید عبدالقادر لنگ بند

صاحب انوار الاخیار لکھتے ہین کہ آپ ابتدا مین سپاہ پیشہ تھے۔ ایکروز امین الدین علی کی مجلس مین آئے۔ حضرت کی نظر پڑتے ہی آپکا دل دنیا و مافیہا سے علیحدہ ہوا۔ اور حضرت کی محبت دلمین متمکن ہوئی وہانسے گھر پر آکر مال و اسباب راہ خدا مین فقرا پر تقسیم کر دیا اور حضرت کی ملازمت مین حاضر ہوئے۔ تھوڑے ہی زمانہ مین درجہ کمال کو پہنچے خلافت کا خرقہ اور اجازت مطلق حاصل کی۔ امین الدین علی کی وفات کے بعد خلایق کو ہدایت و ارشاد فرماتے تھے آپ لنگ کو پانو مین باندتے تھے۔ لنگ قوم کثرت کی شکل نقری یا مستی بناکر گلوبند کی طرح گلے مین باندھتے ہین ہر روز اوسکی پرستش کرتے ہین بغیر پرستش لنگ کھانا پینا حرام جانتے ہین ایکروز عام ہنود کثرت نے آپ پر حملہ کیا۔ اور چاہا کہ لنگ

حضرت کے پانوسے علیحدہ کرین آپنے کہا کہ ہم سب لنگو نکو کوتیری کے
کوئین مین ڈالین اور ہر ایک اپنے لنگ کو بلائے جسکا لنگ
آئے اوسکو مبارک ہو۔ قوم کنرطہ نے اکثر جادوگر تھے اس بات کو قبول
کیا تخمینًا پانچہزار لنگ جمع ہوئے۔ اور شاہ صاحب نے بھی اپنا لنگ
پانون سے کہولا کل سب کوئین مین ڈالدئیے۔ پہر ایک گھنٹہ کے
بعد شاہ مذکور نے تمام سے کہا ہر ایک اپنے لنگ کو بلائے جادو
گرون نے بہت روز لگائے مگر کچھہ موثر نہین ہوا۔ تمام قوم لنگائیت
جمع تھے۔ بہوکے اور پیاسے تھکے۔ بیچین ہو رہے تھے۔ تین
روز تک یہ کیفیت رہی۔ مگر ایک لنگ اندر سے نہین نکلا۔ آخر سب
عاجز ہوئے اور آپسے التجا کئے لنگو نکو منگوا دیجئے۔ حضرت کنوے کے
کنارہ پر آئے اور آوازدی اے لنگ تمام لنگو نکو باہر لا آپ کے
لنگ نے تمام لنگو نکو باہر نکالا۔ سب ہنود آپکے قدمو نپر گر پڑے
اور کہا آپکو لنگ پانونپر باندہنا جائز و درست ہے۔ اکثر ہنود آپکے
معتقد تھے اتبک اونکی اولاد مین دہنے پانونپر لنگ باندہتے ہین۔
آپ صاحب کمال جلال تھے۔ آپکی وفات تباریخ سنہ ہجری مین
واقع ہوئی بیجاپور مین مدفون ہین۔ مزار و متبرک ہے۔ آپکی فوتگی
تاریخ و سنہ صحیح طور سے معلوم نہین ہوا۔ باامر مجبوری نہین لکھا گیا

شاہ عبداللہ قادری فرزند بزرگ لاابالی۔

آپ نے خلافت کا خرقہ شیخ علی صاحب کرنولی سے پایا۔ آپ جسوقت پیدا ہوئے اوسوقت لاابالی صاحب نے فرمایا کہ میرا فرزند عالم ہوگا بمسائل صوفیہ کو شریعت کے پیرایہ مین بیان کریگا۔ آپ بارہ برس کی عمر مین علوم ظاہری سے فارغ ہوئے۔ ایکروز علمائے دکن نے آپسے ایک مسئلہ مین اختلاف کیا۔ آپنے سب کو دلائل عقلی ونقلی سے سمجھا دیا۔ سب نے آپکی لیاقت کی تعریف کی۔ آپنے شاہ ابوالحسن قادری کی لڑکی سے عقد کیا۔ شاہ صاحب صاحب دل وکامل تھے۔ آپنے بھی استفادہ کیا۔ پھر بیجاپور سے کرنول آئے اسوقت شیخ علی صاحب زندہ تھے۔ آپسے ملے اور عرض کیا اے صاحبزادہ آپ شاہ صاحب کے تازہ خلیفہ ہین۔ مجکو بھی خرقہ دیجئے۔ شاہ عبداللہ صاحب نے اس شرط پر دیا کہ شجرہ مین میرا نام نہ لکھئے۔ آپنے قبول کیا۔ یہی وجہ ہے کہ شیخ علی میران شاہ ابوالحسن کو بے واسطہ پہنچتے ہین۔ اور آپ چند روز کرنول مین اور چند روز بیجاپور مین رہتے تھے۔ اتفاقاً قصبہ چیتل درگ مین بھی چند مدت تک رہے۔ ایک روز چند مسلمان جمع ہوکر آپکے خدمت مین آئے اور کہا کہ یہانکا راجہ اذان اور نماز سے منع کرتا ہے آپنے اوسیوقت سب کو لڑائی کا حکم دیا۔ پھر ہندو اور مسلمانون مین خوب لڑائی ہوئی بہت سے ہندو و مسلمان قتل ہوئے۔ اور حضرت بھی اوسی معرکہ مین شہید ہوئے

آپکی نعش مبارک کو کرنول مین لاکر حضرت لااُبالی کے روضہ کے قریب دفن کیے یہ واقعہ ۱۰۸۱ہجری مین واقع ہوا

شاہ عبدالنبی میدکی بن محمد اکبر شاہ برہان بن شاہ محمد حسینی

صاحب مخازن الاعراس نے لکھا کہ آپکی نسب کا سلسلہ شیخ ابوالقاسم جنیدی بغدادی سے منتہی ہوتا ہے۔ آپکا اصلی وطن بیجاپور ہے۔ شاہ خداوند ہادی کی صحبت مین مستفید ہوکر قصبہ میدک مین آئے۔ اور وہان سکونت پذیر ہوے صاحب تقوی وپرہیز گار تھے۔ مزاج مین عجز وانکساری بہت تھی۔ اور آپ اپنے والد ماجد کے مرید وخلیفہ تھے۔ آپکی ارادت کا شجرہ بندہ نواز گیسودراز تک پہنچتا ہے آخر ماہ محرم ۱۱۵۸ھ گیارہ سو اٹھاون ہجری مین فوت ہوئے قصبہ میدک مین دفن کئے گئے۔ آپکی قبر پر بزرگ گنبد تعمیر کیا گیا ہے شاہ عالم کا بھی گنبد آپکے قریب ہے

سید عبداللہ مدنی بن سید احمد بن سید محمد رضوی

صاحب انوار الاخیار کے مولف نے لکھا کہ۔ آپ اتفاق سے حیدرآباد دکن مین رونق افزا ہوئے۔ حضرت سید عبدالوہاب گجراتی نے آپسے ملاقات کی دیکھا آپ نجیب وشریف ہین۔ اپنی لڑکی سے شادی کردی اور اپنے مکانپر رہنے کو جگہ بھی دی۔ آپ خلق محمدی سے موصوف تھے۔ تھوڑے زمانہ مین خلایق کے عزیز دل ہوئے۔ مدت کے بعد صاحب اولاد ہوئے۔ کثرت اولاد کی وجہ خرچ ما یحتاج مین تنگی ہونے لگی۔ فتوح غیبی کے لئے اسمائے الٰہی کا وظیفہ شروع کیا۔ پڑھنے سے آپکی مزاج مین اسقدر حرارت وحدت پیدا ہوئی کہ

مدت تک حالت جذب مین رہے۔ مدت کے بعد افاقہ ہوا۔ آپسے واقعہ کا حال استفسار فرمایا۔ آپنے فرمایا مین ایک اسم کے پڑہنے مین مشغول تہا۔ ابھی چلہ تمام نہین ہوا تہا مجہکو اشکال مختلف خوفناک نظر آتی تہین۔ ایکروز عین وظیفہ مین ایک عورت شکیلہ لباس فاخرہ پہنے ہوے اور زر وجواہرات مین سجی ہوئی سراپا ناز و انداز شوخ وطناز نمود ہوئی۔ یکایک مین نے اوسکے طرف دیکہا دل بے اختیار ہوگیا مجبور ہوکر بمقتضاے بشری وظیفہ موقوف کرکے اوسکے طرف متوجہ ہوا۔ جب مین اوسکے قریب پہنچا نظر سے غائب ہوگئی۔ پس مین اوسوقت سے دیوانہ باؤلا ہوگیا۔ خودی سے بیخبر۔ آپ صوم وصلوٰۃ کے پابند تھے ہمیشہ نماز جماعت سے ادا کرتے تھے جمعہ کے روز مکہ مسجد مین پیادہ پا جاتے تھے۔ اور ہمیشہ تراویح کو ہر سال مکہ مسجد میں ہی گذارتے تھے۔ آپکے مزاج مین استقلالی و وضع داری کا بڑا خیال تہا۔ حضرت عبد الوہاب کے مرید وخلیفہ تھے۔ قادریہ طریقے کے پیرو تھے۔ آپکی وفات ۷ تاریخ ماہ صفر ۱۱۷۷ھ گیارہ سو ستہتر ہجری مین واقع ہوی۔ بیرون شہر حیدرآباد باغ گوردہن کے متصل روبروے مسجد مدفون ہوگئے

عبد الرحمن متقی

آپکا مولد ومنشا احمدآباد گجرات تھے۔ آپ ابراہیم عادل شاہ کے زمانہ مین گجرات سے بیجاپور دکن مین آئے۔ اہل شہر آپکے فیض صحبت سے مستفید ہوے۔ آپ جامع فضائل وکمالات تھے۔ زہد وتقوی کو آپکی ذات سے فخر۔ ریاضت و

پارسائی کو ناز۔ کسب و اکل حلال مین عدیم النظیر تھے۔ زراعت کرتے تھے
زمین مین ذات سے قلبہ رانی و تخم ریزی فرماتے تھے جو کچھہ غلہ برآمد ہوتا تہا۔
اوسمین سے بقدر ضرورت سالانہ خرچ کے لئے رکھہ لیتے تھے باقی فقرا پر
تقسیم کر دیتے تہے۔ منقول ہے کہ فخر الیقین شیخ متقی المکی الگجراتی نے آپسے
ایک مشت غلہ منگوایا تہا۔ آپ نے ایک مشت باجرا روانہ کیا تہا دہلی سے
ایک بزرگ آپکی شہرت سنکے بیجاپور آئے۔ اور آپکی خدمت مین مدت تک رہے
اور فیض صحبت سے حصّہ کافی پاکے روانہ ہوئے۔ آپ عالم فاضل و عارف
کامل تھے۔ طالبین و مریدین کو ہدایت و تلقین فرماتے تھے۔ آخر آپنے
غرہ ماہ ذیحجہ ۱۰۷۸؁ ایکہزار اٹھتر ہجری مین رحلت کی۔ بیرون شہر بیجاپور
فتح دروازہ مین مدفون ہوئے۔ آپکی عمر ایک سو نو برس کی تھی۔ زیارتگاہ ہے

قاضی عبد اللہ

آپکا وطن و مولد گجرات ہے۔ آپ مشایخ کرام کے خاندان سے تھے
شاہ وجیہہ الدین الحسینی العلوی الگجراتی کے شاگرد و مرید و خلیفہ تھے۔ علم
حدیث و فقہ مین بیمثیل تصوف و عرفان مین بے بدل تھے۔ وطن مالوف سے
ابراہیم عادل شاہ کے زمانہ مین شہر بیجاپور مین رونق افزا ہوئے مدت تک
خلایق کو ہدایت و ارشاد فرماتے رہے۔ مولانا شاہ صبغۃ اللہ الحسینی و مولانا
حبیب اللہ سے مستفید ہوئے ہین۔ آخر آپنے ۱۰۳۵؁ ایکہزار پینتیس ہجری مین رحلت کی

بیرون فتح دروازہ مدفون ہوئے۔ یزار ویتبرک بہ۔

شاہ عتیق اللہ قادری

آپ مشاہیر و مشایخ سے ہیں۔ ابراہیم عادل شاہ جگت گرو کے زمانہ میں تھے دنیا و مافیہا سے آزاد۔ طلب مولیٰ میں شاد تھے۔ توکل و درویشی کے میدان میں ثابت قدم فقر و کسر نفسی کے طریقہ میں راسخ دم تھے ارباب حقیقت کے پیشوا۔ اصحاب طریقت کے مقتدا تھے۔ رات دن خالق حقیقی کے مشاہدہ میں مستغرق اور پاس انفاس میں مشغول رہتے تھے۔ طالبین و مریدین کو منازل سلوک کی ہدایت فرماتے تھے۔ صاحب تصرف و کرامت تھے پسندیدہ خصائل و حمیدہ شمائل تھے آخر سنہ ۱۰۳۱ھ اکہزار تیس ہجری میں رحلت کی کسی شاعر نے آپکی قبر کی تاریخ بیت العتیق کہی۔ بیرون شہر پناہ زہرہ پورہ میں مولانا حبیب اللہ صبغۃ اللہی کے روضہ کے قریب مدفون ہوئے۔ یزار ویتبرک بہ

سید علی بابا میر حسینی

سید علی نام۔ بابا میر عرف تھے۔ آپ سید السادات صحیح النسب۔ سید جلال المعروف شاہ خندہ حسینی کے نبائر سے ہیں۔ اور مولانا وجیہ الدین العلوی گجراتی کے مرید و خلیفہ تھے۔ شریعت محمدی و سنت نبوی کے پیرو تھے۔ ہمیشہ اتباع سنت نبوی کو مد نظر رکھتے تھے۔ آپنے ایک مجموعہ درود و صلوٰۃ میں تالیف کیا اور اسمیں قریب سات سو درود شریف جمع کیے

متقی و پرہیزگار تھے۔ آپکی دختر نیک اختر سید مصطفٰے جلیدی سے منسوب تھی
آپنے ۱۰۳۱ھ ایکہزار تیس ہجری مین رحلت کی زہرہ پور مین مدفون ہوے۔ یزار و تبرک ہے

شاہ علی عباس قدس سرہٗ

شاہ علی عباس۔ خلف شاہ ابوالحسن ثانی بدری ہین نسب کا سلسلہ ساتوین
پشت مین سید محمد حسینی گیسو دراز سے ملتا ہے۔ آپکو بیعت و خلافت والد
ماجد سے حاصل ہوئی۔ انوارالاخیار مین لکہا ہے کہ آپ ولی مادرزاد تھے بیعت
و خلافت کے بعد جذب کی حالت لاحق ہوئی مجذوب کامل صاحب خارق
عادات تھے۔ سر راہ حسینی علم کے قریب نشست رکھتے تھے۔ کبھی گھوڑے پر
سوار ہوتے تھے۔ اور اوسکو دوڑاتے تھے۔ دوڑاتے وقت گھوڑے کی
پیٹھہ پر کھڑے ہوجاتے تھے۔ اور کبھی مست ہاتھی سے بازی کرتے تھے۔ اکثر
آپکے عادتین مذہب ملامتیہ کے موافق تہین۔ برہنہ رہتے تھے۔ اور کبھی
کپڑا بمقدار ستر عورت پہنتے تھے۔ مشکوٰۃ النبوۃ مین لکہا ہے کہ شاہ علی عباس
قدس سرہٗ جب حضرت محی الدین ثانی سے ملاقات کرتے تھے تب لنگی باندہکر
ملتے تھے۔ آپکے خرق عادات مین سے یہ مشہور ہے کہ ایکروز آپکے والد
ماجد نے طعام لذیز گرم گرم ایک ظرف چلنی مین خادم کے ہاتھہ سے آپکے
پاس بہیجا۔ اوسوقت آپ بادشاہی چہار محل کے حوض پر بیٹھے ہوئے تھے
خادم نے طعام کی رکابی آپکے سامنے رکھی اور عرض کیا کہ آپکی والد ماجد نے

بھیجی ہے۔ آپنے رکابی کو مع طعام حوض مین ڈال دیا۔ خادم آپ کے والد ماجد کے پاس آیا صورت واقعہ بیان کیا۔ والد ماجد نے سنتے ہی خادم کو برجعت قہقہری واپس کیا۔ اور فرمایا کہ علی عباس سے کہو کہ ہمارا کہانا واپس کردو پھر خادم آپکے پاس آیا اور کہانے کی رکابی مانگی آپنے اوسیوقت حوض مین سے رکابی نکال کر خادم کے حوالہ کردی خادم شاہ ابوالحسن قدس سرہ کی خدمت مین لے آیا۔ اور رکابی مع طعام گرم گرم پیش کردی تمام حاضرین جلسہ حیران ہوگئے۔ آخر آپکی وفات ساتوین تاریخ محرم ۱۲۰۶ھ سنہ ۱۱۱۲ ہجری مین واقع ہوئی۔ شہر حیدرآباد متصل حسینی علم سکونت گاہ مین مدفون ہوئے مشکوۃ النبوۃ مین اور مرات الاولیا مین لکھا ہے کہ یہ واقعہ ۱۱۳۶ہجری مین واقع ہوا ہے

نسب کا شجرہ

شاہ علی عباس ابن شاہ ابوالحسن ثانی بن شاہ عبدالمؤمن اللہ بن شاہ ابوالحسن اول بن شاہ کلیم اللہ بن شاہ من اللہ بن محمد اصغر بن سید محمد حسینی گیسودراز قدس اسرارہم

سید شاہ عیسیٰ بن لاڈلی صاحب کرنولی

فرزند نجیب

آپ جب پیدا ہوئے ہے۔ آپکے والد ماجد نے فرمایا کہ یہ اٹھارہ برس کی عمر مین شہید ہوگا۔ آپ صاحب علم وفضل تھے۔ نیک سیرت حمیدہ خصلت تھے متقی وپرہیزگار مقبول درگاہ پروردگار حلیم الطبع وخوش خلق تھے

ہمیشہ خانقاہ مین رہتے تھے۔ جب آپکی عمر اٹھارہ سال کی ہوئی ایکروز سدی ریحان کا جمعدار۔ شاہ عیسیٰ صاحب آپکے خدمت مین آیا۔ اور عرض کیا کہ حضرت فلان شخص مجھسے عداوت رکھتا ہے مین آج اوس سے مقابلہ کے لئے جاتا ہون آپسے رخصت ہونیکے لئے آیا ہون آپ اوسیوقت جمعدار کے ساتھ ہوئے۔ اور فرمایا ہم تمہارے شریک ہین طرف ثانی جو کفار سے تہا خوب مقابلہ ہوا۔ خان مذکور کو شکست ہوئی صرف خان مذکور اور آپ باقی رہے۔ خان مذکور نے عرض کیا حضرت اس مقام سے آپکے واپس جانا مناسب نہین۔ آپنے فرمایا حاضر ہون خوب لڑے۔ آخر شہید ہوئے یہ واقعہ ۱۷ سترہ رمضان ۱۱۷۲ گیارہ سو بہتر ہجری مین واقع ہوا آپ والد ماجد کے روضہ مین دفن ہوئے۔ مدفن شہر کرنول ہے۔ یزار و یتبرک

شاہ علی صاحب ہمشیرزادہ شاہ فرید صاحب

آپ شیخ فرید صاحب کے مرید و خلیفہ ہین۔ آپ مرشد کے حکم سے ارکاٹ کو گئے وہان خلایق کی ہدایت و تعلیم مین مشغول ہوئے۔ چند مدت کے بعد آپ ایک لاغر ٹٹو پر سوار ہوکر کرنول روانہ ہوئے۔ یابو سست قدم تہا آہستہ آہستہ چلتا تہا۔ آپکا ملازم یابو کو مارتا تہا۔ آپ بیتاب ہوکر نیچے اتر پڑے جب ملازم نے دیکھا تو حضرت کی پیٹھہ پر مار کے نشان عیان تھے۔ پہر آپنے ملازم سے کہا یابو کو مت مارو جسطرح چلے چلنے دو۔ آپ دو سے دن

کرنول پہنچے۔ تمام مرید جمع ہوئے۔ ملازم سے دریافت کیا کہ حضرت کب چلے تھے۔ اوسنے کہا آج نہین معلوم آپ کسطرح پہنچے۔ مرید اس بات سے واقف ہوئے۔ عرض کیا کہ آپ کسطرح آئے آپنے فرمایا خدا قادر و توانا اگر سواری کو طئی الارض سے منزل مقصود کو پہنچائے تو اوسکی قدرت سے بعید نہین آپ صاحب دل و کامل و عارف و محقق تھے آپکی وفات ۱۴ ماہ ذیحجہ سنہ ۱۱۳۲ھ مین واقع ہوئی

شاہ عبدالرحمن بن شاہ محمد مدرس

آپکا اصلی نام عبدالرحمن تھا۔ مگر عرف میان صاحب تھا۔ آپ والد ماجد کے خلیفہ و مرید تھے۔ آپکا علم و فضل کسبی نہین تھا بلکہ وہبی تھا۔ والد ماجد کی توجہ کے بدولت صاحب کشف و صاحبدل ہو گئے تھے۔ صاحب گلزار نے لکھا جب حضرت مدرس صاحب تیسرے دفعہ حرمین شریفین کو روانہ ہوئے اوسوقت سید شاہ عبدالرحمن کو اپنا جانشین فرمایا۔ اور سید محمد خطاب سے مخاطب کیا۔ اور خلفا اور مریدین کو تاکید کی کہ صاحبزادہ کو میرا عین سمجھو اسی وجہ سے آپکے مریدین و خلفا مدرس صاحب کے عرس کے روز عبدالرحمن صاحب کے بدن مبارک پر صندل مالش کرتے تھے۔ اور تبرکاً تازہ خرقہ لیتے تھے شاہ صبغة اللہ ثانی کو بارہ خرقہ عنایت ہوئے تھے۔ آپ شرع شریف کے پابند اور حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اقوال و افعال پر کاربند تھے ہمیشہ متوکل و قانع رہتے تھے۔ مدة العمر صاحب زکواة و فطرہ نہین ہوئے

جو کچھہ نذر و نیاز آتی تھی فقرا کی نذر ہوتی تھی۔ آپ ہمیشہ خدا تعالٰے سے
دعا کرتے تھے خداوندا میرے بعد گھر مین سے کوئی چیز یا نقدی نہ نکلے میری
تجہیز و تکفین قرض سے ہو۔ بیشک آپکی دعا مقبول تھی۔ رحلت کے بعد ایسا ہی ہوا

نقل ہے

کہ ایکروز کسی مرید نے محبوب سبحانی کا عرس کیا۔ چند خوان آپکی خدمت مین
حاضر کئے اوسوقت چند مرید و خلفا حاضر تھے۔ آپنے فرمایا جو کوئی پیر
اس عالم سے انتقال کرے اوسکے مرید عرس کرین گے۔ سبنے عرض کیا
کہ ضرور کرینگے وہ مرید بدبخت ہوگا جو پیر کا عرس نہین کریگا۔ آپنے دست مبارک
ریش پر رکہکے فرمایا۔ انشاء اللہ تعالیٰ مین اپنے مریدون کو یہ تکلیف نہین دونگا
خدا ایسا اتفاق کرے کہ یہ فقیر بھی یازدہم ربیع الثانی کو فوت ہو جائے
کہتے ہین بائیس سال کے بعد آپ بیمار ہوئے۔ مرض الموت مین مبتلا تھے
کہ مریدون سے پوچھا کہ آج کونسی تاریخ ہے۔ سبنے عرض کیا کہ یازدہم
ربیع الثانی ہے آپنے فرمایا کہ آج میرا انتقال ہوگا۔ جیسا آپنے فرمایا ویسا ہی ہوا
آپکی وفات ۱۱ ربیع الثانی ۱۱۱۹ سنہ گیارہ سو انیس ہجری مین ہوئی بیجاپور مین
مدفون ہوئے۔ صاحب مخازن اعراس لکھتا ہے کہ ارکاٹ مین مدفون
ہوئے۔ میرے نزدیک دونون قولونکی تطبیق اسطرح ہوسکتی ہے کہ
آپ ارکاٹ مین فوت ہوئے ہونگے۔ اور وہان کی زمین مین امانتاً

مدفون ہوئے۔ بعد مین آپکے وارثون نے تابوت مبارک کو ارکاٹ سے
بیجاپور مین نقل کیا ہو۔ سالانہ عرس ہوتا ہے۔ یزار ویتبرک بہ۔

شاہ عبدالرزاق ثانی بن شاہ رفیع الدین احمد

آپنے علوم ظاہری و باطنی کی تحصیل والد ماجد سے کی۔ صاحب ہدایت و
وارشاد تھے جب بغداد سے آئے۔ اسوقت آپکی عمر بارہ سال کی تھی آپکو
والد ماجد نے ریاضت کیلئے رخصت کیا آپ موضع پیرلہ کوٹرہ کی غار مین
بارہ سال تک گوشہ نشین رہے۔ آپکے والد بھی فرزند کے فراق مین ایک
صندل کے درخت کے نیچے گوشہ نشین ہوئے۔ عبدالرزاق صاحب جو
بارہ برس پورے کرکے آئے۔ آپکے والد بھی اوسیدن چلہ سے برآمد ہوئے
مشکواۃ النبوۃ مین لکھتے ہین کہ جس روز عبدالرزاق صاحب چلہ سے برآمد
ہوئے اوسی روز ایک جوگی سنیاسی مرتاض آیا۔ جوگی علم کیمیا جانتا تھا۔ صاحب
استدراج تھا۔ اول آسمان تک کی سیر کرتا تھا۔ مگر اہل کمال و صاحب حال کا
جویا تھا۔ آپکی ملاقات کو آیا۔ جب حضرت کی نظر اوسپر پڑی آپکے جلال و کمال کی
تاب نہ لاسکا بیہوش و بیتاب ہوگیا۔ آپنے اوسکے چہرہ پر پانی دم کرکے افشان
فرمایا۔ ہوش مین آیا۔ اپنے کمالات ظاہر کئے حضرت نے فرمایا کہ اہل اللہ کے
نزدیک تیرے دونو کمال کچھہ حقیقت نہین رکھتے۔ صاحب دل اگر توجہ
کرے تو کیمیا حاصل ہوجائے۔ آسمان کی سیر طالب مبتدی کو بھی حاصل

ہوتی ہے۔ جوگی نادم ہوا اور عرض کیا۔ حضرت مین اسلام قبول کرتا ہون
اس شرط پر کہ آپ مجکو بخنسبہ اپنا مثال بنائین۔ آپنے قبول فرمایا اوسیوقت
اوسکو غسل دیکر کلمہ پڑہایا۔ مرتاض تو پہلے ہی سے تہا اور دنیوی تعلق سے
پاک وصاف تہا۔ صرف اوسکے دلپر کفر کی وجہ سے سیاہ داغ تہا قبول
اسلام واقرار ایمان نے اوس نقطہ کو دل سے محو کیا۔ آناً فاناً مین عارف
باللہ ہوا۔ حضرت عبد الرزاق صاحب اوسکو ہمراہ لیکر والد ماجد کی قدمبوسی
آرہے تھے کہ آپکے والد ماجد نے مکان مین آپکی والدہ سے فرمایا۔ لو تمہارا
فرزند ولی کامل ہوکر آتا ہے۔ عمدہ کہانا تیار کرو بیوی صاحبہ نے عرض کیا
حضرت آج فاقہ ہے گہر مین کوئی چیز موجود نہین ہے۔ آپنے فرمایا کہ پہاڑ کے
نیچے نہر جارہی ہے اوسمین دودہ چانول موجود ہین لے آو۔ ملازمین نے
عرض کیا اے غریب نواز بیشک نہر ہے وہان چانول ودودہ کہان ہے
آپنے فرمایا جاؤ لاؤ خدام نہر سے پانی اور مٹی لے آئے۔ آپنے فرمایا
یہی چانول ہین اور دہ دودہ ہے۔ بیشک پانی دودہ اور ریت چانول
ہوگیے اوسیوقت گہر مین بہعدیا شیر برنج تیار ہوئی۔ اور آپ صاحبزادے کے
استقبال کو گئے۔ عبد الرزاق صاحب نے نور باطنی واشراق قلبی سے معلوم
کیا کہ والد ماجد آرہے ہین۔ آپ سبقت کرکے پرندہ کی طرح طرفۃ العین مین
آپسے ملے اور قدمبوس ہوئے۔ آپ صاحبزادے کو اندر لے گئے اور

بیوی صاحبہ سے فرمایا دیکھو تمہارا نور دیدہ سراپا نور ہو کے آیا۔ بیوی صاحبہ نے کہا کیا دیکھوں روتے روتے آنکھوں سے معذور ہوں۔ دیکھ نہیں سکتی عبد الرزاق صاحب نے اوسیوقت والدہ ماجدہ کے آنکھوں پر ہاتھ پھیرا اوسیوقت روشن ہو گئیں۔ پھر غریب نواز نے فرزند سے کہا کہ اب تم بغداد کا سفر کرو وہاں تمہارے چچا کی لڑکی ہے اوس سے عقد کرو۔ عبد الرزاق صاحب نے والد کے ارشاد کے موافق بغداد روانہ ہوئے۔ وہاں پہنچ کے چچا کی لڑکی سے نکاح کیا۔ چند روز کے بعد دکن میں مراجعت کی۔ بعد ازان غریب نواز نے بادشاہ قطب شاہ کی لڑکی سے بھی دوسرا عقد کر دیا۔ اور آپ کو اجازت دی کہ پیرلہ کوڑہ پر جاؤ۔ اور وہین رہو۔ عبد الرزاق مقام مذکور مین آئے اور وہان سکونت پذیر ہوئے۔ آپکو بادشاہ کی لڑکی سے کوئی اولاد نہین ہوئی۔ مگر بغدادی بیوی صاحبہ سے ایک فرزند مسمی عبد القادر ثانی عرف شاہ عبد الحلیم تھا آپکی وفات ۱۵ شوال ۱۰۶۸ ایکہزار اڑسٹھ ہجری مین واقع ہوئی موضع پیرلہ گوڑہ مین جو حیدرآباد سے دو کوس کے فاصلہ پر ہے مدفون ہوئے عجب مقام پر فضا ہے رات کو وہان کوئی نہین رہتا ہے مشہور ہے کہ اوسطرف ہر وقت شیر کا گذر ہوتا ہے

شاہ عبد النبی قادری

آپ شاہ معین الدین حسن قادری کے چھوٹے صاحبزادے ہین۔ متقی و پرہیزگار تھے۔ والد ماجد کے مرید و خلیفہ تھے۔ صوم و صلواۃ کے پابند

صلوٰۃ خمسہ مسجد مین جماعت سے گذارتے تھے۔ مدۃ العمر کبھی منفرد نہین گذاری۔ آپکی وفات ۷ رمضان المبارک ۱۰۸۵ھ ایکہزار پچیاسی ہجری مین واقع ہوئی۔ اور اولاد کے گنبد کے نیچے مدفون ہوئے۔ مدفن عرس توابع ورنگل حیدرآباد دکن ہے۔ آپکے فرزند معین الدین ثانی تھے وہ بھی والد ماجد کے مرید وخلیفہ تھے۔ اور معین الدین ثانی کو بھی ایک ہی صاحبزادہ مسمی سید شاہ ید اللہ قادری تہا۔ آپکو بھی ایک فرزند مسمی شاہ عبید اللہ قادری تہا۔ اُنکی وفات بھی موضع عرس مین ہوئی۔ وہین مدفون ہوئے۔

سید شاہ عبدالرحیم عرف شاہ پیران صاحب

آپ سید انوار اللہ قادری بن سید عبدالوہاب قادری کے صاحبزادے تھے آپ حافظ قرآن وعلوم معقول ومنقول مین کامل تھے۔ مشکوٰۃ وبخاری کا ہمیشہ درس فرماتے تھے۔ علم فرائض وفقہ مین بھی لائق وفائق تھے آپکو نثر ونظم مین خوب مہارت تھی۔ **من اشعارہ**

سبین سر وسہی را ز حقارت ؎ زمین بر داشت انگشت شہادت

سید الشہدا امام علیہ السلام کی تاریخ کہی ؎

چو بر حلقوم شبیر خنجر آمد ؎ بہ تعزیت ز اللہ آہ بر آمد

کہتے ہین یہ تاریخ مجمع الشعراء مین یعنے میر غلام آزاد۔ و میر عبدالولی عزلت۔ و نقد علیخان ایجاد وغیرہ حاضر تھے۔ پیش کیگئی۔ آزاد نے

بے اختیار اوٹھکے آپکے ہاتھہ پر بوسہ دیا۔ اور کہا اب تاریخ گوئیکی آبرو نہین رہی۔ کسی نے کہاہے نہ آیندہ کہیگا۔ غزلت نے بھی تعریف کی اور کہا یہ مواہب الٰہی ہے تاریخ گوئی مین آپکو کمال تہا۔ آپ مکہ کو تشریف لیگئے حج وزیارت سے فارغ ہوکر آئے۔ آخرہ۔ ذیقعدہ ۱۳۰۸ھ بارہ سو آٹھہ ہجری مین فوت ہوا اور موسی شاہ قادری کے روضہ مین مدفون ہوے۔ آپکی اولاد چار دختر مین پسر۔ آپ موسی شاہ قادری کے بہنوئی ہے

شاہ عالم بخاری

سید محمد نام۔ ابو البرکات کنیت۔ سید سراج الدین لقب۔ شاہ عالم عرف ہے آپکا تولد ۸۱۷ھ آٹھہ سو سترہ ہجری مین احمد آباد گجرات مین ہوا۔ کلمہ وارث علی۔ مادہ تاریخ ہے۔ آپ قطب عالم کے منجلے صاحبزادے ہین۔ اسی وجہ سے منجلے پیر مشہور ہین۔ آپنے عالم شباب مین والد ماجد و علما سے کتب درسیہ تمام کین عالم فاضل ہوئے تحصیل کے بعد معرفت الٰہی و درویشی کا شوق ہوا۔ والد ماجد و شیخ احمد کہتو سے فیض باطنی پایا۔ والد کے مرید و خلیفہ ہوئے متقی و مرتاض تھے۔ صاحب کرامت و خارق عادت تھے۔ والد کی رحلت کے بعد سجادہ نشین ہوئے۔ ہدایت و تلقین کا بازار گرم کیا اکثر طلبہ حسن ارادت و بیعت سے حلقہ مین شریک ہوتے تھے۔ آپ خوش اخلاق عمیم الاشفاق تھے مہمان نواز و غربا پرور۔ فقرا دوست و فیض گستر تھے۔ مزاج مین درویشی و کسر نفسی تھی۔ آزادانہ طبیعت تھے۔ کبھی لباس حریری زیب بدن اور

کبھی گزیکا جامہ پہنتے تھے۔ مزاج مین استغنا بکمال تھا۔ کسی مرید امیر و فقیر سے کچھہ تعلق نہین رکہتے تھے۔ اور آپکے نزدیک امیر و فقیر مساوی الدرجہ تھے آخر آپنے روز شنبہ بیسوین تاریخ ماہ جمادی الآخر سنہ ۸۸۰ھ آٹھہ سو اسی ہجری مین اس جہان فانی سے بہشت برین کو رحلت کی۔ احمد آباد گجرات مین مدفون ہوئے۔ یزار و یتبرک بہ۔ لفظ اخر الاولیا سے تاریخ بر آمد ہوتی ہے۔ و اخبار الاخیار کے مولف مولانا عبد الحق محدث دہلوی نے لفظ فخر۔ اور معارج الولایت کے مولف نے لفظ شمع عشق سے تاریخ اخذ کی۔ اور کسی فاضل شاعر نے عربی مین آپکی تاریخ لکہی

عَیْنُ دِیَادٍ عَلیٰ ثَمَانٍ ثَمَانٍ ۞ کَانَ کَافٌ مِنْ جُمَادِی الاُخَر
عُمْرُہٗ تَابِعٌ بِعُمْرِ نَبِیِّ ۞ ۱۳ حٓ فِی لَیْلِ سَبْتِہٖ دُفِنَ عَمْرٗ

حضرت شاہ عنایت قدس سرہٗ

شاہ عنایت نام۔ عرف ٹاٹ شاہ ہندی الاصل۔ اور شاہ کلیم اللہ مدنی کے مرید تھے۔ حضور مغفرت مآب آصفجاہ بہادر کے زمانہ مین وارد دکن ہوئے آپکی وضع درویشون سے نرالی تھی۔ اور آپکا لباس بھی نئی طرز کا تہا۔ ٹاٹ کا لنبا جُبّہ پہنتے تھے۔ اور کاغذی ٹوپی سر پر رکہتے تھے اور ٹوپی پر باریک رسی بطور پگڑی لپیٹ لیتے تہے۔ شہر کے بازارون و گلیون مین پہرتے تھے اہل دکن آپسے اعتقاد رکہتے تھے۔ اور آپسے حصول مرادات کیلئے اعانت چاہتے تھے مشہور ہے کہ آپ اسمار الٰہی کے عامل کامل تھے علائق دنیوی سے متنفر تھے

دور تھے آپکو جو کچھ آمدنی ہوتی تھی مساکین اور غربا پر تقسیم کر دیتے تھے اور جمع کے نام سے بہت ہی پرہیز کرتے تھے اور ظرافتہً فرماتے تھے کہ صاحبو منع صرف کے اسباب مین سے ایک سبب جمع ہے جو صرف کا عادی ہے وہ جمع کے نام سے گریز کریگا۔ آپکو علم ظاہری مین بڑی لیاقت نہ تھی مگر خوش تقریر تھے سننے سے سامعین خوش ہوتے تھے لیکن کسیقدر مختصرات سے واقف تھے کہتے ہین جسوقت آپ اورنگ آباد تشریف لیگئے اوسوقت مولانا قمرالدین جو بڑے عالم متبحر جامع علوم عقلی و نقلی تھے آپکے معتقد ہوئے اور آپکی بزرگی کے قائل تھے آپکا انتقال قریب ۱۱۵۵ھ گیارہ سو پچپن ہجری مین ہوا ہے شہر حیدرآباد مین مدفون ہین۔ آپکا عرس سالانہ ہوتا ہے معتقدین نذر و نیاز لیکر حاضر ہوتے ہین اور فقرا اور صلحا کا بھی مجمع ہوتا ہے۔ عرس مین بڑی رونق ہوتی ہے معتقدین زیارت سے مشرف ہوتے ہین۔

شیخ علی حیدرآبادی برادر شاہ علیصاحب

آپ شیخ علیصاحب کرنولی کے نواسہ تھے اور اپنے ماموں شیخ فرید کے خلیفہ و مرید تھے شیخ فرید صاحب نے دونو ہمشیرہ زادون کو بسبب لاولد ہونیکے فرزندی مین لیا تھا دونو نکو مرید و خلیفہ فرمایا۔ اور قادریہ خاندانکی نعمت دونونکو عطا کی۔ دونو بھائی کامل تھے۔ اور صاحب تصرف و خوارق تھے۔ ایک روز سید علی صاحب کو ستر مریدون سے نے دعوت دی اور وقت سب نے ایک ہی قرار دیا تھا۔ آپ ہر ایک کی دعوت مین حاضر ہوئے۔ اتفاقاً دوسرے دن

آپسمین تذکرہ ہوا کہ آج راتکو حضرت میرے مکانپر مدعو تھے۔ دوسرے نے کہا میرے مکانپر تھے۔ رفتہ رفتہ یہہ تذکرہ حضرت تک پہنچا۔ آپنے فرمایا صاحبو خدائےتعالیٰ قادر مطلق ہے۔ زمانہ متوالیہ کو ایسا کشادہ کر سکتا ہے کہ قیامت کا دورہ بھی اسی مین قائم ہو سکے۔ وعالم مثال کا دور کثیر الامثال ہے۔ بصور غیر محصورہ ظاہر کرتا ہے۔ تعجب نہین کرنا چاہیئے۔ بغرض حضرت کے کمال بیشمار ہین آپکی وفات ۱۴ جمادی الاول ۱۱۲۴ھ مین واقع ہوئی۔ حیدرآباد مین مدفون ہوئے

شیخ علی متقی خورد

شیخ علی متقی نام۔ آپ شیخ ابومحمد بن شیخ محمدؒ بن شیخ راجا کے صاحبزادے ہین نسب کا سلسلہ حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ سے پہنچتا ہے۔ آپ کی ولادت احمد آباد گجرات مین واقع ہوئی۔ آپنے گجرات کے علماء وفضلا سے علوم ظاہری وباطنی حاصل کیئے۔ حضرت شیخ محمد چشتی کے مرید وخلیفہ ہوئے تقوی وپرہیزگاری مین بے نظیر تھے۔ کسی کے گھر کا کہانا نہین کہاتے تھے مگر شیخ کے گھر سے تناول فرماتے تھے۔ آپ کا قوت لایموت یہ تہا کہ سابرمتی دریا کے کنارے جاتے تھے۔ اور سبزی فروش وہان سبزی کو دہوتے تھے ناقص وخراب کو پھینک دیتے تھے۔ آپ اوسکو چن کے لے آتے تھے اور گھر پر جوش دیکے تناول فرماتے تھے۔ ہمیشہ ریاضت وعبادت مین مستغرق اور اوراد ووظائف مین مشتغل رہتے تھے۔ طالبین ومریدین کو درس وتدریس

وتلقین سے ممتاز کرتے تھے۔ صاحب خوارق عادات تھے۔ آخر ایام میں ضعیف و ناتوان ہوگئے تھے۔ چلنے پھرنے سے معذور تھے۔ آپنے ۱۱ تاریخ رجب ۱۰۴۰ھ ایکہزار چالیس ہجری مین رحلت کی اسا ول کہنہ مین شاہ بھیکن کے روضہ کے قریب احمد آباد گجرات مین مدفون ہوئے۔ یزار و تبرک ہے

سید عبدالاول دکھنی

آپ سید علاء الدین حسین کے صاحبزادے ہین نسب کا سلسلہ مخدوم بندہ نواز سے منتہی ہوتا ہے۔ آپ کے والد ماجد دکن مین رہتے تھے اور آپکی ولادت بھی دکن مین واقع ہوئی۔ اور نشو نما بھی دکن کے زمین مین ہوا۔ سن تمیز مین گجرات مین تحصیل علم کے لئے گئے۔ مولانا وجیہ الدین علوی گجراتی کے مدرسہ مین طلبا مین شریک ہوئے۔ مولانا و دیگر علما سے کتب تحصیلی سے فارغ ہوئے۔ بعد از ان مولانا کے مرید و خلیفہ ہوئے۔ علم باطنی مین بھی کمال حاصل کیا۔ جامع علوم ظاہری و باطنی اتھے۔ صاحب کشف و کرامت تھے۔ طالبین و مریدین کو درس وتدریس سے و تعلیم تلقین سے سرفراز فرماتے تھے۔ آپ دکن و گجرات و ہندوستان گئے وہان کے علما و فضلاء سے ملے زید پور تعلقہ جونپور مین سکونت پذیر ہوئے۔ اور وہان کسی بزرگ کی لڑکی سے شادی کرلی۔ مدت تک رہے۔ معمر تھے۔ آخر عمر مین دہلی گئے۔ وہان ۹۶۸ھ نوسو اڑسٹھ ہجری مین فوت ہوئے۔ آپ

صاحب التصانیف تھے۔ از انجملہ۔ شرح صحیح بخاری مسمی فیض الباری وغیرہ رسائل ہین۔ مشکوٰۃ النبوۃ کے مولف نے آپکا نام میر سید الاول لکھا ہے شاید سہواً کاتب نے عبد الاول کو میر سید الاول لکھا ہے۔ والعلم عند اللہ اخبار الاخیار کے مولف نے لکھا کہ آپکے آباے کرام زید پور ضلع جونپور مین تھے۔ مدت کے بعد دکن مین گئے۔ آپکی ولادت دکن مین ہوئی اور وہان علم تحصیل کر کے گجرات و حرمین شریفین گئے۔ حج و زیارت کے بعد احمد آباد گجرات مین مراجعت کی اور وہان سکونت کی۔ آخر عمر مین حسب الطلب خانخانان محمد بیرم خان دہلی روانہ ہوئے۔ وہان دو سال تک رہے آخر ۹۶۸ھ ہجری مین فوت ہوئے۔ شیخ محبوب تاریخ فوت ہے۔ من التصانیفہ فیض الباری شرح بخاری رسالہ فرائض سراجی منظوم رسالہ تحقیق نفس و معرفت رسالہ در سیر وغیرہ کتب کے جو انہی لکھی تھی کلام

حضرت سید علی بخاری قدس سرہٗ

سید علی بخاری نام۔ بزرگونکا اصلی وطن بخارا تھا۔ آپ سید شاہ محمد کلان بن شاہ عبد الحلیم قادری کے مرید و خلیفہ تھے۔ آپ معمر تھے سلطان عبد اللہ شاہ قطب الملک کے زمانہ سے محمد معظم شاہ عالمگیر بادشاہ کے زمانہ تک زندہ تھے سو برس سے زیادہ سن ہوا تھا۔ علم و حقایق و سلوک و فن رمل و نجوم مین بڑی لیاقت و مہارت رکھتے تھے۔ ہر روز نماز صبح کے بعد قرعہ ڈال کر روزانہ کچھ کہکر شرح وار بیان کر دیتے تھے۔ کہ آج یہ واقعات ہونگے۔ اور خادمون نے

یہ بھی کہہ دیتے تھے کہ آج فلان شخص فلان کام کیلئے آئیگا اور اسطرح سوال کریگا اوسکو اسطرح سے جواب دینا چاہئے کہ آج بہتر ہوگا یا بدتر قرعہ اندازی کے بعد حجرہ مین تشریف لیجاتے تھے اور عبادت الٰہی مین مشغول ہوتے تھے کہ آج بہتر ہوگا یا بدتر۔ بدستور دوسری صبح کو برآمد ہوتے تھے اور قرعہ اندازی کے بعد عبادت کے حجرہ مین جاتے تھے۔ مریدون اور معتقدونکو حوادث روزانہ سے آگاہ کرتے تھے۔ تحائف اور نذور لیتے تھے۔ روزانہ بڑی آمدنی تھی آپ سب فقرا پر تقسیم کر دیتے تھے۔ گہر کے لئے ذخیرہ نہین فرماتے تھے۔ نواب شرزہ خان وزیر سلطان عبداللہ آپکا معتقد تہا۔ اکثر آپ کی خدمت مین حاضر ہوتا تہا۔ آپکو پیر سے بڑی محبت تھی خدمت گذاری مین ذرا بھی غفلت نہین فرماتے تھے۔ غلہ و روغن پیر کے لئے خود بازار مین خریدتے تھے۔ اور بوجہ سر پر اوٹہا کے لاتے تھے۔ اور پیرانی صاحبہ سے عرض کرتے تھے کہ مین آستانہ مبارک پر امیدوار ہون کہ اوس کا مجھے صلہ ملے۔ بزرگ کامل اور صوفی واصل تھے۔ آپکو ایک لڑکا مسمی حیدر صاحب تہا اوسکی وفات آپکے سامنے واقع ہوئی۔ نواب شرزہ خان نے ایک گنبد پختہ جو اپنے لئے تیار کرایا تہا صاحبزادے کیلئے نذر کیا۔ حضرت نے صاحبزادیکو گنبد مین دفن کیا روضہ بیرون شہر عقب کاروان موسی ندی کے کنارے ہے آپکی وفات قریب ۱۱۳۰ ہجری کے ہوئی اوسی روضہ مین آپ بھی مدفون ہوئے ہین۔

عبد اللطیف ثانی بن شاہ محی الدین ثانی

صاحب مکاشفہ نے لکھا کہ آپ جامع علوم ظاہری و باطنی تھے۔ حاوی علوم عقلی و نقلی تھے۔ کتب درسیہ والد ماجد سے پڑہی تہین۔ و صاحب خوارق عادات تھے۔ آپ سے بہت سے کرامتین ظاہر ہوئی ہین ؎

نقل ہے

کہ ایک شخص آپ کیخدمت مین آیا۔ اور حبس دم کیا۔ اوسوقت آپنے بھی فرمایا۔ آپ حبس نفس کی حالت مین بمقدار ایک نیزہ زمین سے بلند ہوئے۔ پہر زمین پر آئے اور فرمایا اسطرح حبس کرنا چاہئے

نقل ہے

ایک روز کسی مریدنے شاہ محی الدین ثانی کی خدمت مین حضرت غوث الثقلین رضی اللہ عنہ کی تصویر ہدیۃً پیش کی آپنے ملاحظہ کرکے صاحبزادے کو عطا فرمایا۔ بابا یہ تصویر رکھو۔ تم کو مراقبہ کے وقت مفید ہوگی۔ آپ یہ بات سنکر خوش ہوئے۔ اور خلافت کا خرقہ مرحمت فرمایا۔ آپ بعد والد ماجد کے بعد سجادہ نشین ہوئے۔ اور مریدون کو بیعت و ہدایت سے سرفراز کرنے لگے۔ مرتبہ توحید مین مستغرق تھے آپ ایکروز وجد و حال مین تہے کہ ایک شخص آیا اور کلمہ لا الہ کہا۔ آپ فوراً بستر سے غائب ہوئے وہ شخص متعجب ہوا (سبحان اللہ والحمد للہ ولا الہ الا اللہ) پڑہا۔ آپ بستر پر

موجود ہوئے۔ فرمایا صوفی کے دو حال ہوتے ہین۔ کبھی ابو الوقت
کبھی ابن الوقت۔ چاہئے کہ فقرا کی مجلس مین بغیر سوچے سمجھے نہین
کہنا چاہئے۔ آپ شاہ محمد صاحب بن شاہ عبد القادر صاحب سے مستفید
ہوئے ہین۔ دقائق تصوف کی سند آپ سے لی ہے سترہ برس تک
والد ماجد کے قائم مقام رہے۔ پھر آپ بیمار ہوئے۔ آخر ۲۹ ماہ ذیقعدہ
سنہ ۱۱۲۲ گیارہ سو بائیس ہجری مین فوت ہوگئے والد ماجد روضہ کے قریب مدفون ہوئے
آپکا گنبد سید شاہ غلام علی الموسوی المتوفی نے بنوایا۔ مرحوم کے صاحبزادے سید گورہ میان صاحب

سید عبد المحی الدین ؒ

مشکوۃ النبوۃ مین آپکے نسب کا شجرہ اسطرح ہے۔ سید عبد المحی الدین
بن جناب عالی شاہ عبد اللطیف لاابالی۔ بن سید شاہ طاہر الحموی۔ بن
سید زاہد۔ بن سید عارف۔ بن سید ہاشم۔ بن سید قطب الدین محمد۔ بن
سید شہاب الدین احمد ثانی۔ بن سید بدر الدین حسن۔ بن سید علاء الدین
بن سید سیف الدین یحیٰ۔ بن میر شمس الدین محمد۔ بن سید ظہیر الدین احمد۔
بن سید عماد الدین ابی صالح نصر۔ بن سیدنا قطب الافاق تاج الدین
عبد الرزاق رحمۃ اللہ علیہم۔ صاحب مکاشفہ نے لکھا کہ آپ شجاعت و
قوت مین بےنظیر تھے۔ اتفاقاً ایک روز عبد اللہ قطب شاہ کی سواری کی
توپ موسم بارش مین قلعہ کے پیچھے موسیٰ ندی کے سنگم مین گر گئی اور

کیچ دلدل مین پھنس گئی صدہا آدمی بیلون کی جوڑیان جمع کر کے لیگئے اور سب نے کھینچا مگر توپ نہین نکلی۔ اور نہ جاے سے ہلی۔ آپ اوس مقام مین موجود تھے۔ قوت حیدری سے توپ کو کھینچا۔ چودہ قدم تک باہر نکالکے رکھا۔ حاضرین حیران ہو گئے۔ اور کہنے لگے یہ کرامت کا زور ہے

نقل ۵

آپ صاحب کرامت وخوارق عادت تھے دنیا ومافیہا سے کچھہ تعلق نہین رکھتے تھے۔ متوکل وقانع تھے۔ صوم وصلواۃ کے پابند اور جد امجد کے مرید تھے۔ آپکا انتقال ۱۲ جمادی الاول ۱۰۸۵ھ ہجری مین ہوا۔ تجہیز وتکفین کے بعد آپکے والد ماجد شاہ محی الدین ثانی جنگل سے آے جنازہ کی نماز گذاری اور سید محمد عرف راجی صاحب کے مزار کے پہلو مین دفن کئے گئے۔ آپ کے دو صاحبزادے تھے۔ ایک درویش محی الدین دوسرا سید محمد مدنی۔ آپکی بیوی صاحبہ حمید سلطان بنت سید حسین ثانی کی تھین

شیخ علی صاحب کرنولی قدس سرہ

آپ سید الابدال شاہ عبد اللطیف لاابالی صاحب کے خلیفہ تھے اکثر اہل اللہ کی خدمت مین مستفید ہوئے ہین۔ کہین آپکو دلجمعی نہین حاصل ہوئی تھی آخر حضرت لاابالی سے منزل مقصود کو پہنچے اور حضرت نے آپکی تعلیم وتلقین عمدہ طرح سے کی تھوڑے ہی زمانہ مین اقران وامثال سے

فائق ہو گئے۔ لطائف قادری مین لکہا ہے کہ شیخ علیصاحب ترجمہ حضرت لاابالی کے بعد کرنول مین ہدایت وارشاد کرنے لگے۔ اکثر مشایخ آپکی ہدایت سے کامل ہوئے۔ ابتک آپکا فیض جاری ہے۔ آپ ستر برس تک حضرت لاابالی صاحب کی خدمت مین رہے۔ آپ باوجود درویشی وضع کے پابند تھے۔ شیخ صاحب ترجمہ اکثر اوقات فرماتے تھے۔ جو کچہہ مجہکو حاصل ہوا ہے حضرت لاابالی صاحب کے بدولت ہوا۔ آپ صاحب کرامت وخرق عادت تھے

نقل ہے

کہ ایکروز ماہ رمضان مین حضرت لاابالی صاحب نے خادم سے کہا کہ افطار کے لئے بازار سے کسیقدر شیرینی وغیرہ افطاریکا سامان لے آ۔ خادم گھر مین سو رہا۔ جب اوٹہا تو کیا دیکھتا ہے کہ افطاریکا وقت قریب ہے۔ خادم گھبرایا۔ اوسیوقت شیخ علیصاحب ترجمہ کی خدمت مین آیا۔ اور بیان کیا آپنے اوسکو کہا کچہہ پروا نہیں اسکو سمندر کے کنارے لیگئے اور شیرینی وغیرہ دیکے اور اُسکے آنکہونپر ہاتھہ رکھا۔ اور پھر اٹھا لیا۔ خادم آنکہہ کھولتے ہی کیا دیکھتا ہے کہ حضرت کے صحن مین موجود ہے۔ خادم بہت خوش ہوا اوسیوقت شیرینی وغیرہ افطاریکا سامان حضرت کے سامنے رکھا حضرت اوسکو دیکھتے ہی کہنے لگے۔ اس شیرینی سے کرامت کی خوشبو آتی ہے۔ تیرا کچہہ قصور نہیں ہے۔ یہ شیخ علی کی کرامت ہے۔ آپ غصہ سے اوٹھکر مکان مین

چلے گئے۔ حاضرین حیران ہوئے۔ اور آپسمین گفتگو کرنے لگے کہ اب شیخ علی کی کرامت و ولایت سلب ہوتی ہے۔ خدا خیر کرے۔ یہ بات شیخ علی کو معلوم ہوئی۔ تین میل کے فاصلہ سے افتان و خیزان آپکی خدمت مین حاضر ہوئے۔ اور تمام شب آستان مبارک پر روتے رہے۔ جب صبح ہوئی تمام خدام نے سفارش کی منظور نہوئی آخر حضرت نے ام المریدین بوبو صاحبہ کی سفارش سے معاف فرمایا اور کہا اے شیخ علی ہمنے تجھکو جو کچھہ تلقین کیا وہ سب خدا کیلئے ہے۔ ہمکو کرامت کا اظہار اور ولایت کا امتحان مقصود نہین ہے۔ آیندہ پھر کبھی ایسی حرکت و شوخی نہین کرنا چاہیے۔ شیخ علی صاحب رحمہ بارہ برس تک سجادہ نشین رہے۔ ہمیشہ حضرت کے عرس مین صندل مالی کا رسم خود ہی ادا کرتے رہے۔ پھر آپ کے صاحبزادے شاہ ہبۃ اللہ صاحب اس خدمت پر مامور ہوئے۔ شاہ عبد اللہ صاحب و شاہ محی الدین ثانی حضرت لاابالی کے صاحبزادے اور شیخ صاحب رحمہ کے خلیفہ تھے۔ آپکی وفات ۲۲ ربیع الاول سنہ ۱۰۸۱ اکہراسی ہجری مین ہوئی۔ کرنول مین مدفون ہوئے۔ آپکے ایک صاحبزادہ مسمی شیخ فرید جامع توحید و تجرید تھے

شاہ عظمت اللہ الندی بہوری

آپ سید محمد معنوی۔ بن سید ہالی کے صاحبزادے ہین۔ آپکی نسب کا سلسلہ حضرت محبوب سبحانی سے تیروین پشت مین ملتا ہے۔ خوردسالی مین

آپکی والدہ فوت ہوئین۔ خالہ نے آپکی پرورش کی آپکی خالہ نابالغہ تھی
مگر قدرت الٰہی سے اونکی پستان سے دودھ برآمد ہوتا تھا۔ ایک روز
آپکے والد نے لڑکی سے دریافت کیا کہ یہ دودھ کیونکر نکلتا ہے۔ جسنے جواب
فرمایا جب مین بچے کو گود مین لیتی ہون۔ خودبخود دودھ برآمد ہوتا ہے
جب آپکی عمر سات برس کی ہوئی۔ والد ماجد نے آپکو مرید و خلیفہ کیا جب
آپنے بارہوین سال مین قدم رکھا۔ والد ماجد فوت ہوئے۔ والدکی تجہیز
و تکفین کے بعد آپ صحرا نشین ہوئے۔ بارہ برس تک جنگل مین رہے
پھر خدام کے حکم سے دکن مین مراجعت کی قصبۂ الند مین آئے۔ اور
سکونت پذیر ہوئے۔ ایک دن خیال کیا کہ سید محمد حسینی گیسودراز کی روح
مبارک سے استفادہ کرنا چاہیے۔ پھر مراقبہ مین حضرت کی روح مبارک سے
ملے۔ آپسے خواجہ نے فرمایا جو کچھ آپکا حصہ تھا۔ مین نے شاہ ندیم اللہ کے
حوالہ کیا ہے۔ وہ ونڈوتی مین موجود ہے اوس سے حاصل کرو۔ پھر
آپ بندہ نواز کے ارشاد کے موافق قصبۂ ونڈوتی مین آئے۔ اور شاہ
ندیم اللہ صاحب سے ملے شاہ صاحب نے آپکو دیکھتے ہی کہا۔ اے شاہ عظمت اللہ
آئے۔ مین ندیم اللہ ہون کہ جد بزرگوار نے آپکو میرے سپرد کیا ہے
جب آپ آگے بڑھے۔ کیا دیکھتے ہین کہ بندہ نواز و شاہ ندیم اللہ تشریف
رکھتے ہین۔ آپسے ملے اور تین روز تک رہے۔ طریقۂ چشتیہ کی خلعت لیکر

گلبرگہ مین آئے۔ اور بندہ نواز کے مزار پر پہونچے خرما اور مصری و پہولونکا
ہار پائے اور ایسا حکم ملا کہ آپ موضع بہنور مین رہو اُدہر جو لڑکی نظر آئے
اُسکو پہولونکا ہار دیجئے وہ آپ کی منکوحہ ہوگی۔ آپ بہنور مین پہونچے
آپکی نذر مین پہلے ہی سکندر خان جاگیر دار کی لڑکی آئی۔ یہ سالا تھی خان
مذکور شاہ ندیم اللہ کا مرید تہا۔ آپ نے اُسکو خواجہ کی عنایت کی ہوئی چیز دی
وہ لڑکی گھر مین آئی۔ والدین سے ذکر کیا کہ ایک فقیر نے دیا ہے والدین نے
پہنکدیا جب رات ہوئی وہ پہولون کا ہار بجنسہ لڑکی کے گلے مین دیکھا
والدین نے زیادہ دور پہینکدیا۔ پہر بجنسہ لڑکی کے گلے مین پایا۔ پہر لڑکی سے
دریافت کیا فقیر کا کیا نام ہے۔ لڑکی نے کہا معلوم نہین۔ مگر اس طرح کا
لباس رکھتا ہے۔ والد ماجد فقیر کی تلاش مین نکلے اور آپکو پایا۔ پہر غضب سے
آپکو گانون سے نکالدیا۔ آپ الندہ مین آئے۔ خان مذکور نے رات کو
خواب مین دیکھا کہ حضرت ندیم اللہ حسینی کہتے ہین کہ جدّ امجد نے آپ کی
لڑکی فقیر معلوم سے منسوب کی ہے اور وہ فقیر محبوب سبحانی کی اولاد مین۔
آپ فقیر سے معذرت کیجئے اور لڑکی کو اُس سے نکاح کر دیجئے۔ والدین
فقیر کی تلاش کرنے لگے تین برس تک نشان نہین ملا۔ اور لڑکی بارہ ۱۲ برس کی
ہوگئی پہر حضرت بہنور مین آئے اور لڑکی سے نکاح کیا۔ تین صاحبزادے
پیدا ہوئے۔ سوم فرزند مسمی محمد امین الدین کے پیدا

ہونیکے بعد والدہ فوت ہوئی۔ آپ بیویصاحبہ کے وفات کے وقت موجود
نہین تھے۔ گھر مین آئے۔ بیوی صاحبہ کا سر قدمو نپر رکھکر کہا کہ ہشیار
ہو جائیے تمہارے بچے کم سن ہین اونکی پرورش کون کریگا۔ بہتر ہے
مین مرجاؤن۔ اور تم زندہ رہو۔ بیوی صاحبہ نے کہا مجھسے کیا ہوگا
میرا وقت پورا ہوگیا۔ مجکو جانے دیجیے آپنے قبول کیا۔ بیوی صاحبہ
جنت مین داخل ہوئین۔ پھر آپنے بیویصاحبہ کی قبر کے لئے ایک مقام
ڈیڑھ سو ہون قیمت سے خرید کیا۔ اور وہان بیوی صاحبہ کو دفن فرمایا
پھر آپ مع عیال و اطفال بیجاپور گئے۔ تین برس کے بعد پھر ہنور مین
آئے۔ آپ صاحب کرامات و خوارق عادات تھے آپکا ملفوظ مسمی عظمت الٰہی شنا بدحال ہے

نقل ۵

کہ ایکروز آپنے زبان سے فرمایا کہ آج رات کو بیجاپور کا ولی فوت ہوگا۔
لوگون نے پوچھا ولی کا کیا نام ہے۔ آپنے فرمایا۔ امین الدین اعلیٰ۔
اب مجکو اونکی ملاقات کے لئے جانا ضرور ہے۔ آپ روانہ ہوئے چند
مرید علاء الدین انصاری کی درگاہ تک آئے پھر آپ ایک پہاڑی کے
نیچے گذرے۔ اور غائب ہوگئے۔ فی الفور بیجاپور مین داخل ہوئے
اور اسوقت امین الدینصاحب کا جنازہ تیار تھا۔ آپ جنازہ کو حجرہ مین
لیگئے۔ اور حضرت سے مصافحہ کیا۔ حضرت زندہ ہوئے۔ اسرار الٰہی کا

تذکرہ رہا۔ دفن کے بعد آپ مکان پر آئے۔ مریدون نے پوچھا آپ
کھان گئے تھے۔ فرمایا بیجاپور گیا تھا۔ امین الدین سے ملکر آیا۔ اور
فرمایا کہ آج تین مسافرون سے ملا۔ ایک امین الدین اعلی۔ دوسرے
ایک بزرگ جو برہانپور کی ندی مین غرق ہوئے تھے۔ اونکو نکال کر کفن دفن کیا
تیسرے ایک فقیر قصبۂ منڈپال مین فوت ہوا تھا۔ اوسکو بھی دفن کیا۔

نقل ہے

کہ ایکروز سلطان ابوالحسن تاناشاہ نے عالمگیر کی آمد آمد کی خبر سنکر
آپ سے امانت کی درخواست کی۔ حضرت نے ایلچی سے فرمایا کہ بادشاہ
سے کہو کہ سنت جماعت کا مذہب اختیار کرے تاکہ غوث الثقلین تیری
اعانت کرین۔ اب تیری سلطنت دو برس سے زیادہ نہ رہیگی۔ ابھی دو
برس نہین گذرے تھے کہ عالمگیر دکن مین آیا۔ اور تاناشاہ کو قید کرکے لیگیا

نقل ہے

کہ شاہ عبد اللطیف بیجاپوری۔ حضرت شاہ محی الدین ثانی کی ملازمت کے لئے
حیدرآباد دکن مین آئے تھے۔ شیخ نظام منور دکنی آپکی خدمت مین حاضر
ہوا۔ مریدی کی درخواست کی۔ آپ نے فرمایا اندنون مین شاہ
عظمت اللہ قادری مشہور و معروف ہین آپ اُنسے بیعت کیجئے شیخ
نظام دکنی ناخوش ہوا۔ اور عرض کیا کہ آپ مجکو اپنے زمرہ مین شامل کیجئے

آپنے فرمایا ہم دونون یعنے شاہ عظمت اللہ قادری اور عبد اللطیف بیجاپوری مین کچھ فرق نہین ۔ نظام دکنی کا ہمشیرہ زادہ شاہ عظمت اللہؒ کی خدمت مین گیا ۔ دیکھا آپ بجنسہ عبد اللطیف ہین ۔ پھر عبد اللطیف صاحب کی خدمت مین حاضر ہوا ۔ دیکھا کہ بجنسہ شاہ عظمت اللہ ہین ۔ آپنے فرمایا مجمین اور شاہ عظمت اللہ مین کچھ فرق نہین ہے ۔ آخر شاہ عظمت اللہ کے مریدون مین شامل ہوا ۔

نقل ہے

کہ آپ نے ایکروز بیان کیا کہ مین نے اپنی عمر مین پانچ فقیر دیکھے ۔ پوچھا کہان ۔ آپنے فرمایا ہندوستان کے سفر مین ۔ دو فقیر جنید بغدادی کی اولاد مین اور تین فقیر دکن مین ۔ ایک شاہ محی الدین ثانی قادری حیدرآباد مین دوسرے عبد اللطیف بیجاپور مین ۔ اور تیسرے شاہ ندیم اللہ حسینی جو میرے مرشد ہین ۔ آپ صاحب خوارق تھے آپکی وفات ۱۴ ربیع الاول ۱۱۱۱ گیارہ سو گیارہ ہجری مین شب دوشنبہ واقع ہوئی قصبہ النند مین مدفون ہوے ۔ لیکن مسائل فقہیہ وحقایق صوفیہ کو علماے کملا کے موافق بیان فرماتے تھے ۔ آپ اُمّی تھے مگر آپ کو علم لدنی تھا ۔ مزار متبرک ہے ۔

سید عبد الرحمن قدس سرہ

آپ شاہ صبغۃ اللہ حسینی بھروچی کے بنی اعمام سے ہین ۔ آپکو شعور تمیز کے بعد کتب درسیہ کی تحصیل کا شوق ہوا ۔ وطن مالوفہ بھروچ سے احمد آباد

گجرات مین آئے حضرت مولانا وجیہ الدین حسینی العلوی الگجراتی کے
مدرسہ مین داخل ہوئے۔ مُدت تک حضرت کی خدمت مین رہے۔ کتب
درسیہ سے فارغ ہوکے علم باطنی کی طرف متوجہ ہوئے۔ حضرت کی
توجہ کی برکت سے جامع فضائل صوری ومعنوی ہوئے۔ اور حضرت
کی خدمت مین بیعت وخلافت سے بھی مشرف ہوئے۔ حافظ قرآن
عالم وفاضل عارف تھے۔ ابراہیم عادل شاہ کے زمانہ مین گجرات سے
بیجاپور مین آگئے۔ بادشاہ وامرا ومشائخ کی خواہش سے سکونت پذیر
ہوئے درس وتدریس کا دروازہ کشادہ کیا۔ اکثر طلبہ آپ کے
فیضان تدریس سے فائز المرام ہوئے۔ آخر آپ نے سنہ ہجری مین
رحلت کی۔ بیرون شہر پناہ فتح دروازہ کے متصل مدفون ہوئے آپکے
والد ماجد بھی شیخ احمد محدث بھی اُسی مقام مین مدفون ہوئے۔

شیخ علیم اللہ محدث عباسی

شیخ علیم اللہ نام۔ آپ کے نسب کا سلسلہ حضرت سیدنا عباس رضی اللہ عنہ
عم حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پہنچتا ہے۔ اس وجہ سے
آپ عباسی مشہور ہین۔ آپ کا اصلی وطن ملک پورب ہے آپ وطن سے
بارادہ حرمین شریفین برآمد ہوئے راہ مین آپکا گذر برہانپور مین ہوا
آپ وہان فروکش ہوئے۔ اسوقت برہانپور دار العلوم ودار الاولیاء تھا

اکثر علما و عرفا موجود تھے۔ مثلاً شیخ محمد بن فضل اللہ و شاہ عیسیٰ جند اللہ وغیرہما سے آپ سے ملے اکثر باہم علمی مذاکرہ رہتا تھا۔ آپ چند مدت وہان سکونت پذیر ہوئے۔ بعد ازان حرمین شریفین گئے۔ حج و زیارت سے فارغ ہو کے تقریباً دو سال وہان رہے علمائے محدثین و مفسرین سے استفادہ کیا۔ علی الخصوص شیخ المحدثین مفتی بلد الامین شیخ شہاب الدین بن حجر الشافعی المصری المکی سے حدیث پڑھی اور سند حاصل کی اور شیخ الکاملین شیخ عیدروس قدس سرہ سے سلسلۂ عیدروسیہ مین خلافت کا خرقہ پایا۔ پھر مکہ معظمہ سے برہانپور مین مراجعت کی اور وہان سکونت اختیار کی درس و تدریس مین مشغول ہوئے۔ اطراف و اکناف سے جوق جوق طلبہ آنے لگے۔ اور آپکے حلقۂ درس میں شریک ہونے لگے آپ جامع علوم تھے۔ متعدد فنون و علوم میں تدریس فرماتے تھے۔ تمام دکن مین آپکے فضائل و کمالات کی شہرت تھی۔ ابراہیم عادل شاہ آپکے فضائل و کمالات سے واقف ہوا۔ اور آپکی خدمت میں تشریف آوری کی درخواست بھیجی۔ آپ نے بادشاہ کی درخواست قبول کی اور بلدہ برہانپور سے بیجاپور میں رونق افزا ہوئے بادشاہ نے آپکے استقبال کے لئے وزرا و امرا کو بھیجا۔ آپ شہر میں اعزاز و احترام کے ساتھ داخل ہوئے۔ دوسرے روز بادشاہ سے ملے بادشاہ نے مسند سے اوٹھ کے چند قدم استقبال کیا مصافحہ و معانقہ سے سرفراز فرمایا

اور مولوی صاحب کو اپنے برابر مسند پر بٹھایا اور مولانا سے تکلم کیا بعد ازاں مولانا فرودگاہ پر روانہ ہوئے آپ بادشاہی محل میں فروکش ہوئے۔ بادشاہ کے طرف سے مہمانی کا انتظام عمدہ طرح سے ہوتا تھا۔ پھر دوسری ملاقات میں بادشاہ نے آپسے سکونت و اقامت کا سوال کیا۔ آپنے بادشاہ کے اصرار سے قبول کیا۔ بادشاہ و اہل شہر تمام خوش ہوئے۔ کہ آپکی وجہ سے ہمارا شہر مشہور و معروف ہوگا۔ آپکو صدر مدرسی کی خدمت عطا کی۔ آپسے خلایق مستفید ہوئی اکثر آپکے تلامذہ فضلائے عصر ہوئے۔ اور شاہ ہاشم حسینی نے بھی آپسے استفادہ کیا۔ ملا نصیر برہانپوری آپکا داماد تھا۔ علامۂ عصر و فہامۂ دہر ذکی الطبع و سریع الفہم تھا۔ علوم حکمیہ و نظریہ و فنون عربیہ ادبیہ میں بے نظیر تھا۔ اصول و کلام میں آپ ہی اپنا نظیر تھا۔ قوی الحافظہ تھا اگر ایکمرتبہ کسی کتاب کو دیکھتا تھا تو مدت العمر نہیں بھولتا تھا۔ ملا کی عادت تھی کہ ہر ایک مولوی و طالب سے بحث و تکرار کرتا تھا۔ مناظرہ میں اکثر غالب ہوتا تھا آپکے خسر محدث و فقیہ تھے۔ خسر سے ایکروز فقہی مسئلہ میں مناظرہ کیا۔ مولانا محدث نے اصولی دلائل سے جواب دیا مگر ملا کی تشفی نہوئی مولانا محدث کے جواب پر رد و قدح کیا۔ مولانا محدث نے فرمایا۔ حضرت امام اعظم مجتہد حضرت ابو حنیفہ نے ایسا فرمایا۔ ملا نے کہا (ہُو رجل و انا رجل) امام کا قول مستند نہین ہوسکتا۔ اور ہم اوسپر اعتماد نہیں کرتے۔ مولانا محدث

ملا کے اس فقرہ سے براشفتہ وبرافروختہ ہوئے۔ اور فرمایا تو امام سے ہمسری کرتا ہے۔ مینا بانہ گھر میں گئے شمشیر برہنہ ہاتھ میں لئے ہوئے ملا کے سر پر پہنچے۔ ملا گھبرا کے فرار ہوا۔ اور برہانپور سے سفر اختیار کیا۔ آپ بھی چند منازل اُسکے تعاقب میں روانہ ہوئے۔ انہیں ایام میں مُلا نصیر سیر وسیاحت کرتا ہوا شہر بیجاپور میں آیا تھا۔ بیجاپور اسوقت علما وطلبہ سے معمور تھا۔ مُلا ہر ایک مدرسہ مین گیا۔ اور علما کے ساتھ علوم وفنون میں مناظرہ ومباحثے کئے۔ ہر ایک کو الزام دیتا تھا۔ تمام علما وطلبہ عاجز وتنگ تھے۔ مشہور ہے کہ ملا کو مولانا شاہ صبغتہ اللہ بھروچی نے اشراق وکشف باطن کے رو سے عاجز کیا۔ ملا نے مولانا کی تقریر کو تسلیم کیا۔ پھر ملا نصیر بیجاپور سے رخصت ہوا۔ چند قدم آگے بڑھا۔ دیکھا کہ جنگل ویرانہ میں ایک بوڑھیا نمو ہو لی اور ملا سے سوال کیا کہ حیض کے خون کے رنگ کئی قسم کے ہوتے ہیں مُلا جواب میں متفکر ہوا۔ بوڑھیا نے کہا آپکے فقہ دانی پر افسوس صد افسوس اسی فقاہت پر امام کے ساتھ ہمسری کرتا ہے۔ اور جھور رجُل وانا رجُل کہتا ہے۔ مُلا بوڑھیا کے کلام سے متاثر ونادم ہوا۔ پھر اس واقعہ کے بعد مولانا محدث کی خدمت میں توبہ کی۔ اور مرید ہوا۔ دونوں یعنے خسرو داماد میں باہم اتفاق ہوا۔ ملا نصیر بھی مولانا محدث کی وجہ سے بیجاپور میں قیام پذیر ہوا چند مدت کے بعد احمد آباد گجرات گیا۔ وہیں فوت ہوا بعض نے لکھا کہ

اکبرآباد میں فوت ہوا۔ والعلم عند اللہ۔ آخر مولانا محدث نے گیارہ تاریخ ماہ ذیحجہ سنہ ۱۱۲۴ھ ایک ہزار چوبیس ہجری میں دار فانی سے فردوس بریں کو رحلت کی بیرون شہر اللہ پور دروازہ کے طرف مصطفےٰ باغ میں مدفون ہوئے آپکی رحلت کی تاریخ (استاد اہل حدیث) سے برآمد ہوتی ہے۔ آپکے دو صاحبزادے تھے۔ ایک شیخ ابو حنیفہ۔ دوسرا شیخ ابو المعالی۔ اول عالم فاضل و عارف کامل تہا۔ ثانی مجذوب سالک تہا۔ مجذوب کے دو صاحب زادے ایک شیخ ابو تراب۔ دوسرا قاضی عزیز الدین محمد تھے۔ یزارو یتبرک بہ

قاضی عزیز الدین محمد عباسی قدس سرہٗ

آپ شیخ ابو المعالی بن شیخ نعیم اللہ کے دوسرے صاحبزادے اور ابو تراب مدرس کے حقیقی بہائی تھے۔ آپکا مولد و مسقط الراس بیجاپور ہے۔ آپنے کتب درسیہ برادر اور مولانا قاضی سید علی مدرس سے ختم کین۔ علامۂ عصر ہوئے متقی و پرہیزگار متشرع و دیندار تھے۔ صاحب درس و تدریس تھے سلطان محمد عادل شاہ نے آپکو قضا کیخدمت پر مامور کیا تہا۔ آپکی ذات بابرکات سے دار القضا کو رونق و زینت حاصل ہوئی تھی۔ آپ حدود شرعی مین کسیکی رعایت نہین کرتے تھے احکام شرعی کو مطابق کتاب و سنت جاری فرماتے تھے۔ عدل و انصاف میں دیانت داری سے کام کرتے تھے۔ اہل معدمات آپسے راضی تھے۔ آپ صاحب دل و کامل تھے

ایک روز کسی اہل مقدمہ نے عدالت میں دروغ حلف کی مشہور ہے کہ
کچہری سے بر آمد ہوتے ہی سر کے بل گرا اوسیوقت فوت ہوا۔ آپکے
کتب خانہ میں ایک خادم مقرر تہا۔ کسیقدر نوشت و خواند جانتا تہا۔ کتابکا
نام لکہ پڑہ سکتا تہا۔ اور کچہری میں آپکے ہمراہ جاتا تہا۔ جب آپکو کسی مسئلہ میں
کتاب کی ضرورت ہوئی تہی تو اسکو بہیجکے منگواتے تہے اور مسئلہ کو نکالکے
اوسکو فرماتے تہے کہ اس مقام کو نقل کر اور مسئلہ کے مضمون کو ترجمہ کرکے
اہل مقدمات کو سناتے تہے۔ خادم آپکی تقریر سنکے حفظ کر لیتا تہا۔ چند سنین میں
وہ رفتہ رفتہ فقیہ ہو گیا۔ اکثر فقہ کے جزئیات اوسکو مستحضر و ازبر تہے۔ اگر
کوئی اوس سے سوال کرتا تو صحیح جواب دیتا تہا۔ اور کتاب و باب و فصل کا
برابر نشان بتلاتا تہا۔ اکثر اوسکے مسائل کتاب میں دیکہے گئے۔ مطابق برآمد
ہوئے۔ کسی نے عالمگیر سے اوسکے حافظہ و فقاہت کا ذکر کیا۔ عالمگیر نے
اوسکو بلایا اکثر مسائل پوچہے اوسنے برابر جواب دئے۔ عالمگیر بہت خوش ہوا
اور اوسکو شولاپور کی قضا پر مقرر کیا۔ یہ سب قاضی صاحب کے تصرف و کمال کے
نتیجے تہے۔ آخر آپنے پانچویں تاریخ ماہ ربیع الاول سنہ ۱۱۵۵ھ گیارہ سو پچپن ہجری میں
رحلت کی مقام ادہونی میں مدفون ہوئے۔ یزار و یتبرک بہ۔

حضرت مولانا سید عنایت اللہ بالاپوری خجندی ہیں

سید عنایت اللہ الحسینی نام حنفی المذہب نقشبندی الطریقہ۔ ہندی المولد خجندی الاصل

آپ سید محمد بن الہداد بن سید موسی بن امام سید ظہیر الدین خجندی کے فرزند ہین
آپکے جد مولانا ظہیر الدین مع فرزند سید موسی خجند سے ہند مین آئے
اوسکی وجہ یہ ہوئی کہ آپ سادات مین صحیح النسب مشہور اور علم وفضل مین
معروف تھے۔ توران کے بادشاہ نے چاہا کہ اپنے فرزند کے لئے آپکے
خاندان مین سے کوئی لڑکی منسوب کرے۔ آپنے بادشاہ کی ضعف نسب کی
وجہ سے انکار فرمایا۔ بادشاہ تہدید وتنبیہہ پر آمادہ ہوا آپ بھی مستعد ہوئے
فیمابین فوج شاہی ومریدان والاجاہی مین خوب معرکہ واقع ہوا آخر فوج
شاہی غالب ہوئی۔ آپکے بہت سے اعزہ واقارب ذکور واناث سے
درجہ شہادت کو پہنچے۔ تمام اثاث البیت تاخت وتاراج ہوا۔ اسی سبب سے
نسب نامہ جو تہا وہ بھی تلف ہوگیا۔ حضرت ظہیر الدینصاحب مرحوم مع فرزندان
خجند سے ہجرت کرکے ہند مین آئے۔ امن آباد ضلع لاہور مین سکونت
پذیر ہوئے۔ سید الہداد۔ وسید محمد امنا باد مین تولد ہوئے اور سید عنایت اللہ صاحب
کی ولادت بھی ہند میں ہوئی۔ نشو ونما وسن شعور کے بعد آپ نے والد ماجد
وعلما کی خدمت میں کتب متداولہ سے فراغت حاصل کی۔ پھر آپ کے
دلمین دنیا کی نفرت اور خدا کی محبت متمکن ہوئی۔ آپ رات دن مرشد کامل کی
تلاش مین رہتے تھے۔ آخر آپ مع والد ماجد سنہ ۱۰۵۹ ایکہزار اونساٹھ
ہجری مین بالاپور مین آئے۔ چند مدت کے بعد برہان پور گئے۔ تما

عماد الدین کے مکان پر فروکش ہوے۔ شہر کے مشایخ و علما کا حال دریافت کیا
ملا نے کہا اگر آپکو استفادہ صوری مرکوز خاطر ہو تو میرا بھائی ملا نجم الدین شہر مین
موجود ہے اوس سے بہتر کوئی فاضل نہین۔ اور اگر استفادہ معنوی مطلوب
ہو تو شیخ ابوالمظفر صوفی ہے شہر مین تمام مشایخ سے افضل ہے شیخ بزرگ
بیربابن کی مسجد واقع چکلہ مین رہتے ہین۔ آپ شیخ کی خدمت مین پہنچے
ملازمت کی اور شیخ کے چہرہ سے بزرگی اور مشیخت کے آثار نمایان پائے
حسن ارادت سے مرید و خلیفہ ہوے۔ اور فیض باطنی سے حصہ کامل
پایا۔ شیخ موصوف حضرت خواجہ محمد معصوم بن حضرت مجدد الدین ثانی احمد
سرہندی کے خلیفہ تھے۔ آپنے شیخ سے چار طرق نقشبندیہ۔ قادریہ
چشتیہ۔ سہروردیہ کی اجازت لی تحصیل و تکمیل کے بعد آپکو مرشد نے فرمایا آپ
اورنگ آباد جائیے اور خاص و عام کو ہدایت فرمائیے۔ آپ علائق دنیا سے
منزلون دور تھے۔ درویشی لباس زیب تن تھا مع متعلقین و مریدین بامور
سے بالاپور برار مین آئے اور وہان سکونت پذیر ہوے۔ اولا با فقیر یگان
بالاپور کی مسجد مین رہے۔ اور وہان حضرت شاہ ابوالحسن نقشبندی سے
ملاقات کی شاہ مذکور صاحب کشف و کرامت تھے تھوڑے زمانہ کے بعد
شاہ صاحب فوت ہوے۔ آپ نے حسب الوصیت تجہیز و تکفین کر کے
جنازہ کی نماز ادا کی اور آبادی سے خارج ایک ٹیلہ پر مدفون کیا فی الحال

حسن جی کے نام سے مشہور ہے۔ یزار و یتبرک بہ۔ شاہ صاحب مرحوم کا عصا مسجد نندگور میں ۱۳۰۱ھ بارہ سو ایک ہجری تک موجود تہا۔ مار گزیدہ و عقرب رسیدہ کو اس کے مس کرنے سے صحت ہوتی ہتی معلوم نہیں فی الحال موجود ہے یا نہیں۔ ثانیاً آپ بانندونکی مسجد سے برخاست کر کے ۱۰۶۵ھ ایکہزار پینسٹھ ہجری مین مقام کسار کہیڑہ مین جو دریا کے کنارہ واقع ہے تشریف لائے اور وہان سکونت اختیار کی وہ مقام ویرانہ اور درندہ کا آشیانہ تہا۔ آپنے تمام جہاڑی قطع کی اور وہان ایک مسجد بنائی۔ اور سکونت کے لئے بھی ایک جائے درست کی۔ اسوقت آپکے والد ماجد جناب سید محمد فوت ہو گئے تھے۔ اور آپ مدۃ العمر اوسی مقام میں رہے۔ اور وہین پر فوت ہوئے۔ بالاپور میں آپکی مدت اقامت اٹھاون سال رہی۔ اور عنایت الٰہی کے تکملہ کے مولف نے ایکاون سال لکہا۔ اور از روئے حساب اٹھاون ہوتے ہین شاید سہو کاتب ہو گا۔ آپکے ماموں و نانا صاحب دل و متمول تھے۔ آپکے پاس آئے اور آپکو سمجھایا منایا اور کہا کہ فقیری ترک کرو مگر آپنے نہین مانا۔ درویشی کے خیال مین ثابت قدم اور راسخ دم رہے۔ آپکا کسب قرآن شریف کی کتابت تھی۔ آپنے اوس زمانہ میں ۱۸ قرآن شریف لکھے آپکو فتوحات غیبی اسقدر حاصل ہوتی رہی کہ مصاحف مکتوبہ کو ہدیہ کرنے کی نوبت نہین آئی۔ آپنے ایکروز اپنے ماموں سے از روئے قرض حسنہ بیس روپئے

مانگے ۔ ماموں صاحب نے قرض دینے سے انکار فرمایا ۔ اس لحاظ سے کہ
شاید آپ مجبور ہو کر درویشی سے نفرت کریں ۔ مگر آپ مستقل مزاج و پختہ
کار تھے ۔ کچھہ پروا نہین کی ۔ اسی اثنا مین معتقدین مین سے ایک مرید آیا
اور گیارہ روپیہ نذر کیے اور کہا کہ دس روپیہ زکوۃ اور ایک روپیہ نذر ہے
آپنے اوسمین سے دس روپیہ فقرا کو دیدیے اور ایک روپیہ اپنی ضرورت
خرچ کے لئے رکھا ۔ ماموں صاحب نے فرمایا کہ آپ فضول خرچ ہین اللہ تعالیٰ
نے آپکے لئے اسقدر زر بہیجا آپنے سب خرچ کر دیا ۔ فرمایا کہ ہم ہاشمی ہین
ہم کو زکوۃ لینا درست نہین اس لئے دس روپیے فقرا کو دیے اور
ایک روپیہ اہل بیت کو دیا ۔ آپ کا بالاپور سے حسب الطلب عالمگیر بادشاہ غازی
دہلی جانا ۔ آپ شرع کے پابند تھے اوامر و نواہی کو نرمی و
سختی سے جاری کرتے تھے ۔ رفتہ رفتہ برار کے اطراف و جوانب مین
آپکی شہرت ہوئی ۔ برار کے اکثر امرا اور رؤسا حسن ارادت سے مرید ہونے لگے
اور آپکو قبولیت عام حاصل ہوئی ۔ برار کے صوبہ دار و فوجدار و قاضی جو
تھے آپسے مخالفت کرنے لگے ۔ تمام نے عالمگیر بادشاہ کو وقایع نگار کے
ذریعہ سے مطلع کیا کہ دو سید زادے ایک عنایت اللہ دوم محمد سعید اس ملک مین
وارد ہوئے ہین اور اونکے ساتھ فقرا کا مجمع ہے ملکی معاملات مین اونکی
وجہ سے فساد کا خوف و اندیشہ ہے ۔ گاویل و آسیر کے قلعہ دار بھی آپکے

شریک ہین۔ اور بیجاپور کا بادشاہ بھی آپ کی خدمت مین نذور و تحائف بھیجتا ہے
عنقریب زمانہ ہے کہ ریاست مین خلل واقع ہو جائے گا۔ اسوقت عالمگیر
بیجاپور کی تسخیر کی فکر مین تہا۔ اس کیفیت کے سنتے ہی درہم و برہم ہوا۔ اور
فوج قاہرہ روانہ کی حکم دیا کہ دونو سیدزادون کو حضور مین حاضر کرو۔ فوج بادشاہی
بالاپور مین پہنچی اور خانقاہ کا محاصرہ کیا۔ آپ کو کچھہ خبر نہ تھی۔ محمد حسین افسر
فوج نے بادشاہ کا حکم آپکو دیا۔ آپنے ملاحظ کرکے بمصداق اطیعواللہ
واطیعوالرسول واولی الامر منکم حکم کی تعمیل کی۔ اسی وقت فی الفور
محمد حسین کی پالکی مین سوار ہوکے بادشاہ کے طرف روانہ ہوئے۔ اور
محمد سعید کو اطفال و عیال کی خبرگیری کے لئے چھوڑ دئے انہین ایام مین
حضرت خواجہ معصوم نقشبندی مجددی اور حضرت خواجہ محمد نقشبندی بن خواجہ
محمد معصوم بادشاہ کے ہمراہ تھے دونو بزرگون نے بادشاہ سے دریافت
کیا کہ سید عنایت اللہ بالاپوری کس لئے بلائے گئے۔ بادشاہ نے کہا کہ اوس
ضلع مین فساد برپا کیا تہا۔ خواجہ نے فرمایا اگرچہ مین سید مشارٌ الیہ سے نہین
ملا ہون لیکن اُنکی ہدایت و ارشاد کی شہرت عالمگیر ہے۔ اور اُن کے
اوصاف حمیدہ زبان زد صغیر و کبیر ہین۔ مین اُنکی ملاقات کا مشتاق ہون
آپنے بدون تحقیق مخالفین کے اغوا سے بیچارے سید کو تکلیف دی۔
خدا ایسا نکرے کہ آپکو کوئی صدمہ پہنچے۔ صاحبدل و کامل کا ستانا اچھا نہین

بادشاہ سنتے ہی گھبرایا اور ایک فرمان عذر خواہی و معافی مین لکھا کہ اگر آپ
راہ مین ہین تو وطن مالوفہ کو مراجعت کرین۔ اگر حضور مین تشریف لائیں تو
میں بھی ملاقات کا مشتاق ہون۔ چنانچہ فرمان مقام کالپی مین پہنچا۔ آپنے
مطالعہ کے بعد فرمایا دار الخلافہ نزدیک ہے بادشاہ و صاحبزادے کی
ملاقات کر کے عود کرونگا۔ بادشاہ نے آپکی پیشوائی کیلئے شیخ عبداللہ
و ابو الخیر جو بادشاہ کے اوستادزادے تھے بھیجا۔ آپ دار الخلافہ مین
پہنچے۔ بادشاہ نے بلایا۔ مغرب کی نماز کے وقت پہنچے اور نماز مین
شریک ہوئے۔ فرض و سنن کے بعد آپ گوشہ مین بیٹھے بادشاہ
نوافل کے بعد حضرت کے طرف متوجہ ہوا۔ حضرت تعظیم کے لئے اوٹھے
باہم سلام ہوا۔ پھر بادشاہ نے آپسے مصافحہ کیا۔ بادشاہ نے خجالت و
ندامت سے معذرت کی۔ اور کہا ہم کان رکھتے ہین اور آنکھ نہیں رکھتے ہیں
اسوجہ سے تکلیف دی گئی۔ العفو عند کرام الناس مقبول۔ امید وار ہوں کہ
آپ معاف فرمائیے۔ آپنے فرمایا کہ ہمکو شکر کرنا چاہیے شکایت نہین
چاہئے۔ چونکہ علمائے امتی کانبیاء بنی اسرائیل واقع ہے انبیاء
بنی اسرائیل نے لوگونکو ہدایت کی مگر آدمیون نے انکو ایذا اور تکلیف دی
اور وطن و گھر سے جلاوطن کیا۔ الحمد للہ کہ ہمکو و حق تعالیٰ نے اوس
مرتبہ کو پہنچایا۔ اور بموجب العلماء ورثۃ الانبیاء کا مصداق بنایا۔ بادشاہ

دیر تک آپ سے مکالمہ کرتا رہا۔ آخر آپنے رخصت چاہی۔ بادشاہ نے کہا
پھر کب ملاقات ہوگی آپنے فرمایا مین گوشہ نشین ہون کبھی خانقاہ سے باہر
نہین جاتا ہون۔ اگر تقدیر مین تحریک ثانی ہوگی تو جبراً دوبارہ ملاقات
ہوگی۔ والعلم عند اللہ۔ برخاست کے بعد بادشاہ نے حاضرین سے فرمایا
آپکے سر سے پیر تک حمیت اسلام و غیرت ایمان نمایان ہے۔ جن لوگون نے
آپکی نسبت خلاف واقعہ عرض کیا تمام کو خدمات سے تغیر کرکے یہان بلائے
دوسرے دن شیخ عبد اللہ و شیخ ابوالخیر آپکی خدمت مین آئے عرض کیا
بادشاہ نے ایکہزار روپیہ اور چند پارچے خلعت بھیجے ہین اور ایک فرمان
جاگیر معاش اور ایک حکم تمام ممالک محروسہ مین اس مضمون کا کہ حضرت
جو امر معروف فرمائین کسی کو خلاف کی مجال نہوگی۔ تیار کیا ہے۔ آپنے
فرمایا بادشاہ بیت المال کا امین ہے مالک نہین ہے۔ امین کو چاہیئے
کہ مال کو مصارف کے مواقع مین خرچ کرے مصارف فقرا و مستحقین ہین
فقیر ان دونون سے فارغ ہے جبتک مکان پر تھا۔ ہر روز روزی ملتی
تھی جب بادشاہ کی خدمت مین روانہ ہوا۔ تب سے احباب برار سے
اخراجات بھیجے جاتے ہین۔ چنانچہ مین نے کلہہ خادم سے دریافت کیا
اخراجات کے بعد کسقدر رقم باقی ہے معلوم ہوا کہ دوہزار موجود ہین پس
جو شخص دوہزار روپئے رکھتا ہو۔ وہ کیونکر بادشاہ سے بیت المال کا

روپیہ لیوے ۔ اور مسلمین کے حقوق تلف کرے ۔ آپ رقم واپس لیجائیے ۔ مواقع صرف مین خرچ کیجئے ۔ ثانیاً فقیر اوائل میں خلایق کو امر معروف ونہی منکر سے ہدایت کرتا تہا ظلم وبدعت سے مانع ہوتا تہا ۔ یہانتک کہ بادشاہ کی خدمت مین عرض ہوئی ۔ اب موافق سیرت نبوی جہاد اصغر سے جہاد اکبر کے طرف رجوع ہوتا ہون ۔ یعنے نفس کشی مین مشغول ہوتا ہون اب بادشاہ کو چاہیئے کہ ہدایت کے لئے محتسب مقرر کرے اور وہ حکم نامہ اوسکے حوالہ کرے اور گانون اُنکو جاگیر مین مرحمت فرمائے فقیر نے مدتون رزاق مطلق کی رزاقیت کا امتحان کیا ہے کبھی بھوکا نہین رہا اور یہ خلعت آپ لیجیے ۔ تاکہ اپکو ابنار جنس مین سرفرازی ہوجائے ۔ مجھہ کو اگر صاحبزادہ ایک ٹوپی عنایت کرینگے تو فخر کرون گا ۔

پھر بادشاہ نے مکرراً عرض کیا کہ ہماری سرکار سے کچھہ تو قبول فرمائیے آپنے نہین قبول کیا ۔ چند روز کے بعد مکان پر واپس آئے ۔ فوجدار وقائع نگار وقاضی خدمات سے معزول ہوکر حسب الطلب حضور مین روانہ ہوئے ۔ آپنے اونسے فرمایا کہ آپکا اور ہمارا معاملہ یوسف علیہ السلام اور اُنکے بہائیون کے معاملہ کے مشابہ ہے ۔ بہائیون نے یوسف کو ستایا مگر یوسف نے معاف کیا ۔ مین یوسف کے طرح آپکا قصور معاف کرتا ہون ۔ حضور مین اونکی رہائی وبحالی کی سفارش کی سب خدمتون پر

بحال ہوئے۔ اور معاف کئے گئے۔ جب تک زندہ رہے شرمندہ و پشیمان رہے۔ آپ صاحب خوارق عادات وکرامات تھے مولانا شمس الدین نے جو آپکے نبیرہ ہین عنایت الٰہی مین متعدد خوارق وفضائل لکھے ہین۔ ہم ازان جملہ اس کتاب مین چند نقول ہدیہ ناظرین کرتے ہین۔

نقل ہے

ایک وقت راجہ سیواجی مرہٹہ دکن و کوکن سے تاخت وتاراج کرتا ہوا برار مین آیا۔ تمام برار مین ہل چل واقع ہوئی۔ رفتہ رفتہ اوسکا گذر بالاپور مین ہوا آپنے اوسکے آنیسے پہلے تمام اثاث البیت وکتب وغیرہ کو مسجد کے صحن مین درخت کے نیچے فراہم کرکے رکھدیا۔ جب راجہ کی فوج آپکی خانقاہ مین داخل ہوئی اسباب کی جستجو کرنے لگے آپنے فرمایا کہ جستجو کی ضرورت نہین جو کچھہ فقیر کے پاس تہا وہ سب درخت کے سایہ مین جمع کیا ہوا ہے سپاہ نے سامان اوٹہانا شروع کیا۔ اور خانقاہ مین آپکا گھوڑہ بہی تہا۔ اوسکو بھی لیا۔ ایک خادم نے حسب الارشاد گھوڑے کا زین سامان زین و لگام بھی غنیم کے حوالہ کیا غنیم کی سپاہ آپکا یہ حال دیکھکر متعجب ہوئی جو کچھہ اسباب لیگئے تھے خوشی سے مسترد کیا۔ اور راجہ کی خدمت مین آپکا حال بیان کیا۔ راجہ خود خانقاہ مین آپکی خدمت مین آیا۔ اور ملازمت حاصل کی دیر تک مودب بیٹھا رہا۔ حضرت کی خانقاہ مین ایک انار کا

درخت تہا۔ اور وہ پہلو نسے جہکر ہا تہا۔ راجہ نے عرض کیا حضرت مجہہ کو تبرکاً اس درخت سے دو دانہ عنایت کیجیے۔ آپنے فرمایا کہ ہم نہین دینگے کیونکہ اگر ہم دینگے تو آپکے موئید ہون گے اور یہ گناہ عظیم ہے آپ تمام عالم کا اسباب و اموال غارت کرتے ہین یہ ایک چیز حقیر ہے خود لیجیے راجہ نے عرض کیا ہم یہان سے ایک رائی کا دانہ بھی نہین لینگے۔ اگر آپ دست مبارک سے عطا کرین تو عین مرحمت ہوگی۔ آپنے قبول نہین کیا راجہ رخصت ہوا۔ اور چند سپاہ کو خانقاہ کے دروازہ پر قائم کیا کہ فوج مین سے کوئی سپاہ آپکے طرف دست اندازی نکرے۔ پانچ روز تک راجہ کی فوج گذرتی رہی یہان سے برہانپور گیا اور اُسکو تاراج کیا۔

نقل ہے

کہ ایک روز سپاہی پراگندہ حال حضرت کی خدمت مین آیا۔ تنگدستی و بیکاری کی شکایت کی حضرت نے مریدین حاضرین سے ارشاد کیا کہ اس بیکس مفلس کے لئے فاتحہ خیر پڑہیے اور سبنے آمین کہی۔ دوسرے روز سپاہی کسی حاکم کے پاس ملازم ہوا۔ اور اوسی اثنا مین مرہٹہ نے حاکم پر چڑہائی کی حاکم نے مقابلہ کے لئے فوج بہیجی۔ سپاہی بھی فوج مین شریک تہا حاکم کی فوج کم تھی۔ مرہٹہ کی فوج زیادہ حاکم کی سپاہ مقابلہ سے عاجز ہوگئی مگر وہ سپاہی جو حضرت کا معتقد تہا گہوڑا آگے بڑہا کے مقابل ہوا۔ اور

مخالف کی سپاہ سے کہا اگر آپ مجھکو قتل کرینگے تو زیادہ فائدہ نہو گا۔ اور اگر مقابلہ سے گریز کرینگے تو مجھہ کو بہت فائدہ حاصل ہو گا۔ کیونکہ مین ایک غریب مصیبت زدہ کلہہ حاکم کے پاس نوکر ہوا ہون آپکے گریز مین میری شجاعت و بہادری ثابت ہو گی مین خدمت و انعام سے سرفراز ہونگا۔ مرہٹہ کے دلپر مسافر کی تقریر اور حضرت کی توجہ اسطرح موثر ہوئی کہ مقابلہ سے باز آئے سپاہی جوانمرد آقا کے پاس آیا اور عرض کیا کہ کوئی حملہ مین میرا شریک نہین ہوا صرف مین نے اپنی ذات سے مرہٹہ کو شکست دی میرے حال پر عنایات الٰہی شامل تھی کہ مین غالب ہوا۔ اور مرہٹہ مغلوب۔ آقا و سپاہ نے اُسکی ہمت و دلاوری کی تعریف کی انعام و اکرام سے سرفراز فرمایا مدۃ العمر حضرت کا معتقد رہا۔ تحائف و ہدایات خدمتمین بھیجتا تھا۔ ۞ ۞ ۞

نقل ہے

مولوی شمس الدین نے عنایت الٰہی مین نقل کی کہ ایک روز میرے والد ماجد مولوی منیب اللہ صاحب نے حضرت جد امجد سے ایلچپور جانیکی رخصت طلب کی حضرت نے جامہ مبارک عطا کرکے والد ماجد کو مع عیال و اطفال روانہ کیا اور ہم سب کو حفظ الٰہی کے تفویض فرمایا۔ والد ماجد مع عیال ایک منزل گئے اور رہزنون کے خوف سے پھر مراجعت کی حضرت غضبناک ہوئے اور فرمایا کہ مین نے تمکو خدا کے سپرد کیا اور اپنا جامہ دیا۔ آپنے خدا کی حفاظت

نہ میرے جامہ پر کچھہ اعتقاد و اعتماد کیا۔ رہزنون کے خوف سے چلے آئے آپکا سفر سیر الی اللہ و سیر فی اللہ ہے۔ دزدان و قطاع الطریق آپ پسے کیونکر فساد کرینگے۔ والد ماجد اوسی وقت روانہ ہوئے۔ راہ مین اکثر مفسدین ملے۔ مگر کسی نے آپ کو نہین ستایا۔ نہ لوٹا صحیح و سالم ایلچپور مین پہنچے۔ آپ متوکل علی اللہ تھے۔ کسی دنیادار و صاحبدل سے سائل نہین ہوتے تھے۔ خانقاہ و مسجد مین بسر کرتے تھے۔ عمارت و محل سے نفرت تھی ایکوقت نواب ایرجان بن عبد الرحیم خانخانان صوبہ برار نے آپکی خدمت مین عرض کیا کہ اگر حکم ہو تو خانقاہ و باغات و عمارات پختہ تعمیر کرائے جائین آپنے انکار کیا۔ ہر چند کہ نواب نے اصرار کیا۔ مگر آپنے قبول نہین فرمایا خادمین و مریدین نے عرض کیا کہ نواب التجا کرتا ہے اور آپ کیون قبول نہین فرماتے۔ آپنے فرمایا عمارات کے شروع ہوتے ہی مجھکو ضرور احتیاج ہوگی کہ مین مکانات و باغات کے متعلقہ اخراجات کے لئے نواب سے التجا کرون اب جو عزت حاصل ہے ذلت سے متبدل ہوگی۔ سب خادمین آپکا جواب سنکر خاموش ہوئے اور اسیطرح نواب نیکنام خان نے حضرت شیخ مظفر برہانپوری کی خدمت مین عرض کی کہ حضرت شاہ عنایت اللہ علایق و خلایق سے منقطع ہین اگر شاہصاحب یقیناً بالاپور مین تشریف رکھین اور کہین کا ارادہ نکرین تو مین شاہصاحب کیلئے عمارت عالی تعمیر کرتا ہون ایسا نہو کہ مین ایک رقم کثیر صرف کرون اور شاہصاحب

کسی دوسرے مقام مین چلے جائین شیخ نے آپسے ذکر کیا۔ آپنے فرمایا کہ مجھ
اس عمارت سے کیا حاصل ہوگا کہ مین حبس کا وعدہ کرون اور اس قفس مین
گرفتار ہون۔ علاوہ این فقیر کو بدون وعدہ حبس بھی عمارت منظور نہین۔ آپ متقی و
محتاط تھے عبادت و طہارت مین بڑی احتیاط فرماتے تھے۔ فقیہہ و عالم تھے
امامت خود ہی فرماتے تھے۔ ہان اگر کوئی فقیہہ عالم وارد ہوتا تھا تو اوس کا
اقتدا کرتے تھے۔ اور آپ تارک الصلوۃ سے نہایت نفرت کرتے تھے اگر
کوئی تارک الصلوۃ آپکے ظرف مین کہانا استعمال کرتا تو اوسکو سات مرتبہ دہولاتے
اور فرماتے کہ تارک الصلوۃ کی آلایش کُتّے سے بدتر ہے۔ اور کسی امیر کے گھر کا
کہانا نہین کھاتے تھے۔ اگر کہین سے تورہ و حصہ آتا تو کُتّون و بہڑون کو
تقسیم کردیتے تھے۔ خانقاہ کے فقرا اور اہل بیت کو بھی مشکوک طعام سے
روکتے تھے اور کہتے تھے۔ ہرچہ بر خود نہ پسندی بہ دیگرے مپسند۔ آپ
خوش تقریر و خوش بیان تھے۔ وعظ نہایت خوبی کے ساتھہ بیان فرماتے تھے
آپکا کلام سامعین کے قلوب پر جادو کی طرح اثر کرتا تہا۔ آپ جب محبت آلہی و دنیا کی
نفرت کے نسبت فرماتے تب سامعین کی وہ حالت ہوتی تھی کہ مال و دولت کو
تصدق کرکے صحرا نوردی اختیار کرین اور موت اور آخرت کا احوال اسطرح ادا
کرتے تھے کہ گویا قیامت کا عالم مجسّم نظر آتا ہے۔ اور وعظ مین آپکی ہیبت و
عظمت اسقدر ہوتی تھی کہ کوئی اہل مجلس لب نہین ہلا سکتا تہا۔ عالم سکوت مین

رہتا تہا۔ اگر کوئی کسی سے بات کرتا تو آپ فرماتے کیہان اگر آپ استفادہ کیلئے آئے ہین تو بفائدہ باہم کیون مکالمہ کرتے ہین ۔ اگر قصہ خوانی مطلوب ہو تو کہین اور جائیے

آپکا حلیہ

آفتابی چہرہ شگفتہ جبین ۔ ریش مبارک دراز و سفید ۔ بلند قد نحیف الجسم۔ لباس دوامی قمیص و کلاہ و دستار آپ کبھی جامہ بھی پہنتے تھے۔ صاحب فضائل و کمالات و خوارق عادات و کرامات تھے متوکل و متدین صوم و صلوٰۃ کے پابند مدۃ العمر آپکی نماز جماعت کے ساتھ ادا ہوئی۔ آپکی نماز و السین بھی قضا نہین ہوئی آخر وقت مین بھی ادا کی اوسکی یہ صورت ہوئی کہ آپ آخر مرض الموت اور دم والسین مین حس و حرکت نہین کر سکتے تھے اور تیمم کی بھی قدرت نہین رکھتے تھے اسوقت آپنے اپنے فرزند منیب اللہ کو اشارہ کیا کہ مرا تیمم کرد. مولانا منیب اللہ نے تیمم کرایا۔ پہر آپنے بستر کو قبلہ کیجانب کیا اور اشارہ سے نماز ادا کی بشرع کے اوامر و نواہی مین کسی کی رعایت نہین کرتے تھے ۔ ایک فاضل جلیل القدر کی خدمتمین آپ مستفید ہوتے تھے۔ حضرت اوستاد کی موچھیان بڑہی ہوئی تھین آپنے حضرت کے سامنے آئینہ پیش کیا حضرت سمجھہ گئے ۔ فرمایا کہ حجام کے آنیکے بعد قطع کرونگا۔ آپنے فرمایا کہ میرے قلمدان مین مقراض ہے۔ اگر فرمائین تو مین اس خدمت کو ادا کرتا ہون شاید حجام کے آنے تک زندگی باقی رہے نہ رہے استاد راضی ہوئے اور آپنے استاد کی موچھیان قطع کین

آپکی وفات

جب آپ مرض موت مین مبتلا ہوئے۔ آپنے اہل بیت کو بلایا سب کو نصایح و صایا
سے سرفراز فرمایا۔ زوجات و بیگمات سے فرمایا ہمیشہ مکانمین رہو۔ گھر سے باہر قدم
نہ نکالو اور سنت نبوی کے تابع رہنا چاہئے۔ اور شرع کا کوئی امر فرو گذاشت نہین
کرنا اور فرزندونسے فرمایا کہ مسند و سجادہ زمینداری و وطن داری کے طرح نہین سمجھنا
چاہئے۔ دنیا طلبی و شکم پروری کے لئے دنیا مین بیشمار اسباب و وسائل ہین جبتک
ہدایت و ارشاد کی لیاقت نہو مسند پر جلوس نکرین۔ مین نے جو کچھ مدۃ العمر مین سکھلایا ہے
اوسمیں محنت و ریاضت کرو۔ اسوقت مسند کے لائق ہونگے۔ اور میری رحلت کے
بعد بلا تعین تاریخ ور وز طعام پکا کے نمازیونکو کھلانا۔ نصایح و وصایا کے بعد حاضرین سے
کہا کہ آہستہ آہستہ قرآن شریف پڑہو۔ جب الارشاد سورہ یٰسین و سورہ ملک پڑہنا
شروع کئے تھوڑی دیر کے بعد معلوم ہوا کہ آپ بہشت برین روانہ ہوئے۔ اِنَّا
لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن۔ آپنے مرنیسے اول قبر تیار کرلی تھی۔ اوسمین مدفون ہوئے
یہ واقعہ بروز پنجشنبہ ۲۵ تاریخ صفر ۱۱۱۷ھ گیارہ سو سترہ ہجری مین ہوا۔ فقرہ شمع بہشت سے
رحلت کی تاریخ برآمد ہوتی ہے۔ مدفن بالاپور برار ہے۔ جناب میر غلام علی
آزاد بلگرامی نے آپ کی رحلت کی تاریخ لکھی۔

قبلۂ اولیا امام ہدیٰ	آفتاب سپہر فضل و کرم
ثانی نقشبند فخر زمان	بضعۂ سید بنی آدم

نامِ پاکش عنایت اللہ است	ذاتِ پاکش بیرون زِ وصفِ قلم
جدِ اعلائی اوز شہرِ خجند	سوئے ہند آمد و فشرد قدم
بعد ازاں در مقامِ بالاپور	آمد آں مرشدِ منوبِ امم
گفت تاریخِ رحلتش ہاتف	قطبِ اقطاب رفتہ زیں عالم

ایضاً

آں زبدہ عزتِ پیمبر	آں ثانیٔ نقشبند آگاہ
تاریخِ وصالِ او خرد گفت	در وسطِ ارم عنایت اللہ

آپکی اولاد

مولوی محب اللہ ۔ مولوی منیب اللہ ۔ مولوی مبین اللہ

آپکے چار خلفا کمل تھے

شاہ محمد صادق المتوفی ۱۱۲۴ھ ہجری ۔ حافظ محمد عالم المتوفی سنہ ہجری
طالم خان منصدار متوفی سنہ ہجری بزرگی حضرت محمد واصل ساکن روہ تاجراسپان
المتوفی سنہ ہجری ۔ اور آپکی تالیفات سے غنایات الواصلین فی النوافل والادعیہ ہے

شاہ علی اکبر پشاوری وطناً برہانپوری مرقداً

شاہ علی اکبر ۔ آپکا اصلی وطن پشاور ہے آپ شاہ دوست محمد نقشبندی کے
خلیفہ و مرید تھے ۔ شہر وزیر آباد میں سکونت پذیر تھے ۔ آپنے والد کی
وفات کے بعد گھر کا تمام اسباب فقرا پر تقسیم کرکے درویشی اختیار کی عدۃ العجم

کبھی شکم سیر نہین کھاتے تھے۔ اور اپنی اوقات کو ہمیشہ یاد خدا مین صرف کرتے تھے۔ خوش سیرت و نیک صورت تھے۔ عالی ہمت صاحب کمال تھے۔ آپ کی ملاقات امیر و فقیر کو آسانی سے حاصل ہوتی تھی۔ آپ اسباب دنیوی سے ہرگز محبت نہین رکھتے تھے۔ شرع کے احکام پر مستحکم سنت نبوی پر ثابت قدم تصوف و تعرف مین راسخ دم تھے۔ اگر کسی کو خلاف پاتے منع کرتے اور لعنت و ملامت بھی فرماتے تھے۔ نماز پنجگانہ جماعت سے ادا کرتے تھے۔ صائم الدہر قائم اللیل تھے۔ بموجب سنت نبوی چار بیویان منکوحہ تہین۔ سفر و حضر مین زوجات بھی ہمراہ رہتی تہین۔ جہاندار شاہ بادشاہ آپکا مرید تہا۔ اور امرا کرام بھی معتقد تھے۔ ناصر جنگ شہید بھی آپکی بیعت سے مشرف ہوئے تھے۔ قانع و صابر تھے دنیوی جاہ و حشمت سے متنفر تھے۔ مدۃ العمر چاندی و سونے کو ہاتھ نہین لگایا اگر کوئی زر و نقرہ نذر دیتا تو رومال یا آستین پر لیتے تھے۔ حریص و آرام طلب نہین تھے۔ لذیذ طعام نہین کھاتے تھے۔ عمدہ لباس نہین پہنتے تھے۔ نواب آصفجاہ مرحوم کی دعوت مین عام مشایخ جمع تھے اور آپ بھی مدعو تھے۔ انواع انواع کے کھانے کہائے تھے آپنے اپنی رکابی مین ایک صراحی پانی ڈالکر چند لقمے کھائے۔ فی الفور اوٹھ کھڑے ہوئے۔

نقل ہے

ایکروز حضور آصفجاہ ثانی کی ملاقات کو گئے۔ نوابصاحب نے رخصت کے وقت

پاندان نقری پیش کیا۔ آپنے پاندان کو ہاتھہ مین لیا اوسکو پتھر سے ریزہ ریزہ
کردیا۔ اور فرمایا نقرئی ظروف مین کہانا حرام ہے۔ آپ ہمیشہ پانی گرم کرتے تھے
آخر شب اوٹھکر خادمین کو ہشیار کرتے اور فرماتے جسے غسل کی ضرورت ہو غسل کرو
گرم پانی حاضر ہے۔ تاکہ نماز قضا نہو جاے۔ مرض الموت مین بہت ہی ناتوان
و لاغر ہو گئے تھے اوٹھنے بیٹھنے کی طاقت نہ رہی اوسوقت خادمونسے کہا کہ
میرا پلنگ جماعت کے برابر رکھو تاکہ جماعت ہاتھ سے نہ جاے نماز اشارہ سے
ادا کرتے تھے۔ رحلت تک آپکی نماز فوت نہوئی۔ حالت بیماری مین جب آپ
لاہور مین پہنچے۔ خادمون سے کہا اگر یہان میری وفات ہو تو مجھکو صندوق مین
بند کرکے برہانپور خاندیس مین روانہ کرین اور وہان دفن کرین آپکی وفات
۵۔ ربیع الاول ۱۱۵۲ھ گیارہ سو باون ہجری مین شہر لاہور مین واقع ہوئی۔
حسب وصیت خدام نعش مبارک کو صندوق مین بند کرکے برہانپور مین لاۓ اور دفن کئے

قاضی عسکری

آپکا اصلی نام سید احمد۔ قاضی عسکر عرف ہے۔ آپ عالم فاضل و فقیہہ کامل
تھے۔ ابراہیم عادل شاہ کے عہد مین لشکر مین منصب قضا پر مامور تھے۔ متقی و
دیانت دار تھے۔ خدمت مفوضہ کو دیانت داری سے ادا کرتے تھے
شرعی حدود مین کسیکی رعایت نہین فرماتے تھے۔ آپ خطاط بھی تھے
خط نسخ نہایت عمدہ لکہتے تھے۔ فقیر مولف کے پاس آپکے ہاتھ کی لکھی ہوئی

شمائل ترمذی و ہدایت النحو موجود تھین۔ افسوس کہ دونو نسخے موسی ندی کی طغیانی مین
تلف ہوئے۔ آخر آپنے ۱۰۹۵ھ ایکہزار پچانوے ہجری مین رحلت کی
اندرون شہر پناہ بیجاپور مدفون ہین۔ یزار و یتبرک بہ ٭ ٭

شیخ عبداللہ شطاری

شیخ عبداللہ نام۔ شطاری المشرب تھے۔ آپکی نسب کا سلسلہ حضرت
شیخ شہاب الدین سہروردی سے منتہی ہوتا ہے۔ آپ شیخ محمد عاشق کے مرید و
خلیفہ تھے اور نجم الدین کبری سے بھی مستفید ہوئے ہین۔ آپکو مرشد نے
اجازت دی کہ خلائق کو ہدایت و تلقین کرین اور رخصت کے وقت وصیت کی
جو تجھکو ولی کامل و صاحبدل ملے اوس سے سوال کر جو نعمت آپکے پاس ہو
دیجیئے اور نہین تو ہم سے لیجئے۔ اور ہدایت و تلقین مین دریغ نہین کرنا
چاہیے اور دوسری وصیت یہ کی کہ ہر ایک مقام مین معرفت الٰہی کا نقارہ
بجانا چاہیے آپ رخصت ہوئے اور پیر کی وصیت کے موافق جس شہر و
قصبہ مین جاتے تھے معرفت کا نقارہ بجواتے تھے۔ اور اعلان فرماتے
تھے جو کوئی طالب [illegible]ے پاس آئے مین اوسکو خدا کا راستہ
بتلاتا ہون۔ جب کوئی طالب آپکے پاس آتا تب اوسکو امتحاناً نان و قلیہ عطا
فرماتے اگر دونون کو کھا لیتا تو تلقین کرتے اگر روٹی یا قلیہ باقی چھوڑتا تو
اوسکو ریاضت کی ہدایت فرماتے اور اوراد و ظائف بتلاتے معلوم نہین